قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کُلُّھَا شَافٍ کَافٍ

مسند حافظ ابو یعلیٰؒ

بے شک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے ـــــ ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

بمنّہٖ تعالیٰ

جلد اوّل

اصول سبعہ قراآت متواترہ بطرق تیسیر و شاطبیہ مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

# شرح سبعہ قراآت

۱۳۴۷ھ

بمع اضافہ شجرہ قراآت سبعہ

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ

ادارہ اسلامیات

لاہور ـــــ کراچی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کُلُّهَا شَافٍ کَافٍ

مُسند حافظ ابو یعلیٰؒ

بے شک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے — ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

بمنّہٖ تعالیٰ

## جلد اوّل

اصول سبعہ قراآت متواترہ بطرق تیسیر و شاطبیہ مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

# شرح سبعہ قراآت

۱۳۴۷ھ

بمعہ اضافہ شجرہ قراآت سبعہ

— مؤلفہ —


شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ



ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور — فون ۷۲۳۲۱۲، فیکس ۹۲-۴۲-۷۲۴۳۵۸۵

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان — فون ۷۲۲۳۹۹۱ - ۷۲۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۲۲۴۲۰۱

نام کتاب ——— شرح سبعہ قرأت
طباعت ——— جون ۱۹۹۵ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
باہتمام ——— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ——— ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ — دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۶۳۲۴۴۱۲، ۶۳۲۴۲۸۵ فیکس ۶۳۲۴۲۸۵-۴۲-۹۲

★ — ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون — ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ — موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۲۲۴۰۱

ملنے کے پتے
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
دار الاشاعت اردو بازار کراچی ۱
مکتبہ دار العلوم جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دار العلوم کورنگی کراچی ۱۴
بیت القرآن اردو بازار۔ کراچی ۱

# فہرست شرح سبعہ قراءت (جلد اوّل)

# تعارف

## حضرت شیخ الشیوخ مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی اموی قرشی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مؤلفؒ قرآنی علوم کے مرکز پانی پت میں ۲۴ر ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۹ر نومبر ۱۸۷۸ شمسی کو پیر کے روز ایک نہایت معروف باعزت متموّل گھرانہ میں پیدا ہُوئے جسے اللہ تعالیٰ نے نجابتِ نسب وجاہتِ مرتبت کے علاوہ سیادتِ دینی اور روحانی سے بھی مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب پندرہ (۱۵) واسطوں سے قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد المعروف بہ مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء عثمانی، چشتی صابری سے، پچیس (۲۵) واسطوں سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن گازرونی ثم پانی پتی سے اور پینتیس (۳۵) واسطوں سے امیر المؤمنین ذوالنورین جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم سے مل جاتا ہے۔

آپ کے والد الحاج مفتاح الاسلام عمر رسیدہ اور صاحب بیعت و سلسلہ بزرگ تھے۔ انھوں نے پانچ بار حج کیا اور ہر مرتبہ چھ چھ مہینے یا اس سے زیادہ مجاور حرمین شریفین رہے۔ اس کے علاوہ نجف اشرف، کربلاءِ معلّٰی، کاظمین، سامرہ اور بغداد شریف میں زائد از دو سال معتکف رہے۔ برصغیر کے مزارات پر سب جگہ چلے گئے۔ بالخصوص خواجگانِ اجمیر، دہلی، پاکپٹن اور پیرانِ کلیر کے مزارات پر بار بار حاضر ہوتے اور زیادہ سے زیادہ قیام کرتے۔ اکثر روزہ رکھتے اور رات کا آخر حصہ اشغال و اوراد میں گزارتے۔

آپ کے دادا مولوی حافظ بدرالاسلام جید حافظ اور مجوّد تھے۔ انہوں نے شیخ الشیوخ قاری مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ، قاری عبیداللہ عرف قاری لالا رحؒ اور قاری قادر بخش رحؒ سے تجوید اخذ کی تھی اور مولانا قاری کرم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سبعہ قرأت سماعاً اخذ کیں۔ حافظ صاحب موصوف نے انگریزی حکومت میں کلکٹر کے عہدے تک ترقی کی اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد جب آپ انبالہ میں متعین تھے، آپ نے حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحؒ عثمانی اور بعض دیگر سرکردہ علماءِ اسلام کو جن کی گرفتاری کے احکام بغاوت کے جُرم میں جاری ہو چکے تھے، دریائے ستلج کے راستہ کراچی اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچا دیا اور ان خطرات کی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی جو اس پُرآشوب دور اور اس عرصۂ دار و گیر میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو انگریزی حکومت کی انتقامانہ کارروائیوں سے پیش آ سکتے تھے۔

حضرت مؤلفؒ کے والد کی درویشانہ زندگی کے سبب آپ کی پرورش آپ کی ننھیال میں ہوئی جہاں آپ کی والدہ محترمہ زیادہ تر قیام فرماتی تھیں۔ آپ کے نانا مولوی حافظ اکرام اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم اور عابد بزرگ تھے۔ اُن کی تعلیم و تربیت اُن کے دادا مولانا برکت اللہ نے کی تھی جو بڑے زبردست عالم اور شیخِ وقت تھے۔ مولانا اکرام اللہ رحؒ علم تجوید میں قاری مصلح الدینؒ اور قاری لالا رحؒ کے، فقہ اور دیگر علوم میں اپنے دادا بزرگوار کے، معقولات میں حضرت مولانا مملوک علیؒ کے اور حدیث میں حضرت شاہ محمد اسحٰق رحؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث انصاری رحؒ پانی پتی کے ساتھ پانی پت میں علومِ دینیہ کا مرجع و محور تھے۔ اس ماحول میں اور ان بزرگوں کے زیرِ سایہ حضرت مؤلف رحؒ کی جیسی کچھ تربیت اور آپ کی تعلیم میں

جیسی کچھ احتیاط اور کوشش ہوئی ہوگی ظاہر ہے۔

پانی پت محمود غزنوی کے دور ہی سے فقرار وصوفیاء کا مسکن بن گیا تھا۔ تیرھویں صدی ہجری میں جب غدر نے دہلی کو اجاڑ دیا تو پانی پت علومِ دین بالخصوص علمِ تجوید وقرآت کا مرکز بن گیا۔ بارہویں صدی میں حضرت قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتی نے مدینہ طیبہ میں شیخ القراء قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید وقرآت کی تکمیل فرماکر اپنے وطن پانی پت میں مدنی قرآت کی بنیاد از سرِ نو رکھی۔ آپ سے آپ کے فرزند قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ، قاری قادر بخش انصاری، قاری محمدی انصاری، قاری احمدی انصاری، حافظ شمس الاسلام عثمانی مولانا حافظ اکرام اللہ انصاری رحمہم اللہ اجمعین اور متعدد دیگر حفاظ وقراء نے کسب فیض فرمایا۔

حضرت مؤلفؒ نے تمام قرآن بروایتِ حفص سبقاً سبقاً اور حرفاً حرفاً اپنے شیخ حافظ قرآت مجوّد عصر قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ حنفی نقشبندی توکلیؒ سے پڑھا اور اتنی مرتبہ سنایا جو شمار نہیں ہو سکتا۔ نیز آخری منزل کی معہ مفردات مشق کی۔ پھر آپ نے تمام قرآن بروایتِ مذکور اپنے عم بزرگوار حافظ محمد یعقوبؒ بن حافظ شمس الاسلام عثمانیؒ کو پے در پے کئی سال تک سنایا۔ پھر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ شمسی) میں تمام قرآن بروایت مذکور حضرت شیخ الشیوخ سراجِ علماء، مقتدارِ فضلاء مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث انصاری قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا اور جناب ممدوح نے سورۃ قارعہ سے اپنی زبان مبارک سے کہلوایا۔

حضرت محدثؒ حضرت رئیس المحدثین شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ رشید اور خلیفۂ مجاز تھے۔

علماء وفضلاء وصلحاء کے نزدیک حضرت محدث کے علوّ مرتبت کا اندازہ

اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ شیوخ دیوبند نے جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ بھی شامل ہیں آپ کو احادیث سُنا کر آپ سے تبرّکاً تدریسِ حدیث کی اجازت لی تھی۔ نیز حکیم الامت مجدّد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف آپ سے تبرّکاً سند حاصل کرنے کے لئے کانپور تک کا سفر فرمایا اور کانپور سٹیشن پر جہاں سے آپ دورانِ سفر گزر رہے تھے چہل حدیث حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو سُنا کر آپ سے تبرّکاً سند و اجازت حاصل کی۔ حضرت محدّثؒ نہ صرف علم و فضل میں یکتا اور فنونِ تجوید و قرآت میں بے عدیل و بے مثیل تھے بلکہ آپ ولیٔ کامل اور صاحبِ علم و عرفان و تصرّف بزرگ تھے۔ آپ کا مثل اور ثانی پھر پانی پت میں پیدا نہیں ہُوا۔

حضرت مؤلف کے شیخ قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام قرآن سبقاً سبقاً شیخ القرار قاری نجیب اللہ بن شیخ سعد اللہ عثمانی سے پڑھا اور تجوید اخذ کی۔ پھر شیخ القرار قاری کبیر الدین اور حضرت مولانا محدّث رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو سنایا اور مشق کی۔ مولانا محدّث نے پہلے اپنے والد ماجد مولانا قاری محمدی بن خواجہ خدا بخش انصاری قادری سے پڑھا۔ پھر اپنے بڑے چچا قاری قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ اور فخرِ پانی پت شیخ القرار امام المجوّدین قاری عبید اللہ عرف قادی لالہ ابن قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی سے اخذ کیا۔ ان تینوں حضرات نے شیخ القرار قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتیؒ سے پڑھا اور آپ نے مدینۃ النبی کے شیخ الشیوخ حضرت قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے کسبِ فیض و فضل فرمایا۔

حضرت مؤلفؒ نے اپنے شیخ قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ موصوف سے ۱۳۱۵ھ میں روایتِ قالون پڑھی اور پھر بعض دیگر روایاتؔ سُنا کر ۱۳۲۱ھ میں تمام

قرآن سبعہ مکررہ متواترہ جمعاً پڑھا اور ۱۳۲۵ھ میں دوبارہ تمام قرآن سبعہ معہ تیسر د شاطبیہ و دیگر کتب متداولہ حضرت ممدوحؒ کو سنایا۔ نیز آپ نے تمام قرآنِ سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدۂ جمع الجمع معہ شاطبیہ اسی سال مولانا قاری جناب عبدالسلامؒ سے پڑھا جو حضرت محدّث کے فرزند اور فیض یافتہ تھے۔

حضرت شیخ القراء قاری عبدالرحمٰن اعمیٰؒ نے ۱۲۹۵ھ میں اور مولانا قاری عبدالسلام موصوف نے ۱۳۰۹ھ میں تمام قرآن بقاعدہ مذکورہ معہ کتب قرأۃ شیخ القراء امام الفضلاء مولانا قاری عبدالرحمٰن محدّث انصاری سے پڑھا تھا۔

حضرت محدّث رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جستہ جستہ مقامات سے قرأت اپنے والدِ ماجدؒ سے سنیں۔ پھر ۱۲۴۸ھ میں تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ معہ کتب قرأۃ شیخِ وقت مولانا سید امام الدین امروہوی، نقشبندی، مجدّدی، مظہریؒ سے پڑھا اور حضرت مولانا امروہوی موصوفؒ نے تمام قرآن شیخ القراء مولانا قاری محمد عرف مولانا کرم اللہ دہلوی سے پڑھا۔

(حضرت مولفؒ کا مرتب کردہ شجرۂ سبعہ قرارت جو سنداتِ قرارت پر ایک نادر دستاویز ہے اس کتاب کے ساتھ شامل ہے)

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و ں کا حصر و شمار ممکن نہیں۔ ہجری تقویم کے مطابق قیامِ پاکستان کے وقت آپ کی عمر تقریباً اکہتر سال تھی۔ (ولادت ۱۲۹۵ھ، قیامِ پاکستان ۱۳۶۶ھ) تحصیلِ علم کے بعد تمام عمر تدریس و تصنیف اور قومی خدمات میں گزری۔ متموّل دینی گھرانہ سے تعلّق تھا شغل روزگار کی طرف سے بفضلِ خداوندی بے فکری تھی اس لئے اکثر وقت تدریس و تصنیف میں صَرف ہوتا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد سے ظہر تک اور بعض اوقات عصر سے مغرب تک بھی طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ برصغیر کے علاوہ افغانستان، وسطِ ایشیا

اور مشرقِ بعید تک سے طالبانِ علم قرآن چلے آتے تھے۔ آپ کسی درجے کے طالب علم کو بھی انکار نہ فرماتے تھے۔ لہٰذا مبتدیوں سے لے کر قراءت سبعہ کے طالبین و ماہرین سب کی تدریس ضبط اوقات کے ساتھ ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالےٰ ہی علیم ہے کہ ان سے اکتساب علم وفن کرنے والے کہاں اس شمع علم کے نور کو پھیلا رہے ہیں۔

راقم کو حتمی طور پر اس سلسلہ کی جس کڑی کا علم ہے وہ حضرت قاری فتح محمد صاحب اعمیٰ پانی پتی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے چلتی ہے۔ احقر کو ان ممدوح سے خصوصی تعلق بھی رہا ہے۔ بچپن میں ان کی گود میں کھیلا تھا اور جوانی سے کہولت تک ان سے ملاقات کی سعادت پاکستان میں بھی اور مدینۃ النبیؐ میں بھی حاصل رہی۔ ان سے آخری ملاقاتیں ان کی وفات سے چند روز پہلے تک مسجد نبوی شریف میں اور ان کی قیام گاہ پر نصیب ہوئیں۔

اب قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے شاگرد پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں کے علاوہ مدینہ منورہ میں اس فیض کو پھیلا رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ آمین!

اس مبارک سلسلہ کو بطور شجرہ یوں پیش کیا جاسکتا ہے:۔

(نقشہ شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

شیخ الشیوخ حضرت قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

↓

شیخ الشیوخ حضرت قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتی رح (م ۱۲۲۵ھ)

↓

- قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ رح (م ۱۲۶۰ھ)
- قاری قادر بخش رح (مولود ۱۱۹۱ھ)
- قاری محمدی رح (م ۱۲۴۰ھ)
  - قاری عبد اللہ
  - حضرت شیخ مولانا قاری عبد الرحمن محدث رح (م ۱۳۱۴ھ)
    - قاری عبد السلام انصاری رح
    - قاری عبد السلام عباسی رح (م ۱۳۴۶ھ)
      - قاری مشتاق احمد خاں صاحب رح
    - حضرت قاری عبد الرحمن اعمیٰ (موصوف بہ شیخ القرآن ثانی)
      - قاری سید قیام الدین صاحب رح
      - قاری عبد العلیم انصاری
      - حضرت قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی رح (م ۱۳۷۲ھ)
        - قاری شیر محمد خاں رح (م ۱۳۴۷ھ)
          - حافظ بشیر احمد خاں صاحب شروانی رح
        - حضرت قاری فتح محمد اعمیٰ رح (م ۱۴۰۷ھ)
          - مفتی عبد الشکور ترمذی
          - قاری عبد الرحیم چنیوٹی
          - حضرت قاری رحیم بخش رح (م ۱۴۰۲ھ)
            - قاری عبد اللہ
            - قاری عبید اللہ (جوانمرگ)
            - حضرت قاری محمد طاہر الرحیمی ملتانی ثم المدنی (مُبیّض و مُسوِّد جلد دوم شرح سبعہ قرات)
            - قاری اہل اللہ
            - قاری نصر اللہ
            - وغیرہم
          - قاری ارشاد احمد گنگوہی
          - وغیرہم
        - مولانا عبد الشکور ترمذی رح
        - وغیرہم
      - وغیرہم
    - وغیرہم
- حافظ شمس الاسلام عثمانی رح (م ۱۲۸۷ھ)
  - حافظ محمد یعقوب عثمانی رح
- وغیرہم

(ماخوذ از شجرۂ سبعہ قرات اور سوانح فتحیہ)

٭

حضرت مؤلف کا تصنیفی اور تالیفی ورثہ بھی نہایت دقیع و اہم ہے۔ آپ کی سب سے مہتم بالشان طبع زاد تصنیف شرح سبعہ قراءت ہے جس کی جلد اول حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں شائع فرمادی تھی۔ اب دوسری جلد کی تبییض وتسوید کی سعادت حضرت قاری فتح محمدؒ اور حضرت رحیم بخشؒ کے حوالہ سے حضرت قاری محمد طاہر الرحیمی مدنی مدفیضہٗ کو حاصل ہوئی، جن کی جان سوزی کے سبب اس مسودہ نے جوان کا بھی روحانی ورثہ ہے، گویا حیاتِ نو حاصل کی۔

دوسرا ایک نہایت نادر اور جامع و مختصر رسالہ شجرۂ سبعہ قراءت کئی سال کی تحقیق اور محنت شاقہ کے بعد مرتب فرمایا جس میں قرآت سبعہ کی سندات متصلاً حضرت ختم المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک درج ہیں۔ خود حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی سند تینتیس ۳۳ واسطوں سے سرورِ دو عالم فخر بنی آدم حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ آپ یہ رسالہ بطور سند تکمیل قراءتِ سبعہ کے بعد اپنے مستحق تلامیذ کو عطا فرماتے تھے۔

عربی زبان کے "طبقات القراء" کی طرز پر اردو زبان میں خدام اللہ کے حالات میں ایک مبسوط تصنیف مرتب فرمانے کا ارادہ تھا اور ایک اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت کچھ کام کر چکے تھے۔ لیکن اس مجوزہ تالیف کے صرف اس حصہ کا ایک نامکمل مسودہ احقر کو بالکل حسن اتفاق سے مل گیا جس میں بزرگانِ پانی پت کے حالات غالباً یادداشتوں کے طور پر جمع فرما رہے تھے۔ احقر نے کسی قدر تسوید و تفصیل کے ساتھ ان یادداشتوں کو سید عبدالعلیم کے پوتے سید فیصل سلیم کے ذریعہ علیم سنز سے "پانی پت کے قاری" کے عنوان سے محض تبرعاً و تبرکاً شائع کرا دیا ہے۔

قرآن کریم کو تجارتی اغراض سے شائع کرنے والے مطابع کی سہل انگاری کے سبب برِّصغیر میں شائع ہونے والے نسخوں میں قواعد رسمِ عثمانی کے لحاظ سے ان گنت لغزشیں در کر آئی تھیں۔ سات آٹھ سال کی طویل محنت سے آپ نے ایک نُسخہ کی تصحیح فرمائی اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استصواب اور اجازت کے بعد یہ نسخہ بغرض طباعت بلامعاوضہ مطبع مجتبائی دہلی کو دے دیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے آپ کے کام کی تحسین فرمائی اور تحریر فرمایا :-

"......آپ کے ساتھ تو مجھ کو اتنی محبّت ہے کہ اہلِ فن میں سے کسی کے ساتھ نہیں "۔

نیز فرمایا :-

"جناب قاری صاحب موصوف کو...... اس فن کا کامل بلکہ اکمل سمجھتا ہوں اور اُن کی تصیح پر پُورا وثوق رکھتا ہوں"۔

(اقتباسات من مکتوب از تھانہ بھون ۲۶ ذیقعد ۵۲ھ)

خود حضرت مؤلف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی دانست میں اُن کی سب سے اہم علمی و دینی خدمت اور ناقدین کی نظر میں آپ کا عظیم الشان کارنامہ حضرت بیہقیٔ وقت، علم الہدیٰ، محدّثِ عصر، مولانا القاضی محمد ثناء اللہ عثمانی، حنفی مظہری مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کی بے بدل تفسیر موسومہ "تفسیر مظہری" کی تسوید و حیاتِ نو تھی۔ حضرت محدّث نے یہ تفسیر اپنے پیر و مرشد، شیخ الشہید سیدنا و مولانا مرزا جانِ جاناں مظہر علوی مجدّدی نقشبندی قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ کی یادگار میں اٹھارہ سال سے زیادہ عرصہ میں مرتب فرمائی تھی۔ یہ بے بہا علمی خزانہ

ڈیڑھ سو برس تک صندوقوں میں مدفون کیڑوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں تھی جو نہایت درجہ بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو چکی تھی۔ مسودہ اکثر مقامات سے غیر معمولی جدوجہد کے بغیر پڑھا نہیں جا سکتا تھا۔ اور بعض مقامات کا پڑھنا تو محال کے درجہ تک پہنچ گیا تھا"۔ ایک خضر صفت بزرگ کی راہ نمائی، اعانت اور سرپرستی نے حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی تدوین، تسوید اور اشاعت پر آمادہ کیا۔

برسہا برس کی شدید کاوش اور جانفشانی کے بعد مکمل تفسیر کا مسودہ سات ضخیم جلدوں میں تیار ہوا جن میں سے جلد اول، دوم اور پنجم، حضرت مؤلف نے نہایت احتیاط و نفاست کے ساتھ طبع کرائیں۔ بقیہ جلدیں بعد میں شائع ہوئیں اور یوں ایک عظیم خاندانی و دینی ورثہ اور علمی کارنامہ محفوظ و مصئون ہو کر چشمۂ فیضان و عرفان بنا۔

متفرقات میں احقر کے پاس ایک قلمی رسالہ ہے جس میں حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تفسیر مظہری کا مفصل اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ضمناً تعارف ہے۔ احقر نے بعد تبیض و تسوید اس کے مندرجات سے انتخاب کر کے ایک مضمون "دو اللہ والے" کے عنوان سے جس کا ذیلی عنوان "حضرت شہیدؒ اور حضرت محدثؒ" ہے۔ "نوائے وقت" جمعہ میگزین کی سات فروری ۹۲ء کی اشاعت میں شائع کرا دیا تھا۔

اس کے علاوہ ایک اور مختصر قلمی رسالہ ہے جس میں اپنے تصحیح شدہ نسخۂ قرآن کریم کا تعارف اور اس ضمن میں ان قواعد و اصول کا بیان ہے جن کی پابندی قرآن کریم کی اشاعت و طباعت کے لئے لازم ہے۔

## حضرت مؤلف کی رموزِ پیدائش و وفات

پیدائش : ولادت گہ مقرّبِ ایزد پانی پت ۱۲۹۵ھ

وفات : وانّ المتقین فی جنّتٍ وعیون - ۱۳۷۲ھ

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فانٍ ویبقٰی وجہ ربّك

ذوالجلال والاکرام - ۱۹۵۲ شمسی

جمعۃ المبارک ۶؍ذی قعد ۱۴۱۵ھ
۷؍اپریل ۱۹۹۵ء شمسی

احقر العباد۔ خاکپائے علماء

**محمد علی عثمانی**

پسرِ اصغر حضرت مؤلف رح

مثلاً کلمۃً طیبۃً
کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماء

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۰ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بمنہ تعالیٰ سند سبعۂ قراءات متواترہ حسب الارشاد برادر محترم قاری سید محمد قیام الدین صاحب

موسومہ

# شجرۂ سبعۂ قراءات

سنہ ۱۳۴۷ھ

یعنی

# سند سبعۂ قراءات

مرتبہ

احقر العباد ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام عثمانی اموی قریشی پانی پتی

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

رقمہ آغا عبداللہ رضا حسین

# التماس

میں نے اس سند کو کئی سال کی محنت سے مرتب کیا۔ شیوخ کے نام صحیح کرتے ہوئے کنیت۔ لقب۔ خطاب اور نسب کئی پشتوں تک بڑھایا۔ غیر متصل سلسلوں کا نشر وغیرہ معتبر کتابوں سے اتصال نقل کیا۔ علامہ ابو محمد شاطبی کا سلسلہ سندوں میں غیر مربوط تھا اُسکو مابعد و ماقبل سے ملایا اور محقق ابوالخیر بن جزری کی وہ تمام سندیں شامل کردیں جو تیسیر و شاطبیہ سے علاقہ رکھتی تھیں۔ بعض وجوہات کی بنا پر میرا ارادہ اسکی اشاعت کا نہ تھا مگر اپنے استاد بھائی اخی مکرم برادر محترم قاری حافظ محمد قیام الدین ہاشمی قریشی پانی پتی مدفیضہ تلمیذ خاص حافظ قرأت مجدد عصر استاذی قاری عبدالرحمن ہاشمی نقشبندی پانی پتی کے اصرار اور ناقلین کے تصرف کے خوف سے شائع کرتا ہوں۔ اِس اشاعت کے مصارف کا ایک حصہ بھی برادر ممدوح نے ادا کیا ہی فجزاہ اللہ خیرا۔

ناظرین سے التماس ہے کہ فروگزاشتوں اور غلطیوں کی اصلاح فرمائیں اور مجھ کو آگاہی دیکر ممنون بنائیں۔

وھو حسبی و نعم الوکیل۔

پانی پت۔ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

ابو محمد محی الاسلام عفا اللہ عنہ

# یا فتّاح

## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ الذی فیہ شفاء لما فی الصدور وھدًی ورحمۃ للمؤمنین۔ وھو کتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ وعلی حملۃ القرآن والناقلین۔ الی یوم الدین۔ اما بعد خاکسار ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام بن مولوی محمد بدر الاسلام بن شیخ محمد فخر الدین المعروف بغلام محمد عثمانی پانی پتی عرض کرتا ہے کہ احقر کو روایت حفص اور سبعہ قراٰت مکررہ متواترہ بایں طرق پہونچی ہیں۔

## حصہ اول سند روایت حفص از عاجز تا قاری عبید اللہ مدنی

میں نے تمام قرآن بروایت حفص سبقاً سبقاً اور حرفاً حرفاً پہلے اپنے شیخ حافظ قراٰت مجود عصر قاری عبدالرحمٰن اعمٰی بن عبدالصمد خان حنفی نقشبندی توکّلی سے پڑھا اور اتنی مرتبہ سنایا کہ جس کا شمار نہیں ہوسکتا اور آخر منزل کی مع مفردات مشق کی، اس کے بعد میں نے تمام قرآن بروایت مذکورہ اپنے عم بزرگوار حافظ محمد یعقوبؒ بن حافظ شمس الاسلام عثمانی کو پے درپے کئی سال تک سنایا۔

پھر ۱۳۱۱ھ مین مین نے تمام قرآن بروایت مذکور حضرت شیخ الشیوخ مولانا قاری عبدالرحمن محدث الضاری قادری کو سنایا اور سورۃ فاتحہ سے جناب ممدوح نے اپنی زبان مبارک سے کہلوایا ان حضرات کے علاوہ احقر نے متعدد دیگر حضرات سے اکتساب کیا۔

میرے شیخ نے پہلے تمام قرآن سبقاً سبقاً شیخ القرا قاری نجیب اللہ بن شیخ سعد اللہ عثمانی پانی پتی سے پڑھا اور تجوید اخذ کی۔ پھر شیخ القرا قاری کبیر الدین اور مولانا قاری عبدالرحمن محدث موصوف کو سنایا اور مشق کی۔ مقدم الذکر دونون حضرات نے تمام قرآن شیخ القرا مولانا قاری قادربخش بن خواجہ خدابخش الضاری قادری سے پڑھا۔ اور مولانا محدث نے پہلے اپنے والد ماجد مولانا قاری محمدی ابن خواجہ خدابخش الضاری قادری سے پڑھا۔ پھر اپنے بڑے چچا قاری قادربخش موصوف اور فخر پانی پت شیخ القرا قاری عبیداللہ عرف قاری لالا ابن قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی سے اخذ کیا۔ ان تینون حضرات نے شیخ القرا قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتی سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القرا قاری عبیداللہ مدنی سے پڑھا۔

# حصہ دوم سند سبعہ قرأت از احقر تا محقق ابن جزری

مین نے اپنے شیخ قاری عبدالرحمن اعمی موصوف سے ۱۳۱۵ھ مین روایت قالون پڑھی اور پھر بعض دیگر روایات سنا کر ۱۳۲۱ھ مین تمام قرآن سبعہ مکررہ متواترہ جمعاً پڑھا۔ اور ۱۳۲۵ھ مین دوبارہ تمام قرآن سبعہ مع تیسیر و شاطبیہ و دیگر کتب متداولہ ممدوح کو سنایا۔ نیز مین نے تمام قرآن سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع مع شاطبیہ اسی سال مولانا قاری عبدالسلام بن مولانا قاری عبدالرحمن محدث سے پڑھا۔ میرے شیخ نے ۱۲۹۵ھ مین بمعیت قاری نورالہدی وغیرہ اور مولانا قاری عبدالسلام نے ۱۳۰۹ھ مین تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ مع کتب قراءۃ شیخ القراء مولانا قاری عبدالرحمن محدث سے پڑھا۔ آپ نے پہلے جستہ جستہ مقامات سے قرآت اپنے والد ماجد سے سنین۔ پھر ۱۲۴۵ھ مین تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ مع کتب قراءۃ شیخ القراء مولانا سید امام الدین

امروہی نقشبندی مجددی مظہری سے پڑھا۔ آپ نے ۱۲۳۳ھ میں تمام قرآن شیخ القراء مولانا قاری محمدؒ عرف مولوی کرم اللہؒ دہلوی سے پڑھا۔

ح اور نیز میرے شیخ قاری عبدالرحمنؒ اعمیٰ موصوف نے تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ مع کتب قراءۃ و تجوید شیخ القراء قاری سید عبدالستارؒ المعروف بحافظ سردار گلاچوی سے پڑھا اور روایات ضبط کیں آپ نے پہلے اپنے والد ماجد سے اور پھر شیخ القراء مولانا قاری عبدالعلیؒ بن شیخ القراء مولانا قاری محمد ہاشمؒ دہلوی سے پڑھا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے شیخ القراء مولانا قاری میرزا محمد بیگؒ دہلوی سے۔ آپ نے مولانا قاری کرم اللہؒ دہلوی موصوف سے پڑھا۔ مولانا قاری کرم اللہ اور قاری قادر بخشؒ اور مولانا محمدیؒ نے تمام قرآن بقاعدہ مذکورہ شیخ القراء مولانا حاجی قاری شاہ عبدالمجیدؒ دہلوی المعروف بصوبہ ہند سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القراء حاجی قاری غلام مصطفےٰؒ بن شیخ محمد اکبر تھانیسری ثم الدہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری حافظ غلام محمد گجراتی ثم الدہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری حافظ عبدالغفور دہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری عبدالخالق منوفی سے پڑھا۔

ح اور نیز قاریؒ غلام مصطفےٰؒ تھانیسری موصوف نے ۱۲۵۹ھ میں تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ شیخ القراء قاری حافظ عبدالملکؒ بن نواب حبش خان دہلوی سے پڑھا۔ آپنے شیخ القراء حاجی قاری محمد فاضلؒ ہنسی دہلوی سے آپ نے ۱۲۴۵ھ میں شیخ عبدالخالقؒ منوفی موصوف سے پڑھا آپ نے شیخ القراء شمس الدین محمد بن اسمٰعیلؒ ازہری مصری بقری شافعی ضریر سے آپنے شیخ القراء مولانا عبدالرحمنؒ بن شیخ شحاذہ شافعی یمنی مصری سے پڑھا۔ آپنے پہلے اپنے پدر گرامی قدر سے پڑھنا شروع کیا اور سورہ نساء کی آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ الخ تک پہنچے تھے کہ اونکا وصال ہو گیا پھر آپنے تمام قرآن اپنے والد ماجد کے ممتاز شاگرد شیخ القراء شیخ شہاب الدین احمدؒ بن عبدالحق سنباطی سے پڑھا۔ آپنے شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ یمنی شافعی مصری سے آپنے شیخ القراء مولانا ابونصر طبلاویؒ سے آپنے شیخ القراء شیخ الاسلام زین الدین مولانا قاضی زکریا انصاری خزرجی سنیکی شافعی ازہری قاہری مصری سے آپنے شیخ القراء مولانا برہان الدین قلقیلی

اور شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابو نعیمؒ بن احمد عقبی سے پڑھا۔ ان دونوں حضرات نے شیخ القراء شیخ المحدثین امام المجودین محقق عصر فرید دہر علامہ شمس الدین ابوالخیرؒ محمد بن محمد بن محمد جزری شافعیؒ سے پڑھا۔

# حصہ سوم از محقق ابوالخیر ابن الجزریؒ تا علامہ دانی

محقق ابوالخیر ابن جزریؒ نے قرآت سبعہ متواترہ عشرہ متواترہ مافوق عشرہ اور تیسیر و شاطبیہ وغیرہ قرات کی بہت سی کتابیں ایک جماعت کثیرہ سے قراءۃً اور سماعًا حاصل کیں۔ ان میں سے سبعہ متواترہ کے متعلق سات سندیں حسب ذیل ہیں۔

## پہلی سند بطرق تیسیر و شاطبیہ بواسطہ قاضی ابوالعباس احمدؒ

محقق ابوالخیر جزری نے سبعہ قرآت مکررہ متواترہ افرادًا اور جمعًا مع تیسیر و شاطبیہ و بعض شروح شیخ القراء امام الصالح مولانا شرف الدین قاضی ابوالعباسؒ احمد حنفی دمشقی سے پڑھیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء امام المسلمین مولانا شہاب الدین قاضی ابو عبداللہ الحسینؒ بن سلیمان بن فزارہ حنفی کفر بلی دمشقی سے پڑھیں آپ نے بمضمن تیسیر شیخ القراء امام علم الدینؒ ابو محمد قاسمؒ بن احمد بن موفق لورقی اندلسی سے آپ نے شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بنؒ علی بن یحییٰ بن عون اللہ الحصار انی اندلسی اور شیخ القراء امام ابو عبداللہؒ محمد بن سعید بن محمد مرادی اندلسی اور شیخ القراء امام ابو عبداللہ محمد بن ایوب بن محمد بن نوح غافقی اندلسی سے پڑھیں ان تینوں حضرات نے شیخ القراء امام ابوالحسن علیؒ بن محمد بن علی بن ہذیل بلنسی اندلسی سے پڑھیں۔

ح اور نیز امام ابو عبداللہؒ الحسین موصوف نے سبعہ قرأت بمضمن شاطبیہ مع شرح ابی شامہ و سخاوی شیخ القراء مجتہد العصر شہاب الدین امام ابوالقاسم عبدالرحمٰنؒ بن اسماعیل مقدسی دمشقی شافعی المعروف بابی شامہ سے پڑھیں۔ آپ نے شیخ القراء علم الدین امام ابوالحسن علی بن محمد

بن عبد الصمد سخاوی دمشقی شافعی سے پڑہین۔ آپ نے شیخ القراء حافظ حدیث وقرآآت امام عصر علامہ ابو محمد قاسم بن فیرہ ابن ابی القاسم خلف بن احمد رعینی شاطبی اندلسی ضریر شیخ الاقراء مصر سے پڑہین

ح اور نیز امام ابو العباس احمد موصوف نے سبعہ قرات بمضمن شاطبیہ شیخ القراء امام تقی الدین ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن بدران جرائدی دمشقی سے پڑہین۔ آپنے شیخ القراء امام کمال الدین ابو الحسن علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسی عباسی شافعی مصری ضریر شیخ الاقراء مصر صہر شاطبی اور شیخ القراء امام جمال الدین محمد بن امام ابو محمد شاطبی اور شیخ القراء امام سدید الدین عیسی بن مکی بن حسین مصری سے پڑہین۔ ان تینون حضرات نے امام العلامہ شاطبی سے اخذ کین

(نوٹ) امام جمال الدین محمد نے سورہ ص تک اپنے والد ماجد سے پڑھا اور باقی کی اجازت حاصل کی اور امام کمال الدین ابو الحسن کی افراداً پڑھنے مین روایت ابو الحارث باقی تھی دیگر روایات وقرات انیس ختمون مین سنا چکے تھے کہ علامہ نے جمع الجمع پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب آپ سورہ احقاف پر پہنچے تو علامہ کا وصال ہوگیا۔ مگر آپ پہلے چونکہ بارہا سماعت کرچکے تھے اس وجہ سے آپ کو مجاز کردیا۔

## دوسری سند لطرق تیسیر بذریعہ شیوخ اندلس

محقق ابو الخیر بن جزری نے سبعہ قرات بطرق تیسیر ۷۷۱ھ مین شیخ القراء امام شہاب الدین ابو جعفر احمد بن یوسف بن مالک رعینی اندلسی سے دمشق مین پڑہین آپنے شیخ القراء امام ابو الحسن علی بن عمر بن ابراہیم قیجاطی اندلسی سے آپنے شیخ القرا قاضی ابو علی الحسین بن عبد العزیز بن محمد بن ابی الاحوص قرشی فہری اندلسی سے آپنے شیخ القراء امام ابو بکر محمد بن محمد بن وضاح لخمی اندلسی سے آپنے امام ابو الحسن علی بن ہذیل موصوف سے پڑہین۔

# تیسری سند بطرق شاطبیہ بذریعہ شیوخ مصر و دمشق

محقق ابوالخیر بن جزری نے سنہ ٧٦٩ھ مین سبعہ قراأت بطرق شاطبیہ شیخ القرا امام ابومحمد عبدالرحمن
بن احمد بن علی بن بغدادی شافعی شیخ الاقرا مصر سے پڑہین - آپنے شیخ القرا امام ابوعبداللہ محمد بن
احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم شافعی المعروف بالصائغ شیخ الاقرا مصر اور شیخ القرا امام
ابوعلی الحسن بن عبدالکریم بن عبدالسلام غماری مصری سے پڑہین صائغ نے امام کمال الدین
علی بن شجاع عباسی شافعی موصوف سے اور غماری نے شیخ القرا امام الزاہد ابوعبداللہ محمد بن
عمر بن یوسف قرطبی اندلسی سے پڑہین - ان دونون حضرات نے امام ابومحمد شاطبی سے اخذکین -
ح اور نیز محقق ابوالخیر بن جزری نے سبعہ قراأت بطرق شاطبیہ شیخ القرا امام المحدثین
امام ابوالمعالی محمد بن رافع بن ابی محمد سلامی دمشقی سے پڑہین - آپ نے شیخ القرا امام رشیدالدین
مفتی ابوالفدا اسماعیل بن عثمان بن معلم حنفی اور شیخ القرا ابوعلی غماری موصوف سے پڑہین
مفتی ابوالفدا نے علامہ ابوالحسن سخاوی موصوف سے اخذکین آپ امام ابومحمد شاطبی کے شاگرد ہین
امام العلامہ ابومحمد شاطبی نے سبعہ قراأت مع تیسیر وغیرہ پہلے اپنے وطن شاطبہ مین
شیخ القرا امام ابوعبداللہ محمد بن علی بن ابی العاص نفزی اندلسی سے پڑہین - آپنے شیخ القرا
امام ابوعبداللہ محمد بن حسن بن محمد بن غلام الفرس اندلسی سے آپنے شیخ القرا امام ابوالحسن علی بن
عبدالرحمن بن محمد بن دوش انصاری اندلسی اور شیخ القرا امام ابوالحسین یحییٰ بن ابراہیم بن بیاز لواتی
اندلسی اور امام ابوداؤد سے پڑہین پھر علامہ ابومحمد شاطبی نے بلنسیہ جاکر امام ابوالحسن علی بن ہذیل موصوف سے
اخذکین آپنے شیخ القرا امام ابوداؤد سلیمان بن نجاح اموی اندلسی سے پڑہین -

# چوتھی سند بطرق تیسیر و جامع البیان و مفردہ یعقوب بذریعہ جمع

محقق ابوالخیر بن جزری نے سنہ ٧٦٨ھ مین سبعہ قراأت بطرق تیسیر و جامع البیان و مفردہ یعقوب شیخ القرا

امام ابوالمعالی محمد بن احمد بن علی بن حسن بن لبان دمشقی سے جمعاً پڑہین آپنے بطرق تیسیر ۷۲۱ھ
مین شیخ القراء امام ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم المرادی عشاب سے آپنے شیخ القراء امام
ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن ابی بکر شبارتی سے پڑہین اور بطرق مفردۂ یعقوب شیخ القراء امام
ابوعبداللہ محمد بن جابر بن محمد بن قاسم قیسی وادی آشی سے آپنے شیخ القراء امام ابوالعباس
احمد بن موسیٰ بن عیسےٰ انصاری بطرنی سے آپنے امام ابومحمد شبارتی موصوف سے آپ نے
سنہ ۵۹۳ھ مین امام ابوجعفر بن عون اللہ الحصار موصوف سے پڑہین - اور بطرق جامع البیان
ومفردۂ یعقوب شیخ القراء امام اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن
حیان غرناطی اندلسی نحوی المعروف بابی حیان سے آپ نے شیخ القراء امام ابومحمد عبدالنصیر
بن علی بن یحیی المریوطی ہمدانی سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالمجید بن
اسماعیل بن عثمان بن یوسف صفراوی اسکندری سے آپنے شیخ القراء امام ابویحیی الیسع سے
آپنے اپنے والد ماجد شیخ القراء امام عیسےٰ بن حزم غافقی اندلسی سے آپ نے شیخ القراء امام
ابوداؤد بن نجاح اور شیخ القراء امام ابوالحسن بن دش انصاری اور شیخ القراء امام ابوالحسین
بن بیاز اندلسیین موصوفین سے پڑہین - ان تینون حضرات نے شیخ الاسلام شیخ القراء امام
المحدثین مستجاب الدعوات حافظ قرات ناقد طرق و روایات امام العلامہ ابوعمرو عثمان بن سعید
بن عثمان بن سعید اموی مالکی دانی اندلسی سے پڑہین -

# پانچوین سند روایتاً بطرق تیسیر

محقق ابوالخیر ابن جزری نے سبعہ قرات بطرق تیسیر شیخ القراء امام الثقہ ابوعلی الحسن بن احمد بن ہلال
صالحی دقاق سے جامع اموی دمشق مین روایتاً وجمعاً پڑہین آپنے شیخ القراء امام فخر الدین ابوالحسن
علی ابن احمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی سے آپنے شیخ القراء امام تاج الدین ابوالیمن زید بن الحسن
بن زید کندی حنفی سے آپ نے شیخ القراء امام ابومحمد عبداللہ بن علی بن احمد بغدادی المعروف

ابوالعباس

لبسیط الخیاط سے آپ نے سنہ ۵ میں شیخ القرا امام ابو محمد عبد الحق بن ابی مروان المعروف بابن التلجی اندلسی سے مسجد حرام میں پڑھیں۔ آپ نے امام العلامہ ابو عمرو دانی سے اخذ کیں۔

## چھٹی سند بابت تیسیر و شرح تیسیر

محقق ابوالخیر بن جزری نے تیسیر شیخ القرا امام ابوالعباس احمد بن حسن بن محمد بن محمد مصری سے قاہرہ میں پڑھی۔ آپ نے شیخ القرا امام ابو الفارس عبد العزیز بن عبد الرحمن بن عبد الواحد بن ابی زکنون تیونسی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوبکر محمد بن محمد بن احمد بن مشلیون بلنسی اندلسی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوبکر محمد بن احمد مرسی سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القرا امام احمد بن عبد اللہ بن موسیٰ بن ابی حمزہ مرسی اندلسی سے پڑھی آپ نے امام العلامہ دانی سے اخذ کی۔ نیز محقق ابوالخیر بن جزری نے شرح تیسیر شیخ القرا قاضی ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن بکر اشعری بالواسطہ سنی آپ نے شیخ القرا استاد ابو محمد عبد الواحد بن محمد بن علی باہلی مالقی اندلسی مؤلف سے حاصل کی۔

## ساتویں سند بابت شاطبیہ و بعض شروح

محقق ابوالخیر بن جزری نے شاطبیہ مع شرح موسومہ لآلی الفرید امام ابوالمعالی ابن لبان موصوف سے سماعت کی آپ نے شیخ القرا امام نجم الدین ابو محمد عبد اللہ بن عبد المومن بن وجیہ واسطی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوالعباس احمد بن محمد بن محروق واسطی سے آپ نے شیخ القرا الشریف حسین بن قتادہ سے آپ نے شیخ القرا امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن محمد فاسی اندلسی ثم الحلبی مؤلف سے پڑھی۔

نیز محقق ابوالخیر بن جزری نے شاطبیہ مع شرح موسومہ الدرۃ الفرید فی شرح القصید شیخ القرا امام ابو محمد عبد الوہاب بن یوسف بن سلار سے سماعت کی آپ نے شیخ القرا امام یحییٰ بن احمد خلاطی امام کلاسہ دمشق سے آپ نے

شیخ القراء امام صائن الدین محمد بن رزین ہذلیؒ سے آپ نے شیخ القراء امام منتجب الدین حسین بن ابی العز بن رشید ہمدانیؒ مؤلف سے اخذ کی۔

نیز محقق ابوالخیر ابن الجزریؒ نے شاطبیہ مع شروح موسومہ جوہر النضید فی شرح القصید اور شرح جعبری شیخ القراء امام سیف الدین ابوبکر عبداللہ بن ایدغدی بن عبداللہ شمسی المعروف بابن جندیؒ مؤلف شرح اول الذکر سے سنیں آپ نے شرح جعبری شیخ القراء امام برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عمر جعبریؒ مؤلف سے اخذ کی۔

نیز محقق ابوالخیر ابن جزریؒ نے شاطبیہ مع شرح ابن جبارہ شیخ القراء الشریف ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد شامیؒ سے سنی آپ نے شیخ القراء امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالولی ابن جبارہ مقدسی مؤلفؒ سے اخذ کی۔

## ضمیمہ حصہ سوم سند شاطبی بذریعہ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکیؒ

میرے شیخ الشیوخ مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث انصاری قادری پانی پتی نے شاطبیہ ۱۲۶۱ھ میں شیخ المحدثین مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکی قادریؒ سے حرم محترم میں حاضر ہو کر پڑھی آپ نے شیخ الحدیث مولانا شیخ عمر مکیؒ سے آپ نے شیخ الحدیث مولانا شیخ محمد طاہر سنبلؒ سے آپ نے اپنے والد ماجد رئیس المحدثین مولانا شیخ محمد سعید سنبلؒ سے آپ نے شیخ المفید مولانا عبد بن المرحوم علی ازہری برلسیؒ سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ عبداللہ بن سالمؒ سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ محمد بن علاء الدین باہلیؒ سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ سیف الدین النصیرؒ سے آپ نے شیخ القراء مولانا شہاب الدین احمد بن عبدالحق سنباطی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء مولانا جمال الدین یوسف زکریاؒ سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابو نعیم بن احمد عقبیؒ موصوف سے آپ نے شیخ القراء مولانا الاستاذ ابو اسحق تنوخیؒ سے آپ نے شیخ القراء مولانا بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن جماعةؒ سے آپ نے

شیخ القراء مولانا معین الدین ابوالفضل عبداللہ بن عبدالوارث انصاریؒ سے آپ نے امام العلامہ ابومحمدؒ شاطبیؒ سے اخذ کی۔

# حصہ چہارم از علامہ دانیؒ تا قراء سبعہؒ

امام العلامہ ابوعمروؒ دانی نے حجاز و عراق و مصر و اندلس کے متعدد شیوخ سے سبعہ قراءت تلاوۃً اور قراءۃً پڑھیں اور بعض حضرات سے صرف روایتاً اخذ کیں۔ لیکن تیسیر میں علامہ نے علوِ سند کے لحاظ سے قراءۃً امام ابوالفتح فارس سے آٹھ روایات۔ امام ابوالقاسم عبدالعزیز سے تین ۳ روایات۔ امام ابوالحسن بن غلبون سے دو روایات اور امام ابوالقاسم خلف سے ایک ۱ روایت بیان کی ہے۔ اور روایتاً امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب سے نو ۹ روایات۔ شیخ القراء احمد بن عمر۔ شیخ القراء قاضی احمد بن محفوظ۔ شیخ القراء ابوالقاسم خلف موصوف۔ امام ابوالحسن بن غلبون موصوف۔ اور شیخ القراء عبدالرحمٰن بن مُعَدِّل سے ایک ایک روایت منسوب کی ہے اور اسوقت سے یہی معمول ہے کہ ہر روایت تیسیر کے بیان کردہ طریقہ پر پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ اور جو بات اس کے مطابق نہو وہ خلاف طریقہ کہلاتی ہے۔

علامہ ابوعمروؒ دانی نے سند میں امام ابن مجاہد کا شیخ ہونے کی وجہ سے قُنبل کو بزی سے اور ابن ذکوان کو علو سند اور تقدم وفات کی بنا پر ہشام سے اور دوری کو بوجہ علوِ سند ابوالحارث سے مقدم بیان کیا ہے۔ علامہ ابومحمدؒ شاطبی کی وفات تک مراتب قراءت کا یہی دستور تھا چنانچہ امام ممدوح سے آپ کے داماد امام کمال الدین ابوالحسن علی بن شجاع عباسی ضریرؒ نے روایات اسی طرح پڑھی تھیں۔ لیکن علامہ ممدوح نے اپنی کتاب شاطبیہ میں یا تو شعری ضرورت کی بنا پر یا بوجہ علوِ سند و تقدم وفات بزی کو قنبل سے اور حافظ حدیث ہونے اور متعدد شیوخ رکھنے کی وجہ سے ہشام کو ابن

ذکوان سے اور تقدم وفات کی بنا پر ابوالحارث کو دوری سے مقدم کر دیا۔ آپ کے بعد یہی ترتیب مروج ہو گئی چنانچہ محقق ابوالخیر جزری وغیرہ شیوخ متاخرین بلا استثنا قصیدہ کی ترتیب پر پڑھتے اور پڑھاتے تھے اور اب روئے زمین پر یہی ترتیب معمول بہا ہے مگر بعض حضرات سندوں میں ترتیب قرارت کے خلاف تیسیر سے مراتب نقل کر دیتے ہیں جو ایک بین فروگذاشت ہے۔ میں نے اسکو بدل کر ترتیب قراءۃ کے مطابق کر دیا ہے علامہ ابوعمر دانی نے بعض شیوخ کا کہیں صرف نام سے اور کہیں کنیت و نام سے کہیں نسب سے اور کہیں بلا نسب۔ کہیں عرف سے اور کہیں بلا عرف ذکر کیا ہے جس سے مبتدی ایک جانب۔ منتہی اونکو مختلف شیوخ تصور کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی بزرگ ہیں۔ میں نے پہلے موقع پر نام و نسب وغیرہ مفصل لکھ کر بعد میں ہر جگہ ایک ہی پتہ سے درج کیا ہے۔ علامہ ابوعمرو دانی نے علو سند کی رعایت سے پہلے اپنے شیوخ روایت بتائے ہیں پھر شیوخ قرائت۔ اور محقق ابوالخیر جزریؒ نے شیوخ روایت کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ یہ واقعہ ہے کہ اس فن کا مدار قرائت پر ہے نہ روایت پر۔ لہٰذا میں پہلے شیوخ قرائت بتاؤنگا اور پھر تبرکاً شیوخ روایت۔ علامہ ابوعمرو دانی نے سند کے دو حصے کئے ہیں ایک میں یکے بعد دیگرے قراء سبعہ تک اپنے شیوخ بتائے ہیں اور ایک میں قراء سبعہ کے اساتذہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان کئے ہیں۔ میں بھی اسی طرح بتاتا ہوں۔ علامہ ابوعمر دانی نے ائمہ سبعہ کے مشائخ میں سے بعض حضرات کی سند کا اتصال بیان نہیں کیا تھا۔ میں نے ان اوراق میں بعون اللہ تعالیٰ اس کو متصل کر دیا ہے

وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔ وَبِيَدِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ وَهُوَ خَيْرُ عَوْنٍ وَّخَيْرُ رَفِيْقٍ

# سند قراءۃ امام نافع مدنیؒ

**روایت قالون**

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت قالون شیخ القراء امام ابو الفتح فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران حمصی، ضریر مقریؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن عبد الباقی بن حسن مقریؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم بن عمر مقریؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسین احمد بن عثمان بن جعفر بن بویان قطان مقری بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القراء قاضی ابو بکر احمد بن محمد بن یزید بن اشعث بن حسان مقری بغداد المعروف بابی حسانؒ سے آپنے شیخ القراء ابو جعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم ربعی بزاز مقری بغداد المعروف بابی نشیطؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو موسیٰ عیسےٰ بن مینا بن وردان بن عیسےٰ بن عبد الرحمٰن بن عمر بن عبد اللہ مدنی زرقی معلم عربیہ الملقب بقالونؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء احمد بن عمر بن محمد جیزی سے روایت کی آپ نے شیخ القراء محمد بن احمد بن منیر سے آپنے شیخ القراء عبد اللہ بن عیسےٰ قرشی مدنی سے آپنے سیدنا قالون سے اخذ کی۔

**روایت ورش**

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت ورش شیخ القراء امام ابو القاسم خلف بن ابراہیم بن محمد بن خاقان مقری مصرؒ سے پڑھی آپنے شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن اسامۃ تجیبیؒ اور شیخ القراء امام ابو بکر احمد بن محمد بن ابی الرجار مصریؒ سے پڑھی۔ ان دونوں حضرات نے شیخ القراء امام ابو الحسن اسماعیل بن ۔۔۔۔ عبد اللہ بن عمرو نحاس مصری سے پڑھی۔

ح اور نیز امام ابو القاسم خلف موصوفؒ نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انماطیؒ سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن اسحاق بن ابراہیم خیاطؒ سے آپ نے امام ابو الحسن اسماعیل نحاس موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو یعقوب یوسف بن عمرو بن یسار ازرق مدنی ثم المصریؒ سے آپنے

شیخ القراء سید الطائفہ[۲۹] ابوسعید عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم قبطی مصری قرشی بولاء الملقب بورش ؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ[۲۴] ابوعمرو دانی ؒ نے روایت مذکور شیخ القراء ابوعبداللہ احمد[۲۵] بن محفوظ قاضی مصر ؒ سے روایت کی آپ نے شیخ القراء احمد[۲۶] بن ابراہیم بن جامع ؒ سے آپ نے شیخ القراء ابومحمد بکر[۲۷] بن محمد بن سہل ؒ سے آپ نے شیخ القراء عبدالصمد[۲۸] بن عبدالرحمن عتیقی ؒ سے آپ نے سیدنا ورش[۲۹] ؒ سے اخذ کی۔

قالون وورش نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابورویم[۳۰][۳۲] نافع ؒ بن عبدالرحمن بن ابی نعیم القاری اصفہانی مدنی مولی جعونۃ بن شعوب لیثی سے بلاواسطہ پے درپے پڑھا۔

## سند قراءۃ امام ابن کثیر مکی ؒ

روایت بزی

علامہ[۲۴] ابوعمرو دانی ؒ نے روایت بزی شیخ القراء مسند اندلس امام ابوالقاسم[۲۵] عبدالعزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق فارسی بغدادی مقری ؒ سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام[۲۶] ابوبکر محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن مرثد النقاش موصلی مقری بغدادی ؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوربیعہ[۲۷] محمد بن اسحاق بن وہب ربعی مکی ؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابوالحسن[۲۸] احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن نافع بن ابی بزۃ المعروف بزی ؒ مکی مؤذن مسجد الحرام سے پڑھی۔ آپ نے تمام قرآن شیخ القراء امام ابوالقاسم[۲۹] عکرمہ بن سلیمان بن کثیر بن عامر مکی ؒ اور شیخ القراء امام[۳۰] ابوالاخریط وہب بن واضح مکی ؒ اور شیخ القراء امام[۲۹] عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن یسار مکی ؒ سے پڑھا۔ ان تینوں حضرات نے شیخ القراء امام ابواسحاق[۳۰] اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین المعروف بالقسط سے پڑھا۔ بزی کہتے ہیں کہ آپ نے سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابومعبد[۳۱]

عبد اللہ بن کثیر بن عمرو بن عبد اللہ بن زاذان بن فیروزان بن ھرمزدار مکی مولی عمر بن علقمہ الکنانیؒ سے براہ راست پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء مسند زمانہ امام ابو مسلم محمد بن احمد بن علی کاتب بغدادی ثم المصری سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد سے آپ نے شیخ القراء مضر بن محمد ضبی مخزومی قرشی موذن مکہؒ سے آپ نے سیدنا بزیؒ سے اخذ کی۔

روایت قنبل

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت قنبل شیخ القراء امام ابو الفتح فارسؒ موصوف سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابو احمد عبد اللہ بن حسین بن حسنون سامری بغدادی مقری مصر سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد بغدادی مقری عراق المعروف بابی بکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو عمر محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن خالد بن سعید بن جرجہ مخزومی قرشی مکی المعروف بقنبلؒ سے پڑھی۔ آپ نے تمام قرآن شیخ القراء امام ابو الحسن احمد بن محمد بن علقمہ بن نافع بن عمر بن صبیح بن عون النبال مکی المعروف بقواسؒ سے پڑھا۔ آپ نے امام ابو الاخریط وہب بن واضح موصوفؒ سے آپ نے امام اسماعیل بن عبد اللہ قسطؒ موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام شبل بن عبادؒ مکی اور شیخ القراء ابو الولید معروف بن مشکانؒ مکی سے پڑھا۔ ان دونوں حضرات نے امام ابن کثیرؒ سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت مذکور امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوف سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوف سے آپ نے سیدنا قنبلؒ سے اخذ کی۔

# سند قراۃ امام ابوعمرو بصری رح

**روایت دوری**

علامہ ابوعمرو دانی نے روایت دوری شیخ القرا امام ابوالقاسم عبدالعزیز فارسی موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابوطاہر عبدالواحد بن عمر بن ابی ہاشم محمدؒ سے پے درپے ان گنت مرتبہ پڑھی آپ نے امام ابوبکر بن مجاہدؒ موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالزعراء عبدالرحمٰن بن عبدوس ہمدانی دقاق سے بیس مرتبہ پڑھی۔ آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابوعمر حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صُہبان ازدی دوری ضریرؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانی نے روایت مذکور امام ابومسلم محمد بن احمد کاتبؒ موصوف سے روایت کی۔ آپ نے ۳۱۰ھ مین شیخ القرا ابوعیسےٰ محمد بن احمد بن قطن رح سے آپ نے شیخ القراء ابوخلاد سلیمان بن خلادؒ سے آپ نے سیدنا دوریؒ سے اخذ کی۔

اور نیز علامہ ابوعمرو دانیؒ نے اصول ادغام امام ابومسلم محمد بن احمد کاتبؒ موصوف سے اخذ کیئے۔ آپ نے امام ابوبکر بن مجاہدؒ موصوفؒ سے آپ نے امام ابوالزعراء عبدالرحمٰن موصوف رحؒ سے آپ نے سیدنا دوری رحؒ سے حاصل کیئے۔

**روایت سوسی**

علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت سوسی باظہار اول اور بادغام اول از مثلین ومتقاربین شیخ القرا امام ابوالفتح فارس موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القرا امام ابواحمد عبداللہ بن حسین بغدادی موصوفؒ سے۔ آپ نے شیخ القرا امام ابوعمران موسیٰ بن جریر نحوی رِقّی ضریرؒ سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابوشعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن جارود سوسی رحؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابوالقاسم خلف

موصوفؒ سے روایت کی آپ نے شیخ القراء ابو محمد حسن[۲۶] بن حسین بن رشیق المعدلؒ سے
آپ نے شیخ القراء رئیس المحدثین حافظ ابو عبد الرحمٰن[۲۷] احمد بن شعیب بن علی بن سنان
بن بحر بن دینار النسائی صاحب سننؒ سے آپ نے سیدنا سوسیؒ[۲۸] سے اخذ کی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو[۲۴] دانیؒ نے اصول ادغام امام ابو الحسن[۲۵] بن غلبونؒ سے روایت
کئے آپ نے شیخ القراء عبد اللہ[۲۶] بن مبارکؒ سے آپ نے شیخ القراء جعفر بن[۲۷] سلیمانؒ سے آپ نے
سیدنا سوسیؒ[۲۸] سے اخذ کئے۔

دوریؒ[۲۹] اور سوسیؒ[۲۸] نے تمام قرآن شیخ القراء رئیس العلماء امام ابو محمد یحییٰ بن مبارک[۳۰]
بن مغیرہ عدوی مقری نحوی لغوی بغدادی المعروف بیزیدیؒ سے پڑھا۔ اور اصول[۳۱]
ادغام روایت کئے۔ آپ نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو عمرو بن[۳۰]
العلاء بن عمار بن عریان بن عبد اللہ بن حصین بن حارث بن جلہم بن عمرو بن خزاعی
بن مالک بن مازن بن عمرو بن تمیم تمیمی مقری نحوی بصریؒ سے پڑھا اور اصول
ادغام اخذ کئے۔

# سند قراءۃ امام ابن عامر شامیؒ

**روایت ہشام**

علامہ[۲۴] ابو عمرو دانیؒ نے روایت ہشام شیخ القراء امام ابو الفتح فارس[۲۵] موصوفؒ سے
پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو احمد عبد اللہ[۲۶] بن حسین بغدادی موصوفؒ سے
آپ نے شیخ القراء امام محمد[۲۷] بن احمد بن عبدان خزرجیؒ سے آپ نے شیخ القراء ابو الحسن احمد بن
یزید[۲۸] حلوانیؒ سے آپ نے شیخ الاسلام شیخ القراء سید الطائفہ ابو الولید ہشام[۲۹] بن عمار بن
نصیر بن میسرہ بن ابان سلمی خطیب جامع دمشقؒ سے پڑھی آپ نے تمام قرآن
شیخ القراء امام ابو العباس[۳۰] صدقہ بن خالد دمشقی اموی بولاء اور شیخ القراء امام ابو محمد
سوید[۳۱] بن عبد العزیز بن نمیر سلمی بولاء دمشقی اور شیخ القراء امام ابو الضحاک[۳۲] عراک بن خالد

بن یزید بن صالح بن صبیح مُزی دمشقی رح۔ اور شیخ القراء امام ابو سلیمان ایوب بن تمیم تمیمی دمشقی رح سے پڑھا۔

ان چاروں حضرات نے شیخ القراء امام ابو عمرو یحییٰ بن حارث ذماری غسانی دمشقی شامی سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی رح نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوف رح سے روایت کی۔ آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوف رح سے آپ نے شیخ القرا امام ابو عبداللہ الحسین بن علی بن حماد بن مہران جمال سے آپ نے امام احمد بن یزید حلوانی موصوف سے آپ نے سیدنا ہشام رح سے اخذ کی۔

روایت ابن ذکوان

علامہ ابو عمرو دانی رح نے روایت ابن ذکوان شیخ القراء امام ابو القاسم عبد العزیز فارسی موصوف رح سے پڑھی آپ نے امام ابو بکر محمد بن حسن نقاش موصلی بغدادی موصوف رح سے آپ نے شیخ القرا امام ابو عبداللہ ہارون بن موسیٰ بن شریک اخفش تغلبی نحوی رح سے جامع دمشق میں پڑھی آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابو عمرو عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان قرشی فہری امام جامع دمشق سے حاصل کی آپ نے تمام قرآن شیخ القرا امام ابو سلیمان ایوب بن تمیم موصوف سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القرا امام یحییٰ بن حارث ذماری موصوف سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی رح نے روایت مذکور امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوف رح سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوف رح سے آپ نے شیخ القرا محمد بن یوسف تغلبی رح سے آپ نے سیدنا ابن ذکوان رح سے اخذ کی سیدنا یحییٰ ذماری نے تمام قرآن سید القرا امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو عمران عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعہ یحصبی قاضی و امام جامع دمشق و شیخ القراء دمشق سے پے در پے پڑھا۔

# سند قراءۃ امام عاصم کوفیؒ

روایت ابوبکر

علامہ[۲۴] ابو عمرو دانیؒ نے روایت ابوبکر شیخ القراء امام ابو الفتح فارس[۲۵] موصوفؒ سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن[۲۶] عبدالباقی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم[۲۷] بن عبدالرحمن بن احمد بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوبکر یوسف[۲۸] بن یعقوب بن حسین واسطیؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوبکر شعیب[۲۹] بن ایوب بن رزیق بن معبد بن شیطا صریفینی سے پڑھی۔

ح اور نیز روایت مذکور امام ابو الفتح فارس[۲۵] موصوف نے شیخ القراء ابو احمد[۲۶] عبداللہ بن حسین بغدادی موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام احمد[۲۷] بن یوسف فافلائی سے آپ نے امام ابوبکر شعیب بن ایوب[۲۸] صَرِیفینیؒ موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام المحدثین ابو ذکریا یحییٰ[۳۰] بن آدم بن سلیمان اموی بولا سے پڑھی آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابوبکر شعبہ[۳۱] بن عیّاش بن سالم اسدی بولا کوفی حنّاط سے حاصل کی۔

ح اور نیز علامہ[۲۴] ابو عمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو مسلم محمد[۲۵] بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابوبکر[۲۶] بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم[۲۷] بن احمدؒ سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن عمر[۲۸] بن حفص بن فہم بن واقد کندی ضریر المعروف بالوکیعیؒ سے آپ نے امام یحییٰ[۲۹] بن آدم موصوفؒ سے آپ نے سیدنا ابوبکر[۳۰]ؒ سے اخذ کی۔

روایت حفص

علامہ ابو عمرو[۲۴] دانی نے روایت حفص شیخ القراء امام ابو الحسن طاہر[۲۵] بن امام ابو الطیب عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون بن مبارک حلبی شیخ الاقراء مصر المعروف بابی الحسن بن غلبونؒ سے پڑھی اور روایت کی آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن

علیؒ بن محمد بن صالح بن داؤد ہاشمی ضریر شیخ الاقراء بصرہؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالعباس احمدؒ بن سہل بن فیروزان اشنانی مقریؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو محمد عبیدؒ بن صباح بن صبیح نہشلی کوفی مقری بغدادؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابوعمر حفصؒ بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی غاضری بزاز ربیب امام عاصم سے پڑھی اور روایت کی۔

ابوبکر اور حفصؒ نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابوبکر عاصمؒ بن ابی النجود (وابن بہدلہ) اسدی بولا کوفیؒ سے پے در پے بلا واسطہ پڑھا۔

# سند قراۃ امام حمزہ کوفیؒ

روایت خلف

علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت خلف شیخ القراء امام ابوالحسنؒ بن غلبون موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابوالحسن محمد بن یوسف بن نہار حرتکی مقری بصرہؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالحسین احمد بن بویان موصوفؒ سے آپنے شیخ القراء امام ابوالحسن ادریس بن عبد الکریم حداد بغدادیؒ سے آپنے شیخ القراء سید الطائفہ ابومحمد خلفؒ بن ہشام بن ثعلب بن غراب بغدادی بزار سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابومسلم محمدؒ بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابوبکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء ابوالحسن ادریسؒ حداد موصوفؒ سے آپنے سیدنا خلفؒ سے اخذ کی۔

روایت خلاد

علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت خلاد شیخ القراء امام ابوالفتح فارس موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابواحمد عبد اللہ بن حسین بغدادی موصوفؒ سے آپنے شیخ القراء امام ابوالحسن محمدؒ بن احمد بن ایوب بن صلت بن شنبوذ مقری بغدادؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوبکر محمدؒ بن شاذان بن یزید جوہری

بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابو عیسیٰ[۲۹] خلاد بن خالد صیرفی کوفی شیبانی بولا سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ[۲۴] ابو عمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابو مسلم[۲۵] محمدؒ بن احمدؒ کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر[۲۶] بن مجاہد موصوفؒ سے آپنے شیخ القرا امام یحییٰ[۲۷] بن احمد بن ہارون المرزوقؒ سے آپ نے شیخ القرا امام احمد بن یزید[۲۸] حلوانی موصوفؒ سے آپنے سیدنا خلاد[۲۹]ؒ سے اخذ کی۔

خلف[۲۹] اور خلاد[۲۹] نے تمام قرآن شیخ القرا امام الزاہد ابو عیسیٰ[۳۰] سُلیم بن عیسیٰ بن سُلیم بن عامر بن غالب حنفی بولا مقریٔ کوفہ سے پڑھا۔ آپ نے تمام قرآن سید القرا امام الائمۃ شیخ المشائخ امام ابو عمارہ[۳۱] حمزہ بن حبیب بن عمارۃ بن اسماعیل الزیات کوفی فرضی تیمی بولا سے دس مرتبہ پڑھا۔

# سند قراءۃ امام کسائی کوفی رحمہ اللہ

روایت ابو الحارث

علامہ ابو عمرو[۲۴] دانیؒ نے روایت ابو الحارث شیخ القرا امام ابو الفتح[۲۵] فارس موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القرا امام ابو الحسن[۲۶] عبد الباقی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القرا امام ابو القاسم زید[۲۷] بن علی بن احمد بن محمد بن عمران بن ابی بلال عجلی کوفیؒ سے آپنے شیخ القرا امام ابو الحسن[۲۸] احمد بن حسن مقریٔ بغدا د المعروف بالبطیؒ سے آپنے شیخ القرا امام[۲۹] ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بغدادی المعروف بکسائی صغیرؒ سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابو الحارث[۳۰] لیث بن خالد مروزی بغدادی نحویؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو[۲۴] دانی نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابو مسلم[۲۵] محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر[۲۶] بن مجاہد موصوفؒ سے آپنے امام کسائی[۲۷] صغیر موصوفؒ سے آپ نے سیدنا ابو الحارث[۳۰] سے اخذ کی۔

روایت دوری

علامہ[۲۴] ابو عمرو دانی نے روایت دوری شیخ القراء امام ابو الفتح فارس[۲۵] موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن عبد الباقی[۲۶] موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر محمد[۲۷] بن علی بن حسن بن جلندی موصلی سے آپ نے شیخ القراء امام ابو الفضل جعفر[۲۸] بن محمد بن اسد النصیبی ضریر مقری نصیبین سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو عمر حفص بن عمر[۲۹] دوری تلمیذ یزیدی موصوف سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ[۳۰] ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء امام[۳۱] ابو محمد عبد الرحمن بن عمر بن محمد بن معدل نحاس سے روایت کی آپ نے شیخ القراء امام عبد اللہ[۳۲] بن احمد سے آپ نے شیخ القراء امام ابو الفضل جعفر[۳۳] بن محمد نصیبی موصوف سے آپ نے سیدنا[۳۴] دوری سے اخذ کی۔

ابو الحارث[۳۵] اور دوری[۳۶] نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو الحسن[۳۷] علی بن حمزہ بن عبد اللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی بولا نحوی کوفی سے بلا واسطہ پڑھا۔

# حصہ پنجم از حضرات قراء سبعہ تا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

## رجال امام نافع مدنی

امام نافع نے ستر تابعین سے قرآن پڑھا اونکے منجملہ سات حضرات مشہور ہیں۔

سید القراء شیخ الشیوخ امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاری مدنی مخزومی بولا صاحب قراءۃ ہشتم اور سید القراء امام ابو داؤد عبد الرحمن بن ہرمز اعرج مدنی مولی ربیعۃ بن حارث اور سید القراء امام ابو روح یزید بن رومان اسدی مولی آل زبیر مدنی اور سید القراء امام شیبۃ بن نصاح بن سرجس قاضی مدینہ مولی ام المومنین ام سلمہ اور سید القراء

امام ابوعبداللہ مسلم بن جُندُب ھذلی قاضی مدینہ اور سید القراء امام صالح بن خوّات بن حبیب بن نعمان انصاری مدنی اور سید القراء رئیس المحدثین امام الفقہاء والمفسرین امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زُہرۃ بن کلاب بن مُرّۃ زُہری قرشی مدنی۔

امام زہری نے سید التابعین امام الزاہدین محی السنۃ امام ابو محمد سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مخزومی قرشی سے پڑھا۔

امام ابوجعفر یزید بن قعقاع قاری اور امام ابوداؤد عبد الرحمن اعرج نے تمام قرآن سیدنا حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباسؓ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی قرشی اور سیدنا حضرت ابو ربیعہ عبداللہ بن عیاش بن عمر بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر و بن مخزوم مخزومی قرشی اور سیدنا حضرت ابوہریرہؓ بن عامر بن ذی الشریٰ بن طریف بن عتاب دوسی سے پڑھا۔

امام ابو روح یزید بن رومان نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ربیعہؓ سے پڑھا۔ حضرت سعید بن المسیب نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔ امام شیبہ بن نصاح اور امام مسلم بن جندب نے حضرت ابو ربیعہ سے پڑھا۔ اور امام صالح بن خوّات نے حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو ربیعہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے تمام قرآن سید المسلمین سیدنا حضرت ابوالمنذر اُبیؓ بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بخاری خزرجی انصاری سے پڑھا۔

نیز حضرت ابن عباس نے سید المسلمین کاتب وحی سیدنا حضرت ابوسعید زیدؓ بن ثابت بن ضحاک بن زید بخاری خزرجی انصاری سے پڑھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ نے حضور سرور دو عالم فخر بنی آدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

# رجال امام ابن کثیر مکیؒ

امام ابن کثیرؒ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو الحجاج مجاہد بن جبیرؒ مولی سائب بن ابی السائب مخزومی مقری مکہؒ اور سید القرا درباس مولی حضرت ابن عباسؓ اور سید القرا حضرت ابو السائب عبد اللہ بن سائب بن ابی السائب صیفی مخزومی قرشی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

حضرت ابو السائبؓ نے امیر المومنین سید المسلمین سیدنا حضرت ابو حفص عمرؓ بن الخطاب بن نفیل عدوی قرشی خلیفہ دوم اور حضرت ابیؓ سے پڑھا۔

امام مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو السائبؓ سے اور درباس نے اپنے آقا حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا آپ نے حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ سے اخذ کیا حضرت عمرؓ اور حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

# رجال امام ابو عمرو بصریؒ

امام ابو عمرو نے حجاز و عراق کے سترہ شیوخ سے قرآن پڑھا۔ ازاں جملہ یہ تیرہ حضرات تابعین کے طبقہ دوم و سوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان میں سے امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاریؒ اور امام ابو روح یزید بن رومانؒ اور امام شیبہ بن نصاح قاضیؒ اور سید القرا امام ابو عبد اللہ عکرمہ بربری مولی حضرت ابن عباسؓ مدنی ہیں۔

امام مجاہد بن جبیرؒ اور امام ابن کثیرؒ اور سید القرا امام الفقہا امام ابو محمد عطاء بن ابی رباحؒ مکی ہیں۔

سید القراء سند الاتقیاء صاحب کرامات باہرہ امام ابو محمدؒ سعید بن جبیر والبی اسدی بولاؒ اور امام عاصمؒ بن ابی النجودؒ کوفی ہین۔

اور سید القراء امام ابو العالیہؒ رفیع بن مہران ریاحی بولا رحؒ اور سید القراء تاج الاولیاء خواجہ ابو سعیدؒ حسن بن ابی الحسن یسارؒ اور سید القراء امام ابو سلیمان یحییٰ بن یعمر قیسی قاضی مروؒ اور سید القراء امام نصرؒ بن عاصم بن عمرو بن خالد لیثی بصری ہین۔

امام عطاءؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور سیدنا عکرمہ بربری اور امام سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا۔

امام عاصمؒ کی سند آیندہ بیان ہو گی۔ اہل مدینہ اور اہل مکہ مین سے باقی حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

امام ابو العالیہؒ نے حضرت عمرؓ اور حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ سے براہ راست بھی پڑھا۔ اور حضرت ابن عباس سے بھی اخذ کیا۔

خواجہ حسن بصری نے امام ابو العالیہ موصوف اور سید القراء امام حطانؒ بن عبد اللہ رقاشیؒ سے پڑھا۔ آپ نے سید المسلمین حضرت ابو موسیٰؓ عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعریؓ سے پڑھا۔

سیدنا یحییٰؒ بن یعمر اور سیدنا نصرؒ بن عاصم نے سید القراء ابو الاسود بن عمرو بن سفیان دُؤلی بصری واضع نحو سے پڑھا۔ آپ نے امیر المؤمنین سید المسلمین جامع القران حضرت ابو عبد اللہ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف اموی قرشی خلیفہ سوئمؓ اور امیر المؤمنین سید المسلمین حضرت ابو الحسن علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی قرشی خلیفہ چہارمؓ سے پڑھا۔

ان تیرہؒ شیوخ کے علاوہ امام ابو عمرو نے طبقہ چہارمؒ کے چار شیوخ سید القراء عکرمہؒ بن خالد بن ابی العاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی قرشی مکیؒ اور سید القراء

ابو صفوان حمید بن قیس اعرج مکیؒ اسدی بوّلا اور سید القرا ابو حفص محمد بن عبد الرحمن بن محیصن سہمی مکیؒ اور سید القراء عبد اللہ بن ابی اسحاق زید بن حارث حضرمی بصری سے پڑھا۔ عکرمہ بن خالد نے سیدنا عکرمہ بربری مدنی اور امام مجاہد بن جبر اور سیدنا سعید بن جبیر سے اور حمید بن قیس نے امام مجاہد بن جبر سے اور محمد بن عبد الرحمن سہمی نے امام مجاہد بن جبر و درباس سے اور عبد اللہ حضرمی نے امام یحییٰ بن یعمر و امام نصر بن عاصم سے پڑھا۔

ان سب حضرات اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

حضرت عمرؓ۔ حضرت اُبیؓ۔ حضرت زیدؓ۔ حضرت ابو موسیٰؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت علیؓ نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

# رجال امام ابن عامر شامیؒ

امام ابن عامرؒ نے تمام قرآن سید القراء امام ابو الہاشم مغیرہ بن ابی شہاب عبد اللہ بن عمر بن مغیرہ مخزومیؒ قرشی شیخ الاقراء دمشقؒ اور سید المسلمین حضرت ابو محمد فضالہؓ بن عبید بن ناقہ بن قیس بن حبیب اوسی انصاری اور سید المسلمین حضرت واثلہ بن اسقع بن کعب بن عامر لیثی اور سید المسلمین سیدنا حضرت ابو الدرداء عویمر بن عامر بن قیس بن امیہ بن عامر خزرجی انصاری صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

مغیرہ نے حضرت عثمانؓ سے حضرت فضالہؓ اور حضرت واثلہؓ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے پڑھا۔ حضرت عثمان اور حضرت ابو الدرداء نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا۔

یحییٰ ذماری کہتے ہیں کہ امام ابن عامر نے حضرت عثمان رضؓ سے براہ راست بھی پڑھا ہے۔ بعض حضرات اسکو صحیح نہیں کہتے۔ لیکن علامہ دانی نے شیخ ابو علی سے اسکی صحت نقل کی ہے۔

# رجال امام عاصم کوفیؒ

امام عاصمؒ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو عبد الرحمنؒ عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی ضریر شیخ الاقراء کوفہ اور سید القرا امام ابو مریم زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال اسدی کوفی اور سید القرا ابو عمر سعد بن الیاس شیبانی کوفی سے پڑھا۔ شیبانی نے سید المسلمین حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہؓ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی سے پڑھا اور سیدنا زرؒ نے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے پڑھا۔ اور امام ابو عبد الرحمنؒ سلمی نے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت عبد اللہؓ بن مسعود حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ سے پڑھا۔

ان پانچوں حضرات نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا۔

# رجال امام حمزہ کوفیؒ

امام حمزہ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو محمدؒ سلیمان بن مہران اعمش کوفی اسدی کاہلی بولا اور سید القرا امام ابو محمدؒ طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب یامی ہمدانی کوفی اور سید القرا امام ابو اسحٰق عمرو بن عبد اللہ بن عبید سبیعی کوفی اور سید القرا امام ابو حمزہؒ حمران بن اعین کوفی شیبانی بولا اور سید القرا مغیرہ بن مقسم ضبی کوفی اور سید القرا ابو عتابؒ منصور بن معتمر بن عبد اللہ بن ربیعہ سلمی کوفی اور سید القرا قاضی ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلےٰ انصاری قاضی کوفہ اور سید القرا امام الامۃ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق بن محمدؒ بن علیؓ بن حسینؓ۔ بن علیؓ ہاشمی قرشی مدنی سے پڑھا۔

امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد ماجد سید القرا سیدنا امام ابو جعفر محمدؒ باقر سے آپنے اپنے پدر گرامی قدر سید القرا امام الزہاد سیدنا امام ابو محمد علی

زین العابدینؒ سے آپ نے اپنے عالی قدر والد سید القراء سید المؤمنین سیدنا امام ابو عبداللہ الحسین شہید کربلا علیہ السلام سے آپ نے اپنے پدر عالیشان امیر المؤمنین حضرت علیؓ مرتضیٰ سے پڑھا۔

امام اعمشؒ اور طلحہؒ بن مصرفؒ نے سید القراء امام یحییٰ بن ثابؒ کوفی اسدی بولاسے پڑھا۔ آپ نے امام ابو عبدالرحمنؒ سلمی اور سیدنا زرؒ بن حبیش اور سید القراء امام ابو شبیل علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن قیس نخعی کوفیؒ اور سید القراء ابو عمر اسود بن یزید بن قیس نخعی کوفیؒ اور سید القراء ابو سلیمان زید بن وہب کوفیؒ اور سید القراء ابو عمر عَبِیدہ بن عمر سَلمانی مُرادی کوفیؒ اور سید القراء ابو عائشہ مسروق بن اجدع کوفیؒ اور سید القراء ابو معاویہ عبید بن نُضَیلہ خُزاعی کوفیؒ سے پڑھا۔

امام سلمیؒ اور حضرت زرؒ کی سند اوپر بیان ہوئی باقی حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا۔ نیز عَبِید بنؒ نضیلہ نے سیدنا علقمہؒ سے بھی پڑھا ہے۔

ابو اسحاق سبیعیؒ نے امام ابو عبدالرحمنؒ سلمی اور سیدنا زرؒ بن حبیش موصوفین اور سید القراء عاصمؒ بن ضمرہ سلولی کوفی اور سید القراء ابو زہیرؒ حارث بن عبداللہ ہمدانی کوفی سے پڑھا۔ موخر الذکر دونوں حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا۔

۲۶۱ حمران بن اعین ۶ عمر ۲۱ لمہ باقر نے کسب کیا ہو گا د و دلی ۶ اور عبید بن نضیلہ سے بھی

مغیرہ بنؒ مقسم نے سید القراء امام الفقہاء سیدنا امام ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی کوفیؒ سے پڑھا۔ آپ نے سیدنا امام علقمہ موصوفؒ سے پڑھا۔

منصور بن معتمرؒ نے سیدنا سعید بن جبیرؒ والبی موصوف سے پڑھا۔ اور قاضی محمدؒ بن ابی لیلیٰ نے سید القراء منہالؒ بن عمرو اسدی کوفی سے پڑھا۔ آپ نے بھی سیدنا سعید بن جبیرؒ سے پڑھا۔

ان سب حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

## رجال امام کسائی کوفیؒ

امام کسائیؒ نے تمام قرآن قاضی محمد ابنؒ ابی لیلےٰ اور امام حمزہؒ اور سیدنا ابو بکر

بن عیاش اور سید القراء ابو اسحاق اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر مدنی انصاری زرقی بولا اور سید القراء ابو عمر عیسیٰ بن عمر اسدی ہمدانی کوفی اور سید القراء ابو الصلت زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفی سے پڑھا۔

لیکن آپ کی قراءۃ کا ماخذ امام حمزہ کی قراءۃ ہے۔

مقدم الذکر تینوں حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

اسماعیل بن جعفر انصاری نے سیدنا شیبہ بن نصاح قاضی اور امام نافع اور سید القراء ابو الحارث عیسیٰ بن وردان الحذاء اور سید القراء ابو الربیع سلیمان بن مسلم بن جماز زہری مدنیین سے پڑھا۔ عیسیٰ بن وردان اور سلیمان بن جماز نے تمام قرآن سید القراء امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاری مدنی سے پڑھا۔

عیسیٰ بن عمر ہمدانی نے امام عاصم اور امام اعمش اور سیدنا طلحہ بن مصرف سے پڑھا۔ اور زائدہ نے امام اعمش سے پڑھا۔

ان سب حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ○

وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ ○

احقر سے عزیز سعید

مجھے جو کچھ شیوخ سے پہونچا تھا مین نے انکو بتا دیا۔ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور مین نے حتی الامکان غلطیون کے درست کرانیکی سعی کرتے ہوئے اختلافات کے بارہ مین ہر جگہ مذہب منصور بتایا ہے مین ان کو یہ سند اور اجازت دیتا ہون کہ وہ میرے سے قرات سبعہ مکررہ متواترہ افراداً اور جمعاً نقل و روایت کرین۔ خود پڑہین اور طلبا کو پڑہائین جسکو لائق دیکھین اس کو سند دین لیکن طرق تیسیر و شاطبیہ سے جو میری کتاب اصول سبعہ قرات متواترہ مین درج ہین تجاوز نہ کرین۔

اور مین ان کو نصیحت کرتا ہون کہ اختلافات جائز و تخییری کو اختلافات واجب کے مانند لازم نہ بنائین۔ ہمیشہ روایات کو افراداً پڑہین۔ اور پڑہائین خلط طرق درروایات و قرات سے بچین۔ اور۔ یاد رکھین کہ صدر اول سے آخر چوتھی صدی تک جمع کا کوئی نام بھی نہین جانتا تھا۔ پانچوین صدی کے شیوخ نے جمع کا قاعدہ ان لوگون کی سہولت کے لئے نکالا تھا جو افراداً طرق طرق پڑہکر معرفت تامہ حاصل کر لیتے تھے۔ اور یہ حضرات مبتدی کو جمع ہرگز نہین پڑہاتے تھے۔

محقق ابوالخیر جزریؒ کے زمانہ تک یہی دستور رہا۔ خود محقق جیسے فاضل اجل کو جو پہلے کئی شیوخ سے سبعہ اور عشرہ پڑھ چکے تھے۔ بعض حضرات نے جمع پڑہانے سے باین وجہ انکار کر دیا کہ محقق نے قرات افراداً ان کو نہین سنائی تھین۔ لیکن چونکہ چند صدیون سے علماء نے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کے سوا اس فن شریف سے بیگانگی اختیار کر لی۔ صاحبان وسعت نے غرباء کے سر ڈالدیا۔ اور شوق و ہمت مین قصور آگیا۔ لہٰذا شیوخ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ البقاء فن کی نیت سے مبتدیون کو جمع پڑہانے لگے۔

کوشش سے صدر اول کے طریقہ کو جو خیر القرن تھا رواج دینے کی سعی کرین۔

نیز یاد رکھین کہ اس فن کا مدار صرف تواتر روایت پر ہے۔ اور اسوقت دنیا مین قرآت عشرہ سے زیادہ کوئی قراۃ متواترہ موجود نہین اور اس فن شریف مین قیاس کا مطلق دخل نہین۔

وجوہات ضربی حسابی پڑھنے اور پڑھانے سے قطعاً پرہیز کرین۔ جو بدعت ہونے کے علاوہ حرمت کتاب اللہ اور اخلاص کے خلاف ہین۔

علاوہ ازین اس سے طلباء کا وہ عزیز وقت ضائع ہوتا ہے جس کے لئے صدر اول کے طریقہ کو چھوڑا گیا تھا۔

قرآن کی خدمت لوجہ اللہ کرین۔ عجب و پندار و ریاکاری و تفاخر و بدخلقی اور دیگر عادات ناپسندیدہ سے بچین۔ جو اہل ہو اس کو بتانے مین ہرگز ہرگز بخل نکرین۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَمَ عِلْمًا مِّنْ اَھْلِہٖ اُلْجِمَ بِلِجَامِ النَّارِ۔ اور نا اہلون کے درپے نہ ہون۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ نَا اَھْلًا فَقَدْ قَلَّدَ الْخَنَازِیْرَ ٥

یاد رکھین کہ سات چیزین قرأت معلوم کرنے کا وسیلہ ہین۔ اوّل زبان عربی دوّم تجوید۔ سوّم رسم عثمانی۔ چہارم وقف و ابتدا۔ پنجم فواصل یعنے رؤس آیات ششم سند ہفتم متعلقات ابتداء و ختم۔ ان کے حصول و استحضار کی سعی کرین۔ جو لوگ ان کو نہین جانتے وہ پڑھانے مین غلطی سے مصئون نہین رہ سکتے۔

نیز یاد رکھین کہ حمزہ و ہشام کی وجوہ وقفی مین بعض شراح شاطبیہ اور بعض دیگر مصنفین نے شدید مغالطے پیدا کر کے ایسی وجوہات تجویز کر دین جنکا پڑھنا اثر و قیاس اور روایت و درایت کے خلاف ہے اور اکثر قرآنون مین وہ بن گئی ہین ان سے بچین۔ اور اس بارہ مین میری کتاب سے عدول نکرین۔ قرآن کو تماشا نہ بنائین اور نہ حطام دنیا کے بدلے فروخت کرین۔

یاد رکھیں کہ سند و استناد کا فائدہ اس فن شریف کی اہمیّت کا سمجھنا اور روایات وطرق کا معلوم کرنا ہے۔

طلباء کے ساتھ پڑھانے اور بنانے میں شفقت برتیں۔ بری عادات کی اصلاح نرمی سے کرائیں۔ نصیحت مہربانی سے کریں۔ اہل مقدور اور غیر مستطیع تلامذہ میں امتیاز نہ کریں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ عزیز موصوف کو استقامت عطا کرے۔ خادم قرآن بنائے اور سلف صالحین کے مسلک پر چلائے جیسا کہ میرا گمان ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ کے مطابق اس مقدس گروہ کے ساتھ حشر کرے۔

اور اگر وہ اس کے خلاف ہوں تو كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے مطابق میں بری الذمہ ہوں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ صَلٰوةً وَّسَلَامًا تُبَلِّغُنَا بِهَا دَرَجَاتِ الْمُحْسِنِيْنَ وَنَنْتَظِمُ مَعَهُمْ فِيْ سِلْكِ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ

اسلاف کرام کی شفاعت اور اقران و اخلاف کی دعا کا محتاج

اَلْعَبْدُ الْمُذْنِبُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ مُحْيِ الْاِسْلَامِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ

وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِمَا وَاِلَيْهِ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ

مورخہ ـــــــــ سنہ ـــــــــ از پانی پت

دستخط

# استدعا

عربی زبان مین امام العلامہ ابوعمرو دانی اندلسیؒ متوفی ۴۴۴ھ۔ علامہ ابومعشر عبدالکریم طبری نزیل مکہؒ متوفی ۴۷۸ھ علامہ ابوالعلاء عطار ہمدانیؒ متوفی ۵۶۹ھ علامہ ابومحمد قاسم شاطبی اندلسیؒ متوفی ۵۹۰ھ علامہ شمس الدین ذہبیؒ متوفی ۷۴۸ھ علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد جزریؒ متوفی ۸۳۳ھ علامہ سراج الدین عمر بن علی بن الملقنؒ متوفی ۸۰۴ھ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانیؒ متوفی ۸۵۲ھ وغیرہ بہت سے حضرات نے طبقات القراء کے نام سے خدامِ الحمد کے حالات مین کتابین لکھی ہین۔ لیکن اب چند صدیون سے یہ سلسلہ وہان بھی بند ہوگیا اردو مین تو کون لکھتا ہندوستان کے علماء نے ادہر توجہ ہی نہین کی۔ دیگر علوم وفنون کے مشاہیر وماہرین کے تذکرے لکھے گئے۔ مگر حاملین قرآن کو کسی نے یاد نہ کیا اس غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہندوستان مین اس فن کے جو نقاد وماہر پیدا ہوئے اون کے حالات کجا سنین وفات بھی ہمین معلوم نہ ہوسکے۔ دہلی کی بربادی نے جو عہد مغلیہ مین اس فن کا مرکز تھا اس تباہی کو اور بھی ہولناک بنا دیا حتےٰ کہ سندون کے اندر کاتبون کی مہربانی سے بعض شیوخ کے نام بھی غلط ہو گئے۔

مجھے ۱۳۴۲ھ مین سند کے تصحیح اور شیوخ کے سنین وفات معلوم کرنیکا خیال پیدا ہوا اور جب اسمین کچھ کچھ کامیابی نظر آئی تو مختصر سوانح حیات جمع کرنیکا دھیان آیا۔ اسوقت سے اس دھن مین لگا ہوا ہون۔

میرے جیسے کم مایہ وبے بضاعت اور چھوٹے قصبہ کے رہنے والے کیلئے یہ کام جتنا دشوار ہے

وہ میں جانتا ہوں۔ بدقسمتی سے اسوقت تک مجھے طبقات القراء کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا اور شاید ہندوستان میں نہ ملے۔ تاہم میں نے کچھ مواد فراہم کیا ہے۔

تیسری صدی تک جو شیوخ قرات حدیث بھی روایت کرتے ہیں اُن کے وقائع زندگی رجال کی کتابوں میں کم و بیش معلوم ہو گئے۔ اور بعض حضرات کے حالات عُلما کی تاریخ اور سِیَر وغیرہ کی مختلف کتابوں سے اخذ کئے گئے۔

بزرگانِ پانی پت کے حالات معتبر حضرات اور مختلف نسب ناموں اور اُن کے خاندانی کاغذات سے لئے اِس سعی میں چھ سال صَرف ہو چکے۔ مگر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ دیکھئے زندگی میں پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

اُن خادمانِ قرآن و اہلِ علم حضرات اور امراء عالی قدر سے التماس ہے کہ جن کے قبضہ میں اس قسم کی قدیم کتابیں ہوں وہ احقر کو اُن کے مطالعہ کا موقع دیں۔ اور جن حضرات کو اس سند کے بزرگوں میں سے کسی کا کچھ حال معلوم ہو وہ اس بیچ عاجز کو آگاہی بخشیں۔ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

نظر الطاف کا امیدوار

خاکسار

اَبُوْ مُحَمَّد مُحْيِيُ الْاِسْلَام عُفِيَ عَنْهُ

(پانی پت)

## اعتذار

افسوس کہ باوجود سخت جدوجہد کے چار غلطیاں رہ گئیں یعنی صفحہ نمبر ۲ سطر نمبر ۱۳ میں او زائد بن گیا اور صفحہ نمبر ۸ سطر نمبر ۱۸ میں یوسف بن سلار کی بجائے یوسف سلار چھپ گیا اور صفحہ نمبر ۱۲ پر الملقب کی بجائے المقلب لکھا گیا اور صفحہ نمبر ۴۴ پر کاتب نے شیخ القراء حمران بن اعین کوفی کے شیوخ چھوڑ دیئے آپ نے امام محمد باقرؒ ابوالاسود دؤلی اور عبید بن نضیلہ سے پڑھا ہے۔ محی الاسلام عفی عنہ

# شائقین سبعہ قرأت کو مژدہ

یہ فن مسلمانوں کی خاص توجہ کا مستحق ہی اور موجودہ لاپرواہی سے خوف ہی کہ ہم وعید یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا - کے مصداق نہ بنجائیں۔ اس فن کی معتبر کتابیں عربی میں ہیں جس سے غیر عربی دان حضرات استفادہ نہیں کر سکتے اور آج تک اردو میں کوئی کتاب محققانہ طرز پر نہیں لکھی گئی لہذا اس کمی کو پورا کرنیکے لیئے ہمارے حضرت قبلہ جناب قاری حافظ مولوی اَبُو مُحَمَّد مُحِی الْاِسْلَام صاحب نے ایک کتاب موسومہ اصول سبعہ قرأت بطریق تیسیر و شاطبیہ اردو میں تالیف فرمائی ہے۔

جونہ صرف شائقین کو عربی کی قید سے چھڑا دیگی بلکہ مختلف مصنفین و مؤلفین و شارحین کی مغالطوں اور مبتدعہ وجوہات ضربی کے گرد ابوں سے نکال کر اثر و قیاس و روایت و درایت کے صراطِ مستقیم پر کھڑا کر دیگی اور کلام پاک کو تماشہ بنانے کی بجائے خدمت کلام اللہ کرنیکے قابل بنا دیگی۔ اب یہ کتاب جلد سے جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے سامنے آنیوالی ہے۔

آثم:۔ نور محمد پانی پتی۔ از دفتر محلہ چودھریان
مدرسہ امداد الرحمٰن

# اعتذار و امتنان

خاکسار مؤلف نادم اور قصور کا معترف ہے کہ دلی ارادہ اور جد و جہد کے باوجود اس سے پہلے اس کتاب کو شائع نہ کر سکا جس کا اہم سبب جناب کاتب کی سہل انگاری اور میری بے سر و سامانی ہے جس کو میرے اُستاد بھائی قاری حافظ قیام الدین ہاشمی مرحوم متوفی ۶؍ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء اور میرے بڑے بھائی قاضی محمد ذکاء الاسلام ابن قاضی حافظ مصباح الاسلام عثمانی مرحوم متوفی شب جمعہ ۲۲؍ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۴؍ نومبر ۱۹۳۰ء کی موت نے اور قوی کر دیا۔ میرے تمام دنیوی کاموں کا انصرام بھائی صاحب مرحوم کی ذات پر موقوف تھا خدائے تعالے مرحومین کو غریق رحمت کرے اور مجھے قرآنی خدمت پر استقامت اور صبر عنایت فرمائے۔ آمین ✣

ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے کتاب ہذا کیلئے اعلان شائع کر کے علم دوست حضرات سے درخواست کی تھی کہ پیشگی قیمت دیکر خدمت کتاب اللہ میں شریک ہوں مگر بقول حضرت اکبر مرحوم

سستیاں جو گزٹ لیکے تو لاکھوں لائے ۔۔۔ شیخ قرآن دکھاتے پھرے پیسہ نہ ملا

مسلمانوں نے اس پر توجہ نہیں کی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سے میرے عزم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ انشاء اللہ العزیز آیندہ آئیگا۔ اظہار واقعہ کی غرض سے یہ فقرے لکھے ہیں۔ حاشا شکایت مقصود نہیں۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس ۔۔۔ دربند این مباش کہ نشنید یا شنید

اور اگر میں حضرات ذیل کا شکریہ ادا نہ کروں تو یقیناً احسان فراموش سمجھا جاؤنگا۔ یہ خالص مذہبی کتاب ہے مگر اس کی اشاعت میں عالیجناب مسٹر سی گلنگ آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال نے مجھے اخلاقی اور مالی امداد دی۔ میرے عزیز بھائی قاری حافظ حفیظ الدین پانی پتی جناب منشی عبد الرحیم محافظ دفتر کچہری باندا (یوپی) مولینا عبد الماجد بی اے ایڈیٹر سچ لکھنؤ مولوی قاری عبد الرحیم پانی پتی اور بعض دیگر احباب نے میرا ہاتھ بٹایا۔ میرے مخدوم زادے جوان ہمت دوست اور محترم محسن سید عبد العلیم مدیر مطبع علیمی خلف الصدق مولوی عبد الاحد مرحوم رئیس و مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اُمید سے زیادہ میری دست گیری کی۔ اگر سید موصوف راہ نمائی نہ کرتے تو مجھے گوناگوں دشواریوں سے سابقہ پڑتا اور شاید میرا یہ خواب عملی جامہ پہنتا۔ کتاب کا حسن صوری اور دلفریبی آپکی سعی کا نتیجہ ہے موصوف کے کارپردازان مطبع نے بھی میری اعانت کی ہے جسکے لئے میں ان سب حضرات کا ممنون منت ہوں اور دعا کے سوا کوئی معاوضہ نہیں دے سکتا۔

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# التماس

اہل علم اور ارباب سیر جانتے ہیں کہ قرآن نے دنیا میں کیسا انقلاب کیا تھا۔ عرب کے نیم وحشی اور غیر متمدن اُمیوں کو مکارم اخلاق و تمدن کے جس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچایا تھا اور علم و فضل کا جیسا شیدائی گردانا تھا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور پچاس سال کے قلیل عرصہ میں انکو بحر و بر کا جس طرح مالک بنا دیا تھا وہ تاریخ کا ایک حیرت ناک کارنامہ ہے۔ قرآن نے فخر و مباہات کو مٹا کر نہ صرف مساوات پیدا کی تھی بلکہ غلاموں کو آقا بنا دیا تھا۔ قرآن امن و صلح کی حالت میں تمام انسانوں سے حُسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ جنگ و حرب میں صابر و ثابت قدم رہنے کا فرمان نافذ کرتا ہے۔ فتح و شکست میں تقوے کا سبق پڑھاتا اور وفاء عہد کی تلقین کرتا ہے۔

عربی کے سوا تمام قدیم زبانیں مردہ ہوگئیں۔ ارتقائی اصول کی بنا پر عربی بھی مردہ ہو جاتی۔ اگر قرآن عربی میں نازل ہو کر اسکو بقاے دوام اور ابدی حیات کا تاج نہ پہنا دیتا۔ قرآن نے عربی کو نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں زندہ رکھا بلکہ اسکو ایشیا افریقہ اور یورپ کے بعض حصص کی مادری اور ملکی زبان بنا دیا۔ آج دنیا عربی کو

اُم الالسنہ اور لغات قرآن کو اُم اللغات کہتی ہے۔ نہ صرف عرب اور نہ فقط مسلمان عربی کے دلدادہ ہیں بلکہ ایک عالم اُسکی خدمت پر کمربستہ نظر آتا ہے۔ یہ سب قرآن کا صدقہ ہے۔

قرآن نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دنیا میں آیا۔ گرانپی بے مثل فصاحت و بلاغت سے بڑے بڑے کہن مشق فصیح و بلیغ شاعروں خطیبوں اور نثّاروں کو خاموش کر دیا۔ اور بعض سے شاعری قطعاً ترک کرا دی۔ عبادت سے موسیقی کو الگ کر کے خود اُسکی جگہ لے لی۔

یہ واقعہ ہے کہ مسلمان جہاں گئے قرآن ساتھ گیا۔ جس حصۂ دنیا میں پہونچے جن شہروں قصبوں اور مواضعات میں آباد ہوئے وہاں قرآن ضرور پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا۔ مگر بمصداق اَلْمُلْكُ وَالدِّيْنُ تَوْأَمَانِ[1] جو شہر خالص اسلامی عربی حکومت کا دارالخلافہ بنا وہی قرآن اور وجوہِ قرات کا مرکز بنگیا۔ چنانچہ ۳۵ھ تک قرات کے سب سے بڑے مصدر و منبع مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حرم خدا یعنی مکہ معظمہ زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں کوفہ اور بصرہ کو یہ فخر ملا۔ پھر بنو اُمیہ کے عہد میں دمشق کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ دوسری صدی میں جب بغداد دارالخلافہ اور دارالعلوم بنا تو یہ تاج بھی اُسکے سر پر رکھا گیا۔ چوتھی صدی میں مصر اور پانچویں صدی میں اندلس مرکز بنگئے ان مقامات کے گھر گھر سے قرآن کی دلکش و شیریں آواز سنائی دیتی تھی قرات کے بڑے بڑے ماہر ائمہ ان میں قرآن کا درس دیتے تھے۔ وجوہ اختلافی کی خدمت میں اپنی عمریں صرف اور تصانیف و تالیف کے ذریعہ سے انکی حفاظت کرتے تھے۔ چھٹی صدی تک علمائے

[1] ملک اور دین جڑواں بھائی ہیں ۱۲

بغداد۔ مصر۔ دانیہ اور شاطبہ نے اعلیٰ پایہ کی محققانہ کتابیں لکھکر اختلاف قرات کو ہمیشہ کیلئے محفوظ و مصئون کردیا فجزاہم اللہ خیر الجزاء

بنو اُمیہ کی حکومت سے حجاز کی مرکزیت میں ضعف آنا شروع ہوگیا تھا۔ صرف حجاج نے ان گنت قراء کو شہید کیا ہے۔ پھر بنو عباس نے حجاز کے ساتھ عراق و شام کا دفتر بھی لپیٹ دیا۔ ساتویں صدی میں مغلوں نے بغداد اور اسکے علوم کو تاراج کیا اور نویں صدی میں عیسائیوں نے اندلس کے مسلمانوں کو جن مظالم سے ہلاک کیا اُن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ظالموں نے اُن کی تمام علمی یادگاریں بھی فنا کردیں۔ اسکے بعد قرات کی تعلیم حجاز و دمشق اور مصر میں رہگئی۔ اور علماء مصر نے خصوصیت کے ساتھ خدمت کی اور کر رہے ہیں۔ شکر اللہ سعیہم

پہلی صدی کے آخر میں عرب ہندوستان میں آئے اور سندھ و ملتان اُن کے مستقر بنے۔ اوائل پانچویں صدی میں مسلمان پنجاب کے۔ چھٹی اور ساتویں صدی میں دار الخلافہ دہلی اور اکثر ہندوستان کے فرماں روا بن گئے۔ وہ قرآن ضرور پڑھتے تھے مگر کس قراءۃ و روایت میں اور وجوہ قرات کی تعلیم کا اُن میں کیا حال تھا یہ ہمیں معلوم نہیں۔

اختلاف قرات میں ہر ملک نے قابل فخر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں بعض علماء نے قراء کے حالات میں مستقل کتابیں (تاریخ القراء اور طبقات القراء) لکھیں (اسمیں بھی اولیت کا فخر اندلس کو ہے) اور بعض علماء نے ایک ایک صدی کے مشاہیر قراء اور علماء کے تراجم لکھے۔ ان کتابوں سے ہمیں ہر ملک کے قراء اور قرات مروّجہ کا حال معلوم ہوتا ہے مگر ہندوستان نے قرات اور قراء کے بارہ میں کچھ نہیں لکھا۔ سلاطین و امراء کی تاریخیں لکھی گئیں۔ شاعروں خطیبوں حتی کہ گویّوں کے تذکرے تالیف ہوئے۔ مگر

خدام کلام اللہ کا کسی نے نام بھی نہیں لیا۔

ہمیں اپنے شیوخ اور سندوں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۰۵۰ھ کے قریب دبعہد شاہجہان صاحبقران) شیخ القرا مولانا قاری عبدالخالق مُتوفیؒ تلمیذ شیخ القرا شمس الدین مولانا قاری محمد بن اسمٰعیل معروف بشیخ بقریؒ ازہری مصری ہندوستان میں آئے اور حضرت محی الدین والملۃ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد تک سایہ افگن رہے۔ شاہ ممدوح کی سعی اور سرپرستی سے دہلی دارالعلوم اور قرات کا مرکز بن گیا۔ دھلی کے متعدد علماء و فضلاء نے شیخ القرا موصوف سے قرات پڑھیں اور دو سو برس سے زیادہ یہ سلسلہ دہلی میں جاری رہا۔ ہر محلہ اور کوچہ میں خوشہ چیں موجود تھے۔

اس تمام زمانہ میں دہلی جملہ علوم و فنون کا مخزن اور تمام کمالات کا معدن تھا۔ مشائخ عظام۔ صوفیان باصفا۔ مفسرین و محدثین۔ فقہا و متکلمین۔ اور حفاظ و قراء ایسے ایسے موجود تھے کہ جن کا عدیل و نظیر کمیاب تھا۔ فلسفیوں۔ طبیبوں۔ شاعروں خطیبوں۔ واعظوں۔ اور صنّاعوں سے شہر بھرا ہوا تھا اور ہر کمال کے اساتذہ اور ماہران فن پائے جاتے تھے سنا ہے کہ اُس زمانہ دہلی کا ہر شخص تجوید و قراءت کا شیدائی تھا مسجدوں اور خانقاہوں اور مکانوں میں روزانہ تلاوت ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں جو حال ہوتا تھا اُسکو بیان کرنا دشوار ہے۔ ہزاروں نقّاد پیدا ہوئے اور اب اُسکی خاک میں آسودہ ہیں مگر افسوس کہ ہم اُنکا نام بھی نہیں جانتے۔

دھلی میں بزرگان ذیل اپنے اپنے وقت میں قرات کے امام تھے۔ شیخ القراء ممدوح کے تلامذہ میں سے مولانا قاری حافظ عبدالغفورؒ دہلوی اور مولانا حاجی قاری حافظ محمد فاضلؒ ٹھٹھی ثم الدہلوی۔ اُن کے بعد مولانا قاری حافظ غلام محمد گجراتیؒ ثم الدھلوی

اور مولانا قاری حافظ عبد الملک بن نواب حبش خاں دھلوی۔ پھر مولانا قاری حافظ غلام مصطفےٰ ابن شیخ محمد اکبر تھانیسری ثم الدھلوی۔ پھر مولانا قاری حاجی حافظ شاہ عبد المجید قادری مصطفوی دہلوی معروف بصوبہ ہند[1] پھر مولانا قاری حافظ محمد معروف بمولانا کریم اللہ دہلوی۔ اور مولانا قاری حافظ قادر بخش اور مولانا قاری حافظ محمدی ابناء خواجہ خدا بخش انصاری پانی پتی۔ پھر مولانا حافظ قاری میرزا محمد بیگ دھلوی اور مولانا قاری حافظ سید امام الدین امروہی نقشبندی مجددی مظہری۔ ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۷ء) کے غدر نے دھلی کے ساتھ وہی کیا جو بغداد کے ساتھ ہوا تھا یعنی دلی سے ماہران فن جلا وطن ہو گئے اور پھر بیرونی آدمیوں کی آمد نے احساس بھی کم کر دیا اور دہلی سے یہ فن کالمفقود ہو گیا۔

پانی پت ہمیشہ سے دھلی کا مضافاتی قصبہ ہے اور باستثناء تجوید ہر ایک دینی اور دنیوی امر میں اُسکے دامن سے وابستہ چلا آتا ہے۔ اگر دھلی کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ۔ حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دھلوی قدس سرہٗ نے اپنے پاک قدوم سے سرفراز فرمایا تو پانی پت کو حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہٗ۔ حضرت سید شمس الدین ترک شاہ ولایت قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیا قدس سرہٗ نے رونق بخشی۔ اگر دہلی میں حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شاہ عبد العزیز اور حضرت شاہ محمد اسحٰق پیدا ہوئے تو پانی پت میں حضرت خواجہ امان۔ حضرت قاضی ثناء اللہ اور حضرت قاری عبد الرحمٰن انصاری۔ اگر دھلی سے ذوق و مومن و غالب نمودار ہوئے تو پانی پت سے منت و ممنون و حالی ہم نے اشارۃً چند حضرات کا نام لیا ہے ورنہ یہ تقابل و اتباع ہر زمانہ اور ہر فن میں پایا جاتا ہے۔

---

[1] حضرت شاہ صاحب کا عرف صوبۂ ہند تھا۔

پانی پت میں مسلمان ۴۰۰ھ یعنی دلی میں اسلامی حکومت قائم ہونے سے دوسو سال قبل سے آباد ہیں۔ دیگر اسلامی شہروں کی طرح وہ بھی قرآن پڑھتے تھے۔ مگر بارہویں صدی میں قاری حافظ مصلح الدین عباسی پانی پتی نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تجوید سیکھ کر طریقۂ ادا کی از سرنو تجدید کی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند سرتاج مجودین قاری حافظ عبید اللہ عرف قاری لالاؒ اور آپ کے تلامذہ مولانا قاری حافظ قادر بخشؒ وغیرہ نے پانی پت کو فخر ہند بنادیا۔ تیرہویں صدی میں دہلی اور پانی پت کے اکثر مجودین انھیں حضرات سے تجوید اخذ کرتے تھے۔ ان کے بعد قاری نجیب اللہ خلف شیخ سعد اللہ عثمانیؒ پانی پتی نبیرہ قاری قادر بخشؒ ممدوح۔ قاری کبیر الدینؒ اور مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث خلف قاری محمدی انصاریؒ پانی پتی نے پانی پت اور دھلی میں تجوید کی خدمت کی۔ ان تینوں بزرگوں کے جانشین قاری حافظ عبدالرحمنؒ بن چودھری عبدالصمد خان ہابڑوی پانی پتی تھے۔

پانی پت کے متعدد شیوخ نے وقتاً فوقتاً اساتذۂ دھلی سے قرات پڑھیں مگر کسی سے اب سلسلہ جاری نہیں ۱۲۴۸ھ میں مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث نے مولانا سید امام الدینؒ امروہی موصوف سے سبعہ قرات پڑھیں اور ۱۳۱۴ھ تک کامل ۶۶ سال اُنکی خدمت میں مصروف رہے آپ کے بعد آپ کے فرزند مولانا قاری عبدالسلامؒ انصاری اور آپ کے شاگرد قاری حافظ عبدالرحمنؒ ضریر موصوف نے اس فن کو سنبھالا۔ اب خدا حافظ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پانی پت دو صدی سے تجوید کی اور کامل سو سال سے سبعہ قرات کی خدمت کر رہا ہے۔

**معزز ناظرین!** یہانتک جو کچھ لکھا گیا وہ اصل مقصد میں سے نہیں ہے مسلمانوں کی غفلت اور فن کے انحطاط نے ماضی کا ذکر کرنے پر مجبور کیا۔ اور دو اغراض سے

یہ سطریں حوالۂ قلم کی گئیں۔ اول۔ میں نے چاہا کہ طلبار کے سامنے اُن خدمات کا ایک اجمالی نقشہ پیش کروں جو مختلف ممالک نے وقتاً فوقتاً قراءات کی کی ہیں۔ دوم۔ بار ہا ماضی کی یاد نے لوگوں کو اپنے مستقبل کے سنوارنے پر آمادہ کیا ہے۔ شاید یہ مرثیہ بھی مسلمانوں کو عموماً اہل دہلی اور اہل پانی پت کو خصوصاً تلافی مافات پر طیار اور اُس ودیعت الٰہی کے محفوظ رکھنے پر مستعد کر سکے جو بزرگ بڑی جد و جہد سے اِس ملک میں لائے تھے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

عربی میں وجوہ قراءات کے متعلق تیسری صدی سے بارہویں صدی تک صد ہا کتابیں لکھی گئیں اور اکثر دنیا میں موجود ہیں۔ بلحاظ صحت و اعتماد اُنکی چار قسمیں ہیں۔

اوّل مختصر متون جیسے۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ھدایہ۔ تبصرہ۔ تیسیر۔ کافی۔ عنوان شاطبیہ۔ اور اعلان وغیرہ

دوم۔ محققانہ اور مبسوط کتابیں۔ اِن میں سے بعض مستقل تصانیف ہیں۔ جیسے الجامع ابن جریر طبری۔ المنتہیٰ خزاعی۔ جامع البیان دانی۔ تذکار۔ مستنیر۔ نشر کبیر۔ غیث النفع۔ الاتحاف اور بعض شروح ہیں۔ جیسے شاطبیہ پر جعبری اور ملا علی وغیرہ۔

ان دونوں اقسام کی کتابیں اس فن کی معتبر تصانیف متصور ہوتی ہیں ان کے مصنفین و مؤلفین نے وجوہ اختلافی بیان کرنے میں روایت و درایت اور تنقید و نظر سے کام لیا ہے اور وہ حروف بیان کئے ہیں جو اثر ہیں (البتہ بمقتضاء بشریت بعض حضرات کہیں کہیں متفرد اور طریقہ سے باہر ہو گئے ہیں۔ اور بعض مسائل میں مذہب قراء کے ساتھ نحاۃ کا مسلک بیان کر دیا ہے)

سوم غیر محققانہ اور رطب و یابس سے بھری ہوئی تصانیف اس میں شاطبیہ کی

نہ تمام شرحین داخل ہیں جنکو اُن کے مولفین نے احتمالات بعیدہ اور نحوی وجوہ سے پُر کیا ہے۔ اور ایسی وجوہات تجویز کی ہیں جو صرف عربیت میں جائز ہیں منقول نہیں اور بعض نے اُن کو وجوہ مرویہ سے اِسطرح مخلوط کر دیا ہے کہ ماہر و حاذق کے سوا اور کوئی اُن میں تمیز نہیں کرسکتا۔

چہارم وجوہ شاذہ۔ ضعیفہ۔ اور فاسدہ کی حامل کتابیں ہیں جن کے مؤلفوں نے عربیت سے بھی آنکھیں بند کرلیں اور صرف رسم کی بنا پر نقل واثر کے بغیر اور عربیت کے خلاف اجتہاد ورائے سے ایسی وجوہات تجویز کردیں جو فاسد و باطل ہیں۔ نیز یہ کتابیں اُن وجوہ ضربی حسابی کی حامل ہیں جو بدعت ہیں۔ اہل علم ان دونوں اقسام کی کتابوں پر اعتماد و بھروسہ نہیں کرتے۔ تعجب ہے کہ زیادہ تر یہی کتابیں شائع ہو کر طلباء کے لئے کجروی اور گمراہی کا باعث بنتی ہیں۔

اردو میں اسوقت تک کوئی کتاب قابلِ ذکر نہیں لکھی گئی۔ شاید یہ وجہ ہو کہ کچھ عرصہ قبل تک اردو علمی زبان نہ تھی۔ اور قرات حاصل کرنیوالے عموماً اردو سے بے نیاز علماء ہوتے تھے۔ لیکن اب کیا کیا جائے جب کہ علماء نے الا ماشاء اللہ کے سوا اس فن کو خیر باد کہہ دیا اور اسکے سیکھنے والے وہ لوگ رہ گئے جو عربی نہیں جانتے۔ یا اُن کو اتنی عربی نہیں آتی کہ مسائل فن کی تحقیق کرسکیں بقولِ غالب ؎

رموز دین نشناسم درست معذورم — کہ کیش من عربی و نژادِ من عجمی ست

بیچاروں کو جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو کتب متداولہ کو (جو بسا اوقات آخر قسم کی ہوتی ہیں) کسی عالم سے پڑھوا کر اس پیچیدگی کو حل کرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ وہ خود عربی نہیں جانتے اور وہ عالم صاحب قرات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ لہذا تاریکی پر تاریکی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح ہمارے بعض اطبا دواؤں کی صورت سے۔ اور دوا فروش اُن کے مزاج و خواص اور طریقۂ ترکیب سے ناواقف ہیں۔ لہذا بیمار کا خدا حافظ۔

عرصہ دراز سے ضرورت تھی کہ قرات پر اُردو میں معتبر اور محققانہ حیثیت کی کوئی کتاب موجود ہو۔ مگر کوئی بزرگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اور جب میں نے دیکھا کہ معاصرین اسپر قلم نہیں اُٹھاتے تو منجانب اللہ میرے دل میں خیال آیا۔ جسکو میرے شیخ فخر المجوّدین قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب کے حکم نے اور قوی کر دیا۔ اور اس امید سے کہ اہل علم اور ماہران فن غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے میں نے اس پر جسارت کی ؎

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

کثرت مشاغل کیوجہ سے رفتار تحریر بیحد سُست تھی۔ مگر سعدیِ ہند شمس العلما مولانا حافظ قاری خواجہ حالیؒ حکیم الامت مولانا حافظ قاری اشرف علی تھانوی مدظلہ اور میرے محترم استاذ بھائی۔ حافظ قاری محمد قیام الدین ہاشمی عم فیضہ کے ارشادات تازیانہ کا کام کرتے رہتے تھے جس سے ۱۳۳۲ھ میں کتاب تو مکمل ہو گئی مگر اُسکے مسودات اوراق پریشان کی صورت میں رکھے رہے۔

فخر الاذکیا قاری حافظ وحید بخش عثمانی مرحوم اور حافظ قاری شیر محمد خاں مرحوم نے اسکی ترتیب و اشاعت کا اصرار برابر جاری رکھا۔ اور میر لختِ جگر حافظ محمد مدنی مرحوم (جسکو میں نے خود قرآن اور رسائل تجوید پڑھائے تھے اور قرات پڑھانے کا ارادہ رکھتا تھا اور جسکو واہب العطایا نے عجیب و غریب ذہن و حافظہ اور اس فن کے لئے خاص اوصاف مرحمت فرمائے تھے جس نے نو سال کی عمر میں قرآن سنایا تھا) اُسکی ترتیب کا سب سے زیادہ محرک اور باعث تھا۔ اکثر حصّہ مرتب ہو چکا تھا کہ وہ بیمار ہو گیا اور مجھے اپنی توجہ کا

وہ حصہ جو طلباء کی خدمت سے بچتا تھا اسکی تیمارداری میں لگانا پڑا ہر ممکن علاج اور تدبیر کی

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا          ہم نے کیا کیا نہ کیا دل کے بہلنے کے لیئے

مگر کوئی فائدہ نہ ہوا مشیت الٰہی یہ تھی کہ وہ دُرِ بے بہا میرے پاس نہ رہے چنانچہ ۲ شعبان ۱۳۴۶ھ کو دس مہینہ کی علالت کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں رات کے گیارہ بجے اس نے میری آنکھوں کے سامنے میری گود میں اور مجھ سے باتیں کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اس سے ایک سال قبل ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ کو قاری وحید بخش نے اور ایک سال بعد ۱۷ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ کو قاری شیر محمد خان نے داغ مفارقت دیا۔ یہ تینوں اشخاص جن کی تربیت پر میری کا وسیع زمانہ صرف ہوا تھا اور جن سے مستقبل کی آرزوئیں وابستہ تھیں سوا تین سال کے قلیل عرصہ میں مجھ سے جدا ہوگئے۔ ان واقعات نے قوائے ذہنی کو معطل کردیا جس سے اسکی اشاعت میں اور توقف ہوگیا۔ اب دوبارہ نظر ثانی کرکے شائع کرتا ہوں خدائے تعالیٰ اسکا اجر ان بزرگوں اور عزیزوں کو عطا فرمائے۔

میں نے اسکی ترتیب میں اکثر متقدمین کی کتابوں کے خلاف بعض تصرفات کیئے ہیں مثلاً ادغام صغیر کو ادغام کبیر کے بعد اور میم جمع کو ہاء کنایہ کے ساتھ لیا ہے۔ اصول ادغام اصول متفرق اور فرش مکرر کے لیئے ایک ایک باب جدید بڑھایا ہے۔ اور سورۃ فاتحہ کے فرشی اختلافات باب الفرش میں بیان کئے ہیں اور بھی بعض باتیں ہیں مقصد طلباء کی سہولت ہے بقول غالبؔ

با من میاویز اے پدر فرزند آزر را نگر          ہر کس کہ شد صاحب نظر دین آبا خوش نکرد

اس کتاب کا اصل ماخذ۔ تیسیر۔ شاطبیہ اور نشر کبیر ہیں۔ ان کے علاوہ متقدمین

کی متعدد معتبر کتابوں اور شاطبیہ کی بعض شروح سے بھی استفاضہ کیا گیا ہے۔ مگر وجوہ اختلافی بیان کرنے میں تیسیر و شاطبیہ اور ان کے طرق سے کہیں عدول نہیں کیا کیونکہ وہ ہی اس کتاب کے طرق ہیں۔

ائمہ اور شیوخ کی تراجم علامہ ابن حجرؒ کی تہذیب۔ نشر کبیر۔ ملا علیؒ۔ حافظ ذہبیؒ کے تذکرہ۔ ابن خلکانؒ اور طبقات وغیرہ معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

حقیقت اور واقعہ یہ ہے کہ مؤلف اس قابلیت سے عاری ہے جسکی اس اہم کام کے لیئے ضرورت تھی تاہم میں نے اسکی ترتیب میں امورِ ذیل کا لحاظ رکھا ہے۔

اوّل۔ ہر اختلافی مسئلہ بقدر امکان تحقیق و چھان بین کے بعد مع مذہبِ منصور درج کیا ہے۔ اور کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کر کے پہلی جلد میں اصول اور دوسری جلد میں فرش بیان کئے ہیں اور سعی کی ہے کہ ہر جلد دوسری سے بے نیاز ہو۔ دورانِ فرش میں جو قلیل الورود یا مشکل اصولی اختلافات آئے ہیں ان پر جا بجا روشنی ڈالی ہے۔

دوم۔ جو وجوہ صحیحہ صاحب تیسیرؒ سے چھوٹ گئیں اور ان کو شاطبیؒ نے بیان کیا ہے ان پر تنبیہ موجود ہے۔

سوم۔ جہاں ہر دو ائمہؒ یا ایک طریقہ سے باہر ہو گئے ہیں اسکی صحت و ضعف پر تنقید کیگئی ہے۔

چہارم۔ جہاں یہ حضرات متفرد ہیں۔ اسکو جتا دیا گیا ہے

پنجم۔ حاطب اللیل کی طرح ضعیف و شاذ و فاسد وجوہات بیان نہیں کیں۔ بلکہ اُن کی تردید کی گئی ہے

ششم۔ نفس کتاب کو حتی المقدور مشکل مباحث اور طوالت سے بچایا ہے۔ اور

ضرورت کے وقت یہ کام حاشیہ سے لیا ہے اور اکثر اقوال بھی حاشیہ پر نقل کیئے ہیں۔

ہفتم۔ تقریباً ہر باب کے آخر میں طلبار کے لیئے فوائد درج ہیں اور فرش کے اندر بھی فوائد و تنبیہات موجود ہیں۔

ہشتم۔ بعض حضرات اختلافات کی طویل علتیں اور عربیت سے اُن پر شواھد بیان کیا کرتے ہیں جو فعل عبث ہے کیونکہ قراۃ کی علت سند صحیحہ ہے اور اسکے بعد وہ خود شاہد ہے لہذا سوائے ظاہر اور مختصر اشارہ کے اُن سے پرہیز کیا گیا ہے۔

نہم۔ مقدمہ کے اندر اُن امور پر روشنی ڈالی گئی ہے جو عوام الناس میں غلط مشہور ہیں اور اُن کے شبہات کی تردید کیگئی ہے۔ اور وہ باتیں بتائی گئی ہیں جن کو اکثر اہل فن نہیں جانتے

دہم۔ جن کتابوں اور ائمہ کے اقوال سے استناد و استشہاد کیا گیا ہے اُنکی اجمالی کیفیت اور مختصر ترجمہ مقدمہ میں موجود ہے۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

احقر مؤلف حضرات متقدمین کے مقابلہ میں شراک نعل کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ پس اُسکا اُنکی تصانیف پر تنقید کرنا۔ اور اُنکی بیان کردہ وجوہات میں سے کسی وجہ کی تردید کرنا سوء ادب ہے۔ لیکن اوّل تو وہ الفاظ میرے نہیں شیوخ کرام کے ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ دوم۔ یہ خدمتِ قرآن ہے اور اسمیں ہر شخص مجبور ہے کہ وجہ صحیح بیان کرے ورنہ ماخوذ و جواب دہ ہوگا۔ اگر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرما دیتے کہ "جو شخص علم کو مستحقین سے چھپائیگا اُسکے منہ میں آگ کا لگام دیا جائیگا" تو میں یہ جرأت نہ کرتا۔ ناظرین سے التماس ہے کہ مَاقَالَ پر توجہ فرمائیں اور مَنْ قَالَ پر نظر نہ کریں

حضرات ناظرین! اس فن کی بنیاد نقل پر ہے اور انسان سہو و نسیان سے

مرکب ہے بڑے بڑے ماہروں سے اسمیں بھول چوک ہو جاتی ہے پھر میری کیا ہستی ہے ۔حضرت شاطبیؒ انکساراً کہتے ہیں۔

وَإِنْ كَانَ خَرْقٌ فَادَّرِكْهُ بِفَضْلَةٍ ۔ مِنَ الْحِلْمِ وَلْيُصْلِحْهُ مَنْ جَادَ مِقْوَلَا

وَقُلْ صَادِقًا لَوْلَا الْوِئَامُ وَرُوحُهُ ۔ لَطَاحَ الْأَنَامُ الْكُلُّ فِي الْخُلْفِ وَالْقِلَا

حالانکہ ممدوح لغت وعربیت کے امام ۔قرات صحیحین اور موطا کے حافظ اور علوم متعلقہ کے ماہر تھے لیکن پھر بھی حافظ ابو شامہؒ اور علامہ جعبریؒ وغیرہ محققین کو شاطبیہ میں بعض لغزشیں نظر آئیں اور انہوں نے ان مقامات میں تغیر تبدل کیا۔ راقم الحروف کی مکتبی تعلیم بھی پوری نہیں بلکہ قرآن کے سوا جو کچھ پڑھا تھا سب بھول گیا ۔لہذا یقین ہے کہ قدم قدم پر لغزشیں نظر آئیں گی امید کہ اہل نظر اصلاح فرمائیں۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول فرما کر طلبا کے لئے نافع بنائے ۔حضرات شیوخ ۔احقر کے والدین واجداد ۔استاذ بھائیوں ۔خود اسکے اور اسکے جملہ متعلقین کے لئے ذخیرہ اُخروی گردانے اور میری خطاؤں سے درگذر فرمائے ۔آمین۔

خاکسار:۔ ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ

پانی پت

۹ ذی الحجہ المبارک ۱۳۴۷ھ ہجری

---

لہ اگر کوئی عیب پایا جائے تو ماہر وحاذق اپنے حلم وفضل سے کام لیکر اسکی اصلاح وتدارک کریں اور ناظرین کو سچائی کے ساتھ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر روح موافقت مفقود ہو جائے تو تمام انسان مخالفت اور بغض میں پڑ کر ہلاک ہو جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدنا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ھدنا اللہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ الذین ھم نجوم الھدی وسلم تسلیما کثیرا۔ امابعد خاکسار ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام بن مولوی محمد بدر الاسلام بن شیخ محمد فخر الدین معروف بغلام مجدد بن شیخ محمد شمس الدین بن شیخ محمد عظیم عثمانی اُموی قرشی پانی پتی عرض کرتا ہے کہ حضرات علماء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن مجید کے متعلق شان نزول تفسیر۔ اور احکام وغیرہ صدہا موضوعوں پر ہزاروں کتابیں لکھی ہیں اور اسی طرح صرف الفاظ قرآن کے متعدد مباحث میں سے رسم الخط۔ تجوید۔ اور اختلاف قراءت پر صدہا تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ اُن بزرگوں کا اتباع کرتے ہوئے میں نے یہ کتاب سبعہ قراءت مشہورہ پر اُن طلباء کے لئے لکھی ہے جو عربی نہیں جانتے اسمیں ایک مقدمہ پچیس باب اور ایک خاتمہ ہے۔

پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ قراءت کا مدار نقل پر ہے یعنی ایک جماعت دوسری جماعت سے قرناً فقرناً نقل کرتی چلی آتی ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں۔ اٰمرکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

تَقۡرَؤُا الۡقُرۡاٰنَ کَمَا عُلِّمۡتُمۡ ؕ[1] حضرت ابن المنکدرؒ حضرت عروۃ بن زبیرؒ۔ حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیزؒ اور حضرت عامر شعبیؒ کہتے ہیں "قراءۃ سنت متبعہ ہے اور پچھلا پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ پس تم کو جس طرح پڑھائی جائے اُسی طرح پڑھو" امام نافعؒ اور امام ابوعمروؒ کہتے ہیں "اگر یہ پابندی نہ ہوتی کہ ہم نے جس طرح پڑھا ہے اسی طرح پڑھیں تو ہم فلاں حرف کو اسطرح اور فلاں حرف کو اسطرح پڑھتے" شاطبیؒ کہتے ہیں ؎

وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَاءَةِ مَدْخَلٌ ؕ[2] فَدُوْنَكَ مَا فِيْهِ الرِّضَا مُتَكَفِّلًا

محققؒ نشر میں ان اقوال کو نقل کر کے کہتے ہیں "قرات کا فقہی قیاس[3] اور اجتہادی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ قرآن اسطرح پڑھو جسطرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔

[2] قراءۃ میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔ ناقلین سے جو کچھ پہنچا ہے اُسے اختیار کرو۔

[3]۔ اس فن کی کتابوں میں قیاس کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس کتاب میں ہی جگہ جگہ آئے گا۔ مگر قراءۃ میں اسکا مفہوم اور ہے وہ نہیں جو فقہ میں ہے۔ فقہاء کے نزدیک قیاس دلائل اربعہ شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے۔ قراء کے نزدیک قیاس دلیل و رکن نہیں جسپر فقدان النص و اجماع کے وقت کوئی حرف تلاوت کیا جا سکے بلکہ قراء جزئیات کا کلیات پر قیاس کیا کرتے ہیں یعنی جزئی کو کلی کیطرف منسوب کرتے ہیں جیسے قَالَ رَبِّ پر قَالَ رَجُلٌ اور قَالَ رَجُلَانِ کا قیاس اور جیسے ہمزہ کی تخفیف وغیرہ کے قواعد منصوصہ میں جزئیات کا قیاس کیا جاتا ہے۔ امام ابومحمد مکیؒ تبصرہ میں کہتے ہیں[4] جسکو ہم نے پڑھا ہے۔ اس پر اسکو قیاس کرتے ہیں جو نہیں پڑھا۔ اسکے یہی معنے ہیں وہ مطلب نہیں جو جو فقہ میں قیاس کا ہوتا ہے۔

# المقدمہ

## فصل اوّل قرآن اور خادمانِ قرآن

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے" اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "[1] اور" كِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ "[2] یہ صرف قرآن کا خاصہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسکی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ہر زمانہ میں اپنے بیشمار بندوں کو اسکی خدمت اور حفاظت پر کمربستہ رکھتا ہی جو قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ اور سوتے جاگتے سفر و حضر بحر و بر سہل و جبل میں رات دن لوح قلب سے اسکی تلاوت کرتے ہیں۔ اُن کو کتاب وصحیفہ کی ضرورت نہیں ہی اور آج تک کوئی اُس میں ایک نقطہ کی بھی تحریف نہ کرسکا۔ برخلاف دیگر الہامی کتابوں کے کہ اُن کی حفاظت انبیاء، علماء اور زاہدوں کے سپرد تھی۔ جب نبی نہ رہے تو انمیں تحریف ہوگئی اور وہ اپنی زندگی کیلئے صحیفہ کی محتاج اور آنکھ کی مدد سے پڑھی جاتی تھیں یہی باعث تھا کہ اُن اُمتوں کو ہر زمانہ میں نبی کی ضرورت رہتی تھی۔ حضورِ اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت پر یہ اعظم ترین دلیل ہے۔

خدام قرآن کے حق میں بکثرت احادیث منقول ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اَشْرَافُ اُمَّتِيْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّيْلِ "[3]

---

[1] ہم نے اس صحیفۂ نصیحت کو اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اسکے محافظ ہیں ۔۱۲

[2] یہ کتاب عزت والی ہے جھوٹ اِسکے سامنے اور پیچھے سے نہیں آسکتا ۔۱۲

[3] میری اُمت میں سے شریف لوگ حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنیوالے ہیں (بیہقی)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ فرمایا "خَیْرُکُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَقْرَأَہٗ (طبرانی)

اور حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ فرمایا "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری ترمذی)

شیخ القراء ابو عبدالرحمن سلمیؒ (شیخ امام عاصمؒ) اس حدیث کو روایت کرکے کہا کرتے تھے کہ "مجھے اسی حدیث نے یہاں بٹھا رکھا ہے" یہ اسکا اشارہ تھا کہ امام ممدوح باوجودیکہ کثیر العلم و جلیل القدر تابعی تھے اور لوگ آپ کے علم کے محتاج تھے۔ مگر آپ چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک جامع کوفہ میں بیٹھکر قرآن پڑھاتے رہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْأَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (ترمذی) یہی وجہ ہے کہ اسلاف کرام قرآن پڑھانے کو ہر چیز سے مقدم جانتے تھے۔ حضرت نعمانؓ بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا "اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ (بیہقی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "یُقَالُ یَعْنِیْ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَءُھَا (ترمذی) اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود تلاوت قرآن کو روزہ سے اور امام سفیان ثوریؒ قرآن پڑھانے کو جہاد سے افضل سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "قرآن پڑھنے والا اس ارذل عمر سے محفوظ رہتا ہے جسمیں علم کے بعد انسان بے علم ہو جاتا ہے" عبدالملک بن عمیرؒ کہتے ہیں "قراء قرآن کی عقل سب سے

---

۱؎ تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

۲؎ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسکو قرآن میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے روک دے میں اسکو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں اور خدا کے کلام کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی اسکی مخلوق سے برتری

۳؎ میری امت کی بہترین عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔

۴؎ صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کیسا تھ پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل کرتا تھا پس تیرا مقام اس آخر آیت پر ہے جسکو تو

زیادہ باقی رہتی ہے

# فصل دوم جمع القرآن بین الدفتین

قرآن کا مدار ہمیشہ سے ضبط و حفظ پر ہی مگر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضورؐ کے حکم اور ہدایت کے مطابق اُسکو لکھتی بھی رہتی تھی۔ بروقت نزول اُنہیں سے جو لوگ حاضر ہوتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ کیونکہ قرآن ۲۳ سال کے عرصہ میں تدریجاً نازل ہوا تھا۔ اسطرح حضورؐ کی حیات مبارک میں لکھا جاچکا تھا مگر ایک جگہ جمع نہ تھا اور صحابہ کرام کا اصل اعتماد حضورؐ کی تعلیم اور ضبط پر تھا۔ اور اُن میں سے بعض کو تمام اور بعض کو نصف۔ بعض کو ربع۔ اور بعض کو اس سے کم یا زیادہ یاد تھا۔ اور ایسا کوئی نہ تھا جسکو چند سورتیں یاد نہ ہوں۔

بعہد حضرت ابوبکر صدیقؓ (سلہ میں) یمامہ کی لڑائی ہوئی اُسمیں پانسو سے زیادہ قرار قرآن شہید ہوگئے۔ اس سے حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں صحابہؓ کرام کی وفات سے قرآن معدوم نہ ہو جائے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کرائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلے انکار کیا اور کہا کہ جو کام حضورؐ نے نہیں کیا میں اُسکو کیسے کروں۔ مگر پھر پے درپے توجہ دلانے سے آمادہ ہوگئے۔ اور حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کو اس خدمت پر مامور کیا۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں "اگر مجھے پہاڑ کے اُٹھانے کا حکم دیا جاتا تو اس سے آسان ہوتا"۔ حضرت زیدؓ نے باوجود حافظ ہونے کے ایک ایک آیت صحابہؓ کرام کی گواہی سے لکھی۔ اور تمام قرآن کو جمع کر دیا۔ مگر وہ متفرق صحیفے تھے جو تا حیات حضرت ابوبکرؓ کے اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہی اور آپکی شہادت کے بعد اُم المومنین حضرت حفصہؓ

کے قبضہ میں آئے۔

سنہ ۳۰ھ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمان آرمینیہ و آذربائیجان کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان قرآن کی ترتیب وغیرہ کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ہر شخص اپنے قرآن کو صحیح اور دوسرونکو غلط کہتا ہے اس سے جناب موصوف کو بیحد رنج ہوا۔ اور آپ نے مدینہ میں حاضر ہوکر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین قرآن کے متعلق اُمت محمدی کا تفرقہ مٹائیے اور اس سے قبل کہ اُنمیں یہود و نصاریٰ کے مانند اختلاف ہو اُنکی دست گیری کیجئے ۔ حضرت عثمانؓ نے وہ صحیفے حضرت حفصہؓ سے منگاکر حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری موصوف حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن الحارث بن ہشام۔ اور حضرت سعیدؓ[۱] بن العاص قریشین کو اُنکی نقلیں کرنے پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر کسی بات میں حضرت زیدؓ اور باقی حضرات کے درمیان اختلاف ہو تو اُسکو لغت قریش پر لکھیں کیونکہ قرآن لسان قریش پر نازل ہوا ہے۔

جب باجماع صحابۂ کرام آٹھ[۲] نقلیں طیار ہوگئیں تو حضرت عثمانؓ نے ایک ایک نسخہ مکّہ معظمہ۔ بصرہ۔ دمشق۔ کوفہ۔ یمن اور بحرین میں بھیجدیا اور ایک مدینہ منورہ میں اور ایک خاص اپنے لیئے رکھ لیا۔ (اُسی کا نام امام ہے اور اسی پر بروقت شہادت آپ کا خون گرا تھا محقق نے اپنے زمانہ میں اُسکو قاہرہ[۳] میں دیکھا تھا اُسوقت تک اُسپر خون کے نشانات تھے) انہیں قرآنوں کو مصاحف عثمانیہؓ کہتے ہیں اجماع منعقد ہوگیا تھا کہ جو کچھ ان

---

[۱] بعض روایات میں حضرت سعیدؓ کے بدلے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے نام ہیں یہ دونوں حضرات حضرت زید کے شاگرد اور اُسوقت جوان تھے ممکن ہے کہ اُن کو بھی بعد میں شریک و مددگار بنا یا گیا ہو۔ ۱۲

[۲] اکثر اہل نقل چار نسخے بتاتے ہیں اور علاّمہ دانی نے بھی اسی کی تائید کی ہے اور بعض نے سات بتاتے ہیں۔

[۳] سنا ہے کہ اب یہ مصحف قسطنطنیہ میں ہے۔

مصاحف میں نہیں ہے وہ قرآن نہیں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں: "مصاحف کے بارہ میں جو کچھ عثمانؓ نے کیا اگر مجھی موقع ملتا تو وہی میں کرتا"

مصاحف عثمانیہ میں سورتوں کی ترتیب حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراۃ عرضۂ اخیرہ کے مطابق کردی گئی۔ امام محمد بن سیرینؒ حضرت عَبِیدَہ بن عمرو سلمانی اور امام عامرؒ شعبی نے اسکی تصریح کی ہے۔ حضرات صحابہؓ نے اُن قرآنوں کو نقاط و اعراب سے خالی رکھا تھا تاکہ جملہ قرات کے حامل ہو سکیں نیز زیادت ونقصان کی اُن وجوہ صحیحہ کی بعض مصاحف میں رعایت رکھی گئی تھی جو عرضۂ اخیرہ تک منسوخ نہیں ہوئی تھیں اور اصل اعتماد اب بھی ضبط وحفظ پر تھا۔ ہر شہر میں صحیح تلفظ سکھانے والے صحابہؓ کرام اور تابعینؒ موجود تھے۔

## فصل سوم صحابہ کرام اور تابعین میں شیوخ قرات

جملہ صحابہؓ کرام قاریؓ بعض حافظ اور بعض خصوصیت کیساتھ معلم قرات تھے۔ امام ابوعُبید قاسم بن سلام پچھلے مقدس گروہ کے متعلق کتاب القرات میں کہتے ہیں: "مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت حذیفہؓ۔ حضرت ابوموسیٰؓ۔ حضرت سالمؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن زبیرؓ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ۔ حضرت معاویہؓ۔ حضرت عبداللہ بن السائب۔ امہات المومنین حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ اور انصار میں سے حضرت ابیؓ۔ حضرت

لہ آجکل قاری اُسے کہتے ہیں جو سبعہ یا عشرہ قرات جانتا ہو اور حافظ سے اسکا مرتبہ ارفع واعلیٰ تصور ہوتا ہے۔ صدر اول میں ہر قرآن پڑھنے والے کو قاری کہتے تھے اور حافظ کا درجہ اس سے بہت بلند تھا۔

معاذؓ۔ حضرت ابوالدرداؓ۔ حضرت زیدؓ۔ حضرت ابوزیدؓ۔ حضرت مجمعؓ بن جاریہ۔ حضرت انسؓ بن مالک سے وجوہ قراءت منقول ہیں۔ اسی متبرک گروہ میں سے حضرت عیاشؓ اور آپ کے فرزند ابوالحارث عبداللہؓ بن عیاشؓ قرشی۔ حضرت فضالہؓ بن عُبید انصاری اور حضرت واثلہؓ بن اسقع لیثی ہیں۔

انمیں سے اکثر حضرات نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اور بعض نے بواسطہ قرآن پڑھا تھا اور تمام جماعت روزانہ حضورؐ کی زبان مبارک سے سنتی رہتی تھی۔ اس برگزیدہ جماعت نے ہر حرکت و اسکان اور حذف و اثبات کو حضورؐ سے ضبط کیا تھا۔ اور ہر قسم کے وہم و شک سے پاک تھی اور جسطرح پڑھا تھا اُسی طرح تابعین کو پڑھا دیا۔

صحابۂ کرامؓ کے بعد قرآن پڑھانیوالے تابعین عظام ہیں جو اسلامی دنیا کے ہر گوشہ میں موجود تھے۔ اُن میں سے پانچوں اسلامی مرکزوں میں حسب ذیل حضرات خصوصیت کے ساتھ قراءت کے مُعلّم تھے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت امام زین العابدینؒ۔ سیدالتابعین حضرت سعیدؒ بن المسیبؒ حضرت عُروہؒ بن زبیرؒ۔ حضرت سالمؒ بن عبداللہؓ۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ۔ حضرت سلیمانؒ و حضرت عطاءؒ ابنائے یسارؒ۔ حضرت معاذؒ بن الحارث معروف بمعاذ قاری۔ حضرت امام محمد باقرؒ حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ہرمز الاعرج۔ حضرت محمدؒ بن شہاب الزہریؒ حضرت مسلمؒ بن جُندُب ہُذَلی قاضی۔ حضرت زیدؒ بن اسلم۔ حضرت یزیدؒ بن رومان۔ حضرت صالحؒ بن خوّات۔ حضرت عکرمہؒ بربری مولی حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت امام جعفر صادقؒ وغیرہ

مکۂ معظمہ میں۔ حضرت عُبید بن عُمیرؒ۔ حضرت عطاءؒ ابن ابی رباح۔ حضرت طاؤسؒ حضرت مجاہد بن جبیرؒ۔ حضرت عکرمہؒ بن خالدؒ۔ حضرت ابن ابی مُلیکہؒ۔ حضرت درباسؒ مولی

حضرت ابن عباسؓ وغیرہ۔

کوفہ میں۔ حضرت علقمہؓ بن قیس۔ حضرت اسود بن یزیدؒ۔ حضرت عبیدہؒ بن عمروؒ حضرت عمروؒ بن شرحبیل حضرت مسروقؒ بن اجدع۔ حضرت عاصمؒ بن ضمرہ سلولی۔ حضرت زیدؒ ابن وہب۔ حضرت حارثؒ بن قیس حضرت حارثؒ بن عبداللہ الاعور ہمدانی۔ حضرت ربیعؒ بن خثیم۔ حضرت عمروؒ بن میمون۔ حضرت ابو عبدالرحمٰنؒ سلمی۔ حضرت زرؒ بن حبیش۔ حضرت سعدؒ ابن الیاس۔ حضرت عبیدؒ بن نضیلہ۔ حضرت ابوزرعہؒ بن عمرو بن جریر۔ حضرت سعیدؒ بن جبیر والبی۔ حضرت ابراہیمؒ بن یزید بن قیس۔ حضرت عامرؒ شعبی۔ حضرت حمرانؒ بن اعین۔ حضرت ابواسحٰقؒ سبیعی۔ حضرت طلحہؒ بن مصرف۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلی۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلی قاضی۔ حضرت منصورؒ بن معتمر۔ حضرت مغیرہؒ بن مقسم ضبی ضریر۔ حضرت زائدہؒ بن قدامہ۔ حضرت منہالؒ بن عمرو اسدی وغیرہ۔

بصرہ میں حضرت عامرؒ بن عبد قیس۔ حضرت ابوالعالیہؒ۔ حضرت ابوالرجاءؒ حضرت نصرؒ ابن عاصم۔ حضرت یحییٰؒ بن یعمر حضرت جابرؒ بن زید حضرت معاذؒ حضرت خواجہ حسنؒ حضرت محمد ابن سیرینؒ حضرت قتادہؒ۔ حضرت ابوالاسود دؤلیؒ واضع نحو حضرت حطانؒ بن عبداللہ رقاشی وغیرہ۔

دمشق میں حضرت مغیرہؒ بن ابی شہاب اور حضرت خلیدؒ بن سعد وغیرہ۔

ان میں سے بعض نے حضرات صحابہؓ کرام سے براہ راست اور بعض نے بواسطہ قرآن پڑھا تھا۔ اور ہر حرف کو ضبط کیا تھا۔ اور حضرات خلفاءؓ راشدین اور مہاجرینؓ و انصار سابقین سے سنتے تھے۔ پھر بعض نے اپنا تمام وقت اور بعض نے اکثر اور بعض نے ایک حصہ خدمتِ قرآن کے لیئے وقف کر رکھا تھا۔

# فصل چہارم صاحبِ اختیار ائمۂ قرأت

انہیں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ میں سے وہ حضرات ہیں جنہوں نے تمام چیزوں سے اعراض کر کے اپنے آپ کو خدمتِ قرآن کے لئے وقف کر دیا۔ حصولِ قرأت اور اُن کے ضبط و حفظ میں اتنی جد و جہد کی کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ حتیٰ کہ مقتدائے روزگار ائمہ بن گئے ان میں سے بعض نے کئی کئی صحابۂ کرام سے اور بعض نے صحابۂ کرام اور تابعینؒ سے اور بعض نے صرف تابعینؒ سے اور بعض نے تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے قرآن پڑھا۔ اور ہر شخص نے اُنکی تعلیم کردہ وجوہ قرأت میں سے احاد اور غیر مشہور اور شاذ کو چھوڑ کر عربیت میں اقویٰ اور موافق رسم وجوہ سے اپنے لئے جدا جدا قرأت اختیار کر لیں اور عمر بھر انہیں کو پڑھتے پڑھاتے رہے تمام مفسرین و محدثین اور جملہ فقہاء و مجتہدین اُنکی اختیار کردہ قرأتوں کو بلا عذر قبول کرتے تھے اور مندرجہ صدر اسلامی مرکزوں میں سے کوئی شخص اُنکے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا بلکہ دوسری صدی سے دنیائے اسلام میں وہی پڑھی اور پڑھائی جانے لگیں اسلامی ممالک کے بعید ترین حصص و ہر شہر و قصبہ سے طلباء سفر کر کے اُن سے پڑھنے آتے تھے۔ اور اُن قرأتوں کو اُن کے نام سے منسوب کرتے تھے جو آج تک اُنہیں کی نام سے معنون چلی آتی ہیں۔ اُن صاحب اختیار حضرات میں سے

مدینۂ منورہ میں امام ابو جعفر یزیدؒ بن القعقاع قاری۔ امام شیبۃؒ بن النصاح قاضی اور اُن کے بعد امام نافعؒ بن عبد الرحمٰن۔

مکۂ معظمہ میں امام عبد اللہؒ بن کثیر۔ امام حُمیدؒ بن قیس الاعرج۔ امام محمدؒ بن عبد الرحمٰن ابن مُحیصن سہمی۔

کوفہ میں۔ امام یحییٰؒ بن وثاب اسدی۔ امام عاصمؒ بن ابی النجود۔ امام سلیمان بن مہران الاعمشؒ۔ ان کے بعد امام حمزہؒ بن حبیب الزیات۔ پھر امام ابوالحسن علیؒ الکسائی پھر امام خلفؒ بن ہشام البزار۔

بصرہ میں امام عبداللہؒ بن ابی اسحٰقؒ حضرمی۔ امام عیسیٰ بن عمروؒ ہمدانی ضریر۔ امام ابوعمروؒ ابن العلاءؒ انکے بعد امام عاصمؒ بن حجاج جحدری۔ پھر امام یعقوبؒ بن اسحاق حضرمی۔

اور دمشق میں امام عبداللہؒ بن عامر۔ امام عطیہؒ بن قیس کلابی۔ امام اسمٰعیلؒ بن عبداللہ بن مہاجر۔ انکے بعد امام یحییٰؒ بن حارث ذماری۔ پھر امام شریحؒ بن زید حضرمی مشہور صاحب اختیار ائمہ تھے۔

اختیار قرات کا یہ سلسلہ بیحد وسیع تھا جو صدیوں جاری رہا۔ اور خدا جانے کہ کتنے صاحب اختیار ائمہ پیدا ہوئے۔ امام ابومحمد مکیؒ کہتے ہیں "وہ کتابوں میں ان ستر صاحب اختیار ائمہ کی قرات مذکور ہیں جو قرا سبعہ سے مقدم تھے" اس سے قیاس کریں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم اور کمتر کتنے ائمہ ہونگے۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ کلمات قرآنی کی دو قسمیں ہیں۔ متفق علیہ جنکو تمام صحابہؓ کرام نے ایک طرح پڑھا ہے۔ انمیں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ مختلف فیہ۔ جنکو صحابہؓ کرام نے لغوی اختلاف یا نحوی وجوہ کی بنا پر مختلف طرح پڑھا ہے دونوں اقسام کے الفاظ منزل من اللہ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ ہیں۔ مثلاً ایک صحابیؓ نے صلہ۔ اظہار تسہیل اور فتح سیکھا۔ دوسرے نے بغیر صلہ۔ اظہار تسہیل اور فتح۔ تیسرے نے بغیر صلہ۔ ادغام تسہیل اور امالہ۔ اسی طرح اور بہت سی شکلیں ہوسکتی ہیں۔ اور چونکہ ان اختلافات کی کوئی ترتیب بعینہٖ واجب نہ تھی لہٰذا تابعینؒ و تبع تابعینؒ نے اپنے اساتذہ

کی قرات سے بپابندیِ شرائط نئی ترتیب سے قرات اختیار کرلیں اسی وجہ سے صدر اول کی قرات کا کوئی شمار نہیں بتایا جا سکتا۔ محقق کہتے ہیں "امام ابو عُبیدؒ۔ قاضی اسمٰعیلؒ۔ اور امام ابوجعفر ابن جریر طبریؒ نے اپنی کتابوں میں قراء سبعہ سے مقدم وہ پندرہ قرات بیان کی ہیں جو صحابہؓ کرام کے عہد میں پڑھی جاتی تھیں اور جن سے وہ نماز پڑھتے تھے"

ائمہ کے تلامذہ اور رواۃ ان گنت تھے اور پھر اُنمیں سے ہر ایک کی جانشین ایک قوم بنی جن کی تعداد خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی مصنف کی یہ طاقت ہے کہ اُن کا احصی کر سکے۔ پس ہم آیندہ فصل میں ائمہ سبعہ و اُن کے مشہور رُواۃ کا مختصر ترجمہ بیان کریں گے اور اُسکے بعد کی فصل میں طُرق تیسیر کے مشائخ کا اجمالاً پتہ بتلائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

## فصل پنجم ائمہ سبعہ اور ان کے مشہور روات

اب اُمّت کے پاس دس قراتیں متواترہ باقی ہیں اُن میں سے سات بہت زیادہ مشہور ہیں علامہ دانیؒ وغیرہ علمائے قرات نے ان ائمہؒ کے رواۃ میں سے دو دو راویوں کی روایات بیان کی ہیں اور اُسوقت سے یہی رواج ہے کہ ہر امام سے دو دو روایتیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ ہماری اس کتاب میں بھی ائمہ سبعہؒ کی قرات اُن کے مشہور راویوں کی روایات سے بیان ہوئی ہیں لہذا ہم بغرض تعارف اُنکا نام و نسب وغیرہ اور مختصر حال بیان کرتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

# حضرت امام نافعؒ مدنی قاری اوّل

سیدنا ابورُوَیم نافعؒ بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم القاری مدنی مولیٰ جَعُونہ بن شُعُوب لیثی۔ اصلاً اصفہانی ہیں۔ بہت زیادہ سیاہ فام تھے۔ ۷۰ھ کے قریب مدینہ میں پیدا ہوئے۔ سترؔ تابعینؒ سے قرآن پڑھا۔ اُن کے منجملہ امام ابوجعفرؒ یزید بن قعقاع قاری صاحب قراۃ ہشتم۔ امام ابوداؤدؒ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج امام ابوروح یزید بن رُومان اسدی۔ امام شیبہؒ بن نصاح بن سَرجس قاضی مدینہ مولیٰ ام المؤمنین امّ سلمہؓ۔ امام ابوعبداللہؒ مسلم بن جُندُب ھُذَلی قاضی مدینہ۔ امام صالحؒ بن خوّات انصاری۔ امام ابوبکر محمدؒ بن مسلم ابن شہاب الزہری قرشی مدنیین ہیں۔ ان سب نے سوائے زُہری کے بلاواسطہ اور زہری نے بذریعہ حضرت سعید بن المُسَیّبؒ حضرت ابوہریرۃؓ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوالنجاشؓ مخزومی سے پڑھا۔ ان تینوں نے حضرت اُبیؓ بن کعب انصاری اور حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری سے پڑھا۔ کبار و اوساط تابعین کے بعد حضرت نافعؒ مدینہ میں قرات کے بلانزاع امام تھے اور اہل مدینہ کا آپ کی قراۃ پر اجماع تھا۔ امام احمدؒ حنبلؒ کہتے ہیں" اہلِ مدینہ[51] کی قراءۃ مجھے زیادہ پسند ہے"

امام مالکؒ کہتے ہیں" اہل مدینہ یعنی نافعؒ کی قراءۃ[52] سنت ہے" آپ صغار تابعینؒ میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوالطفیلؓ اور حضرت ابن ابی اونیؓ کو دیکھا ہے۔ آپ کے ان گنت تلامذہ میں سے امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاریؒ۔ امام اسحاق بن محمد مسیبیؒ۔ امام اصمعیؒ۔ امام ابوخلیدؒ۔ حضرت امام مالکؒ انصاری صاحب مذہب۔ قالونؒ۔ اور ورشؒ۔ بہت مشہور اور ائمۂ روزگار تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں" نافعؒ قرآن کا درس دیتے تھے احادیث کا نہیں"

۵۱ نشر جلد۱ ص۱۱۲ ۵۲ تہذیب جلد۱۰ ص۴۰۵ ۱۲

تمام علماء توثیق کرتے ہیں۔ اسحاق مسیبیؒ کہتے ہیں " وفات سے قبل آپ کے بیٹوں نے وصیت کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۱ھ ستر برس سے زیادہ مسندِ قراءۃ آپ سے مزین رہی۔ جب پڑھاتے تھے منہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے پوچھا کیا آپ خوشبو لگاتے ہیں فرمایا نہیں " میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ میرے منہ میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اس روز سے یہ خوشبو آتی ہے " سو سال کے قریب عمر پاکر ۱۶۹ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو موسیٰؒ عیسیٰ بن میناء بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن عمر بن عبداللہ مدنی زرقی معلّم عربیۃ ملقب بقالونؒ اور دوسرے راوی سیدنا ابو سعید عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم قبطی مصری قرشی بولا ملقب بورشؒ ہیں۔

سیدنا قالونؒ ۱۲۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے ۱۵۰ھ تک امام نافعؒ سے پڑھتے رہے اور ان کے بعد مدینہ میں مجمع علیہ قاری اور معلّم عربیت تھے۔ کانوں سے بہرے تھے لیکن قرآن سننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔ آپ امام کے محبوب ترین شاگرد تھے اور امام ہی نے جودۃ قراءۃ کی وجہ سے آپ کو قالون سے ملقب کیا تھا۔ قالون رومی زبان میں جید کو کہتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں " جب میں امام نافعؒ سے اُنکی قراءۃ ان گنت مرتبہ پڑھ چکا تو فرمایا " تم مجھسے کب تک پڑھتے رہو گے۔ اب تم ایک ستون کے پاس بیٹھو تاکہ میں تمہارے پاس پڑھنے والوں کو بھیجوں " ستر سال مسندِ قراءۃ پر متمکن رہکر ۲۲۰ھ میں پورے سو سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا ورشؒ ۱۱۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے امام نافعؒ سے پڑھنے کے لیئے ہجرت کر کے مدینہ آئے خود فرماتے ہیں " جب میں مدینہ میں پہونچا تو دیکھا کہ کثرت طلباء کی وجہ سے

کوئی شخص امام نافعؒ سے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر کسی خوش نصیب کو موقع ملتا ہے تو وہ بھی تیس آیات سے زیادہ نہیں۔ میں بعض بزرگوں کو سفارش کے لئے آپ کی خدمت میں لے گیا۔ انہوں نے کہا: "یہ مصر سے صرف آپ کے پاس آیا ہے۔ حاجی اور تاجر نہیں ہے" امام نے فرمایا "آپ دیکھتے ہیں مہاجرینؓ و انصارؓ کی اولاد کی تعلیم کی وجہ سے میں کتنا عدیم الفرصت ہوں" جب زیادہ اصرار کیا گیا تو رات کو مسجد نبوی میں رہنے کی تاکید کی صبح کی نماز سے قبل جب آپ مسجد میں آئے تو پوچھا وہ مصری کہاں ہے۔ اور مجھے پڑھنے کا حکم دیا جب میں تیس آیتیں پڑھ چکا تو خاموش ہو جانے کا اشارہ فرمایا۔ حلقۂ طلباء میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر کہا "اے معلمِ خیر شیخ ہم آپ کے ساتھ مدینہ میں رہتے ہیں اور یہ ہجرت کر کے آپ کے پاس آیا ہے لہذا میں اپنے وقت میں سے دس آیات کے بقدر اسکو ہبہ کرتا ہوں" پھر ایک اور شخص نے دس آیتوں کا وقت ہبہ کیا جس پر مجھے امام نے بیس آیتیں اور پڑھنے کی اجازت دی اور جب سب فارغ ہو گئے تو میں نے پچاس آیتیں اور پڑھیں اور اسی طرح تمام قرآن کئی مرتبہ آپ سے پڑھا

آپ بڑے خوش آواز تھے اسی وجہ سے امام نافعؒ نے آپ کو ورشان سے ملقب کر دیا تھا۔ ورشان نر فاختہ کو کہتے ہیں۔ کثرت استعمال سے الف و نون حذف ہو کر ورش رہ گیا۔ آپ عموماً تحقیق کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے۔ یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں "ورش جید القراءۃ اور خوش الحان تھے۔ جب اشباع و ترتیل وغیرہ کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے تو سامع ملول نہیں ہوتا تھا" آپ فربہ اندام۔ کوتاہ قامت۔ ازرق چشم اور بہت زیادہ گورے چٹے تھے ۱۵۵ھ میں مصر واپس گئے جہاں آپ بلا نزاع رئیس القراء اور عربیت و تجوید کے امام تھے ۱۹۷ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

# حضرت امام ابن کثیر مکیؒ قاری دوم

سیّدنا ابو معبدؒ عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز داری مکیؒ مولی عمرو بن علقمہ کنانی فارسی الاصل تھے ۴۵ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے تابعینؒ کے دوسرے طبقے سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوالسائبؓ عبداللہ بن السائب بن ابی السائب مخزومی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام ابوالحجاجؒ مجاہدؒ بن جبیر مولی سائب بن ابی السائب مخزومی مشہور مفسر اور شیخ القراء درباسؒ مولی حضرت ابن عباسؓ سے قرآن پڑھا۔ ابوالسائب حضرت عمرؓ اور حضرت اُبیؓ کے شاگرد ہیں اور مجاہدؒ و درباسؒ حضرت ابن عباسؓ کے۔

حضرت ابو ایوبؓ انصاری حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ قرشی اور حضرت انسؓ بن مالک انصاری وغیرہ صحابۂ کرام سے شرف ملاقات حاصل ہوا تھا۔ ایک عرصہ تک عراق میں رہے پھر مکہ آ گئے اور وہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔ امام سفیانؒ بن عیینہ کہتے ہیں "مکہ میں ابن کثیرؒ اور حمیدؒ بن قیس الاعرجؒ سے بہتر کوئی قاری نہ تھا"۔ جریرؒ بن حازم کہتے ہیں "قرآن میں افصح الناس تھے"۔ امام ابو عبید کہتے ہیں "مکہ کی قراءۃ آپ پر منتہیٰ ہوتی ہے اور وہاں کے اکثر قراء آپ کے پیرو تھے"۔ ابن مجاہدؒ کہتے ہیں "وفات تک مکہ میں قراءۃ کے بالاجماع امام رہے"۔ امام ابو عمروؒ کہتے ہیں "عربیت میں مجاہدؒ سے اعلم تھے"۔ امام مجاہدؒ کی وفات پر حرم کی مسند قراءۃ کو علماء کی درخواست و اصرار پر قبول کیا اور تا حیات اُس پر متمکن رہے۔ امام ابو عمروؒ بصری۔ امام سفیانؒ بن عیینہ۔ اور امام النحو خلیلؒ بن احمد جیسے ائمہ آپ کے شاگرد تھے۔

عطر وغیرہ خوشبویات کی تجارت کرتے تھے اسی وجہ سے داری کہلاتے ہیں۔ اہل مکہ عطار کو

---

سلہ تہذیب جلد ۵ صفحہ ۳۶۸

واری کہتے تھے۔ آپ جسیم طویل القامت صاحب وقار وسکینت اور ضخیم اللحیہ تھے۔ داڑھی کو حنا سے رنگین رکھتے تھے ۱۲۰ھ میں بعمر ۷۵ سال مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن القاسم بن البزۃ بن نافع بن ابی بزہ مخزومی مولا مکی موذن مسجد الحرام معروف بہ بزی اور دوسرے راوی سیدنا ابوعمر محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن خالد بن سعید بن جرجہ مخزومی مکی ملقب بقنبل ہیں۔ دونوں حضرات سند کے ذریعہ سے امام ابن کثیر سے قراءۃ روایت کرتے ہیں۔

سیدنا بزی ۱۷۰ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ القراء عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن یسار شیخ القراء ابوالقاسم عکرمہ بن سلیمان بن کثیر۔ شیخ القراء ابوالاخریط وہب بن واضح مکیین سے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں حضرات شیخ القراء ابو اسحاق اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین معروف بقسط کے شاگرد ہیں قسط نے امام ابن کثیر سے براہ راست بھی پڑھا ہے اور شیخ القراء شبل بن عباد اور شیخ القراء ابوالولید معروف بابن مشکان مکیین کے واسطہ سے بھی۔ یہ دونوں امام ابن کثیر کے شاگرد ہیں۔

حجاز کی مشیخت قرات بزی پر منتہی ہوتی تھی۔ لوگ اطراف وجوانب سے قرآن کے لیے آپ کے پاس آتے تھے۔ اپنے جد اعلیٰ حضرت ابو بزہ کی جانب منسوب ہیں۔ چالیس سال مسجد حرام کے موذن وامام رہے ۲۵۰ھ میں مکہ میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا قنبل ۱۹۵ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے شیخ القراء ابوالحسن احمد بن محمد بن علقمہ بن نافع بن عمر بن صبیح بن عون النبال معروف بقواس مکی سے قرآن پڑھا۔ آپ شیخ القراء ابوالاخریط موصوف کے شاگرد ہیں۔ قنبل اپنے وقت میں قرات کے اندر حجاز کے امام اور رئیس القراء تھے مشیخت قرات آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ اور لوگ آپ کے پاس آتے تھے ۲۹۱ھ میں مکہ میں بعمر ۹۶ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ دانی کہتے ہیں

؎ مکہ میں آپ کا گھرانہ آج تک قنابلہ کے نام سے مشہور ہے۔

# حضرت امام ابو عمرو بصری قاری سوم امام العربیت

سیدنا حضرت ابو عمروؒ بن العلا ابن عمار بن عُریان بن عبداللہ بن حصین بن حارث بن جلہم بن عمرو بن خُزاعی بن مالک بن مازن بن تمیم مازنی تمیمی نحوی مقری بصری ۶۸ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو جعفرؒ امام ابو روحؒ۔ امام شیبہؒ۔ امام مجاہدؒ۔ امام ابن کثیرؒ موصوفین شیخ القراء عکرمہؒ بربری مدنی امام عطاؒ بن ابی رباح شیخ القراء عکرمہؒ بن خالد امام حُمیدؒ بن قیس الاعرج شیخ القراء محمد بن مُحیصنؒ مکیین حضرت سعید بن جبیرؒ۔ امام عاصمؒ کوفیین۔ امام ابوالعالیہؒ۔ سلطان الاولیا خواجہ حسنؒ۔ شیخ القراء یحیٰی بن یعمرؒ۔ شیخ القراء نصر ابن عاصمؒ اور امام عبداللہ بن اسحاق حضرمی سترہ شیوخ سے قرآن پڑھا۔ انہیں سے اکثر نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا ہے اور تمام جماعت حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابیؓ۔ حضرت زیدؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کے بالواسطہ اور بعض بلاواسطہ شاگرد ہیں۔

آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ قرات۔ عربیت لغت۔ انساب۔ تاریخ اور شعر میں اعلم الناس تھے۔ ابو عمروؒ شیبانی کہتے ہیں "ہم نے آپ کا مثل نہیں دیکھا۔ فرزدق شاعر کہتا ہے

مَازِلْتُ اَفْتَحُ اَبْوَابًا وَّاُغْلِقُهَا ؎ حَتّٰی رَاَیْتُ اَبَا عَمْرِو بْنِ عَمَّارٖ

ابن مجاہدؒ کہتے ہیں " قرات میں علم لغت۔ عربیت اور فقہ میں امام ہونیکے باوجود

؎ میں دروازے کھولتا اور بند کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے ابو عمرابن عمار کو دیکھا یعنی میری علمی پیاس آپ کے پاس آکر بجھی ۱۲

نقل کے پیرو تھے۔ اپنی اختیار کردہ قراءۃ میں وجوہ مرویہ سے کہیں عدول نہیں کیا۔ آپکی قراءۃ دل آویز اور تکلف سے بالاتر ہے۔ بصرہ میں بہت سے علماء آپکے معاصر تھے مگر کوئی آپ کے مرتبہ تک نہیں پہنچا، سیدالاولیاء خواجہ حسنؒ بصری آپ کے شیخ نے آپ کے گرد طلباء کا ازدحام دیکھکر تعجب سے فرمایا لا الہ الا اللہ کیا علماء ارباب بن گئے اور بیشک جس عزت کی بنیاد علم پر نہ رکھی جائے اُسکا انجام ذلت ہے "اصمعیؒ کہتے ہیں" میں نے آپ سے ہزار مسئلے پوچھے آپ نے ہر مسئلہ کا جدا جدا جواب دیا اور ہر جواب پر شعراء جاہلیت کے کلام سے شواہد پیش کیئے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی حیات میں سیادت کے مرتبہ پر پہنچگئے تھے اور اپنے زمانہ میں تو سب سے فائق تھے" نیز کہتے ہیں "میں دس سال آپ کے پاس رہا میں نے کبھی آپ کی زبان سے کسی اسلامی شاعر کا شعر نہیں سنا۔ رمضان میں کبھی شعر نہیں پڑھتے تھے۔ ۱۵۴ھ میں شام کیطرف جاتے ہوئے کوفہ میں وفات پائی ۸۶ سال کی عمر تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو عمرؒ حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان ازدی دوریؒ ضریر۔ اور دوسرے راوی سیدنا ابو شعیب صالحؒ بن زیاد بن عبداللہ بن جارود سوسیؒ رقیؒ ہیں۔ دونوں حضرات امام العلامہ سیدنا ابو محمد یحیٰی بن مبارک بن مغیرہ مقری نحوی بغدادی معروف بیزیدیؒ کے واسطہ سے امام ابو عمروؒ کی قراءۃ روایت کرتے ہیں۔

سیدنا یزیدیؒ بڑی شان کے ساتھ بغداد میں رہتے تھے۔ پہلے یزید بن منصور خال مہدی عباسی کے لڑکوں کے اتالیق تھے جس سے یزیدی عرف پڑگیا۔ پھر ہارون نے مامون کی اتالیقی پر مقرر کردیا۔ قراءۃ۔ حدیث۔ نحو و لغت کے ماہر شاعر اور صاحب تصنیف عالم تھے۔ ایک کتاب لغت میں اور کتاب المقصور والممدود اور المختصر فی النحو اور کتاب النقط والشکل تصنیف کیں

قرات امام ابو عمروؒ سے پڑھیں۔ لغت عربیت عروض و تاریخ علامہ ممدوح اور علامہ خلیلؒ بن احمد امام النحو سے حاصل کی۔ ابو العتاہیہ نے آپ کے حافظہ سے عربیت کے متعلق دس ہزار اوراق لکھے تھے۔ جو سب ابو عمروؒ سے تھے اور آپ نے خلیلؒ سے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ اس سے ماسوا اور زیادہ تھا۔ ۲۰۲ھ میں مرو میں وفات پائی۔ ابن منادی کہتے ہیں عمر سو برس کے قریب تھی، اکثر لوگ ۷۴ سال کہتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا دوریؒ ۱۵۰ھ میں بغداد کے موضع دور میں پیدا ہوئے۔ امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاری۔ امام کسائیؒ۔ علامہ یزیدیؒ۔ علامہ مسلم بن عیسیٰؒ اور علامہ شجاعؒ ابن ابی نصر خراسانی وغیرہ حضرات سے قرات پڑھیں اور جمع کیں "محقق" کہتے ہیں سب سے پہلی قرات آپ نے جمع کیں آپ کی سند سے قرات عشرہ ہمیں پہونچی ہیں"۔ ملا علیؒ کہتے ہیں آپ نے قرات جمع کیں اور اسکے متعلق ایک کتاب لکھی"، ممکن ہے کوئی کتاب لکھی ہو مگر ثابت نہیں ہوئی۔ متعدد حضرات سے حدیث سنی قرآن و تفسیر کے عالم تھے۔ شوال ۲۴۶ھ میں سامرہ میں بعمر ۹۶ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا سوسیؒ سوس میں جو اہواز کا موضع ہے پیدا ہوئے علامہ یزیدیؒ سے قرات پڑھیں اور اُن کے تلامذہ میں خاص جلالت رکھتے تھے۔ رقہ میں جو ارض ربیعہ کا برلب فرات ایک شہر ہے رہتے تھے وہیں محرم ۲۶۱ھ میں وفات پائی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی رحمۃ اللہ علیہ

# حضرت امام ابن عامرؒ شامی قاری چہارم

سیدنا ابو عمران عبداللہ بن عامرؒ بن یزید بن تمیم بن ربیعہ یحصبی قاضی و شیخ الاقراء [1] اور امام

[1] ہمارے شیوخ مخصوص حضرات کو شیخ الاقراء کہتے ہیں اور یہ سلطنت مصر کیجانب سے کبار شیوخ کو لقب دیا جاتا تھا۔ اقراء مصدری کا مصدر بروزن افعال ہے صیغہ امر نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوتا ہے۔

جامع دمشق بقول صحیح ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ القراء ابو ہاشمؒ مغیرہؒ بن ابی شہاب عبداللہؒ
ابن عمر بن مغیرہؒ مخزومی تلمیذ حضرت عثمانؓ حضرت ابو محمد فضالہؓ بن عُبید اوسی انصاری۔
اور حضرت واثلہؓ بن الاسقع لیثی تلمیذان حضرت ابوالدرداءؓ اور خود حضرت ابوالدرداءؓ عُویمرؓ
ابن عامر خزرجی انصاری سے قرات پڑھیں۔ حضرت بلالؓ بن ابی الدرداءؓ کی وفات پر
دمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر امام بنائے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی خلافت
میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ دمشق دارالخلافہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے بھرا
ہوا تھا۔ پھر بھی آپ اسمیں قضا، امامت اور مشیخت اقراء تین تین مناصب جلیلہ
کے حامل تھے۔ آپکی اختیار کردہ قراۃ پر آپکی حیات میں اجماع منعقد ہو گیا تھا حالانکہ وہ صدر
اول اور تابعین کا عہد تھا جنکے علماء فضائل میں یگانہ تھے۔

امام ابن مجاہدؒ نے آپ کو چوتھے مرتبہ پر بیان کیا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ قراء سبعہ میں سے
آپ کبار تابعین میں سے اور باعتبار زمانہ اور بلحاظ شیوخ آپ سب سے مقدم ہیں۔ ۱۰ المحرم ۱۱۸ھ
کو دمشق میں بعمر ۹۷ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی شیخ الاسلام سیدنا ابوالولید ہشامؒ بن عمار بن نُصیر بن میسرہ بن ابان
سلمی خطیب جامع دمشق۔ اور دوسرے راوی سیدنا ابو عمروؒ عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوانؒ فہری
قرشی امام جامع دمشق ہیں۔ دونوں سند کے ذریعہ سے امام ابن عامرؒ کی قراۃ روایت کرتے ہیں

سیدنا ہشامؒ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ بخاریؒ۔ ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ۔ النسائیؒ۔ اور ابن ماجہؒ
اور اکثر علماء جرح و تعدیل یعنی علامہ ابن سعدؒ۔ امام یحییٰ بن معینؒ۔ امام دحیمؒ امام ابو حاتمؒ امام ابوزرعہ رازیؒ
امام ابوزرعہ دمشقیؒ۔ اور محدثین کی ایک جماعت کثیر آپ سے حدیث روایت کرتی ہے ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے
عقل و درایت فصاحت و بلاغت نقل و روایت اور علم و فضل میں معروف تھے۔ آخر عمر تک

عقل و فہم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ابن ذکوانؒ کو آپکی منزلت اور بزرگی کا اعتراف تھا۔ ابوزرعہ رازیؒ کہتے ہیں "جس نے آپ کو نہیں دیکھا وہ اس امر کا محتاج ہے کہ دس ہزار حدیثیں تحریر کرے"۔ آپ جامع دمشق میں نماز جمعہ کے امام تھے۔

آپ نے شیخ القراء ابوالعباس صدقہؒ بن خالد اموی بولا متوفی ۱۸۰ھ۔ شیخ القراء ابومحمد سویدؒ بن عبدالعزیز بن نمیر واسطی سلمی بولا متوفی ۱۹۴ھ شیخ القراء امام ابوالضحاک عراکؒ بن خالد بن یزید مُرّی۔ اور شیخ القراء امام ابوسلیمان ایوبؒ بن تمیم تمیمی متوفی بعد از ۱۹۰ھ دمشقیین سے قرآن پڑھا۔ یہ چاروں حضرات شیخ القراء امام ابوعمر یحییٰؒ بن حارث ذِماری غسانی دمشقی متوفی ۱۴۵ھ کے شاگرد ہیں اور یحییٰؒ امام ابن عامرؒ کے۔ ہشامؒ نے آخر محرم ۲۴۵ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ (۹۲ سال کی عمر تھی)

سیدنا ابن ذکوانؒ ۱۰ محرم ۱۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہ ایک کثیر جماعت آپ سے حدیث روایت کرتی ہے۔ آپ نے بھی امام ابوسلیمان ایوبؒ بن تمیم موصوف سے قرآن پڑھا۔ ولیدؒ بن عتبہ کہتے ہیں "تمام عراق میں آپ سے بہتر قرآن پڑھنے والا کوئی نہ تھا"۔ ابوزرعہؒ کہتے ہیں "میرے نزدیک حجاز و شام و مصر و خراسان میں آپ سے بہتر قرآن پڑھنے والا نہ تھا"۔ امام ایوبؒ کے بعد دمشق کی ریاستِ قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ جمعہ کے سوا جامع اموی دمشق کے امام تھے۔ شوال ۲۴۲ھ میں بعمر ۶۹ سال دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## حضرت امام عاصم کوفی قاری پنجم (۵)

سیدنا ابوبکر عاصمؒ بن ابی النجود (وابن بہدلہ) اسدی بولا کوفی۔ آپ نے شیخ القراء امام

ابو عبدالرحمٰنؒ عبداللہ بن حبیب بن رُبَیعہ سلمی ضریر شیخ الاقراء کوفہ۔ شیخ القراء امام ابو مریم زرؒ بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال اسدی اور شیخ القراء ابو عمر سعدؒ بن الیاس شیبانی کوفیین سے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں حضرات کبار تابعین میں سے ہیں اور بلا واسطہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہؓ ابن مسعودؓ۔ حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ کے شاگرد ہیں۔ آپ خود بھی تابعی ہیں حضرت حارثؓ بن حسّان وغیرہ صحابہ کرام سے ملے ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ کہتے ہیں "عاصمؒ صاحب قراۃ اور حمادؒ صاحب فقہ تھے میں عاصمؒ کو زیادہ پسند کرتا ہوں"۔ عجلی کہتے ہیں "عاصمؒ صاحب سنتؓ و قراۃ ثقہ اور رئیس القراء تھے" ابو اسحٰق سبیعیؒ بار بار کہتے تھے "میں نے عاصمؒ سے بہترؓ قاری نہیں دیکھا"۔ "عاصمؒ سے زیادہ قرآن کاؓ عالم کوئی نہیں"۔ امام ابو عبدالرحمٰنؒ کے بعد کوفہ کی ریاستِ قرات آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ آپ فصاحت و بلاغت ضبط و اتقان اور تجوید و تحریر کے جامع تھے۔ طریقۂ ادا اور لہجہ عجیب و غریب تھا خوش الحانی کی نظیر نہ تھی۔ عابد و کثیر الصلوۃ تھے ۱۲۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی پچاس (۵۰) سال کے قریب مسند کوفہ پر قایم رہے۔ ابو بکرؒ کہتے ہیں وفات کے وقت آیۃ ثُمَّ رُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ الخ بار بار پڑھتے تھے گویا کہ محراب میں قرآن سنا رہے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

باعتبار طبقات رجال آپ امام ابن عامرؒ کے بعد اور باقی سب سے مقدم ہیں۔

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو بکر شُعبۃؒ بن عیّاش بن سالم اسدی بولا حنّاط۔ اور دوسرے راوی ابو عمر حفصؒ بن سلیمان بن مغیرۃ اسدی غاضری بزاز کوفیین ہیں۔

سیدنا ابو بکر ۹۵ھ میں پیدا ہوئے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ کہتے ہیں "ثقہ صدوق۔ صالح۔ صاحب قرآن۔ اور صاحب سنت تھے"

---

ؔ تہذیب جلد ۵ صفحہ ۳۸ ۱۲

خود فرماتے ہیں "میں نے کبھی کوئی منکر کام نہیں کیا۔ اور تیس ۳۰ سال سے روزانہ ایک قرآن ختم کرتا ہوں" ابن المبارکؒ کہتے ہیں "میں نے ابو بکرؒ سے زیادہ متبع سنت نہیں دیکھا" احمسی کہتے ہیں "میں نے ابو بکرؒ سے بہتر نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا" ستر سال عبادت میں مصروف رہے اور چالیس سال آپ کے لئے بستر نہیں بچھایا گیا۔ اور اس عرصہ میں شب کے وقت آپ نے زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔ ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا۔ بروقت وفات خود فرمایا "میں نے اس زاویہ میں ۱۸ ہزار دفعہ قرآن پڑھا ہے زنہار اسمیں نافرمانی نہ کرنا" امام عاصمؒ سے تین مرتبہ قرآن پڑھا۔ پہلے پانچ پانچ آیات پڑھکر تین سال میں ختم کیا۔ امام کسائیؒ وغیرہ ائمہ آپکے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۲۱۔ جمادی الثانی ۱۹۳ھ کو کوفہ میں بعمر ۹۸ سال وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا حفصؒ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے امام عاصمؒ کے ربیب تھے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں "حفصؒ و ابو بکرؒ قراءۃ عاصمؒ کے اندر اعلم الناس تھے حفصؒ ابو بکرؒ سے اقرأ اور ابو بکر صدوق تھے۔ قراءۃ عاصمؒ کی اصح روایت وہ ہے جو حفصؒ نے روایت کی ہے" علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں "قراءۃ میں ثقہ۔ ضابط اور ثبت تھے لیکن حدیث میں یہ حال نہ تھا" امام عاصمؒ سے متعدد مرتبہ قرآن پڑھا۔ نیز متعدد دیگر شیوخ سے اکتساب کیا۔ فرماتے ہیں "ضُعْفٍ کے ضمہ کے سوا میں نے کسی حرف میں عاصمؒ کی مخالفت نہیں کی۔ آپنے ۱۸۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ عمر ۹۰ سال تھی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ تجارت پارچہ میں شریک تھے۔

اگرچہ قراءات سبعہ بلکہ عشرہ متواترہ ہیں اور سبعہ کے خلاف تو کبھی کسی نے ایک حرف بھی نہیں کہا بلکہ حرمین اور بصرہ کی قراءات خالص قرشی ہونیکی وجہ سے ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں۔ مگر یہ قبولیت خداداد ہے کہ صدیوں سے مکاتب و مدارس میں صرف روایت حفصؒ

پڑھائی جاتی ہے اور روئے زمین پر ایک ہزار حفاظ میں سے تقریباً نوسو ننانوے آدمیوں کو صرف یہی روایت یاد ہے اور ایسا شاید کوئی نہ ہو جس نے یہ روایت نہ پڑھی ہو۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ - علیٰ زعم نحاۃ[۵] قراءۃ عاصمؒ مروج ہی نہ ہونی چاہیئے تھی۔

## حضرت امام حمزہؒ کوفی قاری ششم (۶)

سیدنا ابو عمارہ حمزہؒ بن حبیب بن عمارہ بن اسمٰعیل الزیّات کوفی فرضی تیمی بولا ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمشؒ امام ابو محمد طلحہؒ بن مصرف یامی امام ابو اسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعیؒ شیخ القراء ابو حمزہ حمران بن اعین شیبانی بولا شیخ القراء مغیرہؒ ابن مقسم ضبی شیخ القراء ابو عتاب منصور بن معتمر سلمیؒ ۔ قاضی ابو عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ انصاریؒ اور امام جعفر صادقؒ سے قرآن پڑھا۔ یہ سب حضرات بالواسطہ حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ ، حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ ، حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ کے شاگرد ہیں۔

امام حمزہؒ تبع تابعی ہیں۔ بابایار فارس کی اولاد میں سے تھے۔ حد درجہ زاہد و مرتاض اور متقی و پرہیزگار تھے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں ”عبادت و زہد اور فضل و دین اور تقوے میں خیار بندوں میں سے تھے“ ابن فضیلؒ کہتے ہیں ”کوفہ پر سے حمزہؒ کے باعث بلا دور ہوتی ہے“ امام اعمشؒ آپ کے شیخ جب آپ کو دیکھتے تو فرماتے ”یہ حبر قرآن ہے اور یہ آیت پڑھتے۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ الخ شاگردوں کے ہاتھ سے پانی پینا تک گوارا نہ تھا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے ”حمزہؒ قراءۃ اور فرائض میں بلا نزاع ہم سب پر

---

[۵] نحاۃ بصریین کی تحقیق کیوجہ سے قراءۃ عاصم پر اعتراض کرتے تھے ۱۲

غالب ہیں؟ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں "آپ نے ایک حرف بلاسند نہیں پڑھا" امام عاصمؒ کے بعد کوفہ کی ریاست قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ ہر مہینہ میں ۲۷-۲۸ ختم ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ طریق ادا میں مبالغہ ناپسند تھا۔ خود فرماتے ہیں "جسطرح راستی کے بعد کجی، اور سفیدی کے بعد برص ہے اسی طرح قراءۃ فصیحہ کے بعد قراءۃ نہیں لحن ہے" امام سفیان ثوریؒ اور امام شریک بن عبداللہؒ آپکے شاگرد ہیں۔ آپ کوفہ سے زیتون حُلوان لیجاتے تھے اور وہاں سے پنیر و اخروٹ کوفہ لاتے تھے۔ یہی وجہ معاش تھی ۱۵۶ھ ہجری میں بعمر ۷۶ سال حُلوان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

آپکے پہلے راوی سیدنا ابو محمد خلفؒ بن ہشام بن ثعلب بن غُراب بغدادی بزاز صاحب قراءۃ دہم اور دوسرے راوی سیدنا ابو عیسیٰ خلادؒ بن خالد صیرفی کوفی شیبانی مولا ہیں۔ دونوں امام الزاہد سیدنا ابو عیسیٰ سُلیمؒ بن عیسیٰ بن سلیم بن عامر بن غالب حنفیؒ مولا کوفی کے واسطہ سے امام حمزہؒ سے قراءۃ روایت کرتے ہیں۔

سیدنا سُلیمؒ ۱۳۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام حمزہؒ کے تلامذہ میں خاص جلالت رکھتے تھے۔ اور زہد و تقوے میں شیخ کے پیرو تھے اور اُن کی قراءۃ کے سب سے زیادہ ضابط اور متقن تھے۔ آپ ہی اُن کے جانشین بنے۔ یحییٰؒ کہتے ہیں "جب سُلیمؒ آتے تو امام حمزہؒ فرماتے "مؤدب ہوجاؤ سُلیمؒ آتے ہیں"۔ خود کہتے ہیں "میں نے امام حمزہؒ سے دس مرتبہ قرآن پڑھا اور ایک حرف میں ان کی مخالفت نہیں کی"۔ بقول دانیؒ و محققؒ ۱۸۸ھ میں اور حسب بیان ملا علیؒ ۲۰۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا خلفؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے دس برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور تیرہویں سال سماعت حدیث شروع کی۔ ثقہ۔ عابد۔ زاہد اور جلیل الشان امام تھے۔

فرماتے ہیں:" مجھے عربیت میں ایک مشکل پیش آئی اُسکے لئے میں نے اسی ہزار درہم خرچ کئے اور اُسکو حاصل کرکے چھوڑا" آپ سُلیمؒ کے ممتاز شاگرد تھے۔ سلیمؒ کے سوا آپ نے متعدد حضرات سے پڑھا ہے۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ آپ سے مسلمؒ و ابوداؤدؒ وغیرہ علماء حدیث روایت کرتے ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں:" امام نافعؒ کی قراءۃ اسحاق مسیبیؒ سے امام عاصمؒ کی یحییٰؒ سے پڑھی اور خود ایک قراءۃ اختیار کی۔ صاحب سنت ثقہ۔ مامون اور حدیث میں بھی مقدم تھے۔ جمادی الثانی ۲۲۹ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا خلادؒ۔ امام۔ ثقہ۔ محقق۔ مجود صاحب ضبط و اتقان تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں:" سُلیمؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ ضابط و جلیل تھے۔ ترمذیؒ اور ابن خزیمہؒ کی صحیح میں آپ سے ایک ایک حدیث مروی ہے ۲۲۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

## حضرت امام کسائیؒ کوفی قاریٔ ہفتم (۷)

سیدنا ابوالحسن علیؒ بن حمزہ بن عبداللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی بولا نحوی کوفی کسائیؒ۔ تقریباً ۱۱۹ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اصلاً فارسی ہیں امام محمدؒ بن حسن شیبانی صاحب امام الاعظمؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ امام حمزہؒ سے چار مرتبہ قرآن پڑھا۔ نیز قاضی محمد بن ابی لیلیٰؒ۔ امام ابوبکرؒ۔ امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاری۔ شیخ القراء زائدہؒ بن قدامہ شیخ القراء عیسیٰؒ بن عمر ہمدانی سے قرات پڑھیں۔ یہ حضرات گذشتہ شیوخ کے شاگرد ہیں امام کسائی نے پہلے خلیلؒ بن احمد بصری سے نحو سیکھی۔ پھر اُنکی تحریک پر نجد و تہامہ جاکر اعراب میں رہے اور عربیت کا اتنا ذخیرہ جمع کیا کہ جسکے لکھنے میں سیاہی کے پندرہ شیشے صرف ہوئے۔ واپسی پر بغداد میں قیام کیا پہلے ہارون کو پڑھایا اور پھر اُسکے بیٹے امین کو۔

بڑے بڑے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ ابن الانباریؒ کہتے ہیں "قراۃ۔ عربیت اور لغت میں اعلم الناس تھے" طلباء کا ازدحام جمع ہو جاتا تھا آپ ممبر پر بیٹھکر پڑھتے تھے وہ اُس سے اخذ و تصحیح کرتے تھے"۔ معانی القرآن۔ کتاب النحو۔ کتاب نوادر کبیر۔ وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ سیبویہ سے مناظرے ہوتے تھے۔ یزیدی سے اکثر ہمنشینی رہتی تھی ۱۸۹ھ میں ہارون کے ساتھ رے جاتے ہوئے موضع رنبویہ میں بعمر ۷۰ سال وفات پائی۔ اور وہیں امام محمدؒ نے انتقال کیا۔ جسپر ہارون نے کہا "ہم نے قراۃ اور فقہ کو یہاں دفن کیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو الحارثؒ لیث بن خالد نحوی مروزی بغدادی اور دوسرے راوی سیدنا ابو عمر حفص بن عمر دُوریؒ موصوف ہیں۔

سیدنا ابو الحارثؒ ثقہ۔ ضابط۔ صالح۔ محقق اور قرات کے ماہر تھے کسائی کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔ ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ دُوری کا حال اوپر بیان ہوا۔

قراء سبعہ کی یہ ترتیب امام ابن مجاہدؒ کی مقرر کردہ اور چوتھی صدی سے ہی معمول ہے ورنہ شیوخ وطبقات کے لحاظ سے۔ ابن عامرؒ۔ عاصمؒ۔ ابن کثیرؒ۔ نافعؒ۔ ابو عمروؒ۔ حمزہؒ۔ اور کسائیؒ ہونی چاہیئے تھی۔ اور رواۃ کی یہ ترتیب شاطبیؒ کی بیان کردہ ہے ورنہ ابن مجاہدؒ و دانیؒ وغیرہ نے قنبلؒ کو بزیؒ سے ابن ذکوانؒ کو ہشامؒ سے اور کسائیؒ کے دُوری کو ابو الحارثؒ سے مقدم بیان کیا ہے۔ باقی میں موافق ہیں۔

باتباع ابن مجاہدؒ و شاطبیؒ چوتھی اور چھٹی صدی سے اکثر مصنفین و مؤلفین اور تمام اہل ادا اسکی پیروی کرتے ہیں لیکن یہ واجب و مسنون نہیں ہے۔ قاری جسکو چاہے مقدم و مؤخر کرسکتا ہے لیکن جمع پڑھتے ہوئے کسی ایک ترتیب پر رہنا چاہیئے تاکہ غلطی نہ ہو۔ اور مناسب ہے کہ اسی پر ہے ایجاد کی ضرورت نہیں

# فصل ششم طرق تیسیر و شاطبیہ

اس فصل میں اُن مشائخ کرام کا ذکر ہے جنکے واسطہ سے قراءت علامہ دانی تک پہونچیں۔ ہم نے ہر روایت کے طرق جدا جدا بیان کیے ہیں تاکہ طلباء کو مغالطہ نہ ہو۔ اور ہر شیخ کا نام و نسب لکھنے سے قبل ابتداء میں وہ عرف یا لقب سادہ طور سے درج کیا ہے جس سے وہ مشہور ہیں اور اُن کا ذکر اس فن کی کتابوں میں آتا ہے۔ اس کتاب میں بھی اسی سے حوالہ آئیگا۔ ناظرین اِسکو ہر جگہ یاد رکھیں۔ طرق میں جو حضرات مکرر آئیں گے اُنکا حوالہ بھی ہر طریقہ میں اُسی مشہور نام سے دیا جائیگا۔

## روایت قالونؒ

ابو نشیطؒ۔ سیدنا امام ابو جعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم الربعی بغدادیؒ بزاز۔ مشہور محدث و محقق۔ ثقہ۔ ضابط۔ صدوق اور قالونؒ کے اجل تلامذہ میں سے تھے شوال ۲۵۸ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ۔

(۲) ابو حسانؒ سیدنا قاضی ابوبکر احمد بن محمد بن یزید بن اشعث بن حسان بغدادیؒ امام ثقہ اور ابو نشیط کی تلامذہ میں روایت قالونؒ کے ضبط و اتقان میں یگانۂ عصر تھے ۳۰۰ھ کے قریب بغداد میں وفات پائیؒ

(۳) ابن بویانؒ۔ سیدنا امام ابو الحسین احمد بن عثمان بن جعفر بن بویان بغدادی حربی قطان ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ امام۔ ثقہ۔ کبیر مشہور و ضابط تھے ۳۴۴ھ میں وفات پائی بُویان بباء موحدہ صحیح ہے۔ ثوبان بالثاء صحیح نہیں علامہ ذہبی کو دھوکا ہوا۔

(۴) سیدنا ابراہیم بن عمر مقری ابن بویان کے شاگرد ہیں جلیل المرتبہ قاری تھے۔

(۵) عبد الباقیؒ۔ سیدنا ابو الحسن عبد الباقی بن الحسن خراسانی مقری بڑے بڑے ائمہ کے شیخ ہیں

(۶) ابو الفتحؒ۔ سیدنا ابو الفتح فارس بن احمد بن موسی بن عمران حمصی ضریر مقری

مولف منشأ القرات فی الثمان آپنے امام عبدالباقی مقری کے سوا امام ابو احمد سامری ابن عراکؒ ابو محمد کاتبؒ وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں بہت بڑے اور مشہور مقری اور علامہ دانیؒ وغیرہ ائمہ کے شیخ ہیں ۴۰۱ھ میں وفات پائی ہے۔

**رواۃ ورشؒ**

(۱) **ازرقؒ**۔ سیدنا امام ابو یعقوب یوسف بن عمر بن یسار الازرقؒ مدنی ثم المصری محقق۔ ثقہ۔ ضابط۔ اور صاحب اتقان تھے۔ حضرت ورشؒ کے پاس رہتے تھے بیس مرتبہ تحقیق وحدر کیساتھ ورشؒ سے قرآن پڑھا؛ خود کہتے ہیں "جب میں آپکے پاس مقیم تھا تو تحقیق و ترتیل سے پڑھتا تھا۔ اور جب آپکے ساتھ اسکندریہ گیا تو حدر سے۔ ورشؒ کے جانشین و خلیفہ آپ ہی بنے تھے۔ خزاعی کہتے ہیں "اہل مغرب آپ کے سوا روایت ورشؒ کا کوئی طریقہ ہی نہیں جانتے تھے ۲۴۰ھ کے قریب وفات پائی۔

(۲) **نحاسؒ**۔ سیدنا ابو الحسن اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ بن عمرو النحاسؒ مصری۔ روایت ورشؒ کے جلیل القدر محقق اور ضابط تھے ۳۰۰ھ سے قبل وفات پائی۔

(۳) **تجیبیؒ**۔ سیدنا ابو جعفر احمد بن اسامہ تجیبیؒ۔ اور سیدنا ابو جعفر احمد بن اسحاق بن ابراہیم خیاطؒ۔ اور سیدنا ابو بکر احمد بن محمد بن موسی بن ابی الرجا مصریؒ متوفی ۳۶۹ھ نحاسؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور سیدنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ انماطی ابو الرجاؒ کے شاگرد ہیں۔

(۴) **ابو القاسم خاقانیؒ**۔ سیدنا ابو القاسم خلف بن ابراہیم بن محمد بن الخاقان خاقانیؒ مصری۔ آپ تجیبیؒ۔ خیاطؒ اور انماطیؒ کے شاگرد ہیں اور علامہ دانی کے شیخ ہیں مصر کے مشہور مقری تھے ۴۰۲ھ کے بعد وفات پائی۔

**رواۃ بزیؒ**

(۱) **ابو ربیعہ**۔ سیدنا ابو ربیعہ محمد بن اسحاق بن وہب ربعی مکی۔ ثقہ۔ ضابط صاحب اتقان عادل اور جلیل القدر قاری تھے۔ بزیؒ کے بعد مسجد حرام کے

مؤذن مقرر ہوئے۔ رمضان ۲۹۴؁ھ میں مکہ میں وفات پائی رح

(۲) نقاشؒ۔ سیدنا امام ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن مرثد النقاش موصلی بغدادی ۲۶۶؁ھ میں پیدا ہوئے قرأۃ و حدیث کے لئے۔ مکہ۔ کوفہ۔ بصرہ شام۔ مصر۔ جزیرہ۔ موصل۔ جبال اور خراسان وغیرہ کا سفر کیا محنت شاقہ برداشت کی حتی کہ شیخ وقت بنگئے بہت سی کتابیں تالیف کیں جنمیں سے کئی قرأت پر ہیں۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "وہ آخر عمر میں وحید عصر امام۔ تقوے۔ صدق لہجہ۔ فہم اور وسیع معلومات میں یگانہ تھے۔" ۳ر شوال ۳۵۱؁ھ میں بغداد میں وفات پائی رح

(۳) ابوالقاسمؒ فارسی۔ سیدنا ابوالقاسم عبدالعزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق بن خواستی فارسی ثم البغدادیؒ علاّ روزگار قاری و محدث تھے علامہ دانیؒ کے شیخ ہیں ۴۱۳؁ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ ۹۲ سال کی عمر تھی۔

راوی بزیؒ

(۱) ابن مجاہدؒ۔ سیدنا الامام العلامہ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد بغدادیؒ ۲۴۵؁ھ میں پیدا ہوئے حصول قرأت میں اتنی سعی کی کہ روئے زمین پر یگانۂ روزگار بنگئے۔ تین تین سو متشد حاضر درس ہوتے تھے۔ ۸۴ خلفا تھے۔ مبتدی بیٹے ان سے پڑھتے تھے۔ پھر آپکے سامنے حاضر ہوتے تھے علامہ دانیؒ کہتے ہیں "علم و فضل۔ فہم و ادراک اور صدق لہجہ میں تمام معاصرین سے فائق تھے" سبعہ مشہورہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے مشہور کیا ہے۔ امام النحو علامہ ثعلبؒ جو آپکے شیخ ہیں کہتے ہیں "ہمارے زمانہ میں کتاب اللہ کا ابن مجاہدؒ سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے" صرف ابن عبدوسؒ سے ۲۰ مرتبہ قرآن پڑھا ۱۹ شعبان ۳۲۴؁ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ امام عبیداللہؒ زہری کہتے ہیں "میرے والد نے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے حامل کتاب اللہ فوت ہوگیا۔ صبح کو آپکی وفات معلوم ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ"

(۲) ابو احمد سامریؒ۔ سیدنا ابو احمد عبداللہ بن حسین بن حسنون سامری بغدادیؒ
۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ابن مجاہدؒ ابن شنبوذؒ۔ ابن حمدون الحذاءؒ۔ یموت بن مزرعؒ
اور اشنانیؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ ثقہ۔ ضابط اور مامون تھے۔ علامہ دانیؒ۔ علامہ
ابو حیانؒ اور حافظ ذہبیؒ تعریف کرتے ہیں محرم ۳۸۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔
(۳) امام ابو الفتحؒ موصوف

رواۃ دوری

(۱) ابن عبدوسؒ۔ سیدنا ابو الزعراء عبدالرحمٰن بن عبدوسؒ ہمدانی دقاق۔
ثقہ۔ ضابطہ۔ اور محقق قاری تھے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں: "دوریؒ کے تلامذہ میں
اکبر۔ اجل اور اوثق تھے" ۳۰۰ھ کے بعد وفات پائی۔
(۲) ابن مجاہدؒ موصوف (۳) عبدالواحدؒ۔ سیدنا ابو طاہر عبدالواحد بن عمر
ابن ابی ہاشم محمد بغدادیؒ۔ امام جلیل۔ ثقہ کبیر۔ مقری۔ نحوی۔ اور حجۃ تھے۔ محققؒ کہتے ہیں
"امام ابن مجاہدؒ کے بعد کوئی آپ کے برابر نہ تھا"۔ خطیبؒ کہتے ہیں: "ثقہ اور امین تھے"۔
شوال ۳۴۹ھ میں بعمر زائد از ۷۰ سال بغداد میں وفات پائی۔ (۴) فارسی موصوف
مسند زمانہ ابو مسلم کاتب۔ سیدنا ابو مسلم محمد بن احمد بن علی الکاتب
بغدادی ثم المصری ۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بغوی اور امام ابن مجاہدؒ کے تلامذہ میں سب کے
بعد تک زندہ رہے۔ ابن خیر وزیر کے کاتب تھے۔ علامہ دانیؒ کے شیخ الحدیث اور شیخ الروایت
ہیں۔ ۲۔ ذی الحجہ ۳۹۹ھ کو مصر میں وفات پائی۔

رواۃ سوسی

(۱) ابن جریرؒ۔ سیدنا ابو عمران موسیٰ بن جریر رقی ضریر نحوی ادغام و عربیت کے ذی بصارت امام
و ماہر سوسی کی ممتاز شاگرداں گنت تلامذہ کے شیخ اور صاحب وقار و حرمت بزرگ تھے ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔
(۲) امام ابو احمد سامریؒ موصوف (۳) امام ابو الفتحؒ موصوف

**رواۃ ہشامؒ**

(۱) **الحلوانیؒ** - سیدنا ابوالحسن احمد بن یزید الحلوانیؒ - استاذ کبیر - ثقہ - ضابطہ صاحب اتقان - امام القراءات - عارف روایات - علی الخصوص قالونؒ وہشامؒ کی روایات کے ماہر کامل تھے - قالونؒ سے پڑھنے کے لیے دو مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ۲۵۰ھ میں حلوان میں وفات پائی رحؒ -

(۲) **ابن عبدانؒ** - سیدنا محمد بن احمد بن عبدان خزرجی - مقری - جزیرۂ ابن عمر کے رہنے والے تھے حلوانی سے عرضاً قراءات پڑھیں ۳۰۰ھ کے بعد وفات پائی -

(۳) امام ابواحمد سامریؒ موصوف - (۴) امام ابوالفتحؒ موصوف

**رواۃ ابن ذکوانؒ**

(۱) **الاخفشؒ** - سیدنا امام ابوعبداللہ ہارون بن موسیٰ بن شریک تغلبی الاخفشؒ دمشقی - نحوی - مقری - ثقہ - ضابط - اور شیخ القراءات تھے - ابو علیؒ اصفہانی کہتے ہیں "اخفشؒ صاحب علم وفضل تھے" قراءۃ وعربیت میں کئی کتابیں تصنیف کیں ابن ذکوانؒ کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے ۲۹۲ھ میں بعمر ۹۲ سال وفات پائی -

(۲) النقاشؒ موصوف (۳) فارسیؒ موصوف -

**رواۃ ابوبکرؒ**

(۱) **یحییٰؒ** - سیدنا ابوزکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان اُموی مولیٰ آل ابی معیط کوفیؒ کبار فقہاء محدثین میں سے تھے - ابوداؤدؒ کہتے ہیں "یگانۂ روزگار امام تھے - تمام علماء جرح وتعدیل توثیق وتعریف کرتے ہیں ربیع الاول ۲۰۳ھ میں فم صلح میں وفات پائیؒ

(۲) **صریفینیؒ** - سیدنا قاضی ابوبکر شعیب بن ایوب بن رزیق بن معبد بن شیطا صریفینی حنفیؒ - محدثین میں سے ہیں واسط کے قاضی تھے - قاضی ابوحازم سے فقہ کی تکمیل کی ابوداؤدؒ وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں ۲۶۱ھ میں واسط میں وفات پائی رحؒ -

(۳) **الاصمؒ** - سیدنا ابوبکر یوسف بن یعقوب بن حسینؒ واسطی - ضابط - ثقہ - امام جلیل

اور صاحب کرامات تھے سنہ ۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ نقاش کہتے ہیں "میں نے ابوبکرؒ کا مثل نہیں دیکھا"
جامع واسط کے امام اور قراءۃ عاصمؒ کی اعلیٰ سند رکھتے تھے سنہ ۳۲۳ھ میں وفات پائی رح
(۳) سیدنا احمد بن یوسف قافلانیؒ صیرفیؒ کے شاگرد اور امام ابو احمد سامریؒ کے شیخ تھے۔
(۴) سیدنا ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن احمد بغدادی ابوبکر واسطی کے شاگرد اور عبدالباقیؒ کے شیخ ہیں
(۵) سیدنا عبدالباقیؒ موصوف۔ (۶) سیدنا ابوالفتحؒ موصوف

راویانِ حفصؒ

(۱) عبیدؒ۔ سیدنا ابو محمد عبید بن صباح بن صبیح نہشلی کوفی مقری بغدادیؒ۔ ضابط و ثقہ تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں "حفصؒ کے تلامذہ میں اجل و اضبط تھے۔ اشنانیؒ کہتے ہیں "متورع اور متقن تھے" سنہ ۲۳۵ میں وفات پائی۔

(۲) اُشنانیؒ۔ سیدنا ابوالعباس احمد بن سہل بن فیروزان اشنانی مقریؒ۔ ثقہ۔ ضابط۔ خیار۔ عادل مشہور متقن اور عبیدؒ کے واحد جانشین تھے۔ آپ کے سوا عبیدؒ نے کسیکو نہیں پڑھایا۔ عبیدؒ کی وفات کے بعد آپنے حفصؒ کے دیگر شاگردوں سے پڑھا ہے سنہ ۳۰۷ میں وفات پائی۔

(۳) ہاشمیؒ۔ سیدنا ابوالحسن علی بن محمد بن صالح بن داؤد ہاشمی ضریر بصریؒ معروف بالجوخانی۔ ثقہ۔ ضابط متقن۔ صاحب معرفت اور مشاہیر علماء میں سے تھے۔ امام ابوالحسنؒ نے آپ سے پڑھنے کے لئے بصرہ کا سفر کیا تھا۔ سنہ ۳۶۸ھ میں بصرہ میں وفات پائی رح

(۴) ابوالحسنؒ۔ سیدنا ابوالحسن طاہر بن امام ابوالطیب عبدالمنعمؒ بن عبیداللہ بن غلبون ابن مبارک حلبیؒ۔ شیخ القراء مصر۔ ثقہ۔ ضابط۔ محقق۔ اور قراءت کے وحید العصر امام تھے۔ ہاشمیؒ کے علاوہ آپنے اپنے والد ماجد اُن کے شیخ امام ابو اسحٰق شامیؒ امام ابو عدی مصریؒ اور حرتکیؒ وغیرہ متعدد ائمہؒ سے قراءات پڑھیں۔ آپکے ماہرِ فن امام ہونیکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ

علامہ دانیؒ جیسے مجدد مجتہد نے آپ سے مصر میں آکر پڑھا۔ ۳۹۹ھ میں مصر میں وفات پائی رحمہ اللہ

**روایت خلف**

(۱) **ادریس حدادؒ** ۔ سیدنا ابوالحسن۔ ادریس بن عبدالکریم حداد بغدادیؒ۔ ثقہ ضابط صاحب اتقان اور قرات کے امام تھے۔ خلفؒ کے ممتاز شاگرد ہیں۔ ان سے حمزہؒ کی قراۃ کی روایت اور خود خلفؒ کی قراۃ روایت کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ و امام ابن معینؒ وغیرہ اجل علماء کے شاگرد تھے۔ اور کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ ۲۹۲ھ کو بعمر ۹۳ سال بغداد میں وفات پائی رحمہ اللہ

(۲) امام ابن بویان موصوفؒ ۔ (۳) حرتکیؒ ۔ سیدنا امام ابوالحسن محمد بن یوسف بن نہار الحرتکیؒ بصری مقری امام ابن بویانؒ کے شاگرد خاص اور امام ابوالحسنؒ کے شیخ ہیں۔

(۴) امام ابوالحسنؒ موصوف۔

**روایت ادریس**

(۱) **جوہریؒ** ۔ سیدنا ابوبکر محمد بن شاذان بن یزید جوہریؒ بغدادی مشہور ثقہ ضابط صدوق۔ محدث تھے خلادؒ کی ممتاز شاگرد کبار علماء کے شیخ تھے ۲۸۶ھ میں بعمر ۹۰ سال بغداد میں وفات پائی

(۲) **ابن شنبوذؒ** سیدنا ابوالحسن محمد بن احمد بن ایوبؒ بن الصلت بن شنبوذ مقری بغداد مشاہیر و اعیان قراء اور صاحب دین سلیم الصدر علماء میں سے تھے۔ جوہری وغیرہ مشہور اساتذہ سے قرات پڑھی تھیں ابتداً آپ کا میلان تھا کہ جو قراۃ سند صحیحہ سے ثابت ہو اسکو پڑھ سکتے ہیں خواہ رسم کے خلاف ہو مگر علماء کی اجماع کی بعد اس سے رجوع کرلیا ۳ صفر ۳۲۸ھ کو پیر کے دن بغداد میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۳) امام ابواحمد سامریؒ موصوف (۴) امام ابوالفتحؒ موصوف

**روایت ابوالحارث**

**کسائی صغیرؒ** سیدنا ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ مقری بغداد معروف بکسائی صغیر۔ ابوالحارثؒ کے تلامذہ میں سے فاضل اجل شیخ کبیر محقق جلیل ثقہ اور ضابط تھے ۲۸۸ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ

**بطیؒ** ۔ سیدنا ابوالحسن احمد بن الحسن مقری بغداد معروف بالبطیؒ۔ کسائی صغیر کے ممتاز شاگرد۔ فاضل جلیل۔ قاری اور صدوق تھے ۳۰۰ھ کے بعد بغداد میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

(۳) زید بن علیؒ - سیدنا ابو القاسم زید بن علی بن احمدؒ بن محمدؒ بن عمران بن ابی بلال عجلی کوفیؒ امام الفن عراق کے شیخ اور اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے - عراق و بغداد کی ریاست قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی - جمادی الاول ۳۵۸ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ

(۴) عبد الباقیؒ موصوف - (۵) امام ابو الفتح موصوفؒ -

**راوی دوریؒ**

(۱) ابو الفضلؒ - سیدنا ابو الفضل جعفر بن محمدؒ بن اسد نصیبی ضریر مقریؒ دوریؒ کے اجل تلامذہ میں سے حاذق - ضابط - اور نصیبین میں شیخ القراء تھے ۳۰۷ھ کے بعد اپنے وطن میں وفات پائی

(۲) ابن جلنداؒ - سیدنا ابوبکر محمدؒ بن علی بن الحسن بن الجلند اموصلیؒ ضبط و اتقان میں مشہور اور فاضل وقت تھے ۳۴۹ھ میں وفات پائیؒ

(۳) امام عبد الباقیؒ موصوف (۴) امام ابو الفتح موصوف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین -

علامہ دانیؒ و شاطبیؒ وغیرہ شیوخ متاخرین کا مختصر ترجمہ باب التصانیف میں آئے گا - انشاء اللہ المستعان - اسکے بعد ہم ضابطۂ قرات بیان کرتے ہیں - واللہ الموفق

## فصل ہفتم ضابطۂ قرات -

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ائمہ کے تلامذہ اور اُن کے تلامذہ کے تلامذہ ان گنت تھے اُن میں سے بعض ضبط و اتقان روایت و درایت وغیرہ میں کامل - امام اور حجۃ تھے - اور بعض میں کسی وصف کی کمی تھی جس سے اختلاف رونما ہونے لگا - اور قریب تھا کہ حق و باطل میں التباس ہو جائے کہ وعدۂ الٰہی آڑے آگیا محقق علمائے امت اور حاذق و مجتہدین ملت خدمت کتاب اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے - انہوں نے طرق و روایات کو جانچا حروف کی پڑتال کی متواتر کو احاد سے مشہور کو شاذ سے اور صحیح کو فاسد سے ممتاز کیا انہیں

فرق کرنے کے لیئے ارکان واصول مقرر کر دیئے اور قبول قرأت کا حسب ذیل ضابطہ بنا دیا

جو قراءۃ عربیت کے موافق ہو اگرچہ یہ موافقت بوجہٖ[1] ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک[2] کے مطابق ہو۔ خواہ یہ مطابقت احتمالاً[3] ہو۔

---

[1] یعنی نحوی وجوہ میں سے کسی وجہ کے موافق ہو خواہ وہ فصیح ہو یا افصح۔ یہ مراد نہیں کہ نحاۃ میں سے کوئی اسکے خلاف نہو۔ کیونکہ نحاۃ نے بعض قرات کا انکار کیا ہے مگر ائمہ قراءۃ انکے انکار کی ایک ذرہ کے برابر پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ بَارِئْكُمْ۔ يَأْمُرْكُمْ۔ لِسَبَأْ۔ مَكْرَ السَّيِّئْ وغیرہ کے اسکان۔ هَلْ تَّرَبَّصُونَ۔ اِذْ تَّلَقَّوْنَ وغیرہ۔ (بقراءۃ بزی) شَهْرُ رَّمَضَانَ۔ عَفْوَ وَّامُرْ وغیرہ (بقراءت سوسی) فَمَا اسْطَّاعُوا (بقراءۃ حمزہ) نِعْمَّا لَا يَهْدِّي کے اجتماع ساکنین كُنْ فَيَكُونَ کے نصب وَالْاَرْحَامِ کے خفض عَنْ سَأْقَيْهَا کے ہمزہ وَاِنَّ اِلْيَاسَ کے وصل اور بعض دیگر حروف کا بعض نحوی انکار کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ بَارِئْكُمْ کے اسکان پر سیبویہ کا اعتراض نقل کرکے جامع البیان میں کہتے ہیں "اسکان نقلاً اصح اور اداءً اکثر کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے میں اسکو لیتا ہوں" پھر ائمہ کے اقوال نقل کرکے کہتے ہیں "ائمہ قراءۃ قرآن کے کسی حرف میں اس پر عمل نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور اور عربیت میں اقیس ہو بلکہ اس پر عمل کرتے ہیں جو اثراً اثبت اور نقلاً و روایتاً اصح ہو اور جب اس طرح کوئی حرف ثابت ہوجائے تو اسکو نہ عربیت کا قیاس رد کر سکتا ہے اور نہ لغت کی شہرت کیونکہ قرارت سنت متبعہ ہے جسکا قبول کرنا واجب اور اسپر اعتماد لازم ہے"۔ [2] مثلاً قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ (بقرہ) مصحف شام میں بلا واؤ۔ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا (توبہ) مصحف مکہ میں بزیادہ مِنْ خَيْرًا مِّنْهُمَا (کہف) مصاحف حجاز و شام میں بزیادہ میم تثنیہ اور فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ (حدید) مصحف مدینہ اور شام میں بغیر ہُوَ مرسوم تھا۔ [3] احتمالی موافقت سے ہمارے ائمہ کی مراد یہ ہے کہ بعض کلمات میں بعض قرات رسم کے صریحاً مطابق ہوتی ہیں اور بعض تقدیراً جیسے مٰلِكِ تمام مصاحف میں بلا الف مرسوم ہے پس قراءۃ حذف صریحاً اور قراءۃ الف احتمالاً موافق ہے اور النَّشْاَةَ بالف مرسوم ہے پس قراءۃ مد صریحاً اور قراءۃ قصر احتمالاً موافق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ہمزہ خلاف قیاس بصورت الف لکھا گیا ہو اور بعض کلمات میں تمام قرات احتمالاً موافق ہوتی ہیں جیسے السَّمٰوٰتِ۔ الصّٰلِحٰتِ۔ وَالَّيْلِ۔ الصَّلٰوةَ۔ الزَّكٰوةَ۔ الرِّبٰوا۔ وغیرہ میں اور جیسے وَجِاْئَ دو جگہ بالف مرسوم ہے۔ اور بعض کلمات میں تمام قرات صریحاً مطابق ہوتی ہیں جیسے اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ فَنَادَتْهُ۔ تَعْلَمُوْنَ۔ هَيْتَ۔ اِنْ نَّعْفُ۔ نُعَذِّبْ وغیرہ کیونکہ مصاحف عثمانی نقاط و اعراب سے مجرد تھے۔ اور اس رسم الخط سے صحابہ کرام کا فضل عظیم ثابت ہوتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ علم ہجا میں کیسی معرفت تامہ رکھتے تھے اور جب اُن کا رسم میں یہ حال تھا تو تحقیق معانی میں کیا شان ہوگی۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے قرآن۔ توریہ اور انجیل میں صحابہ کرامؓ کی تعریف کی ہے اور ان کے لیئے وعدہ کیا ہے جو اُن کے بعد کسی اور کے لیئے نہیں۔ اُن حضرات نے سنت رسول ہم تک پہونچائی۔ نزول وحی کا مشاہدہ کیا اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عموم۔ خصوص اور عزم و ارشاد اور سنت سے جو کچھ ہمیں معلوم نہیں وہ اُن سب کو جانتے تھے اور ہم سے ہر طرح کے علم۔ اجتہاد۔ ورع۔ عقل اور استنباط میں افضل تھے۔ اُن کی رائے ہمارے لیئے ہماری رائے سے بڑھ کر محمود اور اولیٰ ہے"۔ محقق کہتے ہیں "صحابہ کرامؓ نے الصِّرَاطَ۔ الْمُصَيْطِرُوْنَ۔ اور يَبْصُطُ کو اصل کے خلاف جو سین تھی صاد سے

---

ہذا اسم، واسطے نکلنے کے ... قراءت ... اور ہمارے علامت حذف و اثبات ... کہ ...

اور سند صحیحہ متصلہ سے ثابت اور ائمہ فن کے یہاں مشہور ہو[1] وہ قراۃ صحیحہ اور ان احرف سبعہ میں سے ہے جنپر قرآن نازل ہوا محقق کہتے ہیں "جو قراءۃ اسطرح ثابت ہو اُسکا رد و انکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اُسکا قبول کرنا واجب ہے خواہ ائمہ سبعہ کی قرات میں ہو یا عشرہ کی یا ما فوق عشرہ کی اور اگر ارکان ثلثہ میں سے کوئی رکن مُختل ہو جائے تو وہ ضعیف شاذ اور فاسد و باطل ہے خواہ سبعہ سے ہو یا ما فوق سبعہ سے۔ تمام محققین ائمۂ سلف و خلف اس تعریف کو صحیح کہتے ہیں" حافظ ابو عمرو دانیؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ اور مہدوی نے یہی تصریح کی ہے باقی تمام متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے اور اُن میں سے کوئی اسکے خلاف نہیں" حافظ ابو شامہ مرشد الوجیز میں کہتے ہیں "ہر اُس قراءۃ کو جو ائمۂ سبعہ کی جانب منسوب اور صحیح کہلاتی ہو اُسی وقت مُنزّل من اللہ اور صحیح کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ اس ضابطہ میں آجائے۔ اور مطابقت ضابطہ کی صورت میں کوئی مصنف اسکی نقل میں منفرد نہیں ہوسکتا۔ اور نہ وہ کسی امام سے مختص ہوسکتی ہے۔ اصل اعتماد ان اوصاف ثلثہ پر ہے نہ انتساب پر۔ اور بیشک ہر قراۃ میں خواہ سبعہ میں سے ہو یا غیر سبعہ سے وجوہ صحیحہ اور شاذ پائی جاتی ہیں۔ البتہ قرات سبعہ سے بوجہ شہرت اور کثرت وجوہ صحیحہ متفق علیہ طمانیت اور میلانِ خاطر زیادہ ہوتا ہے" نیز کہتے ہیں "متاخرین مُقریوں اور اُن کے مقلدین کی زبان پر چڑھا ہوا ہے کہ قرات سبعہ تمام و کمال متواتر ہیں یعنی قراء سبعہ مشہور سے جو حرف منقول ہے وہ متواتر منزّل من اللہ اور واجب التسلیم ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں مگر اُن حروف کے بارہ میں جنکو ائمہ سے نقل کرنے میں تمام طرق اور رواۃ متفق ہیں اور کوئی منکر

[1] مقصد یہ ہے کہ اُس قراۃ کو عادل ضابط نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے مثل سے روایت کرتے ہوں۔ اور ائمۂ ضابطین کے نزدیک مشہور بھی ہو۔ یعنی غلط اور شاذ نہ سمجھی جاتی ہو۔

نہیں۔ حالانکہ بعض حروف میں) اختلاف و تفرقہ شائع اور مشہور ہے پس اس حال میں کم از کم اُن حروف کے اندر یہ ضابطہ برتنا پڑیگا جنمیں تواتر متحقق نہیں ہوا"

علامہ جعبریؒ کہتے ہیں "قراءۃ کے لیئے ایک شرط ہے۔ صحت نقل۔ اور باقی دونوں چیزیں لازم ہیں۔ احرف سبعہ کے معلوم کرنیکا یہی ضابطہ ہے جسکو ناقلین کی معرفت عربیت میں امعانِ نظر اور رسم کا اتقان ہو اسکے لیئے یہ شبہ خود بخود منکشف ہو جاتا ہے"

امام ابو محمد مکیؒ تکملہ کشف میں کہتے ہیں "اگر کوئی سوال کرے کہ اسوقت کونسی قرائتیں قبول کیجائینگی اور پڑھی جائیں گی اور کون سی قبول کی جائیں گی مگر پڑھی نہیں جائیں گی۔ اور کون سی نہ قبول کیجائینگی اور نہ پڑھی جائیں گی۔ تو جواب یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اُسکی تین قسمیں ہیں۔ اول۔ جسمیں ارکان ثلٰثہ مجتمع ہوں اُسکی صحت و صدق پر قطعی حکم دیا جائیگا اور اُسکو پڑھا جائیگا۔ کیونکہ بلحاظ مصحف وہ اجماع سے لیگئی ہے اور اُسکا منکر کافر ہے۔

دوم۔ آحاد (ثقہ) سے منقول اور عربیت کی کسی وجہ سے مطابق ہو مگر رسم کے خلاف ہو اسکو قبول کیا جائیگا مگر پڑھا نہیں جائیگا۔ کیونکہ اولاً تو اُسکو اجماع سے نہیں آحاد سے لیا گیا ہے اور خبر واحد سے قرآن ثابت نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً وہ اُسکے خلاف ہے جسپر اجماع ہو چکا لہذا اُسکی صحت کا قطعی حکم نہیں دیا جا سکتا اور جسکی صحت کا حکم نہ کریں اُسکو قرآن میں پڑھ نہیں سکتے اور نہ اسکا منکر کافر ہے۔ مگر بلاشک انکار بُرا ہے۔

سوم۔ لغت و عربیت سے جسپر قرآن نازل ہوا بہر وجہ خلاف اگرچہ ثقہ سے

مروی ہو وہ نہ قبول کیجائیگی اور نہ پڑھی جائیگی ،، [۵۱]

محقق کہتے ہیں ،، اور اسی تیسری قسم میں وہ وجوہ داخل ہیں۔ جنکو شاطبیہ کے بعض متاخرین شارح امام حمزہ رح کے لیئے بحالتِ وقف عربیت کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ جیسے بِاَسۡمَآئِهِمۡ۔ اور اُولٰٓئِكَ میں یار خالص سے شُرَكَآؤُهُمۡ۔ اور اَحِبَّآؤُهٗ میں واو خالص سے بَدَاَكُمۡ اور وَاَخَاهُ میں الف خالص سے ابدال اور فَادّٰرَءۡتُمۡ میں حذف اور اسکا نام تخفیف رسمی کہتے ہیں مگر یہ تخفیف عربیت کی کسی وجہ پر جائز نہیں لہذا اسکو قبول نہیں کیا جا سکتا اگرچہ ثقہ سے منقول ہو۔ اور اگر غیر ثقہ سے منقول ہو تو منع اور بھی اولیٰ ہے حالانکہ میں نے ان کی خوب چھان بین کی اور ان کو حمزہ رح سے نہ بطریق ثقات مروی پایا اور نہ بطریق غیر ثقات ،،

پھر کہتے ہیں ،، ایک چوتھی قسم اور ہے یعنی جو حرف رسم کے مطابق اور عربیت کی کسی وجہہ کے موافق ہو مگر منقول نہ ہو اسکا رد و منع واجب اور انکار لازم ہے اور اسکا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ کہتے ہیں کہ ابو بکر بن مقسم رح بغدادی نحوی مقری رح (تلمیذ اشنانی رح) کی یہ رائے تھی (جو چوتھی صدی کے آدمی ہیں) امام عبدالواحد اپنی کتاب البیان میں اسکے متعلق

---

[۵۱] محقق تینوں قسموں کی مثالیں دیتے ہیں پہلی قسم مٰلِكِ - مَلِكِ - یَخۡدَعُوۡنَ - یُخٰدِعُوۡنَ - وَوَصّٰی وَاَوۡصٰی - تَطَوَّعَ - یَطَّوَّعۡ وغیرہ۔ دوسری قسم وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی کی جگہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض اور حضرت ابوالدرداء رض کی قرأت وَالذَّكَرِ وَالۡاُنۡثٰی اور حضرت عبداللہ بن عباس رض کی قراءۃ وَكَانَ اَمَامَهُمۡ مَلِكٌ یَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِیۡنَةٍ صَالِحَةٍ غَصۡبًا وَاَمَّا الۡغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا - تیسری قسم غیر ثقہ سے مروی جیسے ابن السمیفع اور ابوالسمال وغیرہ کی قراءۃ۔ نُنَحِّیۡكَ بِبَدَنِكَ حاء مہملہ سے اور لِمَنۡ خَلَفَكَ لام کے فتحہ سے اور ثقہ سے مروی جیسے ابو علی عطار عباس بن فضل سے وہ امام ابو عمرو رح سے سٰحِرٰنِ تَظّٰهَرَا بتشدید ظاء روایت کرتے ہیں۔ اور ایسا صرف سہو و نسیان سے ہو سکتا ہے۔

[۵۲] محقق کہتے ہیں ،، اس رائے کی وجہ سے بغداد میں قراء و محدثین و فقہاء کی ایک مجلس منعقد ہوئی تھی اسکی اجماعی رائے اسکے عدم جواز اور منع پر تھی۔ قائل کو تعزیر کر کے توبہ کرائی گئی اور ایک محضر لکھا گیا تھا۔

کہتے ہیں "ہمارے زمانہ کے بعض اشخاص کی رائے ہے کہ جو حرف عربیت کی کسی وجہ پر درست اور رسم کے موافق ہو اسکو نماز وغیرہ میں پڑھ سکتے ہیں۔ بیشک یہ ایسی بدعت ہے جس نے ان کو راہ راست سے گمراہ کر دیا"

نیز محقق کہتے ہیں "بعض متاخرین نے صحت قراءۃ کے لئے رسم و عربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحت سند کو کافی نہیں سمجھا۔ وہ کہتے ہیں کہ تواتر کے بغیر قرآن ثابت نہیں ہو سکتا۔ مگر ان لوگوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ جب کوئی حرف تواتر سے ثابت ہو جائے تو اسکے لئے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے۔ اور نہ رسم کی مطابقت کی۔ بلکہ اسکا قبول کرنا بلا شرط واجب ہے کیونکہ وہ قطعاً قرآن ہے۔ لیکن جب ہم ہر حرف کے لئے تواتر کی شرط لگا دیں تو قراء سبعہ کی بہت سی اختلافی وجوہ مرتفع ہو جائینگی پہلے میرا بھی یہی خیال تھا مگر جب مجھے اسکی خرابی معلوم ہوئی تو میں نے ائمہ سلف کی رائے کی جانب رجوع کر لیا"

حضرت محققؒ نے متاخرین کی جس رائے کا ذکر کیا ہے وہ چھٹی صدی کے بعد بعض علمائے مصر نے قائم کی تھی۔ جسپر وہ صدیوں قائم رہے۔ چنانچہ علامہ سیدؒ غیث یوں کہتے ہیں: "مذاہب اربعہ کے فقہا اور اصولی۔ اور تمام محدثین و قراء کا مذہب ہے کہ صحت قراۃ کے لئے تواتر شرط ہے" اسکے بعد ضابطہ مندرجہ صدر نقل کر کے بایں الفاظ اسکی تردید کرتے ہیں "یہ بدعت ہے جس سے غیر قرآن قرآن سے مساوی ہو جاتا ہے اور اختلاف قراۃ سے ثبوت تواتر میں کوئی خرابی نہیں آتی کیونکہ ایک قراۃ کسی قوم کو متواتراً پہونچی اور دوسری کو نہیں پہونچی۔ اسی وجہ سے کسی قاری نے دوسرے کی قراۃ نہیں پڑھی۔ کیونکہ وہ اسکو علی وجہ تواتر نہیں پہونچی تھی الخ۔ پھر کہتے ہیں "جو متواتر نہیں وہ شاذ ہے اور اسکو قت

ماسوا عشرہ ہر قراءۃ شاذ ہے" سیدؒ کے مزاج میں تشدد ہے۔ ورنہ بوجوہات ذیل ایسا نہ کہتے۔

**اول** - اصولی فقہاء و محدثین کہتے ہیں کہ قرآن متواتر ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ ہر وجہ اختلافی متواتر ہے۔ باقی رہے قراءاُن میں سے مشاہیر ائمہ کا مسلک اوپر بیان ہوا اور حضرت محققؒ کی اس تصریح کے بعد کہ جملہ اسلاف کا یہی مذہب ہے اور انمیں سے کوئی اسکے خلاف نہیں سیدؒ کا پہلا دعوٰی کہاں تک قابلِ قبول ہے۔

**دوم** - غیر قرآن قرآن سے کسطرح مساوی ہو سکتا ہے۔ جب کہ صحت سند اور شہرت کی قید لگی ہوئی ہے۔ اور اگر مساوات فی التعریف مراد ہے تو کیا نماز وغیرہ کی بعض احادیث کو جو متواتر ہیں اسلئے متواتر نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کو متواتر کہتے ہیں۔

**سوم** - قرأت سبعہ اور عشرہ کی ہر وجہ اختلافی کے متواتر ہونیکا کس نے دعوٰی کیا ہے وہ ظاہر کیا جائے جب کہ علامہ دانیؒ وغیرہ کی تصریحات اسکے خلاف موجود ہیں۔

**چہارم** - کسی وجہ کے غیر متواتر ہونے سے یہ کسطرح لازم آگیا کہ وہ ضرور شاذ ہے جب کہ ان کے درمیان صحیح و مشہور کا مرتبہ اور موجود ہے۔ خود سیدؒ اور دیگر شیوخ مصر نے اپنی کتابوں میں یہی وجوہ بیان کی ہیں۔ اور سیدؒ کا یہ کہنا کہ کسی قاری نے دوسرے کی قراءۃ اسلئے نہیں پڑھی کہ وہ اسے تواتراً نہیں پہونچی بے معنی بات ہے۔ شاید موصوف۔ رواۃ اور طرق کے اختلاف کے بارہ میں بھی کہدیں حالانکہ وہاں شیخ ایک ہے۔ اور آیا یہ ممکن ہے جو وجہ عاصمؒ وابن کثیرؒ کو تواتراً پہونچی ہو وہ بصریؒ کو جو اُن کے شاگرد ہیں نہیں پہونچی اور جو حرف حمزہؒ کو پہونچا وہ کسائیؒ کو نہیں پہونچا۔ ہرگز نہیں۔

حق وہی ہے جو ائمہ سلف نے بیان کیا اور نتیجہ بحث یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے

اُسکی تین قسمیں ہیں۔ اول باجماع متواتر۔ دوم ایک جماعت کے نزدیک متواتر۔ پہلی قسم میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری قسم جن حضرات کو تواتراً پہونچی اُن کے طرق کا اسپر اجماع ہونا چاہیئے ان دونوں اقسام کے حروف کے لیئے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی۔ مگر ناممکن ہے کہ یہ عربیت کی کسی وجہ اور رسم کے احتمالاً مطابق نہوں اور اگر بفرض محال خلاف ہوں تب بھی کوئی پراوہ نہیں۔ سوم صحیح و مشہور جسکو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثقاۃ و ضابط و عادل بسندِ متصلہ روایت کریں اور ائمہ فن کے نزدیک مشہور ہو گو تواتر کی حد کو نہ پہونچی ہو اُسکو اسی شرط سے قبول کیا جائیگا کہ وہ اس ضابطہ کے موافق ہو ورنہ ضعیف و شاذ و باطل ہے۔ کما مرّ۔

جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ قراءۃ نیز فقہا وغیرہ کے نزدیک قراءۃ شاذہ سے نماز درست نہیں بلکہ شاذ کو قرآن اعتقاد کرکے یا بایہام قرانیت پڑھنا بھی حرام ہے علامہ ابن عبدالبرؒ نے تمہید میں اسپر اجماع نقل کیا ہے۔ اور مدوّنہ میں کہتے ہیں " جو شخص حضرت ابن مسعودؓ کی قراءۃ پڑھتا ہو اُسکے پیچھے نماز درست نہیں اگر کوئی پڑھ لے تو اعادہ کرے۔ یہی ابن شامیؒ اور ابن حاجبؒ کہتے ہیں۔ لیکن احکام شرعیہ اور ادبیت کے لحاظ سے انکا پڑھنا اور مدوّن کرنا جائز ہے۔ محقق جزریؒ نے اسکے متعلق بہت سے اقوال نقل کیئے ہیں بحث طویل ہے جسکا یہ محل نہیں۔

## فصل ہشتم خلط روایات و طرق

خلط قراءات کے بارہ میں ائمہؒ سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ بعض مطلقاً منع کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوالحسنؒ سخاوی جمال القرا میں کہتے ہیں " بعض قراءات کا بعض سے ملانا خطا ہے " امام ابوزکریاؒ نووی تبیان میں کہتے ہیں " جب کوئی شخص قراء سبعہ میں سے

کسی قاری کی قراءۃ پڑھی تو اسکو لازم ہے کہ کلام مربوط تک وہ ہی پڑھتا چلا جاوے اسکے بعد دوسری قراءۃ پڑھ سکتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی قراءۃ پڑھے۔"

علامہ جعبریؒ کہتے ہیں "اگر ایک کلمہ دوسرے سے متعلق ہو تو ترکیب ممنوع ورنہ مکروہ ہے اور بہت سے ائمہ نے خلط کو مطلقاً جائز رکھا ہے۔ وہ مانعین کو برسر غلطی کہتے ہیں اور بعض اعتدال کیجانب گئے ہیں چنانچہ

محققؒ کہتے ہیں "ہمارے نزدیک اسمیں تفصیل ہے۔ اگر ایک قراءۃ دوسری پر مرتب ہو مثلاً کوئی شخص فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ (بقرہ) کو اٰدَمَ اور كَلِمٰتٍ دونوں کے رفع یا دونوں کے نصب سے پڑھے یعنی ایک قراءۃ سے اٰدَمُ اور دوسری قراءۃ سے كَلِمٰتٍ کا رفع یا نصب لیوے۔ یا کوئی شخص وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّآءُ کو تشدید و رفع یا تخفیف و نصب سے تلاوت کرے یا وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ کو بصیغہ مجہول و منصوب یا بصیغۂ معروف و مرفوع پڑھے۔ چونکہ یہ سب باتیں عربیت اور اُس لغت کے خلاف ہیں۔ جسپر قرآن نازل ہوا ہے لہٰذا ایسی تخلیط بہر صورت حرام ہے۔"

"اور اگر ایک قراءۃ دوسری پر مرتب نہ ہو تو مقام روایت میں تخلیط ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے روایت کی تکذیب اور ایک ثقہ امام کیطرف وہ چیز منسوب ہو جاتی ہے جو اُس نے نہیں پڑھی اور اگر تلاوت میں تخلیط ہو جائے تو بلاشبہ جائز صحیح اور مقبول ہے کوئی ممانعت و حرج نہیں کیونکہ ہر وجہ منزل من اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ اور قرآن ہے پس جو حرف پڑھا جائے۔ وہ ہی کافی ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں "کہ بعض وجوہ کو بعض وجوہ سے ملا کر پڑھنا خطا نہیں۔ یہ خطا ہے کہ قرآن میں وہ چیز ملا کر پڑھی جائے جو قرآن نہیں" اگرچہ ماہر طرق و روایات اور عارف اختلاف وقراءات

کے لئے ہم اسکو بھی بنوجہ عیب سمجھتے ہیں کہ اس سے علماء اور عوام مساوی ہو جاتے ہیں مگر اسوجہ سے نہیں کہ وہ مکروہ یا حرام ہے" اس بارہ میں حضرت محقق کا بہترین فیصلہ ہے۔ خدائے تعالیٰ اُن کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ اور یہی وہ اصول ہے جسپر صاحب مذاہب ائمہ نے قرأت اختیار کیں۔

## فصل نہم حدیثِ احرف سبعہ

حضرت عمرؓ کہتے ہیں "میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان دوسری طرح پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ سورت تم نے کس سے پڑھی ہے اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا تو میں اُن کو حضورؐ کے پاس لے گیا اور واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے ہم دونوں سے سُنکر تصویب کی اور فرمایا" اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ" (بخاری و مسلم مثلہ) امام ابو عبیدؒ کہتے ہیں "یہ حدیث متواتر ہے" اور محقق نے اسکے طرق کو ایک علیحدہ رسالہ میں جمع کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں "اس حدیث کو باختلاف متون۔ حضرت عمرؓ حضرت ہشامؓ بن حکیمؓ بن حزام۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضرت ابیؓ بن کعب۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ۔ حضرت معاذؓ بن جبل۔ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان۔ حضرت ابوبکرہؓ حضرت عمروؓ بن العاص حضرت زیدؓ بن ارقم۔ حضرت انسؓ بن مالک۔ حضرت سمرۃؓ بن جندب حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ۔ حضرت ابوجہمؓ حضرت ابو طلحہؓ۔ اور حضرت ام ایوب انصاریہ نے روایت کیا ہے" حافظ ابو یعلیٰ موصلی مسند کبیر میں کہتے ہیں "حضرت عثمانؓ نے[1] ایک روز ممبر پر کھڑے ہوکر صحابۂ کرام سے کہا" میں اُن حضرات کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اپنی خلافت کے زمانہ میں۔

سے یہ الفاظ سنے ہوں "اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ کُلُّهَا شَافٍ کَافٍ" وہ کھڑے ہو جائیں"۔ اسپر صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت مسجد میں کھڑی ہوگئی کہ جسکی گنتی نہیں ہو سکتی۔ اور سب نے اسپر گواہی دی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "میں بھی اس پر گواہ ہوں"

اہل علم اس حدیث پر مختلف عنوانوں کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔ جنکو حافظ ابو شامہؒ نے ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ اور اُن کے بعد بعض علماء نے چند نئی بحثیں کی ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "مجھے غور کرنے سے یہ تمام مباحث دس عنوانوں میں منحصر معلوم ہوتے ہیں"۔ اسکے بعد ہر ایک عنوان پر مختلف اقوال و آراء نقل کرتے ہوئے بعض پر طویل بحث کی ہے جنمیں سے اکثر کا ماخن فیہ سے کچھ تعلق نہیں لہذا ہم اُنکا مختصر اقتباس نقل کرتے ہیں۔

**اول** سبب ورود۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر امت کی سہولت کے واسطے قرآن احرف سبعہ پر نازل فرمایا تھا تاکہ ہر بوڑھا بچہ۔ مرد۔ عورت اپنے اپنے لغت پر تلاوت کر سکے۔

**دوم**۔ احرف کے معنی۔ احرف حرف کی جمع ہے۔ حرف کے معنی طرف۔ کرد۔ جانب۔ وجہ۔ اور ناحیہ کے ہیں علامہ دانیؒ کہتے ہیں "یہاں احرف کے معنی یا لغات ہیں یا خود قرات چنانچہ اہل عرب بعض شئے کا نام اسکے جزو پر رکھتے تھے۔

**سوم**۔ احرف کا مقصد۔ اسکے متعلق چالیس اقوال پائے جاتے ہیں جن کا ماخذ ذہنیت ہے۔ علامہ دانیؒ وغیرہ اکثر محققین اور جمہور اہل اداکے نزدیک احرف کا مقصد لغات مختلفہ ہیں اور یہی صواب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسپر اجماع ہے کہ ہر حرف

سات طرح نہیں پڑھا جاتا اور اسپر کہ اسکا مدلول قرا سبعہ مشہورہ کی قراءت نہیں ہیں جیسا کہ عوام میں مشہور ہے اور نیز اسپر کہ انکی قراءت احرف سبعہ میں داخل ہیں۔

**چہارم** ۔ احرف کے سبعہ ہونے کی وجہ۔ کم یا زیادہ کیوں نہ ہوئے؟ بعض کہتے ہیں کہ عرب کے لغاتِ فصیحہ سات تھے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ اس سے خاص عدد مراد نہیں بلکہ وسعت وکثرت مراد ہے۔ جو اعداد کے اندر عرب کی عام عادت تھی اور جسکا استعمال قرآن وحدیث میں بھی موجود ہے۔ یہ توجیہ جید ہے۔

**پنجم** احرف سبعہ کے اختلاف کا نتیجہ۔ احکام کا اظہار۔ تفسیر۔ اور ازالہ وہم وغیرہ۔

**ششم** ۔ احرف سبعہ کا اختلاف کے معنوں پر مشتمل ہے؟ دو معنوں پر۔ اول لفظ میں فرق ہوتا ہے معنی میں نہیں ہوتا۔ جیسے خُطُوَاتِ۔ خُطْوَاتِ۔ هُزُوًا۔ هُزْوًا۔ هُزُؤًا۔ هُزْوًا۔ هُزًا۔ صِرَاطَ۔ سِرَاطَ۔ يَحْسَبُ۔ يَحْسِبُ۔ عَلَيْهِمْ۔ عَلَيْهُمْ صلہ۔ قُدُسِ۔ قُدْسِ۔ اسی میں تغلیظ وترقیق۔ مد وقصر تحقیق وتسہیل۔ فتح وامالہ۔ صلہ وعدم صلہ وغیرہ اصولی اختلافات داخل ہیں۔ دوم لفظ ومعنی دونوں میں تغیر ہو جاتا ہے۔ جیسے قُلْ رَبِّ۔ قَالَ رَبِّ۔ يَنْشُرُكُمْ۔ يُسَيِّرُكُمْ۔ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔ لَنُثْوِيَنَّهُمْ۔ يَقُصُّ۔ يَقْضِ۔ يَكْذِبُونَ۔ يُكَذِّبُونَ۔ نَنْشُرُهَا۔ نُنْشِزُهَا۔ مَا فُتِنُوا۔ مَا فَتَنُوا۔ لَقَدْ عَلِمْتَ۔ عَلِمْتُ۔

**ہفتم** ۔ آیا احرف سبعہ قرآن میں متفرق ہیں۔ محققؒ نے احرف سبعہ کا جو مقصد بیان کیا ہے اسکی بنا پر وہ کہتے ہیں "کہ بیشک ہر روایت وقراءت میں قرآن کے اندر احرف سبعہ متفرق ہیں" اور علامہ دانیؒ تفسیر لغات کی بنا پر کہتے ہیں "وہ قرآن میں احرف سبعہ نہیں بلکہ انمیں سے بعض ہیں"

**ہشتم** - آیا مصاحف عثمانیہ احرف سبعہ کے حامل ہیں ؟ فقیہوں - قاریوں اور متکلمین کی ایک جماعت کہتی ہے "مصاحف عثمانیہ احرف سبعہ کے حامل ہیں کیونکہ قرآن احرف سبعہ پر نازل ہوا ہے اور اُمت کے لیئے جائز نہیں کہ وہ اسمیں سے کوئی چیز ترک کرے" اور جمہور علماء و ائمہ متقدمین و متاخرین کہتے ہیں "مصاحف عثمانیہ اُن احرف سبعہ کے حامل ہیں جو عرضۂ اخیرہ میں باقی رہے - اُن میں سے ایک حرف ترک نہیں کیا گیا" محقق کہتے ہیں یہی حق معلوم ہوتا ہے "

**نہم** - جو قراات اسوقت پڑھی جاتی ہیں آیا وہ احرف سبعہ ہیں یا بعض ؟ اسکا جواب سابق مبحث پر موقوف ہے - پہلا گروہ کہتا ہے کہ وہ احرف سبعہ ہیں اور جمہور کہتے ہیں بعض - اور یہ ظاہر ہے کہ موجودہ قراات صدر اول اور تابعین و تبع تابعین کے زمانوں کی قراات کے مقابلہ میں دریا کے سامنے ایک جرعہ اور کثیر کے مقابلہ میں ایک قلیل حصہ ہیں -

**دہم** - اختلاف قراات کی حقیقت اور اسکے فوائد - قراات کا اختلاف - اختلاف تنوع و تغائر ہوتا ہے - اختلافِ تضاد و تناقض نہیں ہوتا - کیونکہ کتاب اللہ میں یہ محال ہے - خود فرماتا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا [۵۱] - پس نا ممکن ہے کہ ایک قراءۃ میں امر دوسری میں نہی ہو - یا اور کسی طرح تعارض ہو سکے - حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لَا تَخْتَلِفُوْا فِي الْقُرْاٰنِ وَلَا تَنَازَعُوْا فِيْهِ فَاِنَّهٗ لَا يَخْتَلِفُ وَلَا يَتَسَاقَطُ [۵۲] فقہا و قراء کے اختلاف میں یہی فرق ہے - یعنی فقہا کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے - اور قراء کا اختلاف روایتی

---

۵۱ آیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے کہ اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کیطرف سے ہوتا تو وہ اسمیں بہت سے اختلاف پاتے ۱۲

۵۲ قرآن کے بارہ میں اختلاف و جھگڑا نہ کرو کیونکہ وہ مختلف نہیں ہوتا اور نہ وہ گھٹ سکتا ہے ۱۲

اسی وجہ سے فقہہ کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ایک صحیح حق اور صواب ہے۔ اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہے مگر خطا کا احتمال رکھتا ہے اور قرات کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ہر ایک صواب۔ حق۔ منزل من اللہ۔ قرآن اور کلام اللہ ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جس صحابی یا تابعی کیطرف وہ مضاف ہے اُس نے اُسکو اسی طرح پڑہا اور اپنے لیئے لازم کر رکھا تھا۔ اور وہ اُسکے لیئے ضبط و اقرا تھا اور ائمہ قرات وروات کی جانب قرات وروایات کے انتساب کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس قاری یا راوی نے ثقات سے پڑہکر ان وجوہ کو ماسوا پر اختیار اور اپنے لیئے ہمیشہ کے واسطے لازم کر رکھا تھا اور دواماً انہیں کو پڑھتا اور پڑہاتا تھا اور لوگ اس سے روایت کرتے تھے۔ پس یہ اضافت اختیار و لزوم و مداومت کی ہے اختراع اور اجتہاد و رائے کی نہیں۔ اسی وجہ سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف وجوہ پڑھنے والوں میں سے ہر ایک کو اَحسَنتَ۔ اَصَبتَ۔ اور ہٰکَذَا اُنزِلَت فرماکر برسر صواب بتایا تھا۔ حضرت عمرؓ کی حدیث اوپر گذری۔ حضرت ابیؓ کہتے ہیں ”ایک شخص نے مسجد میں آکر سورۂ نحل اُسکے خلاف پڑھی جس طرح میں پڑھتا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے۔ اُسنے کہا حضور نبیؐ نے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اُسنے بھی سورۂ نحل پڑھی اور ہم دونوں کی مخالفت کی میں نے اُس سے بھی پوچھا تو اُس نے بھی وہ ہی جواب دیا جس سے میرے دلمیں شک پیدا ہوا اور میں انکو حضورؐ کی خدمت میں لیگیا۔ حضورؐ نے ایک سے سنکر فرمایا ”اَحسَنتَ“ اور دوسرے سے سنکر فرمایا ”اَصَبتَ“ اور پھر مجھ سے سنکر فرمایا ”ھٰکَذَا اُنزِلَت“ اور پھر میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا۔ اُعِیذُکَ بِاللہِ یَا اُبَیُّ الخ اور حضرت عمروؓ ابن العاص کہتے ہیں ”انمیں سے جو وجوہ پڑھو وہ صواب ہیں مگر شک نہ کرو۔ کیونکہ

ان میں شک کفر ہے" اور حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں "جو شخص ایک حرف پڑھے وہ اسکو ترک کرکے دوسرے کی طرف نہ جائے" یعنی کسی وجہ کا انکار نہ کرے۔

اُمت کیلئے وسعت۔ سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے علاوہ اختلاف قرات کے اور متعدد فوائد ہیں از انجملہ (۱) کمالِ بلاغت کا اظہار ہے۔ کہ گوناگون اختلافات کے ساتھ فصاحت وبلاغت میں فرق نہیں آتا (۲) کمالِ اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مختلف قرات میں تنوع کے باوجود تخالف۔ تناقص۔ تضاد اور تعارض پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایک قراءۃ سے دوسری کی تائید۔ تصدیق۔ توضیح اور تفسیر ہوتی ہے جو قرآن لانیوالے روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر روشن دلیل اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا بین ثبوت ہونیکے علاوہ ہر زمانہ میں منکرین کے لیئے برہانِ قاطع ہے۔

(۳) مختلف قرات سے متعدد معانی اور فقہی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ (۴) علماء امت ایک ایک لفظ کی بحث کرتے ہیں جس سے اُن کا اجر بڑھتا ہے اور تحریف وتبدیل سے قرآن محفوظ رہتا ہے (۵) محققین اُن سے جو جو اسرار و دقائق معلوم کرتے ہیں وہ نا متناہی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتا ہے۔ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا[۵۱] (۶) ہر قاری اپنی اختیار کردہ وجوہ کو سند متصل حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔ جو صرف اسی کتاب اور اسی اُمت کا خاصہ ہے۔ محقق کہتے ہیں "اگر یہی ایک فائدہ ہوتا تو بھی کافی و وافی تھا" (۷) اللہ تبارک وتعالیٰ ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کو موجود رکھتا ہے جو اُنکی حفاظت وصیانت

---

۵۱۔ کہدو۔ اگر دریا سیاہی ہو جائیں خدا کے کلمات کے لکھنے کے لیئے تو دریا ختم ہو جائیں گے قبل اسکے کہ خدا کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اُتنی ہی سیاہی اور لے آئیں۔

کرتے ہیں۔ اور انمیں سے بعض کا وجود صرف قراءت کی خدمت کے لیئے وقف ہوتا ہے جو طرق و روایات اور وجوہ قراءات کی چھان بین کرتے رہتے ہیں۔

# فصل دہم[۱] احرف سبعہ سے مراد قراءات سبعہ نہیں ہیں

اکثر پڑھے لکھے کہا کرتے ہیں کہ احرف سبعہ سے مراد قراء سبعہ کی قراءت ہیں۔ یہ وہم ہے۔ قراء سبعہ کا حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں وجود ہی نہ تھا امام ابن عامرؒ ۲۱ھ میں امام ابن کثیرؒ ۴۵ھ میں۔ امام عاصمؒ اسکے قریب امام نافعؒ ۷۰ھ میں امام ابو عمروؒ ۶۸ھ میں۔ امام حمزہؒ ۸۰ھ میں۔ امام کسائیؒ تقریباً ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن عامرؒ نے کبار تابعینؒ اور بعض صحابہؓ سے۔ عاصمؒ نے کبار تابعینؒ سے ابن کثیرؒ نے تابعینؒ اور صغار صحابہؓ سے۔ نافعؒ نے تابعینؒ سے ابو عمروؒ و حمزہؒ نے تابعینؒ کے آخری طبقہ سے اور امام کسائیؒ نے تبع تابعینؒ سے قراءت پڑھیں اور ان حضرات کا زمانہ باعتبار اکثر دوسری صدی ہے۔ صحابۂ کرام اور تابعینؒ کے عصر میں انکی قراءت موجود نہ تھیں۔ امام ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں وہ بعض علماء نے اپنی تصانیف میں ان ائمہ سبعہ میں سے بعض کا ذکر نہیں کیا چنانچہ امام ابو حاتمؒ وغیرہ نے امام ابن عامرؒ و امام حمزہؒ و امام کسائیؒ کی قراءت بیان نہیں کیں اور دیگر بیس ائمہ کی قراءت بیان کی ہیں جو سب قراء سبعہ سے زماناً مقدم تھے۔ پھر کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ ان متاخرین سبعہ میں سے ہر ایک کی قراءۃ۔ احرف سبعہ منصوص علیہا میں سے ایک ہے۔ بلکہ ایسا کہنا خلاف واقعہ ہے۔ اور آیا یہ دعوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کی بنا پر کیا جاتا ہے یا کسی اور سند پر۔ اور کیسے حالانکہ کسائیؒ مامون کے زمانہ

میں تھے اور کل قراء سبعہ میں داخل کیئے گئے ہیں پہلے یعقوب حضرمیؒ بصری کی قراءۃ ساتویں تھی۔ ابن مجاہدؒ نے اُن کی جگہ ان کو لے لیا" علامہ دانیؒ جامع البیان میں احرف سبعہ کے معنی بیان کر کے کہتے ہیں " بلاشبہ ائمہ سبعہ اور ان کے مانند دیگر تمام قراء کی وہ قرات واجب الاتباع ہیں جن میں شذوذ نہو" ہذلیؒ کہتے ہیں " یہ کسی کے لیئے جائز نہیں کہ اُن قرات کو شاذ کہدے جو اُسکو نہ پہونچی ہوں۔ کیونکہ جو قراءۃ پڑھی اور روایت کیجائے اور رسم کے موافق ہوا ور اجماع کے خلاف نہو وہ صحیح ہے

بعض آدمیوں کا خیال سے ہے کہ صرف سبعہ متواترہ ہیں اور ان کے سوا باقی قرات شاذ ہیں۔ یہ بھی خطا ہے۔ آیا صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ عظام جن قرات سے قرآن و نماز پڑھتے تھے وہ شاذ تھیں۔ اور آیا کوئی عقل سلیم باور کر سکتی ہے کہ یہ دونوں مقدس جماعتیں جنکی نقل پر دین کا مدار ہے قرآن میں کوئی ایسی شے پڑھیں جو منزل من اللہ اور قرآن نہو۔ نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الباطلۃ۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ ان کو متواتر وشاذ کا علم نہ ہو۔ اور دوسری صدی کے آدمی اسکی تحقیق کریں۔ اور آیا قراء سبعہ کی قرات جن قرات سے اختیار کی گئیں ہیں وہ شاذ تھیں محققؒ کہتے ہیں " بعض بے علم خیال کرتے ہیں کہ قرات صحیحہ صرف ائمہ سبعہ سے منقول ہیں اور احرف سبعہ سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کا اشارہ کیا ہے بلکہ بعض جہال کو یہ یقین ہے کہ قرات صحیحہ تیسیر و شاطبیہ میں منحصر ہیں اور حدیث میں انکی طرف اشارہ ہے۔ اور جو چیز ان دونوں کتابوں میں نہیں وہ شاذ ہے۔ حالانکہ بعض اختلافات جو قراء سبعہ کے علاوہ دیگر ائمہ سے منقول ہیں تیسیر و شاطبیہ کی بیان کردہ وجوہ سے صحیح ہیں۔ ان لوگوں کو یہ شبہ اس وجہ سے لاحق ہوا کہ انھوں نے پہلے حدیث اُنزل علیٰ سبعۃ احرف سُنی

اور پھر قراء سبعہؒ کی قرات دیکھیں۔ اسی لیئے اکثر ائمہ متقدمین امام ابن مجاہدؒ کے قرات سبعہ پر اقتصار کو ناپسند کرتے تھے اور اُن کو غلطی پر بتلاتے تھے۔ چنانچہ مہدوی کہتے ہیں "بعض متاخرین نے قراء سبعہ کو اختصاراً اختیار کیا تھا۔ عوام الناس نے اسکو حتمی فرض تصور کر لیا۔ اگر اُسکے خلاف کچھ سنتے ہیں تو تخطیہ یا تکفیر کرتے ہیں حالانکہ بسا اوقات وہ اظہر واشہر ہوتی ہے۔ پھر کم ہمت لوگوں نے ان سبعہ قرات میں سے بھی ہر ایک امام کے دو دو راویوں پر حصر کر لیا۔ انہیں ائمہ کے اگر کسی اور راوی کی روایت سنتے ہیں تو اُسکا بطلان کرتے ہیں۔ خواہ وہ ان راویوں سے اشہر ہو۔ سبعہ پر اختصار کرنیوالے کو ایسا نہیں چاہیے تھا کیونکہ اس سے عوام دہوکے میں مبتلا ہو گئے اور کمی معلومات نے انکو غافل کر دیا اور ہر ایک کم نظر دہوکے میں پڑ گیا۔ اور اگلوں نے پچھلوں کے دلوں میں یہ خیال جما دیا۔ کاش ابن مجاہدؒ اس سے کم پر اقتصار کرتے یا اضافہ کر دیتے تاکہ یہ شبہ نہ ہوتا" نیز کہتے ہیں "ہر قراءۃ جسمیں ارکان ثلثہ پائے جائیں اُسکا قبول کرنا واجب ہے اور کسی کے لیئے اُسکا رد وانکار جائز نہیں۔ خواہ ائمہ سبعہ سے ہو یا کسی اور سے"

شیخ الاسلام ابوالفضل عبدالرحمٰنؒ بن احمد رازی اُس شبہ کو بیان کر کے جو حدیث سے پیدا ہوتا ہے کہتے ہیں "بعد کے علماء نے اسی وہم کے دور کرنیکے لیئے آٹھ آٹھ دس دس قرات میں کتابیں لکھیں۔ کیونکہ احرف سبعہ کا یہ مقصد نہیں کہ خاص اشخاص یا کسی مخصوص زمانہ کے لوگوں کی قرات پڑھی جائیں۔ اگر اُمت کے ان گنت افراد کسی زمانہ یا کسی مقام میں حروف مرویہ سے شرائط اختیار کو ملحوظ رکھکر اپنی اپنی قرات علیحدہ علیحدہ بنا لیں تو وہ احرف سبعہ منزل من اللہ سے خارج نہیں ہونگی بلکہ اسکے اندر قیامت تک وسعت ہے"

امام ابوالعباسؒ بن یوسف کواشی موصلی تفسیر تبصرۃ میں کہتے ہیں "جو قراءۃ ارکانِ ثلثہ

کے موافق ہو وہ احرف سبعہ منصوص علیہا میں سے ہے۔اگرچہ اسکو ستر ہزار اشخاص مجتمع یا متفرق ہوکر روایت کریں۔قبول قراءۃ کا یہی اصول ہے۔خواہ سبعہ سے ہو یا ستر ہزار سے اور جب کسی رکن میں فرق آجائے تو وہ شاذ ہے''

امام اسمٰعیلؒ بن ابراھیم بن محمد القراب شافی میں کہتے ہیں''قرا سبعہ کی قرات سے تمسک اور دیگر قرات کے ترک پر کوئی حدیث یا اثر نہیں بلکہ یہ بعض متاخرین کا فعل ہے۔جنہوں نے سبعہ کے سوا اور کوئی قراءۃ نہیں پڑھی تھی۔اُنہوں نے سبعہ پر ایک کتاب لکھدی۔جو مصنف کی شہرت کیوجہ سے عوام میں پھیل گئی اور ان کو وہم ہو گیا کہ اسپر زیادت جائز نہیں حالانکہ بعد کے بہت سے ائمہ نے متعدد دیگر قرات میں کتابیں لکھیں اور بعض نے انھیں ائمہ سبعہ سے دیگر بہت سی روایتیں اور اختلافات بیان کیے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان کا پڑھنا اسلیئے ناجائز ہے کہ وہ اس کتاب میں درج نہیں ہیں۔اور اگر قرات سات میں محصور ہوتیں تو واجب ہوتا کہ ان قرا سبعہ میں سے ہر ایک سے ایک ہی روایت اور طرقہ پڑہا اور پڑہایا جائے۔مگر اسکا کوئی قائل نہیں اور حدیث سے یہ وہم نہ ہونا چاہیئے کہ اس میں ان قرا کیطرف اشارہ ہے جو تابعینؒ کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ اس صورت میں حدیث اُسوقت تک بیفائدہ ہوجاتی جب تک یہ قرا پیدا ہوکر اور تعلیم پاکر قرات اختیار نہ کریں اور اُن سے وہ نقل نہ کیجائیں اور نیز لازم آئیگا کہ صحابہ وغیرہ کو اسوقت تک قرآن پڑہنا جائز نہ ہو جب تک وہ یہ معلوم نہ کرلیں کہ قرا یہ یہ قرات اختیار کریں گے۔ یہ عین جہالت ہے''پھر کہتے ہیں''حصول قرات کا طریقہ یہی ہے کہ امام ثقہ سے لفظاً حاصل کیجائے اور نبیؐ تک بسند متصلہ پہونچائی جائے''

# فصل (۱۱) یازدہم قراءت ثلثہ شاذ نہیں ہیں

ضابطۂ قراءت اور فصل ماسبق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قراءت ثلثہ شاذ نہیں ہیں۔ مگر طلباء کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے قراءت ثلثہ کے متعلق کچھ اقتباسات اور درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت ملا علیؒ قاری کہتے ہیں "علماء اعلام کا اس پر اتفاق ہے کہ شاطبیہ جن وجوہ پر متضمن ہے وہ بطریق یقینی متواتر، مصاحف عثمانیہ کی رسم کے موافق اور قواعد عربیت کے مطابق ہیں اور مدار پہلی بات پر ہے اور لیکن قراءت عشرہ میں سے مافوق سبعہ تینوں قراءت پس عام علماء حنفیہ اور جمہور فقہاء شافعیہ انکو شاذ کہتے ہیں۔ اور یہی رافعی اور نووی سے مروی ہے جزریؒ اور سبکیؒ وغیرہ بعض متاخرین نے باتباع بغویؒ اسکے خلاف کہا ہے اور ما فوق عشرہ کے شاذ ہونے پر اجماع ہے جنکا پڑھنا حرام اور روایت جائز ہے"۔ تعجب ہے کہ ملا علیؒ قاری جیسے علامۂ روزگار فاضل نے کیسے یہ رائے قایم کی جو حقیقت کے صریحاً خلاف ہے۔ اول تو حنفی اور شافعی کی تفریق کیسی۔ آیا یہ بھی کوئی اجتہادی مبحث ہے جسمیں فقہاء رائے زنی کرسکیں۔ دوم ہزار سال کے بعد کا ایک عالم متقدمین کے خلاف کس شہادت پر ایسا فیصلہ کرتا ہے۔

علامہ ابو محمدؒ بغوی کہتے ہیں "میں نے اس کتاب میں وہ مشہور قراءت بیان کی ہیں جو میں نے امام ابوبکر بن مہرانؒ کے طرق پر پڑھی ہیں وہ ابوجعفرؒ و نافعؒ مدنیان۔ ابن کثیر مکیؒ۔ ابن عامر شامیؒ ابو عمروؒ و یعقوبؒ بصریان۔ عاصمؒ۔ حمزہؒ۔ کسائیؒ۔ اور خلفؒ کوفیین کی قراءت ہیں۔ میں نے انکی قراءت اسوجہ سے بیان کی ہیں کہ ان کے پڑھنے پر اتفاق ہے"۔ کتاب و سنت کے بارہ میں باجماع مقبول و حجت حافظ ابو العلاء ہمدانیؒ غایۃ میں کہتے ہیں "یہ ان قراء عشرہ

کے اختلافات کا تذکرہ ہے جنکی قرات کا حجازی۔شامی اور عراقی اقتدا اور تمسک کرتے ہیں۔

امام العلامہ حافظ ابو حیان رح کہتے ہیں " ابو جعفر نافع کے شیخ اور سادات تابعین میں سے ہیں اور وہ دونوں ائمہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے تھے۔جہاں بیشمار علماء موجود تھے۔ابو جعفر نے حضرت ابن عباسؓ مفسر قرآن وغیرہ صحابہ کرامؓ سے قرآن پڑھا۔ناممکن ہے کہ اس مرتبہ کا شخص کتاب اللہ میں کوئی ایسی چیز پڑھے جو ناجائز و حرام ہو۔ اور یہ کیسے ہو سکتا تھا جب کہ اُسوقت تک نہ سند لمبی ہوئی تھی اور نہ غیر ضابط ناقل اُسمیں داخل ہوئے تھے۔اور یعقوبؒ حضرمی امام جامع روزانہ مسلمانوں کی امامت کرتے تھے اور بصرہ علماء سے معمور تھا۔کبھی کسی نے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کیا۔یعقوبؒ سلام طویلؒ کے شاگرد ہیں۔جو عاصمؒ و ابو عمروؒ کے شاگرد تھے لہذا آپ کا مرتبہ یحییٰؒ اور علیمیؒ اور دوریؒ کے برابر ہے "

امام العلامہ ذہبیؒ کہتے ہیں " علماء و محدثین سلف و خلف میں سے کسی نے ابو جعفر و یعقوب کی قرات کا انکار نہیں کیا۔علماء اُن قرات کا انکار کرتے ہیں جو بین الدفتین نہیں ہیں "

علامہ دانیؒ طبقات القراء میں کہتے ہیں " ابو عمروؒ کے بعد عام اہل بصرہ یعقوبؒ کی قراۃ کا اقتدا کرتے ہیں اور اُنمیں سے اکثر اُن کے مذہب پر ہیں میں نے امام ابو الحسنؒ سے سنا ہے کہ جامع بصرہ کا امام یعقوبؒ کی قراۃ پڑھتا ہے "

امام ابو بکر بن اشتہ اصفہانیؒ کہتے ہیں " ہم اب بھی امام جامع کو یعقوبؒ کی قراۃ کا پابند دیکھتے ہیں "

محقق علوم شرعیہ امام ابو الحسن سبکیؒ شرح المنہاج میں کہتے ہیں " ہمارے

فقہار کی رائے ہے کہ قرأت سبعہ سے نماز درست ہی اور شاذ سے نہیں۔ اس سے لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ سبعہ مشہورہ کے سوا سب شاذ ہیں حالانکہ بغویؒ نے اپنی تفسیر میں ابو جعفرؒ و یعقوبؒ کی قرات کے سبعہ کے ساتھ پڑھنے پر اتفاق نقل کیا ہے اور یہی صواب ہے۔" پھر کہتے ہیں "سبعہ مشہورہ کے سوا باقی قرات کی دو قسمیں ہیں۔ اول مصحف کے خلاف۔ بیشک اُن کا پڑھنا ہر حال میں ناجائز ہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ دوم مصحف کی موافق اسکی بھی دو حالتیں ہیں۔ اوّل غیر مشہور بطریق غریب مروی۔ بظاہر اسکی قراۃ سے بھی روکا جائیگا۔ الثانیؔ۔ ائمۂ فن کے نزدیک مشہور اُن کے منع کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔ انھیں میں سے یعقوبؒ وغیرہ کی قرات ہیں۔" پھر کہتے ہیں "اس بارہ میں بغویؒ اعتماد کے لئے سب سے اولیٰ ہیں۔ کیونکہ وہ مقری (محدث) مفسر فقیہ۔ اور جامع العلوم تھے اور یہی حکم شواذ سبعہ کا ہے۔ کیونکہ اُن سے بھی بعض وجوہ شاذ مروی ہیں۔

قاضی القضات ابو نصرؒ بن امام سبکیؒ منع الموانع علی جمع الجوامع میں کہتے ہیں "عشرہ کے سوا باقی سب شاذ ہیں۔ قرات ثلثہ کو شاذ کہنا حد سے گرا ہوا قول ہے جسکی بات کا دین میں اعتبار کیا جائے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ ان سے میری مراد ابو جعفرؒ یعقوبؒ۔ اور خلفؒ کی قرات ہیں۔" اور محقق جزریؒ کے جواب استفتا میں

---

لے۔ اکثر متقدمین قرات صحیحہ کو سبعہ سے اور غیر صحیحہ کو شاذ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر اس سبعہ سے انکی مراد مخصوص قرات نہیں ہیں بلکہ انہوں نے حدیث اُنزل علی سبعۃ احرف سے قرات صحیحہ کے لئے یہ ایک اصطلاح وضع کی ہے جو تمام حروف صحیحہ ثابتہ پر حاوی ہے خواہ سبعہ میں ہوں یا عشرہ سے ماورا عشرہ ہی۔ اسی طرح شاذ کا مفہوم بھی عام ہے متاخرین فقہار نے اسکا مدلول قرا سبعہ مشہورہ کی قرات کو سمجھ لیا اور اسی وجہ سے اس مغالطہ میں پڑ گئے۔

کہتے ہیں یرحمہ اللہ۔ قراءات سبعہ جنپر شاطبیؒ نے اقتصار کیا اور قراءاتِ ثلثہ یعنی ابو جعفرؒ و یعقوبؒ و خلفؒ کی قراءتیں متواترہ معلومہ اور ضرورتِ دین سے ہیں اور اسیطرح وہ ہر حرف جسکو عشرہ میں سے کوئی ایک روایت کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منزل من اللہ اور ضرورتِ دین سے ہے۔ اسمیں صرف جاہل مکابرہ کرسکتا ہے اور یہ قراءات انھیں اشخاص کے لیئے متواتر نہیں ہیں جنہوں نے انکو روایتاً پڑھا ہو بلکہ ہر مسلمان کے لیئے جو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے خواہ ایسا عامی ہو جس نے قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو متواتر ہیں“

اِن ائمہ متقدمین و محققین کے مقابلہ میں وہ رائے کیا معارضہ کرسکتی ہی جو تقلیداً بغیر تحقیق قایم کیگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام ابو جعفرؒ نے حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابو ربیعہؓ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے قرآن پڑھا اور کوئی حرف ایسا اختیار نہیں کیا جو رسم کے خلاف اور عربیت سے معارض ہو اور امام نافعؒ کی قراءۃ زیادہ تر اسی سے ماخوذ ہے۔ اسیوجہ سے دونوں قراءات میں بہت کم فرق ہے۔

یعقوب حضرمیؒ کی قراءۃ۔ امام عاصمؒ و ابو عمروؒ کی قراءات سے نیز امام ابو العالیہؒ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بواسطۂ ثقات ماخوذ ہے۔ اُنھوں نے بھی کوئی حرف ایسا نہیں پڑھا جو ضابطہ کے خلاف یا غیر مشہور ہو۔ انکی اور امام ابو عمروؒ کی قراءات بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

خلفؒ کی قراءۃ امام عاصمؒ و حمزہؒ و کسائیؒ۔ کوفیین اور امام نافعؒ کی قراءات سی ماخوذ اور امام حمزہؒ کی قراءۃ سے بہت زیادہ مشابہ ہی اور آپ نے قراءِ کوفہ کے خلاف ایک حرف نہیں پڑھا۔

پس ان کو شاذ کس بنا پر کہا گیا ہے۔ اگر حروف اختلافی کی وجہ سے یہ دعوی کیا جاتا ہے تو وہ حروف بیان کیئے جائیں۔ جوان ائمہ ثلٰثہ نے شاذ یا ضعیف یا فاسد اختیار کیئے ہیں حالانکہ ایسا ایک کلمہ نہیں ہے۔ بلکہ جو حالت قرأت سبعہ کی ہے وہی ان کی ہے۔ اور اگر ترتیب کی بنا پر قرأت ثلٰثہ کو شاذ کہا گیا ہے تو پھر لامحالہ قرار سبعہ کی ترتیب کو منزل من اللہ اور منصوص علیہا ماننا پڑیگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت صحابہؓ کرام اور تابعین عظامؒ انھیں پر قرآن پڑھتے تھے۔ جو بالبداہت باطل ہے۔

## فصل دوازدہم قرأت سبعہ تیسیر و شاطبیہ میں منحصر نہیں ہیں

اکثر آدمیوں کا خیال ہے کہ قرأت سبعہ تیسیر، شاطبیہ تبصرہ و عنوان وغیرہ میں محصور ہیں۔ یہ بھی تخیل ہے۔ ان مختصرات میں حضرات ائمہ سے دو دو راوی مذکور ہیں ائمہ سبعہ نے ۷۵ سال سے ۹۹ سال تک عمر پائی اور ہر ایک نے ساٹھ برس سے زیادہ خدمتِ قرآن میں صرف کیئے۔ تذکروں اور طبقات سے معلوم ہوتا ہے کہ روزانہ ان گنت طلبار شریک درس ہوتے تھے۔ امام نافعؒ نماز صبح سے قبل پڑھانا شروع کرتے تھے جو عشار کے بعد تک جاری رہتا تھا۔ اور ہر شخص کے لیئے تیس ۳۰ آیتوں کا وقت مقرر تھا بڑی جدو جہد سے سیدنا ورشؒ کو بعد از تہجد زیادہ وقت ملا تھا۔ امام ابو عمروؒ کے گرد طلبار کا ازدحام دیکھکر خواجہ حسن بصریؒ نے تعجب سے کہا تھا کہ کیا علما ارباب بن گئے؟ امام عاصمؒ سے پڑھنے کا موقع مشکل سے ملتا تھا۔ امام کسائیؒ سے عرضاً و قراۃً پڑھنا ناممکن ہوگیا تھا۔ بلکہ کثرت طلبار کی بنا پر دور بیٹھنے والوں کو شکل دیکھنی بھی دشوار تھی اسی وجہ سے امام ممدوح

ممبر پہ بیٹھکر خود پڑھتے تھے۔ اور شائقین آپ کی قراءۃ سے اخذ کرتے جاتے تھے۔ یہی حال دیگر ائمہ کا تھا۔ خدائے تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ اُن سے کتنی مخلوق نے پڑھا اور استفاضہ کیا۔ دنیائے اسلام کی کونسی بستی اُنکے خوشہ چینوں اور شاگردوں سے خالی تھی۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کے راوی یہی دو دو ہیں۔

امام ابوحیانؒ کہتے ہیں "ان مختصرات میں امام ابوعمروؒ کے جنکی قراۃ شام و مصر میں زیادہ مروج ہے ایک شاگرد یزیدیؒ اور ان سے دوریؒ و سوسیؒ دو راوی درج ہیں۔ اور اہلِ نقل کے نزدیک ابوعمروؒ کے تلامذہ میں سے ۔ یزیدیؒ۔ شجاعؒ۔ عبدالوارثؒ ابن سعیدؒ۔ عباسؒ بن فضلؒ۔ سعیدؒ بن اوس ۔ ہارون الاعورؒ الخفافؒ۔ عبیدؒ بن عقیلؒ حسین الجعفیؒ۔ یونس بن حبیب نحویؒ۔ لولویؒ۔ محبوبؒ۔ خارجہؒ۔ الجہضمیؒ۔ عصمہؒ۔ اصمعیؒ اور ابوجعفر رواسیؒ۔ سترہ شخص مشہور ہیں۔ پس ابوعمروؒ کی قراۃ یزیدیؒ پر کیسے منحصر ہو سکتی ہے اور باقی رواۃ کو جو تعداد میں کثیر ثقہ۔ ضابط اور صاحب درایت تھے بلکہ ممکن ہے کہ اُنمیں سے بعض یزیدیؒ سے اعلم و اوثق ہوں کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے"

پھر یزیدیؒ سے دوریؒ۔ سوسیؒ۔ ابوحمدونؒ۔ محمدؒ بن احمدؒ بن جبیرؒ۔ اوقیہ ابوالفتحؒ ابوخلادؒ۔ جعفرؒ بن حمدان سجادہؒ۔ ابن سعدانؒ۔ احمدؒ بن محمدؒ بن یزیدیؒ۔ اور ابوالحارثؒ دس شخص مشہور ہیں۔ لہٰذا دوریؒ و سوسیؒ پر کیسے اقتصار کیا جا سکتا ہے اور باقی جماعت کو کس دلیل سے چھوڑا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دوریؒ و سوسیؒ سے اوثق و اضبط ہوں

پھر دوریؒ سے ابن فرحؒ (بالحاء المہملۃ) ابن بشارؒ۔ ابوالزعراؒ ابن مسعود السراجؒ۔ الکاغذیؒ ابن برزہؒ۔ احمدؒ بن حرب المعدلؒ۔ اور پھر ابن فرحؒ سے زید بن ابی بلالؒ عمرؒ بن عبدالصمدؒ۔ ابوالعباسؒ بن محرزؒ۔ ابومحمدؒ قطانؒ اور المطوعیؒ مشہور ہیں۔ اور ہمارے

زمانہ تک ہر طبقہ کا یہی حال ہے"

"امام نافعؒ کے (جنکی قراۃ مغرب میں زیادہ مشہور ہے) ان مختصرات میں قالونؒ و ورشؒ دوراوی مذکور ہیں۔ اور اہل نقل کے نزدیک قالونؒ۔ ورشؒ۔ اسمٰعیلؒ بن جعفر۔ ابو خلیدؒ ابن جمازؒ۔ خارجہؒ۔ اصمعیؒ۔ کردمؒ اور مسیبیؒ۔ نو حضرات مشہور ہیں۔ اور باقی ائمہ سبعہ کے تلامذہ کا بھی یہی حال ہے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ ان ائمہ کے علم کو دو دو راویوں میں منحصر سمجھ لیا جائے اور باقی حضرات کی روایت کو معطل کر دیا جائے۔ ان دونوں بزرگوں کو باقی اصحاب پر کیا فوقیت تھی جبکہ وہ سب ایک شیخ کے شاگرد۔ ضابط اور ثقہ تھے"

پھر کہتے ہیں "ان ائمہ کے زمانہ میں قرات نقل و اختیار کرنیوالے بیشمار حضرات تھے۔ مشیت الٰہی یہی تھی کہ علم کم ہو جائے۔ پڑھانیوالوں نے جب لوگوں کا کسل اور اُن کی ہمتوں میں قصور و فتور دیکھا تو پہلے سبعہ پر اور پھر سبعہ کے ایک قلیل حصہ پر قانع ہو گئے

---

سلہ بعض آدمیوں کو اس سے شُبہ پیدا ہو گا کہ شاید کوئی حرف قرآن کا فوت و مفقود نہ ہو گیا ہو جس سے تمام اُمت آثم ہوئی اور نیز وعدۂ الٰہی میں تخلف ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اسکا جواب یہ ہے کہ تمام اختلافات سات قسم کے ہوتے ہیں۔ اول صرف حرکات میں اختلاف ہوتا ہے معنی اور صورت میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ جیسے بِالْبُخْلِ اور بِالْبَخَلِ۔ یَحْسَبُ۔ اور یَحْسِبُ وغیرہ اور اسی صورت میں اصولی اختلافات داخل ہیں۔ دوئم حرکات و معنی میں اختلاف ہوتا ہے صورت میں نہیں جیسے اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ مرفوع و منصوب اور منصوب و مرفوع۔ سوئم معنے میں اختلاف ہوتا ہے حرکات و صورت میں نہیں ہوتا جیسے تَبْلُوْا۔ اور تَتْلُوْا۔ وغیرہ۔ چہارم صورت میں اختلاف ہوتا ہے حرکات و معنی میں نہیں ہوتا جیسے یَبْصُطُ، اور بَسْطَۃً۔ صِرَاطَ۔ سِرَاطَ وغیرہ۔ تمام لغوی اختلافات۔ پنجم صورت و معنی دونوں میں اختلاف ہوتا ہے حرکات میں نہیں ہوتا جیسے اَشَدَّ مِنْکُمْ۔ اَشَدَّ مِنْھُمْ۔ ششم۔ تقدیم و تاخیر سے جیسے فَیُقْتَلُوْنَ وَیَقْتُلُوْنَ۔ ہفتم۔ زیادہ نقصان سے جیسے وَوَصّٰی۔ وَاَوْصٰی وَقَالُوْا۔ اور قَالُوْا وغیرہ۔ ان کے سوا اور قسم کا اختلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ خواہ قرات متواترہ مروجہ ہوں یا غیر مروجہ۔ شاذہ ہوں۔ یا ضعیفہ۔ اور یہ تمام اختلافات علی سبیل البدلیت مروی ہیں۔ یعنی ان میں سے جو وجہ پڑھی جائے وہی کافی ہے اور قرآن ہے۔ اور امت کے ہر فرد پر تمام وجوہ کا پڑھنا واجب و لازم نہیں ہے جسکی بین دلیل فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ متعدد قرات و روایات و طرق کے اندراس سے قرآن علی حالہٖ باقی ہے۔ اسمیں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ البتہ تنوع اور طرز ترکیب کا بعض حصہ مندرس ہو گیا۔ فافہم وتدبر۔

بعض آدمی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ تیسیر و شاطبیہ کی بیان کردہ ہر وجہ متواتر ہے۔ اور انکی سوا اور کتابوں میں جو کچھ پایا جاتا ہے وہ غیر متواتر و شاذ ہے۔ یہ جہلا کی اصطلاح ہے ورنہ ان دونوں کتابوں میں بعض وجوہ ضعیف موجود ہیں جو موقعہ موقعہ آئیں گی۔ اور اسیطرح متقدمین کی دیگر کتابوں میں وجوہ متواترہ صحیحہ بکثرت اور بعض ضعیف پائی جاتی ہیں البتہ ان دونوں ائمہ نے از روئے طریقہ وجوہ متواترہ صحیحہ بیان کرنے میں زیادہ احتیاط کی ہے اور اس فن میں انکا وہی مرتبہ ہے جو حدیث میں بخاری و مسلم کا۔

خلاصہ مافی الباب یہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرامؓ جن جن وجوہ پر قرآن پڑھتے تھے وہ سب صحیح اور منزّل من اللہ تھیں یعنی ہر صحابیؓ کو جو حرف حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا وہ اُن کے لئے بلا تائید و تصدیق احدے اور بغیر شاہد حجّت تھا اور اُن کے حق میں شذوذ و ضعف ہرگز نہ تھا۔ پھر جب صحابہؓ کرام نے مصاحف عثمانیہ پر اجماع کرلیا تو اُمت کے لئے انکا اتباع ضروری ہوگیا۔

حضرات تابعینؒ کبار نے صحابۂ کرام سے قرآن پڑھا اور مصاحف عثمانیہ کے مطابق تابعینؒ و تبع تابعینؒ کو پڑھایا۔ ان دونوں متبرک جماعتوں کے متعدد حضرات نے کئی کئی شیوخ سے قرآن پڑھا اور وجوہ مشہورہ کو انتخاب کرکے اپنے لئے جدا جدا قرات اختیار کرلیں اور اتباع رسم کے ساتھ اپنے اختیار کو احاد و غیر مشہور سے بچایا۔ کیونکہ اُن کے حق میں شذوذ و ضعف پیدا ہوگیا تھا اور نیز اقوی فی العربیت کا لحاظ رکھا۔

قرون ثلٰثہ میں ان گنت قرات پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔ اور تیسری صدی تک علماء وائمہ بتعداد مختلف قرات پڑھتے اور پڑھاتے اور روایت کرتے تھے۔ اور جب تیسری صدی میں سلسلۂ تصنیف و تالیف شروع ہوا تو ہر مصنف اپنی کتاب میں

اُن قراٰت کو بیان کرتا تھا جو اسکو بسند صحیحہ متصلہ پہونچتی تھیں چنانچہ امام ابوعبیدؒ اور قاضی اسمٰعیل رحؒ نے ۲۵-۲۵- قراٰت بیان کی ہیں۔

خیرالقرون کے بعد سند کی طوالت نے جب اکثر لوگوں میں کسل پیدا کردیا اور بعض کے ضبط و حفظ میں ضعف اور شوق و ہمت میں فرق آگیا تو علماء نے تعداد مروّجہ میں کمی کردی چنانچہ امام ابوبکر بن مجاہد مقریؒ بغدادی نے جو اسوقت دنیاء اسلام میں امام الائمہ تھے قراٰت مروجہ میں سے بوجہ شہرت وکثرت وجوہ صحیحہ و موافقت رسم اور عربیت میں اقوی ہونیکی بناپر ائمہ سبعہ کو منتخب کرکے اُن کی قراٰت میں کتاب السبعہ تصنیف کی۔ اور اس کے مطابق روایات و قراٰت پڑھانے لگے۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں سبعہ پر انحصار اور امام نافعؒ کو باقی حضرات سے مقدم بیان کیا گیا ہے۔ یہ امر منجانب اللہ ہے کہ اُن کو ان کے انتخاب کا دھیان آیا ورنہ بقول امام ابو محمد مکیؒ ستّر ائمہ کی قراٰت ان سے مقدم موجود تھیں اور ائمہ ثلٰثہ کی قراٰت تو ہر لحاظ سے ان کے برابر تھیں مگر امام موصوف کا یہ اعتقاد ہرگز نہ تھا کہ ان کے سوا دیگر قراٰت شاذ یا غیر صحیح ہیں۔

اکثر اولوالعزم معاصرین نے امام موصوف کے اس عمل کو ناپسند کیا اور سات کی تعداد پر تو خاص اعتراض تھا۔ مگر امام ابن مجاہدؒ کی فقید المثال شخصیت و شہرت اور اُن کی کتاب سبعہ قراٰت کے رواج کا باعث بنگئی۔ اور باقی قراٰت کی تعلیم میں کمی آنے لگی پھر امام ابوعبداللہ قیروانیؒ۔ امام ابوالقاسم طرسوسیؒ۔ اور امام ابوالعباس مہدویؒ نے مشرق میں سبعہ کو اور مشہور کردیا۔

چوتھی صدی کے آخر تک اندلس اور بلاد مغرب میں ان سبعہ قراٰت مشہورہ کا رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے امام ابوعمر طلمنکیؒ نے اُن کے بعد امام ابومحمد مکیؒ قیروانی

اور امام العلامہ حافظ ابو عمرو دانی رح نے مصر وغیرہ سے پڑھ کر سبعہ قرات اندلس میں پہنچائیں۔

اوائل پانچویں صدی تک قراتِ سبعہ اکثر روایات وطرق مشہورہ کیساتھ پڑھی اور پڑہائی جاتی تھیں۔ چنانچہ علامہ دانی نے جامع البیان میں پانسو روایات وطرق بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد ہمتیں اور گھٹ گئیں اور طلباء مزید اختصار کی خواستگار ہونے لگے۔ اسپر علامہ دانی نے تیسیر لکھی۔ اسکے شروع میں خود کہتے ہیں "آپ صاحبوں نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں آپ کے لئے قراءِ سبعہ کے مذاہب پر ایک ایسی مختصر کتاب لکھوں جسکا پڑھنا پڑہانا اور یاد کرنا آسان ہو اور اسمیں وہ مشہور روایات وطرق بیان کروں جو تھوڑے زمانہ میں حفظ ہو سکیں" پھر کہتے ہیں "پس میں نے آپکی خواہش کے مطابق یہ کتاب لکھی اور اسمیں ہر قاری سے دو دو روایات بیان کی ہیں"

تیسیر کے بعد ائمۂ سبعہ کی دیگر روایات کا رواج بھی کم ہوگیا اور چھٹی صدی کے آخر میں امام العلامہ شاطبی رح نے تیسیر کو نظم کر کے اسکی روایات وطرق کو چار چاند لگا دیئے۔ اور چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا۔

جن قرات کا رواج کم ہوتا گیا وہ مندرس ہوگئیں۔ قراتِ ثلثہ بھی غائب ہو جاتیں اگر ابن مہران، ابن غلبون رح، ابن شیطا، ہوازی رح، قلانسی رح، حافظ ابو العلاء رح اور محقق رح وغیرہ ائمہ انکو پڑھتے پڑہاتے اور تصنیف وتالیف سے (جنکا اجمالی حال آیندہ فصل میں آئیگا) انکی حفاظت نہ کرتے۔ اور اہل مصر وغیرہ اُنکی خدمت نہ کرتے رہتے۔ ائمہ سبعہ کی باقی روایات کی بھی یہی کیفیت ہے کہ وہ بھی تیسیر کے بعد مندرس ہوگئیں اور جسطرح ان روایات کے اندراس کا باعث شذوذ نہیں اسی طرح اُن قرات کے اندراس کا سبب بھی شذوذ نہیں ہے بلکہ علماء فوت ہوگئے اور علم اُن کے ساتھ چلا گیا آیندہ کوئی جانشین نہ بنا۔ اب اُمت

کے پاس سبعہ مشہورہ متواترہ کی دو دو روایات اور قرات ثلثہ متواترہ کی دو دو روایات اور چار دیگر قرات باقی ہیں۔ یہ چاروں بھی صدیاں گذر گئیں پڑھی پڑھائی نہیں جاتیں صرف کتابوں میں بیان ہوتی ہیں۔ عشرہ پڑہائی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ انکی حفاظت کریں۔ آخر میں طلباء یاد رکھیں کہ کسی قراۃ کو از اول تا آخر شاذ کہنا بے معنی بات ہے حق یہ ہے کہ ہر قراۃ کی وہ ہی وجوہ شاذ ہوتی ہیں جو ضابطۂ قرات کے خلاف ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وعندہٗ ام الکتاب۔

# فصل سیزدہم صناحب تصانیف ائمہ اور اُنکی مشہور کتابیں[۱۳]

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں حفاظت قرآن کا مدار اور اصل اعتماد ضبط و حفظ پر تھا صحابۂ کرامؓ اور تابعین عظام اپنے حافظہ سے لوگوں کو قرآن پڑہاتے تھے اور صاحب اختیار ائمہ نے اپنے تمام شیوخ سے اسی طرح قرآن پڑہا تھا اور پھر اپنے تلامذہ کو ہر امام نے اپنی اختیار کردہ قرات اسی طرح پڑہائی تھی۔ دوسری صدی کے آخر تک وجوہِ قرات تحریر کرنیکا قطعاً رواج نہ تھا۔ مگر جب بعض غیر ضابطہ اور کمزور حافظہ والے داخل ہو گئے اور انہوں نے گڑبڑ شروع کی تو مجتہدین ائمۂ فن نے اُنکی تدوین مناسب سمجھی و حضرات خلفاء راشدین کی تقلید کرتے ہوئے وجوہِ قرات تحریر کرنے لگے۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

اس فصل میں ہم اُن ائمہ اور اُنکی تصانیف کا صدی وار ذکر کرتے ہیں جسکو ہم نے مصنفینؒ کے سنین وفات سے مقرر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کتابوں کا سالِ تصنیف مقدم ہو

[۱] آجکل قرآنوں پر سرخی اور سیاہی سے قرات کی جو رموز بنائی جاتی ہیں یہ ایک نئی بات ہے محقق کے عصر تک اسکو شدید بدعت تصور کیا جاتا تھا۔ ائمہ اختلافات واجب کو جداگانہ کتابوں میں جمع کرتے تھے۔

اور اُن شیوخ طرق کے سوا جنکا ذکر اوپر گذرا مشاہیر ائمہ اور ان حضرات کا مختصر ترجمہ بھی بیان کرینگے جنکی کتابیں ہمیں بسند پہونچی ہیں یا جنکی تالیفات سے حوالے آئینگے اور ہر امام کا نام درج کرنے سے پہلے وہ عرف لکھیں گے جس سے ان کا ذکر کتب فن میں آتا ہے واللہ الموفق۔

## تیسری صدی کی تالیفات

تیسری صدی میں آٹھ کتابیں تالیف ہوئیں اور اوّلیت کا فخر بغداد کو حاصل ہوا۔

**ابو عبیدؒ**۔ امام العلامہ مجتہد ذو فنون قاضی ابو عبیدؒ قاسم بن سلام بغدادی نحوی فقیہہ نے سب سے پہلے پچیس قرات میں بشمول سبعہ "کتاب القراٰت" تصنیف کی۔ امام کے والد سبایائے روم میں سے تھے۔ آپ ہراۃ میں پیدا ہوئے امام اسمٰعیلؒ بن جعفر اور اُنکے طبقہ کے بزرگوں سے قرات پڑھیں ہشیمؒ۔ وکیعؒ۔ اور اصمعیؒ وغیرہ علماء سے حدیث و فقہ اور دیگر علوم کی تحصیل کی۔ دارمیؒ۔ ابو بکرؒ بن الانباری اور علی بن عبد العزیزؒ وغیرہ ائمہ آپکے شاگرد ہیں ایک عرصہ تک طرسوس کے قاضی رہے۔

حدیث و عربیت اور فقہ کے مجتہد و امام اور قرات کے ماہر کامل تھے۔ کبار ائمہ میں سے ہیں۔ امام ابو قدامہؒ کہتے ہیں "شافعیؒ فہم میں۔ احمدؒ ورع میں۔ اور اسحٰقؒ حفظ میں فائق ہیں اور ابو عبیدؒ لغت و عربیت میں اعلم الناس اور ان سب سے برتر ہیں"۔ حضرت اسحٰقؒ بن راہویہ کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ صدق کو دوست رکھتا ہے۔ ابو عبیدؒ مجھ سے اعلم و افقہ ہیں۔ ہم اُن کے محتاج ہیں وہ ہمارے محتاج نہیں ہیں"۔ امام احمدؒ کہتے ہیں "ابو عبید استاذ ہیں اور ہر روز اُن میں خیر کا اضافہ ہوتا ہے"۔

الدارقطنی کہتے ہیں "کبیر الشان امام ہیں" حاکم کہتے ہیں "باجماع امام مقبول او حجت ہیں" ابن الانباری کہتے ہیں "رات کے تین حصہ کرکے ایک میں سوتے تھے۔ ایک میں نماز پڑہتے تھے ایک میں تصنیف کرتے تھے" ذہبی کہتے ہیں "بیس سے زیادہ کتابیں لکھیں جو شخص انکو دیکھتا ہے اسکو آپکے علم وفضل اور حفظ وضبط کا پتہ چلتا ہے۔ حدیث اور اسکے جملہ متعلقات۔ فقہ کے اختلاف۔ اور قرات کے عارف امام تھے" ثعلب کہتے ہیں "آپ کا طور وطریق عقلاء کے لیے مشعل راہ ہے" حج کے لیے گئے تھے کہ مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ابو حاتم**۔ امام العلامہ ابو حاتم سہل بن محمد بن عثمان سجستانی نحوی مقری بصری عربیت وقرات وحدیث کے امام تھے۔ دانی کہتے ہیں "یعقوب سے قرات پڑھیں جو آپ کے سب سے بڑے شیخ تھے" مازنی کہتے ہیں "اگر سلام طویل آپ کو دیکھتے تو آپکے محتاج ہوتے" اصمعی اور ان کے طبقہ سے حدیث سنی اور النسائی وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔ پچیس قرات میں **کتاب القرات** لکھی جسمیں امام ابن عامر وحمزہ وکسائی کو نہیں لیا۔ صاحب تصانیف تھے متعدد کتابیں یادگار ہیں ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**قاضی اسمعیل**۔ امام العلامہ شیخ الاسلام قاضی ابو اسحق اسمعیل بن اسحق بن اسمعیل ابن محدث بصرہ حماد بن زید ازدی بولا بصری ثم البغدادی مالکی ۱۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت قالون سے قراءۃ پڑھی محمد بن عبداللہ انصاری القعنبی اور مسلم وغیرہ سے حدیث فقہ کی تکمیل کی۔ بڑے بڑے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ تا وفات بغداد کے قاضی رہے۔ مالکی مذہب کو پھیلایا۔ خطیب کہتے ہیں "متقن عالم اور فقیہ تھے" امام مالک کی احادیث

جمع کیں۔ احکام القرآن۔ اور معانی القرآن۔ اور کتاب القرات جسمیں بشمول سبعہ ۲۰ سے زیادہ قراٰت ہیں بمثل تصانیف ہیں۔" مبرد کہتے ہیں "قاضی اسمٰعیلؒ مجھ سے اور یحیٰی بن اکثم سے حروف میں اعلم ہیں۔" اور جب آپکو دیکھتے تو کہتے مدینہ آگیا ۲۸۲ھ میں بغداد میں اچانک وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ثعلبؒ** ۔امام نحو و لغت ابو العبّاس احمد بن یحیٰی بن زید بن سیار شیبانی بولا۔ کوفی ثم البغدادی۔ ربیع الاول ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے سولہ سال کی عمر میں تحصیل شروع کی۔ یگانۂ روزگار عالم تھے۔ امام ابن مجاہدؒ جیسے ائمہ کے شیخ ہیں۔ خطیبؒ کہتے ہیں "ثقہ۔ دین۔ صالح۔ حجۃ۔ اور حفظ میں مشہور تھے۔" مبرد کہا کرتے تھے "اعلم اہل کوفہ ہیں۔" کسی نے پوچھا اور فرا، تو کہا "ثعلب کا دسواں حصہ بھی نہیں۔" ذہبیؒ نے انکو حفاظ حدیث میں لیا ہے اور کہتے ہیں "کثیر التصانیف تھے۔" امام ابن مجاہدؒ کہتے ہیں "ایک روز فرمایا "اہل قرآن نے قرآن کی۔ محدثین نے حدیث کی۔ اور فقہائے نے فقہ کی خدمت کی اور فائز بمرام ہوگئے۔ میں زید و عمرو کے جھگڑے میں مصروف ہوں دیکھئے آخرت میں کیا انجام ہو۔" رات کو میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ارشاد ہوا "ابو العبّاس سے ہمارے سلام کے بعد کہدو کہ تم صاحب علم مستطیل ہو" سلمہ بن عاصمؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ کتاب القرات اور کتاب الشواذ۔ دو کتابیں لکھیں۔ ۱۷ جمادی الاول ۲۹۱ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

---

لہ ان کے سوا علامہ احمد بن جبیر بن محمد کوفی نزیل انطاکیہ متوفی ۲۵۸ھ نے کتاب قرات خمس (ہر شہر سے ایک ایک قرأۃ) اور عبداللہ بن مسلم نحوی بغدادی معروف بابن قتیبہ متوفی ۲۶۶ھ نے ادب القرات تالیف کی۔

# چوتھی صدی کی تصانیف

چوتھی صدی میں پچیس ۲۵ سے زیادہ کتابیں تصنیف ہوئیں نصف سے زیادہ بغداد میں

طبریؒ امام العلامہ شیخ الاسلام جامع العلوم حافظ کبیر مشہور مورخ و مفسر ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبریؒ ۲۲۴ھ میں طبرستان کے مشہور قصبہ آمل میں پیدا ہوئے ان گنت علماء سے علوم کی تحصیل کی۔ قراۃ۔ تفسیر حدیث۔ فقہ۔ رجال۔ اور تاریخ میں یگانۂ روزگار عالم اور مجتہد امام تھے۔ تیس ۳۰ جلدوں میں بےنظیر تفسیر۔ اور دس جلدوں میں از آدم تا ۳۰۲ھ محققانہ تاریخ اور قرات میں الجامع لکھی جسمیں بیس ۲۰ سے زیادہ قرات بیان کی ہیں۔ کثیر التصانیف علامہ تھے وفات پر تصانیف کا حساب کیا گیا تو چودہ ورق روزانہ ثابت ہوئے۔ تالیفات کا معاوضہ ہرگز قبول نہیں کرتے تھے۔ ۳۱۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ مہینوں قبر پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور بےشمار مرثیے لکھے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

داجونیؒ۔ امام العلامہ ابوبکر محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن سلیمان الداجونیؒ رملی ضریر ابن مامویہ وغیرہ تلامذہ ہشامؒ اور صوریؒ وغیرہ تلامذہ ابن ذکوانؒ اور انکے دیگر معاصرین سے قرات پڑھیں۔ روایت ہشامؒ کا ایک طریقہ آپکی طرف منسوب ہے۔ امام وقت تھے قرات ثمان میں ایک کتاب لکھی۔ رجب ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن مجاہدؒ موصوف نے کتاب السبعہ تحریر کی۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں سبعہ پر اقتصار اور امام نافعؒ کو باقی قراء سے مقدم بیان کیا گیا ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو سبعہ کے رواج کا باعث ہوئی۔ بعد کے اکثر مصنف اسکے مقلد ہیں۔

امام عبدالواحدؒ موصوف نے البیان فی السبعہ لکھی

النقاشؒ موصوف نے کتاب السبعہ۔ معجم کبیر معجم اوسط۔ معجم صغیر چار کتابیں صرف قرات میں لکھیں۔

**شذائیؒ** - امام العلامہ ابوبکر احمد بن نصر بن منصور بن عبدالمجید بن عبدالمنعم شذائیؒ نے ابن بویانؒ داجونیؒ اور ابن شنبوذؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں اور کتاب القرات لکھی کبیر الشان ائمہ میں سے ہیں سنہ ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

**ابن مہرانؒ** - امام العلامہ ابوبکر احمد بن حسین بن مہرانؒ اصفہانی نیشاپوری نے ابن بویانؒ ابوبکر بن مقسمؒ بکارؒ وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں۔ الغایۃ فی العشرۃ اور شامل دو کتابیں تالیف کیں بہت سے جلیل الشان ائمہ آپکے شاگرد ہیں شوال سنہ ۳۸۱ھ میں اصفہان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**الدارقطنیؒ** - امام العلامہ شیخ الاسلام والمحدثین حافظ زمان ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بغدادی دارقطنیؒ صاحب سنن سنہ ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے بغویؒ وغیرہ محدثین سے حدیث وفقہ وغیرہ کی تکمیل کی۔ تمام علوم میں یگانہ روزگار علامہ تھے۔ حاکمؒ کہتے ہیں "حفظ وفہم وورع اور نحو وقرات میں وحید العصر امام تھے میں نے جب آپکو دیکھا تو اس سے زیادہ پایا جو سنتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ روی زمین پر آپ کا عدیل ونظیر نہ تھا"۔ آپ نے ابن مجاہدؒ اور نقاشؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں کتاب القرات تصنیف کی۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں اصول کو فرش سے مقدم بیان کیا گیا ہے۔ بعد کے مصنف اسکے مقلد ہیں۔ ۸ ذیقعدہ سنہ ۳۸۵ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ابن غلبونؒ** - امام العلامہ ابوالطیب عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبونؒ بن مبارک

حلبی ثم المصری مقری نے ابوسہل وراق وغیرہ بزرگوں سے قرات پڑھیں۔ بڑے بڑے ائمۂ قرات آپکے شاگرد ہیں۔ ارشاد فی العشر اور معدل دو کتابیں قرات میں تالیف کیں جمادی الاول ۳۹۹ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام ابوالحسن موصوف نے۔ تذکرہ سبعہ مشہورہ اور یعقوب حضرمی کی قرات میں لکھا۔

امام ابوالفتح موصوف نے منشاء القرات سبعہ مشہورہ اور امام ابوجعفر کی قرات میں تالیف کی ؎

## پانچویں صدی

پانچویں صدی میں پچاس سے زیادہ کتابیں زیب قرطاس ہوئیں۔ اکثر محققانہ اور معتبر متون ہیں نصف کے قریب اہل اندلس نے لکھیں۔

خزاعیؒ۔ امام العلامہ ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی نے ابواحمد سامریؒ مطوعیؒ۔ شنذائیؒ وغیرہ بزرگوں سے قرات پڑھیں المنتہی فی العشرۃ تالیف کی جسمیں تمام متقدمین سے زیادہ طرق وغیرہ جمع کئے ہیں ۴۰۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن سفیان قیروانیؒ۔ امام العلامہ شیخ القراء ابوعبداللہ محمد بن سفیان قیروانیؒ مالکی نزیل مکہ نے امام ابن غلبونؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ مہدویؒ جیسے مجتہد آپ کے

سلہ انکے علاوہ ۱؎ ابن السراج شمس الدین محمد بن اسدی مصری متوفی ۳۱۶ھ نے احتجاج القراء ۲؎ ابوبکر محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم بغدادی متوفی ۳۵۴ھ نے احتجاج القراء اور ۳؎ ابن خالویہ حسین بن عبداللہ نحوی متوفی ۳۷۰ھ نے۔ کتاب القراءات اور امام ابن مجاہدؒ کی کتاب السبعہ پر شرح ۴؎ ابوعلی الحسن بن احمد فارسی متوفی ۳۷۷ھ نے تین ضخیم جلدوں میں کتاب السبعہ ابن مجاہدؒ پر شرح ۵؎ ابوالحسن طاہر بن احمد نحوی بغدادی المتوفی ۳۸۰ھ نے تذکرہ فی السبعہ ۶؎ عبیداللہ بن محمد اسدی نحوی متوفی ۳۸۷ھ نے المفصح ۷؎ ابوالفتح عثمان بن جنی نحوی متوفی ۳۹۲ھ نے امام ابن مجاہدؒ کی کتاب الشواذ پر شرح موسومہ المحتسب ۸؎ ابوعثمان سعید بن محمد معروف بابن حداد قیروانی مقتول ۳۰۲ھ نے توضیح المشکل اس صدی میں لکھیں۔

شاگرد ہیں۔ امام وقت تھے۔ "الہادی فی السبعۃ" لکھی ایک سال مکہ میں رہکر مدینہ طیبہ گئے اور یکم صفر ۴۱۵ھ کی رات کو وہیں انتقال کیا بقیع میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

طرسوسی رح۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالجبار بن احمد بن عمر طرسوسی نزیل مصر نے ابو احمد سامری رح امام ابوبکر اذفوی رح ابن نفیس وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں المجتبیٰ فی السبعہ لکھی سلخ ربیع الاول ۴۲۰ھ کو مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

طلمنکی رح۔ امام العلامہ ابوعمر احمد بن عبداللہ بن طالب طلمنکی رح قرطبی۔ اندلسی نے امام ابن غلبون رح سے قرات پڑھیں الروضہ فی العشرۃ تالیف کی۔ ذی الحجہ ۴۲۹ھ میں قرطبہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مہدوی رح۔ امام العلامہ ابوالعباس احمد بن عمار بن ابی العباس مہدوی نے امام ابوالحسن قنطری رح اور ابوعبداللہ قیروانی رح سے قرات پڑھیں۔ حدیث وفقہ میں فاضل تفسیر وقرات وعربیت میں امام تھے۔ ۴۳۰ھ تک حیات تھے الہدایہ فی السبعہ اور التیسیر دو کتابیں قرات میں لکھیں ذہبی رح کہتے ہیں ۴۳۰ھ کے بعد وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابومحمد مکی رح۔ امام العلامہ ابومحمد مکی رح بن ابی طالب بن محمد بن مختار قیسی قیروانی ثم الاندلسی نے ابن غلبون رح اور اُنکے شیخ ابوعدی رح مصری سے قرات پڑھیں۔ تبصرۃ فی السبعہ۔ تذکرہ۔ اختصار شرح ابن القاسی بر کتاب ابن مجاہد رح۔ کتاب الادغام کشف موجز۔ یاآت مشددہ۔ سات کتابیں تالیف کیں۔ تمام علوم میں فاضل عربیت و قرات میں امام تھے ۲۔ محرم ۴۳۷ھ کو قرطبہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابوعلی مالکی رح۔ امام العلامہ ابوعلی الحسن بن محمد بن ابراہیم مالکی بغدادی۔ نزیل مصر نے ابوالحسن حمامی رح۔ ابوالفرج نہروانی رح۔ قزاز رح وغیرہ ائمہ کی ایک جماعت سے قرات

پڑھیں۔ مشہور مقری ہیں۔ بڑے بڑے فضلا آپ کے شاگرد تھے۔ الروضہ فی العشرہ اور قراۃ اعمش تصنیف کی۔ رمضان ۴۳۹ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن مسرور۔ امام العلامہ ابونصر احمد بن مسرور بن عبدالوہاب بغدادی نے ابوالحسن حمامی وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں المفید فی العشر تالیف کی۔ جمادی الاول ۴۴۲ھ میں بغداد میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

دانی۔ امام العلامہ مجدد عصر حافظ قرات ناقد طرق و روایات سیدنا ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید اموی دانی اندلسی ۳۷۱ھ میں اندلس کے مردم خیز قصبہ دانیہ میں جو ولایت بلنسیہ کی برلب دریا مشہور آبادی ہے۔ پیدا ہوئے پہلے اندلس میں تحصیل علم کی پھر ۳۹۶ھ میں بغرض تکمیل مشرق کا سفر کیا۔ چار ماہ قیروان میں ایک سال مصر میں۔ ایک سال حجاز و حرمین میں اور کسیقدر دیگر مقامات میں قیام کیا اور حدیث و قرات کی تکمیل کے بعد ۳۹۹ھ کے اختتام پر واپس اندلس پہونچے۔ ابوالقاسم فارسی۔ ابوالفتح۔ ابوالحسن اور ابوالقاسم خاقانی سے قرات پڑھیں جامع العلوم حافظ کبیر الشان محقق تھے۔ بعض شیوخ کہتے ہیں "حفظ و تحقیق میں نہ اسوقت کوئی آپکے برابر تھا اور نہ بعد میں پیدا ہوا۔ خود فرماتے ہیں "میں نے جو کچھ دیکھا اسے لکھ لیا اور جو لکھا وہ یاد ہوگیا اور جو یاد ہوا اسے کبھی نہیں بھولا" علامہ ذہبی کہتے ہیں "بلحاظ اتقان و تحقیق قرات آپ پر منتہی ہوتی ہیں۔ بعد کے قرا آپکے پیرو مقلد اور آپکی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں مختلف علوم پر ایک سو بیس کتابیں تصنیف کیں "جامع البیان (جسمیں پانسو طرق و روایات درج ہیں) تمہید۔ مفردہ یعقوب۔ الایجاز۔ الموضح فی الفتح والامالہ۔ المحتوی فی الشواذ۔ المقنع فی الرسم۔ سبع کی مایہ ناز کتاب التیسیر طبقات القرا اور متعدد دیگر کتابیں صرف قرات اور اسکے متعلقات پر یادگار ہیں وسط شوال ۴۴۴ھ

میں اپنے وطن میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اسوقت روئے زمین پر قرات آپکی سند سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

ابن شیطا۔ امام العلامہ ابوالفتح عبدالواحد بن حسین بن شیطا بغدادی نے حمامی وغیرہ شیوخ بغداد سے قرات پڑہیں تذکار فی العشرہ تالیف کی جسمیں سو طرق بیان کئے ہیں۔ صفر ۴۴۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اہوازی۔ امام العلامہ ابوعلی الحسن بن علی بن ابراہیم بن یزداد بن ہرمز اہوازی نزیل دمشق نے ابوبکر سلمی اور ابواسحٰق طبری بغدادی سے قرات پڑھیں کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ الوجیز فی الثمان۔ مفردات السبعہ۔ الایضاح۔ الاتضاح۔ الموجز۔ النیر الجلی فی قرات زید بن علی۔ جامع المشہور۔ قراۃ حسن۔ قراءۃ ابن محیصن الاقناع فی الشواذ۔ دس کتابیں تالیف کیں۔ ۴۔ ذی الحجہ ۴۴۶ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قرطبی۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن بن سعید خزرجی قرطبی اندلسی نے ابواحمد سامری ابن نفیس و طرسوسی سے قرات پڑھیں۔ القاصد تالیف کی ۴۴۶ھ میں قرطبہ میں وفات پائی۔

عراقی۔ امام العلامہ ابونصر منصور بن احمد عراقی نے کتاب الاشارہ تالیف کی ابوالحسین خبازی بغدادی وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ معاصرین کا یہی زمانہ ہے

ابوالحسن خیاط۔ امام العلامہ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن فارس بغدادی خیاط نے الجامع فی العشرہ و قراءۃ اعمش لکھی۔ نہروانی۔ حمامی۔ مصاحفی وغیرہ سے قرات پڑھیں ۴۵۰ھ کے قریب بغداد میں وفات پائی۔

ابوطاہر بن خلف۔ امام العلامہ ابوطاہر اسمٰعیل بن خلف بن سعید بن عمران انصاری

نحوی مقری اندلسی ثم المصری نے طرسوسی اور خزرجی سے قرات پڑھیں۔ نحو و قرات کے امام اور یگانۂ روزگار عالم تھے۔ العنوان جو سبعہ کی بہترین کتابوں میں سے ہے اور الاکتفاء اور ابن فارسی کی شرح کتاب السبعہ کا خلاصہ لکھا ۴۵۵ھ میں مصر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

امام العلامہ ابوالحسین نصر بن عبدالعزیز بن احمد فارسی نے حمامی بہزوانی اور قزاز وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں یعنی آپ کے بھی وہی شیوخ ہیں جو علامہ ابو علی مالکی کے۔ الجامع فی العشر تالیف کی ۴۶۱ھ میں مصر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن عبدالبر امام العلام شیخ الاسلام حافظ مغرب ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری مالکی قرطبی اندلسی ربیع الثانی ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے محدثین کی ایک جماعت کثیرہ سے حدیث سنی حفظ و ضبط و اتقان میں منتخب روزگار تھے وسیع العلم اور کثیر التصانیف علامہ ہیں فقہ مالکی پر کافی پندرہ جلدوں میں صحابۂ کرام کے تراجم میں "الاستیعاب" اور دیگر متعدد کتابیں یادگار ہیں۔ مدخل فی القراءۃ۔ اور مدنی و بصری کی قرات میں الاکتفا لکھی۔ سلخ ربیع الثانی ۴۶۳ھ کو ۹۰ سال کی قریب پہونچکر قرطبہ میں انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ھذلی۔ امام العلامہ ابوالقاسم یوسف بن علی بن جبارہ بن محمد بن عقیل ہذلی مغربی نزیل نیشاپور نے ابوالوفا کرمانی عراقی تاج الائمہ۔ کارزینی رازی۔ ابو علی مالکی۔ ابن شاپور ابن نفیس وغیرہ ائمہ قرات کی ایک جماعت کثیرہ سے قرات پڑھیں مغرب سے ماوراء النہر تک سفر کیا اور غزنہ تک قرات پڑھیں اس مختصر میں آپکے اساتذہ کی فہرست بھی نہیں دیجاسکتی۔ خود کہتے ہیں کہ میں اقصائے مغرب سے فرغانہ تک شمالاً و جنوباً بحر و بر اور سہل و جبل میں قرات کیلئے گیا اور ۳۶۵ شیوخ سے مستفید ہوا۔ نیشاپور میں قیام کرکے کامل لکھی جسمیں پچاس قرات (عشرہ متواترہ اور چالیس دیگر) اور

چودھ سو انسٹھ (۱۴۵۹) روایات وطرق درج کیے ہیں۔ ۴۶۵ھ میں نیشاپور میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

ابن شریح رح۔ امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن شریح بن احمد بن محمد بن شریح رعینی اندلسی اشبیلی نے ابوالحسن قنطری رح، ابو علی مالکی رح، ابن نفیس رح اور تاج الائمہ رح سے قرات پڑھیں۔ مشہور علامہ۔ امام وقت اور حافظ قرات تھے۔ الکافی سبعہ میں آپ کی مشہور متن ہے۔ شوال ۴۷۶ھ میں اشبیلیہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو معشر رح۔ امام العلامہ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن علی بن محمد طبری شافعی نزیل مکہ شیخ اہل حرم نے کارزینی رح۔ رازی رح۔ وغیرہ متعدد ائمہ سے قرات پڑھیں امام وقت اور حرم میں شیخ القراء تھے۔ تلخیص فی الثمان مشہور متن اور السوق العروس ضخیم کتاب آپ کی تالیف ہیں۔ موخر الذکر میں پندرہ سو پچاس روایات وطرق درج ہیں ۴۷۸ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

معدل رح۔ امام العلامہ الشریف ابو اسمٰعیل موسیٰ بن حسین بن اسمٰعیل بن موسیٰ معدل نے تاج الائمہ رح حسین صفار رح۔ ابن نفیس رح اور ابن شاہور رح سے قرات پڑھیں الروضہ آپ کی تالیف ہے معاصرین کا یہی زمانہ ہے۔

حصری رح۔ امام العلامہ ابوالحسن علی بن عبدالغنی حصری نے قصیدہ حصریہ میں قراۃ نافع رح نظم کی ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن البیاز رح۔ امام العلامہ ابوالحسین یحییٰ بن ابراہیم بن بیاز مرسی رح۔ اندلسی۔ ہمارے شیخ سلسلہ طرسوسی رح۔ ابو محمد مکی رح۔ اور علامہ دانی رح کے شاگرد ہیں۔ محدث فقیہ و مقری تھے النبذ النامیہ فی الثمان تالیف کی ۴۹۶ھ میں سو سال کی عمر پاکر مرسیہ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

ابن سوار رح۔ امام العلامہ ابوطاہر احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار بغدادی نے ابو علی رح

شنبوذی مقانی - ابو علی عطار - ابو الحسن خیاط - ابن شیطا - ابن مسرور - وغیرہ ائمہ کی جماعت کثیرہ سے قرأت پڑھیں - بڑے محقق عالم تھے المستنیر فی العشرہ تالیف کی جسمیں ایک سو چھپن روایات وطرق درج ہیں - اور ہر اختلافی حرف کو بسند متصلہ ائمہ تک پہونچایا ہے ۴۹۶ھ میں بغداد میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ -

**ابو منصور خیاط** - امام العلامۃ الزاہد ابو منصور محمد بن احمد بن علی الخیاط بغدادی نے ابو الحسن خیاط وغیرہ سے قرأت پڑھیں - بڑے بڑے ائمہ کے شیخ علامہ سبط الخیاط کے دادا اور استاذ ہیں - ۱۶ محرم ۴۹۹ھ کو بغداد میں وفات پائی - رحمۃ اللہ علیہ - [۱]

# چھٹی صدی

چھٹی صدی میں چالیس کتابوں کا اضافہ ہوا - اکثر محققانہ اور بعض نظم جاوید متون ہیں جو علماء بغداد واندلس ومصر نے لکھیں -

**ابن بلیمہ** - امام العلامہ ابو علی الحسن بن خلف بن عبد اللہ بن بلیمہ ہواری - قیروانی - نزیل اسکندریہ نے ابو معشر - ابن ہلال - ابن نفیس - ابو الحسن عبد الباقی ابن فارس وغیرہ شیوخ سے قرأت پڑھیں امام عصر تھے تلخیص العبارات تالیف کی ۱۳ رجب ۵۱۴ھ کو سکندریہ میں وفات پائی - رحمۃ اللہ علیہ -

**ابن الفحام** - امام العلامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن ابی بکر عتیق بن خلف بن الفحام صقلی شیخ اسکندریہ نے نصر بن عبد العزیز موصوف ابن نفیس ابو الحسن عبد الباقی بن فارس - ابو اسحٰق بن غالب خیاط مالکی سے قرأت پڑھیں - التجرید فی السبعہ اور مفردہ یعقوب دو کتابیں لکھیں فی نفعہ ۵۱۶ھ

[۱] علامہ ابو عبد اللہ سلیمان بن عبید اللہ بختری متوفی سنہ ۴۹۳ھ نے علل القرأت لکھی

میں سکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قلانسیؒ۔ امام العلامہ ابو العز محمد بن حسین بن بندار قلانسیؒ واسطی نے ابو علی واسطیؒ اور ہذلیؒ سے قراءت پڑھیں۔ ارشاد المبتدی اور کفایۂ کبریٰ عشرہ میں دو کتابیں لکھیں شوال ۵۲۱ھ میں واسط میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن خیرونؒ۔ امام العلامہ ابو منصور محمد بن عبد الملک بن حسن بن خیرون عطارؒ بغدادیؒ حصریؒ نے عبد السید بن عتاب ضریرؒ اور اپنے عم بزرگوار ابو الفضل احمد بن حسنؒ سے قراءت پڑھیں۔ المفتاح اور الموضح دونوں عشرہ میں لکھیں۔ ۱۶ رجب ۵۳۹ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن باذشؒ۔ امام العلامہ خطیب ابو جعفر احمد بن علی بن احمد بن خلف ابن باذش انصاریؒ غرناطی اندلسی۔ نحوی۔ علامۂ روزگار فاضل بے بدل قراءت و نحو کے امام تھے۔ الاقناع اور العآ سبعہ میں تالیف کیں جو بڑے پایہ کی کتابیں ہیں۔ جمادی الثانی ۵۴۰ھ میں غرناطہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سبط الخیاطؒ۔ امام العلامہ ابو محمد عبد اللہ بن علی بن احمد بن عبد اللہ بغدادی سبط الخیاطؒ نے عز الشرف عباسیؒ۔ اپنے جد بزرگوار ابو منصور خیاطؒ۔ ابن بندارؒ۔ ابن الوزیرؒ۔ ابن الوکیلؒ۔ ابن عتاب ضریرؒ وغیرہ مشائخ عظام سے قراءت پڑھیں۔ یگانۂ عصر علامہ تھے۔ تبصرہ۔ ارادۃ الطالب فی العشرہ کفایہ فی الست۔ ایجاز۔ المبہج فی الثمان و قراءۃ اعمشؒ و ابن محیصنؒ و یزیدیؒ و خلفؒ تالیف کیں۔ ربیع الثانی ۵۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو الکرمؒ۔ امام العلامہ ابو الکرم مبارک بن حسن بن احمد بن علی بن فتحان شہرزوریؒ بغدادی نے اپنے والد ماجد اور ابن عتاب ضریرؒ۔ عز الشرفؒ۔ ابن بندارؒ۔ ابن الوزیرؒ۔ ابن الوکیلؒ وغیرہ شیوخ کی ایک جماعت کثیرہ سے قراءت پڑھیں۔ ذی شان علامہ تھے۔ المصباح الزاہر فی العشرۃ المتواتر

تالیف کی جسمیں پانسو طرق بیان کئے ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ ۵۵۰ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم حضرمی یمنی نے تلخیص ابو معشر کا اختصار مع اضافہ فوائد تحریر کر کے اسکا نام المفید رکھا جو اسم بامسمیٰ نہایت مفید کتاب ہے ۵۶۰ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ہمدانی۔ امام العلامہ شیخ الاسلام والمحدثین استاذ القراء حافظ مشرق ابو العلاء حسن ابن احمد بن حسن بن احمد بن محمد عطار ہمدانی سمعانی کہتے ہیں "یہ مقری متقن۔ حافظ فاضل۔ حسن السیرۃ۔ محمود الطریقۃ۔ عزیز النفس سخی۔ غربا کی تکریم کرنیوالے۔ قرآن و حدیث و ادب کے عارف حسن الصلوٰۃ۔ پاکیزگی کے بارہ میں متشدد۔ قولاً فعلاً اور عملاً متبع سنت تھے۔ خدا کے بارہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرتے تھے" ابوبکر شیبانی۔ ابو منصور نہری۔ ابو علی حداد ابو غالب۔ قلانسی۔ مزرفی السراج۔ محولی وغیرہ مشائخ کرام سے قراءت پڑھیں۔ مقبول و حجت ہیں مشرق میں آپ کا وہی مرتبہ ہے۔ جو مغرب میں دانی کا جامع العلوم فاضل اور جملہ علوم میں امام تھے۔ غایۃ الاختصار فی العشرہ (جسمیں ابو جعفر کو سب سے اور یعقوب کو کوفیین سے مقدم رکھا ہے) اور مفردہ یعقوب دو کتابیں لکھیں۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۵۶۹ھ کو ہمدان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شاطبی۔ امام العلامہ حافظ حدیث و قراءت ابو محمد قاسم بن فیرہ بن ابی القاسم

---

لہ محقق وغیرہ آپ کا نام و کنیت ابو القاسم قاسم کہتے ہیں اور بعض ابو القاسم محمد کہتے ہیں۔ علماء تاریخ و انساب ابو محمد قاسم کہتے ہیں۔ ابن خلکان کہتے ہیں یہی صحیح ہے۔ میں نے آپ کے شیوخ کی عطا کردہ سندوں میں یہی نام و کنیت دیکھی ہے ذہبی وغیرہ اہل طبقات کی یہی تحقیق ہے اور یہی صحیح ہے۔

خلف ابن احمد رعینی شاطبی اندلسی ضریر شیخ الاقراء مصر ۵۳۸ھ میں مشرقی اندلس کے قصبہ شاطبہ میں نابینا پیدا ہوئے پہلے امام ابو عبداللہ نفزی سے اپنے وطن ہی میں قرات پڑھیں۔ پھر بلنسیہ جاکر امام ابوالحسن علی بن ھذیل ہی حدیث تفسیر اور قرات پڑہیں اسکے بعد اندلس و حجاز کے متعدد شیوخ سے حدیث و فقہ کی تکمیل کی اور حج کیا۔ قرات سبعہ۔ مؤطا امام مالک اور صحیحین کے حافظ تھے۔ آپکے حافظہ سے مؤطا اور صحیحین کی تصحیح کیجاتی تھی۔ کچھ عرصہ شاطبہ کے خطیب رہے ۵۷۲ھ میں مصر آگئے اور قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں شیخ الاقراء مقرر ہوئے۔ اتنی مخلوق نے آپ سے پڑہا کہ جسکا شمار نہیں ہو سکتا۔ دُور دُور کے شہروں سے حصول قرات کے لئے طلباء آپ کے پاس آتے تھے دنیائے اسلام میں شہرہ پھیلا ہوا تھا۔ حافظہ اور ذہن عجیب تھا۔ قرات و تفسیر۔ حدیث و فقہ اور لغت و عربیت میں امامت کا مرتبہ رکھتے ہوئے عابد۔ زاہد۔ ناسک۔ خاشع اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ باطنی حال کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ فضول کلام سے پرہیز کرتے تھے بیماری میں بھی العافیت کے سوا اور کچھ جواب نہ دیتے۔ وضو کرکے ہیئت حسنہ خشوع و خضوع اور وقار کیساتھ پڑہانے بیٹھتے۔

علامہ دانی کی تیسیر کو مع زیادات گیارہ سو تہتر اشعار میں نظم کیا۔ اگرچہ قراۃ کو نظم میں بیان کرنے کے موجد علامہ حصری ہیں۔ مگر پوری سبعہ کے نظم کرنیوالے آپ پہلے شخص ہیں۔ آپکے معاصرین اور بعد کے متعدد ائمہ نے قرات میں قصائد لکھے مگر کوئی شاطبیہ کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔ بقول حالیؒ۔

ہر رقم را نہ بود شرف قبول ازلی ‎ ‎ ‎ ‎ ورنہ حافظ چہ نوشت است کہ حالی نہ نوشت

متاخرین کا اتفاق ہے کہ شاطبیہ کے بغیر سبعہ پر عبور کامل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ شاطبیہ بوجوہ مشکل کتاب ہے۔ عربیت بہت اونچی ہے۔ وہ لغات استعمال کئے ہیں جو فن کی کتابوں میں نہیں آتے۔ خاص اصطلاحات و رموز سے کام لیا ہے جنکی وجہ سے چیستان معلوم ہوتی ہے۔ متعدد مذاہب ایک ایک دو دو شعروں میں بیان کئے ہیں۔ ایک مذہب بیان کرکے دوسرا فہم قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ کہیں کلمۂ قرانی پر اکتفا کرکے حرکات ضبط نہیں کیں۔ مگر مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پچاس کے قریب شروح وحاشیے نکات و تکملے وغیرہ اسپر لکھے گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

بعض علما روایت کرتے ہیں کہ جب علامہ اسکی نظم سے فارغ ہوئے تو خانۂ کعبہ میں گئے اور بارہ ہزار اسبوع طواف کے کئے اور ہر دفعہ جب ارکان دعا پر پہنچتے تھے تو عرض کرتے تھے "اے آسمان زمین کے پیدا کرنیوالے اور اس عظیم الشان گھر کے مالک جو اس قصیدے کو پڑھے اسکو اس سے نفع پہونچا"۔ خود فرماتے ہیں جو میرے قصیدے کو پڑھیگا اللہ تعالے اسکو اس سے نفع پہونچائیگا۔ کیونکہ میں نے اسکو لوجہ اللہ نظم کیا ہے۔

افسوس کہ علامہ نے صرف باون ۵۲ سال کی عمر پائی۔ ۲۸۔ جمادی الثانی ۵۹۰ھ کو اتوار کے دن بعد از عصر مصر میں وفات پائی اور پیر کے دن قرافہ صغری مقبرہ قاضی فاضل میں دفن ہوئے۔ علامہ ابو اسحٰق خطیب جامع مصر نے نماز پڑھائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

---

سلہ حسین بن محمد بن راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ نے احتجاج القراء۔ حسین بن محمد دباس بکری ادیب متوفی ۵۱۲ھ نے شمس المنیر فی السبعہ۔ ابو عبداللہ محمد بن سلیمان النقی متوفی ۵۲۵ھ نے تعلیل۔ نورالدین جامع ابوالحسن علی بن حسین بن علی باقولی متوفی ۵۴۳ھ نے کشف۔ ابو جعفر احمد بن علی جعفرک متوفی ۵۴۴ھ نے المحیط۔ ابو محمد بن محمد بن عبداللہ اشبیلی اللبی متوفی ۵۵۳ھ نے الایماء۔ ابوالعلاء محمد بن ابی المحاسن بن ابی الفتح کرمانی متوفی ۵۶۳ھ نے۔ المفاتیح۔ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد مغاوری اندلسی متوفی ۵۹۱ھ نے۔ قصیدہ فی السبعہ بلا رموز۔ ابوالفتح مبارک بن احمد بن رزاق واسطی بن حداد مقری متوفی ۵۹۲ھ نے خیرۃ فی العشر۔ علامہ ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے تذکرہ۔ اور مرجی بن یونس فافقی متوفی ۶۰۰ھ نے قصیدہ حصریہ پر شرح لکھی۔

# ساتویں صدی

ساتویں صدی میں تیس کتابیں تالیف ہوئیں ان میں سے نصف کے قریب شاطبیہ پر لکھی گئیں

امام العلامہ ابوالقاسم عیسیٰؒ بن عبدالعزیز لخمی اسکندری نے الجامع اکبر والبحر الازخر تالیف کی جسمیں سات ہزار طرق و روایات بیان کئے ہیں۔ اسم بامسمی کتاب ہے۔ آپ سے پہلے کسی نے اتنا مواد فراہم نہیں کیا تھا۔ ۶۲۹ھ میں اندلس میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

صفراویؒ۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالمجید بن اسمٰعیل بن عثمان ابن یوسف صفراویؒ اسکندری ہمارے شیخ الطریقہ ہیں۔ علامہ ابو حیانؒ کے شیخ الشیوخ تھے ابوالقاسم بن عطیہ اسکندریؒ۔ ابو یحییٰ الیسعؒ غافقی اندلسی اور ابوالطیبؒ بن خلوف سے قراٰت پڑھیں۔ فاضل عصر محقق تھے اعلان فی السبعہ آپکی تالیف ہے جو تیسیر و شاطبیہ کے ہم رتبہ کتاب ہے۔ اور نہایت تحقیق کیساتھ لکھی گئی ہے۔ ربیع الثانی ۶۳۶ھ میں اسکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سخاویؒ۔ امام العلامہ علم الدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالصمد سخاویؒ مصری نزیل دمشق شافعی ۵۵۸ھ میں مصر کے مردم خیز موضع سخا میں پیدا ہوئے۔ ابوالجودؒ اور شاطبیؒ سے نحو و لغت اور قراٰت پڑھیں مشاہیر کی ایک جماعت سے حدیث و فقہ پڑھی۔ پھر دمشق گئے اور وہاں علوم کی تکمیل کی۔ نحو۔ قراٰت۔ تفسیر اور فقہ کے مرجع اور یگانہ عصر امام تھے شاطبیہ پر پہلی شرح آپ کی ہے نیز جمال القراء مستقل کتاب لکھی جسمیں تجوید و قراٰت وقف و ابتدا ناسخ منسوخ وغیرہ تمام متعلقات قراٰت کی مفصل بحث کی ہے۔ ان کے سوا

افصاح - اقوی العدد - الطود الراسخ - نثر الدرر - منہاج التوقیف مراتب الاصول اور ہدایت المرتاب وغیرہ متعدد کتابیں قرات میں تالیف کیں ابن خلکان کہتے ہیں۔ متعدد شاگردوں کا قرآن مختلف مقامات سے ایک مرتبہ سنتے تھے اور لغزش پر ہر شخص کو ٹوکتے رہتے تھے - ۱۲- جمادی الثانی ۶۴۳ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ ابو محمد عبد الباری بن عبد الرحمن بن عبد الکریم صعیدی اسکندری نے مفردہ یعقوب لکھی ۶۵۰ھ کے بعد اسکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شعلہؒ- علامہ کمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد موصلی حنبلی شعلہ نے الشمعۃ المضیۃ فی السبعہ اور شاطبیہ پر مختصر شرح موسومہ کنز المعانی تالیف کیں فاضل شخص ہیں ۶۵۶ھ میں موصل میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

لورقیؒ - امام العلامہ علم الدین ابو محمد قاسم بن احمد بن الموفق لورقی۔ اندلسی نزیل دمشق امام ابو جعفر حصار وغیر ائمہ کے شاگرد اور امام ابو عبد اللہ حسین حنفی کے استاذ اور ہمارے سلسلہ کے شیخ ہیں۔ قرات اور علوم شرعی کے امام اور مناظرہ کے بمثل امام تھے سیف المناظرین کے لقب سے مشہور ہیں۔ شاطبیہ پر مختصر شرح المفید لکھی ۶۶۱ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو شامہؒ - امام العلامہ حافظ عصر مجتہد وقت ابو القاسم عبد الرحمن بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عثمان مقدسی دمشقی شافعی ۵۹۹ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے - سخاویؒ سے قرات وغیرہ پڑھیں اور بڑے بڑے علماء سے حدیث وفقہ وغیرہ کی تکمیل کی۔ ادب وقرات میں فاضل امام کبیر الشان علامہ اور تمام علوم میں دست گاہ تامہ رکھتے تھے - تاریخ میں خاص کمال حاصل تھا دمشق کی مشہور تاریخ ۲۰ جلدوں میں لکھی اور پھر اسکا خلاصہ کیا - شاطبیہ پر شرح

ابراز المعانی اور مفردہ دو کتابیں قرات میں اور متعدد دیگر تصانیف یادگار چھوڑیں بیت نیلہ
میں شیخ الاقرا اور دار الاشرفیہ میں شیخ الحدیث کے مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔ کبار شیوخ
وائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ دو بدنصیب آدمی فتوے حاصل کرنیکے بہانہ سے آئے
اور حملہ کرکے آپ کو بضربات شدید مجروح کر دیا۔ بعد میں آپ سے باصرار درخواست
کیگئی کہ اسکی اطلاع حکام کو دیجائے مگر آپنے فرمایا میں نے اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔
نہایت متواضع منکسر المزاج اور تکلف سے متنفر بزرگ تھے۔ ۱۹ ار رمضان ۶۶۵ھ
کو انہیں ضربات کیوجہ سے دمشق میں شہادت پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن مالکؒ۔ امام العلامہ جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مالکؒ نحوی
جیانی اندلسی نزیل دمشق۔ علامہ شاطبیؒ وغیرہم سے قرات و عربیت کی تکمیل کی عربیت
میں امام و مجتہد اور یگانہ عصر تھے۔ حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور بڑے قادر الکلام
شاعر تھے۔ الفیہ۔ آپ کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ قرات میں آپنے ایک قصیدہ موسوم
حرز المعانی لکھا ہے جو دالیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ شاطبیہ کا اختصار
ہے۔ تعجب ہے ۶۷۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ؎۱

---

؎ ابو العباس احمد بن علی اندلسی متوفی ۶۳۰ھ۔ مجیب الدین ابو عبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی متوفی ۶۴۳ھ۔ علامہ
منتخب الدین حسین بن ابی العز بن رشید ہمدانی اسکندری متوفی ۶۴۳ھ امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن حسن بن محمد فارسی متوفی
۶۷۲ھ عماد الدین ابو الحسن علی بن یعقوب بن شجاع بن زہران موصلی متوفی ۶۸۲ھ اور تقی الدین یعقوب بن بدران جرائدی
متوفی ۶۸۸ھ میں سے ہر ایک نے شاطبیہ پر اور عبد الظاہر بن نشوان رومی متوفی ۶۴۹ھ نے عنوان پر شرح لکھی۔ علامہ
ابن ابی المکارم احمد بن محمد بن طاہر متوفی ۶۵۰ھ نے المبہرہ فی العشرہ۔ اور المجہر فی العشر منظوم۔ اور موفق الدین ابو العباس احمد
ابن یوسف کواشی موصلی متوفی ۶۸۰ھ نے المواقیت فی القرات تالیف کی۔

# آٹھویں صدی

آٹھویں صدی میں پچاس سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ اکثر مقلدانہ اور عربیت کے قیاس سے مملو ہیں۔ ان میں سے نصف شاطبیہ پر ہیں۔ (۱) شروح (۲) خلاصے۔ اور (۳) تکملے۔

جعبری ؒ۔ امام العلامہ برہان الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل جعبری ؒ۔ علامہ ابو شامہؒ وغیرہ محققین کے شاگرد علامہ ابوبکر بن جندی ؒ کے شیخ اور حضرت محقق ؒ کے شیخ الشیخ ہیں۔ اپنے وقت میں قرات و عربیت کے امام اور تمام علوم میں فاضل تھے۔ کثیر التصانیف علامہ ہیں۔ صرف قرات میں احکام الہمزہ لہشام ؒ و حمزہ ؒ۔ الشرعۃ فی السبعۃ۔ نزہۃ البررۃ فی العشرہ نہج الابانۃ فی الثلثہ منظوم خلاصۃ الابحاث فی شرح نہج الابات رسالۂ شواذ اور شاطبیہ پر بہترین شرح۔ سات کتابیں لکھیں۔ شرح ۶۹۱ھ میں لکھی گئی اور تمام سابق شروح سے فائق۔ محققانہ اور وجوہ صحیحہ کی حامل ہے۔ لغوی اور نحوی تحقیقات کے بعد باعتبار فن ایسے ایسے نکات و فوائد بیان کیے ہیں جو جعبری کا حصہ تھا اور اسے دیکھکر کہنا پڑتا ہے۔ کم ترک الاولون للآخرین۔ بعد کی تمام شروح زیادہ تر اسی سے ماخوذ ہیں۔ اور اکثر مصنفین نے اس سے اکتساب کیا ہے۔ آپکی دیگر تالیفات بھی اسی رنگ کی ہیں ۷۳۲ھ میں بلدۂ خلیل میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن بارزی ؒ حموی شافعی قاضی حماۃ امام ابوالمعالی ؒ کے شیخ اور محقق ؒ کے شیخ الشیخ ہیں۔ شاطبیہ پر شرح ادا الشرعۃ فی السبعہ تالیف کی جو نہایت عمدہ بدیع الترتیب کتاب ہے۔ فرش جداگانہ درج نہیں کیے۔ بلکہ ابواب اصول میں بیان کیے ہیں ۷۳۸ھ میں حماۃ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ابن وجیہؒ**۔ امام العلامہ نجم الدین ابو محمد عبداللہ بن عبد المؤمن بن وجیہ واسطی۔ امام ابو العباسؒ بن محروق واسطی کے شاگرد اور امام ابو المعالی کے شیخ ہیں۔ **کفایہ** منظوم الکنز اور المختار۔ عشرہ میں لکھیں۔ کنز نہایت عمدہ کتاب ہے جسمیں تیسیر دانی اور ارشاد قلانسی کو جمع کیا ہے۔ شوال ۷۴۰ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**دیوانیؒ**۔ امام العلامہ ابو الحسن علی بن ابی محمد بن ابی سعد دیوانیؒ واسطی نے روضۃ التقدیر فی الخلف بین الارشاد والتیسیر اور **جمع الاصول فی المشہور المنقول** دو زبردست قصیدے لکھے ۷۴۳ھ میں واسط میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ابو حیانؒ**۔ امام العلامہ شیخ النحاۃ والمحدثین اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن علی ابن یوسف بن حیانؒ غرناطی اندلسی ۶۵۴ھ میں غرناطہ کے قصبہ مشخارش میں پیدا ہوے۔ پانسو شیوخ سے علم حاصل کیا۔ شیخ القراء ابو محمد مرلوطیؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں ۶۷۹ھ میں دنیائے اسلام کا سفر کیا۔ اور پھر مصر میں سکونت اختیار کرلی۔ عربیت لغت اور قرات وحدیث کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی ہے۔ قراء ثمان کی قرات میں جدا جدا رسالے (النافع۔ الاثیر۔ مورد القمر۔ مزن الہامر۔ روض الباسم۔ الرمزہ تقریب النسائی اور غایۃ المطلوب) اور عقد اللالی فی السبع العوالی۔ زبردست قصیدہ شاطبیہ کے وزن ورَوی پر تصنیف کیا جسمیں موزہیں پر تین اور تیسیر پر بہت سی زیادات بیان کی ہیں۔ ان کے سوا پچاس سے زیادہ کتابیں مکمل اور بعض ناتمام دیگر علوم پر لکھیں۔ اسی برس سے زیادہ علوم کی خدمت کر کے بعمر ۹۱ سال ۲۸ صفر ۷۴۵ھ کو قاہرہ میں وفات پائی اور باب النصر سے باہر مقبرہ صوفیہ میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

**ابن جندی** رحمۃ اللہ علیہ۔ امام العلامہ سیف الدین ابو بکر عبد اللہ بن ایدغدی بن عبد اللہ شمسی قاہری مصری۔ علامہ جعبری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور محقق رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں قراءت کے ماہر اور جامع العلوم و فاضل بزرگ تھے۔ **بستان** ثلثہ عشرہ میں اور شاطبیہ کی شرح جعبری رحمۃ اللہ علیہ پر مزید شرح لکھی جسمیں جعبری رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح کی ہے بڑے اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ شوال ۷۶۹ھ میں قاہرہ میں وفات پائی جب کہ محقق آپ سے بمضمن کتب متعددہ قرآن پڑھ رہے تھے اور سورہ نحل میں اللہ تعالےٰ کے قول اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ تک پہونچے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ [۱]

---

[۱] علامہ ابو محمد عبد الواحد بن محمد بن علی باطی مالکی اندلسی متوفی ۷۰۵ھ نے تیسیر دانی پر۔ علاؤ الدین علی بن احمد متوفی ۷۰۶ھ۔ ابن الخطیب یوسف بن ابی بکر بیت الابارینی متوفی ۷۲۵ھ۔ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الولی بن جبارہ مقدسی متوفی ۷۲۸ھ (احتمالات جیسی پر ضخیم کتاب ہے) ابن ام قاسم بدر الدین حسن بن القاسم مرادی مصری متوفی ۷۴۹ھ شہاب الدین احمد بن یوسف حلبی متوفی ۷۵۶ھ۔ الشریف عبد اللہ بن احمد بن حسین متوفی ۷۷۶ھ اور تقی الدین عبد الرحمن بن احمد واسطی متوفی ۷۸۱ھ نے شاطبیہ پر شروح لکھیں۔ علامہ ابو الحسن علی بن عمر بن ابراہیم کتانی قیجاطی اندلسی متوفی ۷۳۰ھ نے شاطبیہ پر التکملۃ المفیدۃ لکھا جسمیں تبصرہ مکی ابن شریح کی کافی اور اہوازی کی وجیز سے زیادات نظم کی ہیں (آپ ہمارے سلسلہ کے شیخ ہیں) علامہ فخر الدین احمد بن علی بن احمد معروف بابن فصیح ہمدانی متوفی ۷۵۵ھ نے تکملۃ النظیریہ (ابو حیان تعریف کرتے ہیں) عبد الصمد تبریزی متوفی ۷۶۵ھ نے اختصار شاطبیہ قاضی امین الدین عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی حنفی متوفی ۷۶۸ھ نے خلاصہ شاطبیہ موسومہ العقد الجلاء۔ اور عمدۃ الخلف فی اختیار خلف رحمۃ اللہ علیہ۔ اور ہدایۃ الاختصار فی قراءۃ ابی عمرو تین کتابیں۔ ابو جعفر احمد بن حسن مالقی نحوی متوفی ۷۲۸ھ نے لذۃ السمع فی السبعہ۔ ابن امام التحی ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن علی بن ہمام متوفی ۷۴۵ھ نے علم الاہتداء۔ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان مقدسی بکری شامی متوفی ۷۸۱ھ نے النجوم الزاہر فی السبعہ۔ شیخ طاہر بن عرب شاہ ابن احمد اصبہانی متوفی ۷۸۶ھ نے قصیدہ طاہریہ فی العشر اور قصیدہ اختلاف آیات میں۔ زین الدین سرحا ابن محمد ملطی متوفی ۷۸۸ھ نے احکام سبعہ۔ اور نہایت الجمع فی السبعہ۔ علامہ نور الدین ابو البقاء علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن الحسن القاصح عذری بغدادی متوفی ۸۰۱ھ نے شاطبیہ پر طویل شرح موسومہ سراج القاری۔ اور مصطلح الاشارات فی الثلثہ عشر العلویۃ فی السبعہ منظوم۔ شرح العلویہ۔ قرۃ العین فی الفتح والامالۃ وبین اللفظین ۵ کتابیں لکھیں جو عربیت سے مملو ہیں۔

# نویں صدی

نویں صدی میں تیس ۳۰ سے زیادہ کتابیں مرقوم ہوئیں۔ افسوس کہ بغداد سے سلسلہ بند اور اندلس سے قطعاً مسدود ہو گیا۔

محقق ؒ امام العلامہ قدوۃ المجودین شیخ القراء والمحدثین محقق بلانزاع مجدد زمان شمس الدین والملۃ شیخ الاسلام ابو الخیر محمدؒ بن محمدؒ بن محمدؒ بن محمدؒ بن علی بن یوسف الجزریؒ دمشقی ثم الشیرازی شافعیؒ ۲۵ رمضان سنہ ۷۵۱ھ شب شنبہ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن شریف حفظ کیا پھر علوم ابتدائی کی تحصیل کی پھر قرات سبعہ افراداً پڑھ کر سنہ ۷۶۸ھ میں جمع پڑھی۔ پھر حج کیا اور سنہ ۷۶۹ھ میں مصر گئے۔ وہاں کے شیوخ سے پہلے عشرہ پھر اثنا عشرہ اور پھر ثلٰثہ عشرہ پڑھیں۔ پھر دمشق و قاہرہ و اسکندریہ وغیرہ کے شیوخ سے حدیث و فقہ وغیرہ کی تکمیل کی اور متعدد مرتبہ قرات پڑھیں سنہ ۷۸۵ھ تک تمام شیوخ نے مجاز کر دیا۔ صرف قرات کے شیوخ چالیس کے قریب ہیں اور اسی زمانہ سے پڑھانا شروع کیا۔

سنہ ۷۹۳ھ میں شام کے قاضی مقرر ہوئے پانچ سال کے بعد مصری سلطنت سے بگاڑ ہو گیا اور آپ روم چلے گئے سنہ ۷۹۸ھ سے سنہ ۸۰۵ھ تک سلطان بایزید کے یہاں وصیہ میں بڑی عزت کیساتھ رہے تیموری فتنہ پر آپ کو امیر مذکور کے ساتھ ماوراء النہر جانا پڑا۔ سنہ ۸۰۷ھ میں تیمور کے انتقال پر خراسان گئے۔ ہراۃ و یزد و اصفہان میں تھوڑے تھوڑے عرصہ ٹھہر کر شیراز میں مقیم ہو گئے۔ پیر محمدؒ والی شیراز کے اصرار سے کچھ عرصہ قضا کی خدمت باکراہ انجام دی ایک مدرسہ دار القراء نام قایم کیا جسمیں قرآن و قرات کی تعلیم ہوتی تھی سنہ ۸۲۲ھ میں مکہ مکرمہ پہونچے اور دو سال کے قریب حرمین میں مقیم رہے۔ اسکے بعد شیراز چلے گئے

اور تاحیات وہیں رہے۔ اصول قرأت۔ التجبیر علی التیسیر الدرہ علی الشاطبیہ دونوں ثلثہ میں۔ الطیبہ فی العشرہ منظوم۔ غایۃ المہرہ فی الزیادۃ علی العشرۃ قرأت شاذہ منظوم النشر کبیر فی العشرۃ دو ضخیم جلدوں میں۔ اور التقریب النشر (یعنی خلاصۂ نشر) مقدمہ تجوید میں اور الاہتدا فی الوقف والابتداء۔ طبقات القراء صغریٰ اور کبریٰ۔ بارہ کتابیں صرف قرأت میں اور متعدد کتابیں حدیث وتفسیر و نحو وغیرہ دیگر علوم میں تالیف کیں چنانچہ حصن حصین (جو دعاء ماثورہ کی نہایت نادر مخصوص اور عجیب کتاب ہے) المصابیح پر تین جلدوں میں شرح اور الجوہرہ نحو میں مشہور ہیں۔ ۵۔ ربیع الاول ۸۳۳ھ کو جمعہ کے دن دوپہر کے وقت بعمر ۸۲ سال ستر سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن و علوم شرعی کی خدمت کرکے شیراز میں وفات پائی اور دار القراء میں دفن ہوئے۔ علماء خواص وامراء و شرفا کا جنازہ کیسا تھا اتنا ازدحام تھا کہ جنازہ تک پہونچنا اور اُس کا چھونا ممکن نہ تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تمام تصانیف محققانہ ہیں۔ نشر کبیر میں تو کمال کیا ہے۔ ہر اختلافی مسئلہ کی ایسی چھان بین کی ہے کہ اس سے فوق ممکن نہیں۔ تیسری صدی سے آٹھویں صدی تک کی تمام تصانیف سے حوالے نقل کئے ہیں اور مذہب منصور بتایا ہے اور ہر جگہ قلت کہکر رائے دی ہے۔ جو تقریبا حق وصواب اور درست ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ یہ کہ دو صدیوں سے جو مقلدانہ رنگ چڑھا ہوا تھا اُسکو دُور کیا اور شاطبیہ کے متاخرین شارحوں نے عربیت اور رسم کی بنا پر بلا مساعدت نقل جو وجوہ ضعیفہ ردیہ بیان کردی تھیں اُن کی تردید کردی۔ خود فرماتے ہیں "یہ کتاب قراأت عشرہ کے لیئے نشر ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ علم مرگیا اُس سے کہدو کہ نشر سے زندہ ہوگیا۔" یہ مبالغہ

نہیں واقعہ ہے کاش آپ کے بعد کوئی اور ایسا ماہر پیدا ہوتا۔ بعد کے تمام مؤلفین ومصنفین کا بڑا ماخذ نشر اور اسکی تحقیق پر ہر شخص کا اعتماد ہے۔

## دسویں صدی

دسویں صدی میں علماء مصر نے پندرہ کتابیں لکھیں۔

علامہ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی شافعی قاہری مصری ۸۴۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے تحصیل سے فارغ ہوکر ۸۶۹ھ میں حج کیا۔ پھر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ کثیر التصانیف علامہ ہیں کہتے ہیں کہ چار سو کتابیں لکھیں مشہور ومتداول تفسیر جلالین آپکے اور آپکے استاذ علامہ جلال الدین محلی کے نام سے

---

۱ کمال الدین احمد شمنی متوفی بعد ۸۶۰ھ نے اختصار ہمدانی کو فوائد منظریہ کے نام سے نظم کیا۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن سعید یمنی شرعی متوفی بعد ۸۲۰ھ نے شاطبیہ پر تکملہ قرات ثلثہ میں۔ اسمعیل بن اسحاق لاذقی متوفی ۸۲۰ھ نے مسند القرات۔ محمد ابن محمد بن عرفہ ورغمی تونسی مالکی متوفی ۸۲۳ھ نے قرات یعقوب منظوم۔ مولی شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی ۸۳۴ھ نے جعبری پر حاشیہ۔ شہاب الدین احمد بن حسین رملی مقدسی متوفی ۸۴۴ھ قرات ثلثہ اور قرات زائد علی العشرۃ دونوں منظوم۔ شمس الدین محمد بن خلیل بن القباقبی متوفی ۸۴۹ھ ایضاح الرموز اربعہ عشر میں۔ برہان الدین ابراہیم بن محمد کرکی مقری شافعی متوفی ۸۵۳ھ نے آلہ فی معرفت الوقف والامالۃ۔ نکات علی الشاطبیہ حل الرمز فی وقف حمزہ وہشام علی الہمز۔ زین الدین عبدالباسط بن احمد مکی متوفی ۸۵۴ھ نے غایۃ المطلوب فی قراءۃ ابی جعفر وخلف ویعقوب۔ علامہ ابوبکر احمد بن محقق ابن جزری۔ اور شیخ زین الدین عبدالدائم ازہری متوفی ۸۶۰ھ اور شیخ ابوالقاسم محمد نویری مالکی متوفی ۸۵۷ھ نے شرح الطیبہ۔ برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی متوفی ۸۸۵ھ نے الضوابط والاشارات۔ جو نہایت عمدہ اور مختصر کتاب ہے اور کفایہ فی قراءۃ ابی عمرو۔ شمس الدین ابوالعباس احمد بن اسمعیل کورانی متوفی ۸۹۳ھ نے جعبری پر حاشیہ موسومہ عبقری۔ محقق کے کسی شاگرد نے شرح الدرہ۔ علامہ سراج الدین ابوحفص عمر بن القاسم بن محمد انصاری معروف بالنشار شیخ علامہ قسطلانی نے البدور الزاہرۃ فی العشرۃ المتواترہ۔ المکرر فی السبعہ۔ البدر المنیر شرح تیسیر دانی۔ القطر المصری فی قراءۃ ابی عمرو بصری۔ چار کتابیں لکھیں چاروں وجوہ ضربی حسابی اور وجوہ ردیہ کی حامل ہیں۔

منسوب ہے۔ اتقان فی علوم القرآن اور تفسیر درمنثور معرکۃ الآرا تصانیف ہیں۔
علّامہ نے شاطبیہ پر شرح اور امام ابن کثیرؒ کی قراءۃ میں ایک رسالہ موسومہ الدر النثیر تالیف کیا۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ شہاب الدین ابوالعباس احمدؒ بن محمدؒ بن ابی بکر قسطلانیؒ شافعی مصری ۸۵۲ھ قاہرہ میں پیدا ہوئے کبار علماء سے تحصیل علم کی۔ قراءات وحدیث وتفسیر وفقہ وتاریخ کے بڑے محقق امام تھے۔ بخاری کی مشہور شرح۔ اور سیرۃ نبوی پر مواہب لدنیہ آپکی مشہور کتابیں ہیں۔ شاطبیہ پر ایک عمدہ شرح کنز فی وقف حمزہؒ وہشامؒ علی الہمز۔ اور لطائف الاشارات بفنون القراءات تین کتابیں قراءات میں لکھیں۔ موخر الذکر ضخیم اور عظیم النفع کتاب ہے جسمیں قراءۃ کے ہر مسئلہ کی بحث کیگئی ہے ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ شیخ الاسلام قاضی المسلمین شیخ القراء والمحدثین زین الدینؒ ابو یحییٰ زکریا ابن محمد خزرجی انصاری۔ ازہری۔ قاہری مصری شافعیؒ۔ حدیث وتفسیر اور قراءات کے شیخ یگانۂ روزگار اور امام منفرد تھے۔ اسوقت قراءات اور صحاح ستہ روئے زمین پر آپکی سند سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں محقق کے ایک واسطہ سے شاگرد ہیں قرۃ العین ابن القاصح کا خلاصہ اور مقدمہ پر شرح لکھی اور حدیث پر بڑی اہم تالیفات یادگار چھوڑیں ۹۲۶ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ [1]

[1] جمال الدین حسینؒ بن علی الحنفی مصری متوفی ۹۶۴ھ نے شاطبیہ پر شرح موسومہ الغایۃ اور الجوہرۃ فی العشر اور الغرۃ شرح درۃ اور کشف عن احکام ہمز فی الوقف اور کفایۃ المحررۃ منظوم اور تحفۃ البررۃ دونوں عشرہ میں چھ کتابیں اور علامہ محمد عمری عدوی متوفی قبل ۱۰۰۰ھ نے قراءات ثلثہ منظوم شاطبیہ کے وزن روی پر اور اسکی شرح اسی زمانہ کے کسی اور عالم نے شرح درہ لکھکر سلطان محمد خان کی نذر کی۔

# گیارہویں صدی

گیارہویں صدی میں صرف ایک کتاب لکھی گئی۔ اور افسوس کہ کل دنیا میں یہ سلسلہ ضعیف ہو گیا۔

**مُلّا علیؒ۔** امام العلامہ نور الدین علیؒ بن سلطان محمد قاری ہروی حنفی نزیل مکہ معظمہ۔ ہراۃ میں پیدا ہوئے۔ مشاہیر و اکابر علمائے وقت سے تحصیل علم کی حتیٰ کہ فاضل اجل اور ماہر بے بدل بن گئے۔ مستقل کتابیں اور متعدد کتابوں پر شروح لکھیں جو سب محققانہ کثرت فوائد اور تفصیل کے لحاظ سے بیحد نافع ہیں۔ احناف آپکو مجدد خیال کرتے ہیں۔ شاطبیہ پر بسط و تحقیق کیساتھ نہایت اعلیٰ شرح معروف بہ ملّا علی لکھی جسکا ماخذ سخاویؒ۔ ابو شامہؒ جعبریؒ وغیرہ کی شروح ہیں اور جابجا معتبر متون سے حوالے دیئے ہیں۔ مصنفین کی لغزشوں کی اصلاح کی ہے۔ ہر شعر کی لغوی اور نحوی تحقیق کی بعد باعتبار فن اسکا مالہ و ما علیہ کہا ہے۔ اسیطرح مقدمہ جزریہ پر المنح الفکریہ لکھی ۱۰۱۴ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ [۱]

# بارہویں صدی

بارہویں صدی میں علمائے مصر نے دو بینظیر کتابیں لکھیں جنکا ماخذ النشر کبیر ہے اور جو کمی تعداد کا نعم البدل ہیں۔

**البنّاؒ۔** امام العلامہ شیخ احمدؒ بن محمدؒ بن احمدؒ بن محمدؒ بن عبد الغنی دمیاطیؒ شافعی نقشبندی

---

[۱] سیف الدینؒ بن عطاء اللہ بصیر متوفی بعد ۱۰۰۰ھ نے سورہ کوثر سے المفلحون تک وجوہ وقف پر ایک رسالہ موسوم لؤلؤ المکنون تالیف کیا۔

مصر کے قصبہ دمیاط میں پیدا ہوئے۔ وہیں قرآن حفظ کر کے تحصیل علوم کی۔ پھر قاہرہ آگئے اور علامہ سلطان مزاحیؒ اور علامہ نور الدینؒ ابو الضیاء علی شبراملسیؒ تلمیذ شیخ القراء مولانا شیخ عبد الرحمٰنؒ ابن شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ یمنیؒ مصری سے قرات و فقہ پڑھی۔ ان دونوں بزرگوں اور علامہ نور الدین اجہوریؒ وغیرہ علمائے سے حدیث پڑھی ۱۰۸۲ھ میں حج کیا اور علامہ برہان الدینؒ کورانی سے حدیث پڑھی مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ پھر دمیاط گئے۔ اور وہاں اتحاف فضلاء البشر بالقرات اربعۃ عشر لکھی سیرۃ حلبیہ کا خلاصہ کیا اور علامات قیامت پر ایک رسالہ لکھا۔ پھر دوسرے حج کو گئے وہاں سے یمن پہونچے۔ سیدنا احمد بن عجیلؒ فقیہ سے طریقہ نقشبندیہ اور حدیث مصافحہ حاصل کی۔ پھر واپس ہو کر بلب دریائے شور ایک قریہ موسومہ عزبۃ البرج میں عرصہ تک گوشہ نشین رہے پھر تیسری مرتبہ حج کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور تین روز بعد محرم ۱۱۱۷ھ میں وہیں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اتحاف نہایت عمدہ کتاب ہے کہیں جو ہدیہ بیان نہیں کیں اور نہ طوالت سے کام لیا۔ تحقیق و اختصار کو ہر جگہ مرعی رکھا ہے۔ مگر اسمیں قرات نشر کے طرق پر بیان ہوئی ہیں۔ طرق تیسیر و شاطبیہ پر نہیں ہیں۔ اتحاف عام طور پر متداول کتاب ہے اور اس سے ہمیں قرات عشرہ متواترہ کے علاوہ امام ابن محیصنؒ سہمی کی۔ خواجہ حسن بصریؒ۔ امام اعمشؒ کوفی اور علامہ یزیدیؒ کی قرات کا مکمل طور پر علم ہوتا ہے۔ طلباء یاد رکھیں کہ جن الفاظ کی روایت میں یہ ائمہ اربعہ متفرد ہیں انکے شذوذ پر اجماع ہے۔ ان کو قرآن میں پڑھ نہیں سکتے مگر جن حروف میں ائمہ عشرہ میں سے کوئی انکے ساتھ ہے وہ بلاشبہ صحیح و متواتر ہیں۔

سیدالعلامہ سید علی نوری الصفاقسی مصریؒ۔ باوجود تجسس و تلاش کے مجھے آج تک علامہ کا ترجمہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپنے قرات شیخ القراء محقق عصر

محمد بن محمد الافرانیؒ مغربی سوسی متوفی ۱۱۸۰ھ تلمیذ شیخ القراء مولانا عبدالرحمن بن شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ یمنیؒ سے مصر میں پڑھیں۔ اور غیث النفع فی السبعہ تالیف کی۔ آپ کی کتاب متداول اور آپ کی فضیلت و جلالت کا بین ثبوت ہے۔ بمصداق ع۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

غیث النفع۔ طرق تیسیر و شاطبیہ پر بدیع الترتیب کتاب ہے۔ ابواب اصول مقرر نہیں کئے۔ اہل مغرب و مصر قرآن کو ساٹھ احزاب پر تقسیم کرتے ہیں (ایک حزب بقدر نصف سیپارہ کے ہوتی ہے) اور پھر ہر حزب کے چار حصے کرکے اسکو ربع حزب اور مقرء کہتے ہیں۔ سیدؒ نے پہلے ہر مقرء کے اختلاف فرشی اور اصولی درج کئے ہیں۔ اور سوائے بعض آسان اور کثیر الدور اصول کے کوئی اصولی اختلاف باقی نہیں چھوڑا۔ اس کے بعد اسکے تمام کلمات ممال پھر مدغم صغیر و کبیر بیان کئے ہیں۔ اور پھر حسب ضرورت اہم تنبیہات اور ضروری فوائد درج ہیں۔ اور کہیں طرق تیسیر و شاطبیہ سے عدول نہیں کیا۔ دانیؒ و شاطبیؒ بھی بعض جگہ طریقہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ مگر سیدؒ نے اسکی تقلید بھی نہیں کی حتیٰ کہ وجوہ مشہورہ صحیحہ خلاف طریقہ بھی نہیں لیں۔ اور معدودے چند مقامات کے سوا جو کچھ بیان کیا ہے وہ حق و صواب ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ نشر کے بعد اس پایہ کی محققانہ کتاب اور نہیں لکھی گئی۔ اور علامہ سید بڑا محقق۔ فاضل۔ ماہر فن۔ نقاد اور علامۂ روزگار تھا۔ بارہویں صدی میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تیرھویں صدی سے امت ابن القاصح عذری اور النشار کی تحقیق پر قناعت کئے ہوئے سوتی ہے۔

# فصل چہاردہم خاص اشارات و اصطلاحات

اس کتاب میں مدنی سے امام نافعؒ۔ مکی سے امام ابن کثیرؒ۔ اور حرمی سے یہ دونوں حضرات بصری سے امام ابوعمروؒ شامی سے امام ابن عامرؒ۔ اور کوفیین سے باقی ائمہ ثلثہ مراد ہیں[۱] حضرات رواۃ اور شیوخ طرق کا نام اسی عرف سے لیا جائیگا جو اوپر بیان ہوا۔ امام کسائیؒ کی قراءۃ سے دوری کا باضافت ذکر ہوگا لیکن جہاں امام ابوعمروؒ کے ساتھ کسائیؒ کے دوریؒ شریک ہیں وہاں قید نہیں لگائی جائیگی کیونکہ اس حالت میں کوئی التباس نہیں ہے۔

شیوخ سلسلہ اور حسب تصانیف ائمہ کا حوالہ اسی عرف سے آئیگا۔ جوتھی اور تیرہویں فصل میں ہر بزرگ کے نام سے قبل مذکور ہوا۔ ان کے علاوہ حضرات ائمہ کرام کے متعدد دیگر شاگردوں اور ان مشائخ کرام کے اقوال سے اقتباس کیا گیا ہے جو حسب تصانیف ائمہ کے شیخ یا شاگرد اور اپنے اپنے وقت میں شیخ القراء تھے اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں کہ ناظرین سے ان سب کا تعارف کرایا جائے۔ انشاء اللہ العزیز طبقات القراء میں اسکی تلافی کیجائیگی۔

عربی زبان میں اس فن کے متعلق متعدد ایسی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں جنکا اردو میں رواج نہیں ہے مثلاً اگر کسی امام یا راوی کیلئے کسی حرف میں دو یا زیادہ قراءتیں ہوں تو وہ اس امام و راوی کا نام لکھکر اگر ایک ہو بخلافٍ عَنْہُ اور اگر دو ہوں بخلافٍ عَنْہُمَا اور اگر زائد ہوں بخلافٍ عَنْہُم کہدیتے ہیں اور اس سے مطلب مفہوم و واضح ہو جاتا ہے۔ اردو میں ہمارے پاس اسکی تعبیر کے لیئے موزوں الفاظ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نے اصول میں ایسے حروف کیساتھ ان حضرات کے لیئے جن کیلئے صرف ایک قراءۃ ہو بلاخلاف لکھکر اور ایک سے زائد قراءتوں والوں کیواسطے بخلاف لکھا ہے اور باب الفرش میں پہلے ان حضرات کا نام لکھکر جنکو خلاف ہو بخلاف کہا ہے پھر ان بزرگوں کا نام لیا ہے جنکو خلاف نہو اور بلاخلاف نہیں لکھا۔ اور دونوں اقسام میں اگر حسب

[۱] یہ اصطلاح اختلاف مذاہب کے بارے میں ہے اعداد آیات کے بیان میں مدنی اور مکی وغیرہ کے اور معنی ہیں جسکو ہم دوسری جلد کے شروع میں بیان کرینگے۔ ۱۲

ذو قراءتین ایک رنگ ہوں تو بخلاف اگر دو ہوں تو دونوں بخلاف اور اگر تین ہوں تو تینوں بخلاف لکھا ہے

قراءت کے اکثر مسائل مقولۂ کیف سے اور سماعت و مشافہت سے تعلق رکھتے ہیں جیسے بین بین تسہیل۔ امالہ تقلیل۔ روم اشمام وقفی۔ اشمام بالحرف اشمام بالحرکت اور مد کی مقدار کشش وغیرہ۔ اور الفاظ میں ان کا بیان کرنا بحد دشوار ہے مگر پھر بھی حتی المقدور سعی کی گئی ہے کہ مقصد ذہن نشین ہو جائے اور اس کوشش میں بعض جگہ عبارت طویل اور بعض جگہ تکرار الفاظ ہو گیا ہے جو فصیح اردو لکھنے والوں کو شاید غیر موزوں معلوم ہو لیکن مقصد کے لحاظ سے مؤلف ایسا کرنے میں معذور ہے

ہمارے شیوخ وائمہؒ نے حصولِ قراءات کیواسطے محض سماعت کو کافی نہیں سمجھا جیسا کہ حدیث میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ شرط لگائی ہے کہ طالب سننے کے علاوہ شیخ کے روبرو اپنی زبان سے ادا بھی کر چکا ہو۔ کیونکہ حدیث میں مقصد معنی کا حصول ہے اور قرآن میں معنی کے علاوہ الفاظ کا ہیئت خاص سے ادا کرنا مقصود ہے۔ اسی بنا پر حافظ ابو العلاء ہمدانیؒ وغیرہ مطلقاً سماعت پر تلاوتِ قرآن کی اجازت نہیں دیتے اور یہی حق وصواب ہے۔

تجوید اور قراءت کا موضوع الفاظ قرآن ہیں۔ تجوید میں مخارج وصفاتِ حروف اور ان کے حالات متفقہ کی بحث ہوتی ہے اور قراءت میں احوال مختلف فیہ یعنی حذف واثبات۔ تحریک وتسکین مد وقصر فتح وامالہ تحقیق وتخفیف وغیرہ کی ہمارے اکثر شیوخ ابواب اصول میں صرف مختلف فیہ قواعد بیان کیا کرتے ہیں اور بعض بعض جگہ آخر میں احکام متفقہ بھی بتاتے ہیں۔ ہم نے ایسے مواقع میں احکام متفقہ بیان کر کے پھر مختلف فیہ درج کئے ہیں تاکہ مالہٗ اور ما علیہ واضح ہو جائے۔

جہاں باجماع سبعہ یا باتفاق سبعہ کہا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ما فوق سبعہ نے اختلاف کیا ہے۔ اور جہاں باجماع کہا ہے وہ جملہ ائمہ کا مذہب ہے۔ باجماع ناقلین سے اس امام اور راوی کے طرق کا اجماع مراد ہے جس کا مذہب بیان کیا جا رہا ہو۔ صحیح معمول اور ماخوذ سے جمہور اہل ادا کا مسلک مراد ہے

قرات کی کتابوں میں- واجب- لازم- جائز- مکروہ- ممنوع- وغیرہ الفاظ بکثرت آتے ہیں اس سے وہ فقہی معنے جسکے فعل یا ترک پر عقاب مترتب ہو مراد نہیں ہیں- اہل ادا کی اصطلاح میں ضروری غیر ضروری- معمول و غیر معمول کی جگہ ان کا اطلاق ہوتا ہے - 163

اس کتاب میں (معدودے چند الفاظ کے سوا) جو کچھ درج ہے وہ سب منقول ہے- عام باتیں بلا حوالہ بیان کی گئی ہیں مسائل اختلافی میں ائمہ کے اقوال حوالہ سے نقل کیئے ہیں - اور ہر مقولہ کی ابتدا و ختم پر قوسی نشان "" بنائے- ہیں - طویل اقوال مستقل ٹکڑوں (پیروں) میں درج ہیں- بلکہ بعض کئی کئی حصّوں میں ہیں- عموماً اقوال کا خلاصہ دیا ہے- بخوف طوالت اصل عبارت اور اسکا پورا ترجمہ نقل نہیں کیا- اقوال نقل کرنے میں میں نے حتی المقدور احتیاط برتی ہے اور زیادہ تر ماخذ حضرت محقق کی نشر ہے- اگر وہ اقوال نشر اور اسکے اصول میں پائے جائیں نام انکا وہ مطلب نہ ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو میری کم علمی اسکی وجہ ہے- ائمہ اس سے پاک و بری ہیں-

خاتمہ مقدمہ- حضرت شاطبیؒ کی بابرکت زبان سے میں بھی دعا کرتا ہوں-

| | |
|---|---|
| وَنَادَيْتُ اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ سَامِعٍ[1] | اَعِذْنِي مِنَ التَّسْمِيْعِ قَوْلًا وَّمَفْعَلَا |
| اِلَيْكَ يَدِيْ مِنْكَ الْاَيَادِيْ تَمُدُّهَا | اَجِرْنِيْ فَلَا اَجْرِيْ بِجَوْرٍ فَاَخْطَلَا |
| وَبِاللّٰهِ حَوْلِيْ وَاعْتِصَامِيْ وَقُوَّتِيْ | وَمَا لِيَ اِلَّا سِتْرُهٗ مُتَجَلِّلَا |
| فَيَا رَبِّ اَنْتَ اللّٰهُ حَسْبِيْ وَعُدَّتِيْ | عَلَيْكَ اعْتِمَادِيْ ضَارِعًا مُّتَوَكِّلَا |

اب اصل کتاب شروع کرتے ہیں- وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ-

---

[1] اور میں یہ دعا کرتا ہوں- یا اللہ اے بہترین سننے والے مجھے قول و عمل میں ریاکاری سے محفوظ رکھ- تیرے ہی رو برو ہاتھ پھیلاتا ہوں اور تیری بے شمار نعمتیں اسکا باعث ہیں مجھے پناہ دے تاکہ باطل و ظلم کیطرف نہ جاؤں اور کلام فاسد میں نہ پڑوں میری حرکت بہر دمہ اور قوت اللہ کی مدد پر موقوف ہے اور میرے لیئے اسکی شانِ ستاری موجب زینت ہے + اے میرے پروردگار ہر حال میں تو میرے لیئے کافی ہے اور حوادث سے میرا بچاؤ ہے- تجھی پر میں تضرع اور توکل کیساتھ بھروسہ کرتا ہوں-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا من لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظّٰلمین ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ من تبعھم الی یوم الدین۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی اٰمین

# باب اوّل در استعاذہ

اہل ادا قراءۃ قرآن شروع کرنے سے پہلے دعائیہ الفاظ پڑھنے کو استعاذہ کہتے ہیں اسکے متعلق چند امور بحث طلب ہیں۔

اول الفاظ تعوذ۔ تمام قراء کے نزدیک تعوذ میں الفاظ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مختار و معمول بہا ہیں اور یہی نص قرآنی کے موافق اور حدیث نبوی کے مطابق ہیں۔ ابن سوارؒ۔ اور قلانسیؒ نے ان پر اتفاق نقل کیا ہے۔ سخاویؒ جمال القرا میں کہتے ہیں "ان پر امّت کا اجماع ہے" دانیؒ کہتے ہیں حذّاق اہل ادا میں صرف یہی الفاظ مستعمل ہیں ان کے سوا اور نہیں" امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کے یہاں بھی یہی ماخوذ ہیں حضرت سلیمانؓ بن صرد سے بخاریؒ و مسلمؒ حضرت ابیؓ سے حافظ ابو یعلیؒ۔ امام احمدؒ۔ ابو داؤدؒ اور النسائیؒ حضرت معاذؓ بن جبل سے ترمذیؒ نے یہی الفاظ روایت کئے ہیں حضرت زر بن حبیشؒ کہتے ہیں "میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے قرآن پڑھتے ہوئے الفاظ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ پڑھے تو موصوف نے مجھے روک دیا اور کہا کہ اَعُوْذُ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو کیونکہ میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ الفاظ پڑھے تو حضور نے مجھے منع فرمایا — اور یہ الفاظ تعلیم فرما کر ارشاد کیا کہ اے اُمِ عبد کے بیٹے میں نے جبرئیلؑ سے اُنہوں نے میکائیلؑ سے اُنہوں نے لوحِ محفوظ سے یہی الفاظ سیکھے ہیں؟ لیکن .... تعوذ میں اُن الفاظ کا اضافہ اور کمی بھی جائز ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں[1]

دوم محل تعوذ۔ قراءۃ قرآن شروع کرنے سے پہلے بشرطیکہ ابتدا حقیقی ہو اعوذ پڑھنی چاہیئے خواہ ابتدا اوائل قرآن سے ہو یا درمیان قرآن سے۔ سورتوں سے ہو یا احزاب واعشار و آیات سے (یا بطریق اہل عجم رکوعوں سے) لیکن جب ابتدا حقیقی نہ ہو۔ مثلاً سورۂ ناس کے بعد بطریق مسنون دوسرا قرآن شروع کرے یا دور کے طریقہ پر کسی سورۃ وغیرہ کا اعادہ کرے تو وہ محل تعوذ نہیں ہے

مسئلہ۔ اگر قاری کسی غیر متعلق کام کے لئے قراءۃ قطع کرے اگرچہ وہ جواب سلام ہی کیوں نہ ہو تو تعوذ کا اعادہ کرنا چاہیے لیکن اگر وہ امر قراءۃ کے متعلق ہو یعنی شاگرد کچھ پوچھے یا استاذ کوئی بات بتائے یا اختتام سورۃ کی دعا ئے ماثورہ یا تکبیر پڑھے تو تعوذ کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوم حکم سر و جہر۔ جمہور اہل ادا کے نزدیک قراءۃ جہری میں جہراً اور قراءۃ سری

---

[1] مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (اصحاب سنن اربعہ۔ امام احمد۔ جامع البیان از اہل حرم و اہل عراق و اہل شام و اہوازی از ازرق و از مسلم از امام حمزہ و ابو عدی و حضرت انسؓ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اہوازی و ابو معشر وغیرہ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (جامع البیان از اہل مصر و اہل مغرب) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (خزاعی) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ہذلی) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (ابو داؤد) اور ان کے سوا جو مروی ثابت ہو۔

[2] مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ (ابو داؤد)

میں سراً تعوذ پڑھنی چاہیئے۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "افتتاح قرآن اور ابتداء قراءۃ میں خواہ پڑھنے کے لیئے ہو یا پڑھانے کیواسطے تمام قرآن میں تعوذ کے جہر سے پڑھنے کے خلاف مجھے اسکے سوا جو مدنیؒ حمزہؒ سے روایت کیا گیا ہے اہلِ اداء میں سے کسی کا قول نہیں ملتا" یہی محققؒ کہتے ہیں اور یہی معمول ہے۔ یہ حکم اُس تلاوت کا ہے جو نماز سے باہر ہو نماز میں قراءۃ جہری میں بھی تعوذ سراً[1] پڑھی جائے گی۔ کیونکہ تعوذ باجماع قرآن نہیں بلکہ دعا ہے جو کہ شیطان سے بچاؤ کے لیئے خدائے قدوس وقادر سے کیجاتی ہے۔ اور نماز کے اندر دعاؤں میں اِسرار واخفاء مسنون ہے۔ مسئلہ۔ تعوذ پر وقف کر کے ما بعد سے ابتداکرنی اور ما بعد سے تعوذ کو ملاکر پڑھنا دونوں[2] جائز ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

# باب دوم در بسملہ

سورہ براۃ کے سوا اور ہر سورۃ سے قراءۃ شروع[3] کرتے ہوئے تمام قراء بلا خلاف بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور وسط سُوَر یعنی آیات سے ابتداکرنیکی حالت میں

---

[1] اگر بغرض تلاوت نماز میں قرآن پڑھیں تو افتتاح کیوقت تعوذ جہراً پڑھ سکتے ہیں۔

[2] تعوذ و بسم اللہ کیساتھ چار صورتیں ہوسکتی ہیں جو سب جائز ہیں ۱۔ قطع کل یعنی دونوں پر وقف کر کے قراءۃ پڑھنی ۲۔ قطع اول وصل ثانی۔ یعنی تعوذ پر وقف کر کے بسم اللہ کو قراءۃ سے ملانا ۳۔ وصل کل یعنی تینوں کو ملاکر پڑھنا ۴۔ وصل اول قطع ثانی یعنی تعوذ کو بسم اللہ سے ملاکر بسم اللہ پر وقف کرنا پھر ما بعد کو پڑھنا اور بلا بسم اللہ دو صورتیں ہیں قطع اور وصل۔ اگر تعوذ کے بعد اسم جلالۃ ہو تو بعض شیوخ بنظر ادب وصل کو منع کرتے ہیں۔

[3] شروع عام ہے خواہ ابتدا حقیقی ہو یا حکمی قطع کے بعد ہو یا وقف کے اور یہی صحیح ہے ۱۲

قاری مختار ہے خواہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے یہی حکم سورہ براءۃ کی آیات کا ہے۔ لیکن اسکے شروع میں کسی امام نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ خواہ اُس سے ابتدا کریں یا اُسکو انفال سے ملائیں یا کسی اور سورۃ کے بعد پڑھیں۔ تاکہ اجماع ورسم کی مخالفت نہ ہو۔

بین السورتین۔ خواہ مرتبہ ہوں یا غیر مرتبہ۔ قراء سبعہ میں سے قالونؒ۔ مکیؒ۔ عاصمؒ

---

۵۱ علامہ دانیؒ وغیرہ جمہور مغربی قراء اجزاء سُوَر پر بسم اللہ نہیں پڑھتے اور حافظ ابوالعلاءؒ وغیرہ جمہور اہلِ عراق اجزاء پر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ ہمارے متاخرین شیوخ نماز میں علامہ دانیؒ کے مسلک پر اور خارج از صلوۃ اہل عراق کے مذہب پر عمل کرتے ہیں یہی ہمارے یہاں معمول ہے۔

۵۲ انفال اور براءۃ کے درمیان بسم اللہ کے حذف پر اجماع ہے۔ اور بحالت ابتدا بھی امام ابوالحسنؒ۔ ابومحمد مکیؒ اور ابن الفحامؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ محقق کہتے ہیں "متقدمین میں سے کسی کا قول اسکے خلاف نہیں پایا جاتا۔ البتہ بعض متاخرین نے بحالت ابتداء براءۃ پر بسم اللہ جائز کہی ہے" چنانچہ سخاویؒ کہتے ہیں "ابتداء براءۃ میں بسم اللہ پڑھنی قیاس کے مطابق ہے۔ کیونکہ حذف بسم اللہ یا اس وجہ سے ہے کہ یہ سورۃ حکم سیف کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔ یا اسوجہ سے کہ اسکے انفال سے علیحدہ مستقل سورۃ ہونیکا قطعی فیصلہ نہ ہوسکا پہلی شق کا تعلق ان لوگوں سے تھا جن کے حق میں آیت سیف نازل ہوئی تھی۔ ہم برکت کے لیے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور بحالت ثانی چونکہ اجزاء سُوَر پر بسم اللہ جائز ہے لہذا اس پر بھی جائز ہے" ابن شیطاؒ کہتے ہیں "براءۃ سے ابتدا کرنے کی حالت میں اگر تبرکاً بسم اللہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن انفال کے ساتھ پڑھتے ہوئے اس پر بسم اللہ پڑھنی بدعت وضلال۔ خرق اجماع اور مصحف کے خلاف ہے" محقق کہتے ہیں "ابتدا میں بھی خرق اجماع اور مصحف کے خلاف ہے اور رائے نص سے متصادم نہیں ہوسکتی۔ لہذا اتباع کے لیے عدم بسم اللہ اولیٰ ہے"

اور کسائیؒ بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور باقی ائمہ نہیں پڑھتے۔ان تارکین میں سے حمزہؒ پہلی سورۃ کا دوسری سورۃ سے وصل کرتے ہیں اور ورشؒ وبصریؒ وشامیؒ۔ سکتہ اور وصل دونوں جائز کہتے ہیں۔ سکتہ اولیٰ ہے اور یہ سکتہ بلاتنفس ہوتا ہے۔ پس اگر نفس قطع کردیا تو بسم اللہ پڑھنی پڑیگی شاطبیؒ نے ورشؒ کے لیئے بین السورتین بسم اللہ بیان کی ہے۔ یہ ابن ہلال کی نحاسؒ وازرقؒ

---

؎۱۔ فقہا بسم اللہ کی جزوئیت اور عدم جزوئیت کی بحث کرتے ہیں قراء کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ غالباً سب سے پہلے سخاویؒ نے اس مسئلہ کو کتب قراءۃ میں داخل کیا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "سورہ فاتحہ پر بسم اللہ کے متعلق سب قراء متفق ہیں۔ مکیؒ۔ عاصمؒ اور کسائیؒ اسکو فاتحہ اور ہر سورۃ کی ایک آیت اعتقاد کرتے ہیں اور حمزہؒ فاتحہ میں متفق ہیں۔ بصریؒ شامیؒ اور قالونؒ اور ان کے پیرو قراء مدینہ اسکو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے الخ" یہ سخاویؒ نے فقہا کا مسلک بیان کیا ہے نہ کہ قراء کا اور قالونؒ کے لیئے یہ کہنا کہ وہ بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے بے اصل ہے کیونکہ علامہ دانیؒ جامع البیان میں باسناد صحیح اسحاقؒ بن محمد مسیبیؒ سے جو امام نافعؒ کے اوثق واجل تلامذہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں "میں نے امام ممدوح سے قراءۃ بسم اللہ کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے مجھے اسکے پڑھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سبع من المثانی کی ایک آیت اور منزل من اللہ ہے" امام ابن مجاہدؒ نے کتاب السبعہ میں قاضی موسیٰ ابن اسحاقؒ کے واسطہ سے یہ نص اسی طرح روایت کی ہے۔ نیز اسحاقؒ بن محمد مسیبیؒ کہتے ہیں "ہم بحالت عرض اور نماز میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع میں اور بین السورتین بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے اور قراء مدینہ کا یہی مذہب تھا اور فقہاء مدینہ ایسا نہیں کرتے تھے" ہذلیؒ روایت کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے امام نافعؒ سے بسم اللہ کے بارہ میں پوچھا تو امام نے فرمایا "بسم اللہ کا جہر سنت ہے" امام مالکؒ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا "ہر علم کا مسئلہ اسکے اہل سے پوچھنا چاہیئے" ان نصوص صحیحہ کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ قالونؒ بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس فن کا اس بحث سے کوئی علاقہ نہیں اور نہ ائمہ سے جزوئیت اور عدم جزوئیت کے بارہ میں کوئی نص ہے۔ متاخرین نے فقہا کا مسلک اہل اداء کے مسلک سے مخلوط کردیا۔ اگر اہل اداء اسکے قائل ہوتے تو سورہ فاتحہ پر بہرحال اور براءۃ کے سوا ہر سورۃ کے شروع میں جب کہ اس سے قراءۃ کی ابتدا کیجائے اور قطع نفس کے بعد بین السورتین تارکین کے لیئے بسم اللہ پڑھنے کا متفقہ حکم نہ دیتے اور نہ اجزاء سور پر ان کے لیئے بسم اللہ پڑھنے کا اختیار ہوتا۔ حضرت محققؒ مذاہب فقہا نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں "قراءۃ کا اس مسئلے سے کوئی علاقہ نہیں مگر چونکہ شیوخ اسکو بیان کیا کرتے ہیں اسلیئے ہم بھی اپنی کتاب کو خالی نہیں رکھتے۔ پھر کہتے ہیں "ہم قراء میں سے کسیکو نہیں جانتے جس نے فاتحہ کے سوا بسم اللہ کو کسی سورۃ کی آیت گنا ہو" ماحصل یہ ہے کہ قراء کا اختلاف ادائی اور دیگر اختلاف قراءات کے مانند اسکی ہر وجہ حق وصواب ہے اور تارکین کے نزدیک بسم اللہ ہمزۂ وصل کے مانند ہے جو درج کلام میں ساقط اور ابتداء میں باقی رہتا ہے۔

سے روایت ہے اور ابن سیف نے ترک بسم اللہ روایت کیا ہے۔ ازرق ؒ سے دونوں صحیح وثابت ہیں پس ورش ؒ کیلئے بسم اللہ کی وجہ زیادات قصیدہ سے ہے اور یہی ابو محمد مکی کا مذہب ہے اور اسی کو ابن شریح مختار کہتے ہیں۔ علامہ ابو غانم اور علامہ ابو بکر اذفوی بھی ورش ؒ کیلئے بین السورتین بسم اللہ روایت کرتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ پر بہر حال اور سب کیلئے بسم اللہ پڑھی جائیگی خواہ اس سے ابتدا حقیقی ہو یا حکمی (یعنی سورۂ ناس کے بعد باتباع حدیث حال مرتحل اسکی تلاوت کریں) اہل نقل کا اسپر اجماع ہے۔

اگر کسی سورۃ کو بطریق دور مرۃ بعد مرۃ تلاوت کریں جیسا کہ اوراد میں کیا جاتا ہی تو قراء سے اس بارہ میں کوئی نص نہیں پائی جاتی محقق کہتے ہیں "بظاہر بسم اللہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ سورۃ ہر مرتبہ از سر نو شروع ہوتی ہے جیسے سورۂ ناس کے بعد فاتحہ۔ اور جعبری ؒ کے قول سے حکم کی عمومیت معلوم ہوتی ہے۔

مبسملین کی قرات میں بین السورتین ہر حال میں بسم اللہ پڑھنی چاہیئے اور اگر بغرض تلاوت تراویح یا نوافل میں قرآن پڑھیں تو ان کیلئے بسم اللہ کا التزام رکھیں اور قراۃ جہری میں بسم اللہ جہراً پڑھیں۔ (ورنہ روایت میں ایک سو بارہ ۱۱۲ آیات کی کمی رہ جائیگی) ہمارے تمام شیوخ کا یہی مسلک ہے۔

امام ابن مجاہد ؒ۔ ابن غلبون ؒ۔ ابو محمد مکی ؒ۔ ابو الحسن ؒ۔ اور مہدوی ؒ وغیرہ شیوخ نے۔ مدثر وقیامہ۔ انفطار و تطفیف۔ فجر و بلد۔ اور عصر و ہمزہ کے درمیان معنوی بشاعت کے خیال سے

---

لہ بصری ؒ وشامی ؒ کیلئے بھی بین السورتین بسم اللہ منقول وثابت ہی مگر طرق تیسیر وشاطبیہ سے نہیں ہی اور حمزہ ؒ کیلئے بین السورتین بسم اللہ کسی طریقہ پر مروی نہیں۔

سلہ محقق ؒ کہتے ہیں "اسمیں نظر ہے کیونکہ یہ ان فقہا کے مذہب پر صحیح ہو سکتا ہے جو بسم اللہ کو ہر سورۃ کی آیت شمار کرتے ہیں اور ہمنے جو کچھ بیان کیا وہ قراء کے مذہب پر ہے" فافہم۔

حمزہؒ کے لیئے سکتہ اور باقی تارکین کے لیئے بسم اللہ اختیار کرنا کہی ہی تیسیر و شاطبیہ میں ہی یہ وجہ درج ہے اور علامہ دانیؒ نے امام ابوالقاسمؒ و امام ابوالحسنؒ سے بسم اللہ پڑھی ہے مگر ائمہ سے یہ تفریق نہ نصاً منقول ہے نہ اداءً ماخوذ بلکہ یہ ان شیوخ کا استحسانی فعل ہی شیخ ابوالفتحؒ۔ ابو عبداللہؒ۔ ابوطاہر انصاریؒ اور طرسوسیؒ وغیرہ جمہور ائمہ عراق و مغرب اور عام اہل ادا ان میں اور دیگر سورتوں میں کوئی فرق نہیں کرتے چنانچہ دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ سے تارکین کے لیئے انکو حسب قاعدہ بحذف بسم اللہ پڑہا ہے اور یہی دانیؒ کے نزدیک مختار ہے اور یہی اکثر محققین کا مسلک و معمول ہے۔

مسئلہ۔ انفال و براءۃ کے درمیان۔ وصل و سکتہ اور وقف تینوں باجماع جائز ہیں۔ اور محققؒ کے نزدیک وقف مختار ہے۔

مسئلہ مبسملین کے لیئے بین السورتین وصل اول قطع ثانی ناجائز ہے۔ کیونکہ بسم اللہ ابتدا کے واسطے ہے انتہا کے لیئے نہیں۔ اور باقی تینوں[۲] صورتیں درست ہیں۔

# باب سوم ادغام اور اسکی قسمین

اہل ادا دو حرفوں کے بجائے دوسرے حرف کے مانند ایک حرف مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ کبیر اور صغیر۔ کبیر میں پہلا حرف متحرک ہوتا ہے اسکو تخفیفاً ساکن کر کے

[۱] حمزہؒ کے لیئے بین السورتین بسم اللہ اختیار کرنیکی کوئی صورت نہ تہی کیونکہ اُن سے کسی طریقہ میں بسم اللہ مروی نہیں
[۲] جعبریؒ اور سیدؒ قطع کل کو۔ ابو محمد مکیؒ قطع اول وصل ثانی کو اولیٰ کہتے ہیں۔ بعض متاخرین گیارہ سورتوں۔ فاتحہ۔ انعام۔ کہف۔ انبیا۔ سبا۔ فاطر۔ قمر۔ رحمن۔ حاقہ۔ علق اور قارعہ پر بوجہ ہمزۂ وصل قطع اول وصل ثانی کو اور باقی سب جگہ قطع کل کو اولیٰ کہتے ہیں اور اس جماعت نے سورہ محمد کو ہمزۂ وصل کے باوجود معنوی بشاعت کی وجہ سے دوسری شق میں رکہا ہے۔ اور بعض نے اسکو بہی پہلی قسم میں داخل کیا ہے۔ اور بعض اہل ادا نو سورتوں۔ محمد۔ قیامہ۔ عبس۔ تطفیف۔ بلد۔ بینہ۔ تکاثر۔ ہمزہ۔ اور تبت سے بسم اللہ کے وصل کو منع کرتے ہیں ہمارے شیوخ پڑہاتے ہوئے ہر جگہ بیشتر قطع کل پھر قطع اول وصل ثانی پھر وصل کل پڑہاتے تھے یہی میرا معمول ہے اور بحالت تلاوت قاری مختار ہے جو وجہ چاہے پڑہے۔

ادغام کرنے میں کثرت وقوع یا حرکت پر مؤثر ہو گئی ہے اسکو کبیر کہتے ہیں اور یہ قراء سبعہ میں سے بصریؒ[۱] کا مذہب ہے۔ اور صغیر میں مدغم پہلے سے ساکن ہوتا ہے۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں واجب اور جائز۔ واجب متفق علیہ ہے اور جائز مختلف فیہ۔ فن قراءۃ میں اسی کی بحث ہوتی ہے اور ہر قسم کا ادغام تخفیف کے لیئے کیا جاتا ہے اور اسکا سبب تماثل یا تجانس و تقارب ہوتا ہے۔

ادغام واجب تجوید سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکا اصول یہ ہے کہ جہاں ایک کلمہ یا دو کلمات میں مثلین[۲] جمع ہو جائیں اور انمیں سے پہلا حرف ساکن ہو جیسے يُوَجِّهْهُ يُدْرِككُّمُ۔ وَاضْرِب بِّهٖ۔ رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ۔ قَد دَّخَلُوا۔ اِذْ ذَّهَبَ۔ قُل لَّكُمْ۔ هَل لَّكُمْ۔ هُم مِّنْ۔ عَن نَّفْسٍ[۳]۔ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ وغیرہ تو حرف مد کے سوا اسکا باجماع ادغام ہوتا ہے اور اگرچہ ادغام مثلین میں تلفظ کے اندر کوئی فرق نہیں ہوتا مگر زبان حرف مشدّد کے واسطے مرۃ واحدۃ اٹھکر بلا فصل تلفظ کرتی ہے فصل کرنا لحن ہے جس سے فک ادغام ہو جاتا ہے جو جائز نہیں۔ اور اگر مثلین میں سے پہلا حرف مدہ ہو جیسے قَالُوْا وَهُمْ۔ فِىْ يَوْمٍ تو باجماع اظہار ہوتا ہے۔

مَالِيَهْ هَلَكَ۔ (حاقہ) کی پہلی ھا۔ ھاء سکتہ ہے جو وقفاً اظہار یا کے لیئے لائی گئی ہے۔ بہتر ہے کہ اُسپر وقف یا وقفہ لطیفہ کیا جائے تاکہ اصل مدعا فوت نہ ہو ورنہ اجتماع مثلین ہو جائیگا اور اس حالت میں تمام قراء کے لیئے اظہار و ادغام

---

[۱] بصریؒ کے سوا خواجہ حسن بصریؒ۔ امام ابن محیصنؒ۔ امام اعمشؒ۔ طلحہ بن مصرف۔ عیسیٰ بن عمرؒ۔ اسامہ بن عبداللہ فہریؒ۔ سلمۃ بن محارب سدوسیؒ۔ اور یعقوبؒ حضرمی وغیرہم نے ادغام کبیر روایت کیا ہے جو سب سے صحیح اور ثابت ہے۔۱۲

[۲] جو حروف مخرج و صفات میں متحد ہوں یعنی ایک ہی حرف مکرر آ جائے تو اُن کو مثلین اور متماثلین کہتے ہیں جنانچہ مثالوں سے ظاہر ہے

[۳] نون ساکن اور نون تنوین کا نون میں اسی قاعدہ کی بنا پر ادغام ہوتا ہے اگرچہ اسکو دوسرے باب میں بیان کرتے ہیں۔۱۲

دونوں جائز ہیں۔مگر وقفہ کے بغیر اظہار ناممکن ہے۔

اور اگر ایک کلمہ یا دو کلمات میں حروف حلق کے سوا دیگر متجانسین[۲] جمع ہو جائیں اور اُن میں سے پہلا ساکن ہو جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ - أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا - قَدْ تَّبَيَّنَ - إِذْ ظَّلَمُوٓا بَل رَّبُّكُمْ - قُل رَّبِّ وغیرہ تب بھی باجماع اور وجوباً ادغام ہوتا ہے اور اسمیں مدغم کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔لیکن اگر مدغم حرف مطبقہ ہو جیسے أَحَطتُّ - اور بَسَطتَّ وغیرہ تو صفت اطباق باتفاق باقی رہتی ہے یعنی ادغام ناقص ہوتا ہے۔ بعض اہل ادا أَلَمْ نَخْلُقكُّم میں صفت استعلا باقی رکھتے ہیں۔مگر محققین اور جمہور کے نزدیک عدم ابقا مختار و اولی[۳] ہے اور اگر متجانسین حلقی ہوں جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ تو باجماع اظہار ہوتا ہے۔

---

[۱] علامہ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں ”جو شخص کِتَابِيَهْ إِنِّي کو تحقیق (یعنی بلانقل) پڑھے اسکو لازم ہے کہ مَالِيَهْ پر وقف کرے ورنہ بحالت وصل وقفہ لطیفہ کرے جسکی وجہ سے وہ بعد کی ھا میں ادغام کرنے سے بغیر قطع بچ جائیگا۔کیونکہ وہ اب واصل بہ نیت واقف ہی ہے اور جو شخص نقل پڑھے اسکو ادغام کرنا واجب ہے۔کیونکہ اُسکے نزدیک یہ ھا ساکن لازم اصلی کے مانند ہے“ سخاویؒ کہتے ہیں ”اسمیں وقف مختار ہے کیونکہ یہ ھا وقف کے لیئے لائی گئی ہے۔وصل ٹھیک نہیں۔ اور اگر وصل کیا جائے تب بھی اظہار ہی معمول و ماخوذ ہوگا۔کیونکہ پہلی ھا۔ ہاء سکتہ اور نیت میں موقوف علیہا ہے اور دوسری منفصل ہے۔لہذا ادغام نہیں ہو سکتا“ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں ”میں نے اسمیں اظہار پڑھا ہے اور اسی پر میرا عمل ہے اور یہی ان شاء اللہ صواب ہے“ حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں ”مکیؒ کی اظہار سے مراد وہی وقفہ لطیفہ ہے اور اگر وصل کیا جائے تو ادغام یا حرکت سے چارہ نہیں اور اگر حرف ان دونوں سے خالی ہو تو قاری واقف ہوگا۔اگرچہ سرعت رفتار کی وجہ سے وہ اسکا دھیان نہ کرے“ محققؒ کہتے ہیں ”ابو شامہؒ کی رائے تحقیق و درایت و تدقیق میں مناسب اور حافظ ابو عمرو دانیؒ کا فیصلہ صواب و حق ہے“ ۱۲

[۲] دو ہم مخرج حرفوں کو جنکی صفات مختلف ہوں متجانسین اور جنسین کہتے ہیں۔ جیسے تا۔طا۔اور دال۔تا۔اور ذال۔ظا وغیرہ۔

[۳] علامہ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں ”أَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں قاف کے کاف میں ادغام اور قاف کے کاف سے قلب پر بغیر اسکی آواز کے اظہار کے اجماع ہے“ محققؒ کہتے ہیں ”ادغام محض روایت و قیاس کی بناپر اوجہ اور اصح ہے“

یَلْهَثْ ذٰلِکَ (اعراف) میں بقاعدۂ متجانسین ادغام بلا خلاف ہونا چاہئے تھا۔ مگر بطرق تیسیر و شاطبیہ ورش رح۔ مکی رح اور ہشام رح کے لیئے بلا خلاف اور قالون رح کے لیئے بخلاف اظہار مروی ہے جو اگرچہ خلاف قیاس[1] ہے مگر اسی طرح منقول و ثابت ہے باقی حضرات حسب قاعدہ ادغام کرتے ہیں۔

# بَابْ چہارم ادغامِ کبیر مذہب بصری رح

پہلے طلبا، یہ یاد رکھیں کہ عربی کے اُنتیس ۲۹ حروف ہجا میں سے الف کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور ہمزہ کی تخفیف اور طرح کیجاتی ہے اُسکا ادغام نہیں ہوسکتا پس یہ دونوں نہ مدغم ہوتے ہیں اور نہ مدغم فیہا اور خا۔ زا۔ صاد۔ طا۔ ظا۔ قرآن میں نہ کہیں مثل سے قبل آتے ہیں اور نہ جنس و قریب سے لہذا یہ پانچوں مدغم نہیں ہوتے۔

باقی بائیس ۲۲ حروف کا ادغام کرتے ہیں جنمیں سے جیم۔ شین۔ دال۔ ذال اور ضاد پانچ حروف مثل سے پہلے۔ عین۔ غین۔ فا۔ واو۔ ہا۔ اور یا، چھ حروف جنس و قریب سے قبل کہیں نہیں آئے۔ مابقی گیارہ حروف۔ با۔ تا۔ ثا۔ حا۔ را۔ سین۔ قاف۔ کاف۔ لام۔ میم۔ اور نون مثل اور جنس و قریب سے قبل واقع ہوئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بقاعدہ تماثل سترہ۔ اور بقاعدہ تجانس و تقارب[2] سولہ حرفوں کا ادغام کرتے ہیں (بشرطیکہ مدغم اور مدغم فیہ میں خطی فصل نہو چنانچہ اَنَا نَذِیْرٌ میں ادغام نہیں ہوسکتا اور اِنَّهٗ هُوَ میں باوجود لفظی فصل کے ادغام ہوتا ہے)

---

[1] محقق رح کہتے ہیں نظر و قیاس کا اقتضا، صرف ادغام ہے اور اگر ان حضرات سے اظہار صحیح نہ ہوتا تو میں اسکو ہرگز نہ لیتا کیونکہ جب دو ہم مخرج حروف جمع ہوجائیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو ادغام واجب ہوتا ہے اور یہاں کوئی مانع نہیں ہے ۱۲

[2] جو دو حرف مخرج یا صفات میں یا مخرج و صفات دونوں میں قریب ہوں اُن کو متقارب کہتے ہیں جیسے جیم و تا اور ذال و سین اور ضاد و شین اور دال و سین اور قاف و کاف اور شین و سین وغیرہ۔

جب کہ چار موانع ذیل میں سے کوئی مانع نہ پایا جائے۔ ان میں سے تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ہے۔

اولؔ۔ حرف مدغم مشدد نہ ہو جیسے تَمَّ مِيقَاتُ۔ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ مَسَّ سَقَرَ کیونکہ اسکا ادغام ایک حرف کے حذف کے بغیر ممکن نہیں۔

دوؔم۔ حرف مدغم منون نہو جیسے وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا۔ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔ رَجُلٌ رَّشِيدٌ۔ لَذِكْرٌ لَّكَ۔ اہل ادا تنوین کو ایک مستقل حرف اور مانع قوی مانتے ہیں اور اسکی موجودگی میں خطی اتصال کے باوجود اجتماع نہیں کہتے۔ برخلاف صلہ کے جو حرکتِ جانبین کے لحاظ سے عارضی طور پر آتا ہے اسلئے مانع ادغام نہیں چنانچہ آئندہ آئیگا۔

سوؔم۔ صرف تا کے لئے شرط ہے کہ وہ تار متکلم[۵۱] یا تار خطاب نہو۔ جیسے كُنْتُ تُرَابًا وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا۔ اَنْتَ تُكْرِهُ۔ معنوی التباس کے خوف سے اسکا ادغام نہیں کرتے مگر تار خطاب مؤنث کو جو صرف ایک جگہ متقارب سے قبل آئی ہے بعض اہل ادا نے بوجہ کسرہ مانع قوی نہیں مانا وہ موقع آگے آئیگا۔

چہارم۔ مختلف فیہ۔ مدغم مجزوم نہ ہو۔ امام ابن مجاہدؒ وغیرہ اسکو مطلقاً مانع شمار کرتے ہیں اور ابن شنبوذؒ وداجونیؒ وغیرہ قطعاً مانع نہیں مانتے اور مشہور ومعمول یہ ہے کہ اگر مثلین[۵۲]

---

[۵۱] تار متکلم قریب المخرج حرف سے قبل کہیں نہیں آئی ۱۲۔

[۵۲] مجزوم مثلین میں تینوں جگہ ابو الحسن جوہریؒ نے عبد الواحدؒ سے، عبد الواحدؒ ابو مسلم کاتب اور نقاش صغیرؒ نے امام ابن مجاہدؒ سے صرف ادغام روایت کیا ہے اور امام ممدوح کے باقی تلامذہ فقط اظہار روایت کرتے ہیں حافظ ابو العلاؒ قلانسیؒ ابن الفحامؒ اور ان کے متبعین بلا خلاف ادغام ابن فسیطاؒ اور خزاعیؒ بلا خلاف اظہار نقل کرتے ہیں۔ شذائیؒ۔ دانیؒ۔ ابن سوارؒ۔ سبط الخیاطؒ اور شاطبیؒ وغیرہ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں ''دونوں صحیح ہیں'' ۱۲۔

ہوں جو تین جگہ واقع ہوئے ہیں۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (آل عمران) يَخْلُ لَكُمْ (سورۃ یوسف)، وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا (غافر) یا متجانسین ہوں جو ایک جگہ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ (نساء) میں ہیں تو ادغام بخلاف کرتے ہیں اور اگر متقاربین ہوں تو وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً (بقرہ) میں بوجہ خفت فتحہ قطعًا ادغام نہیں کرتے اور وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اسراء و روم) میں قوت کسرہ کی وجہ سے ادغام بخلاف کرتے ہیں۔ ان سات مقامات کے سوا اور کوئی موقع نہیں ہے جسمیں مدغم مجزوم ہو۔ ان کے علاوہ بعض موانع اور ہیں جو حسب موقع بیان ہونگے۔ پس جہاں سبب و شرط موجود ہوں اور مانع نہ پایا جائے وہاں ادغام کرتے ہیں۔

بصریؒ سے بذریعہ یزیدیؒ، دوریؒ و سوسیؒ دونوں نے ادغام روایت کیا ہے اور اسی طرح تیسیر و شاطبیہ وغیرہ کتب قراءۃ میں مذکور ہے۔ مگر متاخرین ائمۂ فن نے اسکو سوسیؒ کے لئے اختیار کرلیا تھا اور اب یہی معمول ہے۔

---

۱؎ بصریؒ سے تین طریقے صحیح ثابت ہیں۔ اول۔ اظہار مع ابدال ہمزہ۔ مہدویؒ۔ ابو محمد مکیؒ اور ابن شریحؒ نے اسکے سوا کوئی طریقہ بیان ہی نہیں کیا اور جمہور اہل عراق اسکو بصریؒ کے لیے دونوں روایتوں میں طرق ثلثہ میں سے ایک طریقہ کہتے ہیں دوم۔ ادغام مع ابدال۔ یہی ادغام روایت کرنیوالوں کی تمام کتابوں میں بصریؒ کے لئے مذکور ہے۔ اور علامہ دانیؒ نے جامع البیان میں اس کو دونوں روایات میں نصاً اداءً و تلاوۃً بیان کیا ہے مگر اب یہ طریقہ باتباع شاطبیؒ سوسیؒ کے لئے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ سخاویؒ کہتے ہیں "شاطبیؒ ادغام کبیر بطریق سوسیؒ پڑھاتے تھے۔ اور اسی طرح انہوں نے پڑھا تھا شیخ ابوالفتحؒ کہتے ہیں۔ بصریؒ ادغام و ابدال کا طریقہ اسکو پڑھاتے تھے جو قرات۔ لغت و عربیت کا ماہر ہوتا تھا" سوم اظہار مع تحقیق ہمزہ۔ یہ بصریؒ کا اصل مذہب جملہ طرق سے ثابت اور انکے تمام تلامذہ کی روایت ہے مگر اب دوریؒ کے لیے مروج و معمول ہے اور علامہ دانیؒ نے اپنے شیخ فارسیؒ سے دوریؒ کے لیے یہی طریقہ پڑھا تھا۔ ایک چوتھا طریقہ ادغام مع تحقیق اور ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ھذلیؒ نے اسکو بیان بھی کیا ہے مگر جمہور محققین اور جملہ ائمۂ فن کے نزدیک یہ ممنوع و ناجائز ہے کیونکہ اس سے ثقیل میں تخفیف اور اثقل میں عدم تخفیف لازم آتی ہے۔ جو عربیت میں صحیح نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "یہ تلامذۂ بصریؒ کی نصوص ائمۂ قرات اور جمہور اہل ادا کے خلاف اور وہم ہے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "بصریؒ ادراج وادغام کے ساتھ ہمزۂ ساکنہ نہیں پڑھتے تھے" محققؒ کہتے ہیں۔ دانیؒ کے اس قول سے ادغام میں قصر ثابت ہوتا ہے"۱۲

# فصل اول ادغام مثلین

بصریؔ مثلین میں سے ایک کلمہ[1] میں صرف مَنَاسِكَكُمْ (بقرہ) اور مَا سَلَكَكُمْ (مدثر) میں کاف کا ادغام کرتے ہیں۔ اور کہیں نہیں[2] اور دو کلمات میں اول مثلین کا باتباع اصول ہر جگہ ادغام کیا ہے۔ خواہ مدغم کسی حرکت سے متحرک ہو اور خواہ اُس سے قبل متحرک ہو یا ساکن۔ چنانچہ۔

۱۔ باء موحدہ کا ستاون ۵۷ جگہ جیسے لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ۔ كِتَابَ بِالْحَقِّ وغیرہ

۲۔ تاء مثناۃ فوقانیہ کا تیرہ[3] ۱۳ جگہ جیسے الْمَوْتُ تَحْبِسُونَهُمَا۔ الشَّوْكَةِ تَكُونُ۔ وغیرہ

۳۔ ثاء مثلثہ کا صرف تین جگہ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ (بقرہ و نساء) ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (مائدہ)

۴۔ حاء مہملہ کا فقط دو جگہ۔ النِّكَاحِ حَتّٰى (بقرہ) لَا أَبْرَحُ حَتّٰى (کہف)

۵۔ راء مہملہ کا ۳۵ جگہ جیسے أَمْرِ رَبِّي۔ شَهْرُ رَمَضَانَ۔ أَبْرَارُ رَبَّنَا۔ وغیرہ

۶۔ سین مہملہ کا صرف تین جگہ النَّاسَ سُكٰرٰى۔ لِلنَّاسِ سَوَاءً (حج) الشَّمْسُ سِرَاجًا (نوح)۔

۷۔ عین مہملہ کا اٹھارہ ۱۸ جگہ جیسے يَشْفَعُ عِنْدَهُ۔ تَطَّلِعُ عَلٰى۔ لَا أُضِيعُ عَمَلَ۔ وغیرہ۔

۸۔ غین معجمہ کا صرف ایک جگہ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ (آل عمران) اور یہی

---

[1] اہل ادا کے اصطلاحی معنے مراد ہیں یعنی وہ ہر اُس لفظ کو جس پر حرف ربط یا ہمزہ استفہام وغیرہ داخل ہو یا اُس سے ضمیر متصل ہو ایک کلمہ کہتے ہیں اور اہل عربیت کے نزدیک وہ دو کلمات ہیں۔

[2] یعنی جِبَاهُهُمْ۔ وُجُوهُهُمْ۔ بِأَعْيُنِنَا۔ أَتُحَاجُّونَنَا اور بَشَرٍ كِيكُمْ وغیرہ میں بلا اختلاف اظہار کرتے ہیں۔

[3] حضرت محقق چودہ ۱۴ کہتے ہیں ممکن ہے سہو کاتب ہو کیونکہ قرآن میں صرف تیرہ ہیں۔ ۱۲

بوجہ مجزوم ہونے کے خلاف ہے۔
۹ فاء منقوطہ کا تیئیس جگہ جیسے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ ۔ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا ۔ وَقَذَفَ فِي وغیرہ
۱۰ قاف معجمہ کا پانچ جگہ ۔ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ (انعام) فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ (ہر دو اعراف)
يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ ۔ (توبہ) الْغَرَقُ قَالَ ۔ (یونس) طَرَائِقَ قِدَدًا (جن)
۱۱ کاف مہملہ کا سینتیس[1] جگہ جیسے رَبُّكَ كَثِيرًا ۔ إِنَّكَ كُنْتَ ۔ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا
وغیرہ ان میں سے وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا میں بوجہ مجزوم ہونیکے خلاف ہے ان ۳۷ کے
علاوہ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ (لقمان) میں اجتماع مثلین ہی مگر اسکو ہمارے تمام شیوخ
بوجہ اخفاء نون ماقبل باظہار پڑھتے ہیں ۔ علامہ دانی کہتے ہیں ۔ "اسمیں اظہار ماخوذ
ومعمول ہے" علامہ شاطبی کہتے ہیں۔

وَقَدْ أَظْهَرُوا فِي الْكَافِ يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ..... إِذِ النُّونُ تُخْفَى قَبْلَهَا لِتُجَمَّلَا

۱۲ لام مہملہ کا دوسو بیس[2] جگہ جیسے لَا قِبَلَ لَهُمْ ۔ جَعَلَ لَكَ ۔ إِذْ قَالَ لَهُ
وغیرہ ان میں سے يَخْلُ لَكُمْ میں بوجہ مجزوم ہونے کے ادغام خلاف ہے ۔ اور
امام ابن مجاہدؒ اور اُن کے متبعین نے آلَ لُوطٍ[3] کو ادغام سے مستثنےٰ کیا ہے بعض
آلَ کے قلیل الحروف ہونیکو اور بعض اسکے اندر تعلیل[3] عین کو علت اظہار بیان کرتے
ہیں ۔ علامہ دانیؒ اسکی تردید میں کہتے ہیں "لَكَ كَيْدًا میں باتفاق ادغام ہے حالانکہ
لَكَ آلَ سے اقل الحروف ہے" اور جامع البیان میں کہتے ہیں "یزیدی کے

---

[1] محقق نے چھتیس بتائے ہیں غالباً مختلف فیہ کو شمار نہیں کیا۔
[2] آلَ لُوطٍ قرآن میں چار جگہ آیا ہے حجر دو نمل ایک اور قمر ایک
[3] نحاۃ بصرہ کہتے ہیں کہ آل اصل میں اہل تھا قرب مخرج کی بناء پر ہاء ہمزہ سے اور ہمزہ الف سے بدل گیا اور کوفی کہتے ہیں آول تھا انفتاح ماقبل کیوجہ سے واؤ الف سے بدل گیا۔

طریقہ سے میں اسمیں اظہار نہیں جانتا" ماحصل یہ ہے کہ بطرق تیسیر وشاطبیہ اٰل لُوْطٍ میں ادغام بلا خلاف[۱] ہے اور علامہ دانیؒ نے ادغام ہی پڑھا ہے۔ 178

۱۳۔ میم کا اکیس واکتالیس[۱۴۱] جگہ[۲] جیسے الرَّحِیْم مَّلِکِ ۔ اٰدَمُ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔ نَعْلَمُ مَّا ۔ اَظْلَمُ مِّمَّنْ وغیرہ۔

۱۴۔ نون کا اُنہتر[۱۳] جگہ جیسے وَنَحْنُ نُّسَبِّحُ ۔ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِّسَآءَکُمْ ۔ یَقُوْلُوْنَ نُّؤْمِنُ وغیرہ۔

۱۵۔ واؤ کا اٹھارہ جگہ جیسے هُوَ وَّالَّذِیْنَ ۔ اَلْعَفْوَ وَّاْمُرْ وغیرہ (تیرہ جگہ بعد از ضمہ اور پانچ جگہ بعد از ساکن) امام ابن مجاہدؒ اور اُن کے متبعین اور اکثر شیوخ بغداد ضمہ کے بعد اظہار کہتے ہیں۔ کیونکہ بعد از ضمہ اگر واؤ کو ساکن کریں تو وہ مدہ بنجائیگا جسکا ادغام نہیں ہوتا۔ علامہ دانیؒ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ اور نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی کے متفقہ ادغام سے اسکی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں "اصولاً واو اور یا مدہ میں کوئی فرق نہیں" نیز فرماتے ہیں "یہ سکون عارضی ہے" یعنی عوارض کا اس فن میں اعتبار نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ واؤ بعد از ضمہ میں ہمارے طرق سے صرف ادغام ماخوذ ہے[۴]

۱۶۔ ہا کا پچانوے[۹۵] جگہ جیسے فِیْهِ هُدًی ۔ جَاوَزَهٗ هُوَ ۔ لِعِبَادِهٖ هَلْ

---

[۱] طرق تیسیر کے علاوہ ابن سوار نہر دانیؒ سے اور ابن شیطا حمامیؒ سے اور یہ دونوں ابن علانؒ و ابن فرحؒ سے وہ دونوں دوریؒ سے اور ابن جبش سوسیؒ سے صرف ادغام روایت کرتے ہیں۔ اور شجاعؒ وغیرہ متعدد حضرات نے بصریؒ سے ادغام ہی نقل کیا ہے [۲] محققؒ ۱۳۹ کہتے ہیں۔ [۳] محققؒ نے ستر بتائے ہیں۔

[۴] ابن عبدوسؒ وغیرہ دوریؒ سے اور ابن جریرؒ سوسیؒ سے اور دوریؒ سوسیؒ ابن رومیؒ۔ اور ابن جبیرؒ وغیرہ یزیدیؒ سے ہو کے واؤ کا صرف ادغام روایت کرتے ہیں شیخ ابو الفتحؒ اور ابو الحسنؒ نے فقط ادغام پڑھا ہے۔ ابن شنبوذؒ اور اجل علماء مصر و مغرب کے نزدیک ادغام ہی مختار ہے۔

فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا وغیرہ۔ اور صلہ[1] کو مانع ادغام نہیں مانتے بلکہ یَزِيْدُ حؒ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ

کا اور ابوزیدؒ اِنَّهٗ هُوَ کا ادغام بصریؒ سے نصًا روایت کرتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں ”اہلِ

ادا کا کل باب کے ادغام پر بلا فرق اجماع ہے اور یہی صواب ہے“۔

۱۷۔ یاء تحتانیہ کا آٹھ جگہ جیسے نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى۔ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ۔ فَهِيَ

يَوْمَئِذٍ وغیرہ۔

نتیجہ یہ ہے کہ ادغام مثلین ایک کلمہ میں دو جگہ اور دو کلمات میں سات سو اڑتالیس

جگہ جملہ سات سو پچاس[2] جگہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ جن کلمات کے آخر سے یاء اضافت ساقط ہو جائے اُن کے ادغام میں

کوئی خلاف نہیں۔ جیسے يٰقَوْمِ مَّالِيْ۔ يٰقَوْمِ مَّنْ۔ کیونکہ اصل کلمہ میں کوئی

تغیر نہیں ہوا۔ جو ادغام پر موثر ہوتا۔

ہمارے ائمہ دانیؒ۔ شاطبیؒ اور صفراویؒ وغیرہ وَالّٰٓـئِیْ يَئِسْنَ۔ (طلاق)

کا اس باب میں ذکر کر کے اسکو ادغام سے مستثنیٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ”چونکہ

پہلی یاء عارضی اور عارضی طور پر ساکنہ ہے لہٰذا ادغام نہیں ہوسکتا“۔ لیکن اس کلمہ

کا ادغام کبیر سے کوئی علاقہ[3] نہیں۔ بلکہ یہ ادغام صغیر کا مسئلہ ہے۔ البتہ طرق تیسیر

---

[1] کیونکہ صلہ اشباع حرکت کا نام ہے جو تقویت ھاء کے لیے عارضی طور پر لایا جاتا ہے مستقل حرف نہیں ہوتا اسی وجہ سے قبل از ساکن حذف ہو جاتا ہے۔ برخلاف تنوین کے کہ وہ مستقل حرف ہے اور قبل از ساکن متحرک ہو جاتا ہے حذف نہیں ہوتا۔

[2] حضرت محققؒ سات سو انچاس کہتے ہیں۔

[3] حافظ ابوشامہؒ کہتے ہیں ”اور صحیح یہ ہے کہ اس کلمہ کا اس باب سے نہ نفیاً کوئی علاقہ ہے اور نہ اثباتاً۔ کیونکہ یہ یاء ساکنہ ہے اور یہ باب متحرک کے ادغام سے مخصوص ہے۔ مناسب تھا کہ اسکا ذکر ادغام صغیر کے باب میں وَمَا اَدْرٰىكَ الْمِثْلَيْنِ فِيْهِ مُسَكَّنٌ کے ماتحت کیا جاتا“۔

و شاطبیہ پر اسکا اظہار کیا جائیگا گو دیگر طرق سے اسکا ادغام بھی صحیح اور مطابق قیاس ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں ہے۔

# فصل دوم ادغام متجانسین و متقاربین

جنس و قریب کے ادغام میں بعض موانع اور ہیں جو ہر حرف کے ساتھ بتائے جائیں گے۔ پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ سولہ حروف مدغم میں سے چار حرفوں با۔ حا۔ شین اور ضاد میں سے ہر ایک کا مدغم فیہ ایک ایک ہے جو خاص کلمات میں واقع ہوا ہے اور تین حرفوں جیم۔ ذال اور سین کے مدغم فیہ دو دو ہیں۔ ان میں سے ذال سین میں دو جگہ صاد میں ایک جگہ اور باقی دونوں ہر ایک میں ایک جگہ مدغم ہوتے ہیں اور ایک حرف ثاء اگرچہ پانچ حرفوں میں مدغم ہوتا ہے۔ مگر اسکے مواقع ادغام بھی زیادہ نہیں ہیں لہذا ان آٹھوں حرفوں کے ادغام کو جزئی کہہ سکتے ہیں۔

اور دو حرفوں تا اور دال کے مدغم فیہ دس دس ہیں اور مجموعی تعداد ادغام بھی کافی ہے مگر مقدم الذکر چھ حرفوں میں اور مؤخر الذکر نو حرفوں میں پانچ جگہ سے کم مدغم ہوتا ہے۔ اسلئے ان دونوں کا ادغام بھی بعض میں جزئی اور بعض میں کلی ہے۔

ف۱ حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "بقاعدۂ ادغام صغیر اسکا ادغام واجب ہے کیونکہ پہلی یا ساکن اور اس سے قبل مدہ ہے لہذا اجتماع ساکنین علی حدہ ہے" محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ ظاہر ہیں اور میں نے امام ابو حیانؒ کے تلامذہ سے دونوں پڑھی ہیں علت اظہار یہ ہے کہ اس کلمہ میں کئی تعلیلیں ہو چکی ہیں۔ یعنی پہلے یاء متطرفہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا۔ پھر بوجہ ثقل ہمزہ کو خلاف قیاس یاء ساکنہ سے بدلا گیا اب ادغام سے تیسری تعلیل نہیں کر سکتے۔ نیز سکونِ یا عارضی ہے اور ادغام میں عوارض کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور علت ادغام یہ ہے کہ مثلین میں سے پہلا ساکن ہے پس اعتداد عارض اولیٰ ہے اور یہ کہ اَلّٰٓـىِٕى بلا ہمزہ بیاء ساکنہ لغت قریش ہے اس تقدیر پر بلا لحاظ ادغام واجب ہے" رحمۃ اللہ علی قائلہ

پانچ حروف۔ را۔ قاف۔ کاف۔ لام اور میم کا مدغم فیہ اگرچہ ایک ایک اور نون کے مدغم فیہ دو ہیں مگر انکا ادغام کثیر الوقوع اور تابع قاعدہ ہے اسلیے اسکو کلی کہہ سکتے ہیں۔ ہم ہر حرف کے وہ مواقع بتائیں گے جو پانچ جگہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ کثیر الوقوع کو طلباء خود معلوم کریں۔

ایک کلمہ میں متقاربین میں سے صرف قاف کا کاف میں ادغام کرتے ہیں بشرطیکہ قاف کا ماقبل متحرک ہو اور کاف کے بعد میم جمع پائی جائے جیسے۔ خَلَقَكُّم۔ يَرْزُقُكُّم وغیرہ۔ اور اگر قاف کا ماقبل متحرک نہ ہو جیسے مِيْثَاقَكُمْ۔ صَدِيقِكُمْ۔ يُوْرِقِكُمْ۔ مَاخَلْقُكُمْ وغیرہ۔ یا کاف کے بعد میم جمع نہ پائی جائے جیسے نَرْزُقُكَ۔ خَلَقَكَ۔ وغیرہ تو ادغام نہیں کرتے۔ مگر اِنْ طَلَّقَكُنَّ (تحریم) میں ثقل جمع اور نون تانیث کی وجہ سے بخلاف ادغام کیا ہے ادا میں ادغام مقدم اور دانی کے نزدیک مختار ہے[1]

اور دو کلمات میں ادغام کی تفصیل یہ ہے۔

## (۱) باء موحدہ کا میم میں پانچ جگہ

[1] ماضی کے پانچ کلمات خَلَقَكُم ۱۴ رَزَقَكُم ۹ سَبَقَكُم ۲ صَدَقَكُم۔ اور وَاثَقَكُم۔ ایک ایک جگہ مجموعہ ۲۹۔ اور مضارع کے تین کلمات يَرْزُقُكُم ۔ يَخْلُقُكُم اور فَنُغْرِقَكُم ۔ ایک ایک جگہ جملہ ۸ یعنی کل ۳۷ ہیں اور کلمہ مختلف فیہ کو شامل کر کے ۳۸ ہو جاتے ہیں۔

[2] علامہ دانیؒ کہتے ہیں میں نے دونوں طرح پڑھا ہے اور ادغام اختیار کرتا ہوں کیونکہ ایک کلمہ میں دو ثقل جمع ہیں لہذا واجب ہے کہ ادغام سے تخفیف کیجائے نیز عباسؒ بن الفضل نے یہ ادغام ابو عمروؒ سے نصاً روایت کیا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "روئے زمین کے اہل ادا علی الاطلاق دونوں وجوہ پڑھتے ہیں" ابن فرحؒ نقاش صغیرؒ۔ ابجلاءؒ۔ ابو عبد الواحدؒ ابن مجاہدؒ سے۔ بشارؒ دوریؒ سے۔ کارزینیؒ بواسطہ اور ابن حبشؒ سوسیؒ سے اور ایک گروہ شجاعؒ سے ادغام روایت کرتا ہے۔ یہی اکثر اہل عراق کا مسلک ہے۔ ابن مجاہدؒ کے دیگر اکثر تلامذہ دوریؒ سے اور عام اہل عراق سوسیؒ سے اظہار روایت کرتے ہیں۔ اور یہی مدنیؒ کی روایت ہے۔ ۱۲

اللہ تعالیٰ کے قول یُعَذِّبُ مَّنْ یَّشَآءُ کی باکا دبوجہ مجاورت ادغام دیگر[۱]
میم میں پانچ جگہ (آل عمران و عنکبوت اور فتح میں ایک ایک اور مائدہ میں دو جگہ)[۲]
ادغام کرتے ہیں اور کہیں نہیں۔ یعنی ضُرِبَ مَثَلٌ۔ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا۔ اَنْ یَّضْرِبَ
مَثَلًا میں اظہار ہے

دوم۔ تاء مثناۃ فوقانیہ کا دس حرفوں میں ۷ جگہ۔

۱۔ ثاء مثلثہ میں جیسے بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ وغیرہ سترہ جگہ[۳] ان میں سے دو کلمات وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ
(بقرہ) اور حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ (جمعہ) میں بوجہ فتح بعد از مدہ ادغام مختلف[۴] ہے۔ دانی نے دونوں طرح
پڑھا ہے۔ اور دونوں وجوہ صحیح ہیں۔

۲۔ جیم معجمہ میں جیسے مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ وغیرہ۔ یہ بھی سترہ جگہ ہے۔

۳۔ ذال معجمہ میں۔ جیسے وَالْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ۔ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا وغیرہ گیارہ جگہ
ان میں سے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی (اسراء اور روم) میں دونوں جگہ مجزوم ہونیکی بنا پر خلاف
ہے۔ علامہ دانی نے دونوں وجوہ پڑھی ہیں اور شاطبی وغیرہ اکثر ائمہ نے دونوں
وجوہ روایت کی ہیں۔ اور دونوں صحیح ہیں۔

۴۔ زاء معجمہ میں تین جگہ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا (نمل)، فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (صٰفّٰت)
اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ (زمر)

---

[۱] مقصد یہ ہے کہ ان پانچوں جگہ اس سے قبل یا بعد فَیَغْفِرُ لِمَنْ یا یَرْحَمُ مَنْ کا ادغام واقع ہوا ہے ۱۲ اسکا باعث ہے
[۲] محقق ۱۵ لکھتے ہیں شاید دونوں مختلف فیہ کلمات کو شمار نہیں کیا ۱۲ [۳] ابن حبش دوری و سوسی دونوں سے
قاسم دوری سے۔ ابن جبیر وابن یزیدی یزیدی کا مدین وغیرہ اپنی شیوخ سے۔ شونیزی اور ابو لیث شجاع سے ادغام روایت کرتے ہیں۔ امام ابن مجاہد
کے اکثر تلامذہ اور اولاد یزیدی نے اظہار روایت کیا ہے۔ یہی ابن مجاہد کے نزدیک مختار ہے ۱۲ [۴] ابن مجاہد وابن المنادی
وغیرہ شیوخ عراق بوجہ نقصان صرف اظہار کہتے ہیں۔ ابن شنبوذ و داجونی وغیرہ اور ان کے متبعین تقارب اور قوۃ کسرہ کی بنا پر
ادغام بتلاتے ہیں۔ ۱۲

۵۔ سین مہملہ میں جیسے بِالسَّاعَةِ سَّعِيْرًا۔ الصّٰلِحٰتِ سَّنُدْخِلُهُمْ وغیرہ چودہ جگہ۔[۱۴]

۶۔ شین معجمہ میں چار جگہ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَّيْءٌ (حج) بِاَرْبَعَةِ شُّهَدَآءَ (نور) اور جِئْتِ شَّيْـًٔا (مریم) میں تا خطاب اور کسرہ کی وجہ سے خلاف ہے۔ علامہ دانیؒ اور ابن الفحامؒ نے دونوں وجوہ پڑھی ہیں۔ شاطبیؒ وغیرہ ائمہ نے دونوں بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۷۔ صاد مہملہ میں تین جگہ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَّفًّا (صفت) وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَّفًّا (نبا) فَالْمُغِيْرٰتِ صُّبْحًا (عدیت)

۸۔ ضاد معجمہ میں ایک جگہ۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَّبْحًا (عدیت)

۹۔ طا مہملہ میں پانچ جگہ۔ بَيَّتَ طَّآئِفَةٌ[۱] (نساء) بصریؒ کی ہر روایت کا اسکے ادغام پر اجماع ہے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "بصریؒ نے اظہار پڑھتے ہوئے حروف متحرکہ میں سے اسکے سوا اور کسی حرف کا ادغام نہیں کیا۔ یعنی اسکا ادغام دوریؒ وسوسیؒ دونوں کے لیے ہے۔ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ (ہود) الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ (رعد) الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ (نحل) اور وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ (نساء) میں مجزوم ہونیکی وجہ سے ادغام بخلاف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "تجانس وکسرہ اور قوۃ طا کی وجہ سے ادغام اقوی ہے۔ علامہ دانیؒ اور اکثر اہل ادا نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں دوریؒ نے یزیدیؒ سے نصاً ادغام روایت کیا ہے۔ شذائیؒ کہتے ہیں "پہلے ابن مجاہدؒ ادغام پڑھتے تھے۔ پھر اظہار اختیار کرلیا۔

---

[۱] بعض کہتے ہیں کہ بَيَّتَ میں تا تانیث ساکن ہے اس تقدیر پر اسمیں رَدَّتْ طَّآئِفَةٌ کی طرح ادغام صغیر واجب ہے

۱۰) ظا معجمہ میں دو جگہ۔ اَلْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ (نساء، نحل)

## (۳) ثا مثلثہ کا پانچ حرفوں میں تیرہ جگہ[13]

۱) تا فوقانیہ میں دو جگہ حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ (حجر) اَلْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ (نجم)

۲) ذال معجمہ میں ایک جگہ۔ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ (آل عمران)

۳) سین مہملہ میں چار جگہ۔ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ (نمل) مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ (طلاق) بِھٰذَا الْحَدِیْثِ سَنَسْتَدْرِجُھُمْ (ن) مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا (معارج)

۴) شین معجمہ میں پانچ جگہ حَیْثُ شِئْتُمْ۔ حَیْثُ شِئْتُمَا (بقرہ ۲۔ اعراف ۲) ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ (مرسلٰت)

۵) ضاد معجمہ میں ایک جگہ (حَدِیْثُ ضَیْفِ (ذریت)

## (۴) جیم معجمہ کا تا و شین میں ایک ایک جگہ۔

ذِی الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ (معارج) اَخْرَجَ شَطْئَہٗ (فتح) میں بلا خلاف

(۵) حا مہملہ کا اللہ تعالیٰ کی قول فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ میں (طول کلمہ اور تکرار حا کی وجہ سے) عین میں ادغام کرتے ہیں۔ اسکو بھی یزیدیؒ سے نصاً روایت کیا ہے اور سماع پر موقوف ہے اسی وجہ سے وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وغیرہ میں بلا خلاف اظہار ہے

---

۵۱ جیم کا تا میں تا کا جیم میں ادغام یزیدیؒ نے بصریؒ سے نصاً روایت کیا ہے درۃ المنیں بعد مخرج سے ۱۲۰

۵۲ ابن حبشؒ سوسیؒ سے کاتبؒ ابن مجاہدؒ و ابو الزعراؒ کے ذریعہ سے اور ابن بشارؒ دوریؒ سے مدینؒ اپنے شیوخ کے ذریعہ سے یزیدیؒ ابن واقد عباس بن فضلؒ سے وہ اور شجاعؒ بصریؒ سے جیم کا شین میں اظہار روایت کرتے ہیں اور باقی تمام اہل ادغام نے باجماع ادغام روایت کیا ہے۔ علامہ دانیؒ نے ادغام ہی پڑھا اور نقل کیا ہے۔ شذائیؒ کہتے ہیں میں نے ابن مجاہدؒ سے دونوں وجوہ پڑھی ہیں "محققؒ اور سبط الخیاطؒ وغیرہ کہتے ہیں "دونوں وجوہ صحیح ہیں" غالباً اظہار کا سبب جیم میں جہر و شدت کی زیادتی ہے۔ مگر یہ دونوں متجانس ہیں اور شین میں تفشی زیادہ ہے اسلئے بطرق تیسیر و شاطبیہ ادغام بلا خلاف ہے اور یہی معمول ہے

۵۳ جمہور اہل عراق نے دوریؒ سے اور متعدد اہل ادا نے سوسیؒ سے حا کا عین میں ہر جگہ اظہار روایت کیا ہے۔ باقی اہل ادا دوریؒ سے ابن فرحؒ اور ابن جریرؒ کے تمام طرق سوسیؒ سے اسکا ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ نے اپنے تمام شیوخ سے ادغام ہی پڑھا اور اپنے شاگردوں کو پڑھایا پس طرق تیسیر و شاطبیہ پر ادغام بلا خلاف ہے۔

(۶) دال مہملہ کا دس حرفوں میں ۴۳ جگہ ادغام کرتے ہیں۔ جو تا میں بوجہ تجانس بلا شرط مزید اور باقی حروف میں بایں شرط مدغم ہوتی ہے کہ بعد از ساکن مفتوحہ نہ ہو۔

۱: تا فوقانیہ میں پانچ جگہ فِي الْمَسٰجِدِ تِّلْكَ (بقر) مِنَ الصَّيْدِ تَّنَالُهُ (مائدہ) كَادَ تَّزِيْغُ (توبہ) بَعْدَ تَّوْكِيْدِهَا (نحل) تَكَادُ تَّمَيَّزُ (ملک)

۲: ثا مثلثہ میں دو جگہ۔ يُرِيْدُ ثَّوَابَ الدُّنْيَا (نساء) لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُّمَّ (اسراء)

۳: جیم معجمہ میں بھی دو جگہ دَاوٗدُ جَّالُوْتَ (بقر) دَارُ الْخُلْدِ جَّزَآءً (فصلت)

۴: ذال معجمہ میں سولہ[1] جگہ۔ جیسے مِنْۢ بَعْدِ ذّٰلِكَ۔ وَالْقَلَآئِدُ ذّٰلِكَ وغیرہ

۵: زا معجمہ میں دو جگہ تُرِيْدُ زِّيْنَةَ (کہف) يَكَادُ زَّيْتُهَا (نور)

۶: سین مہملہ میں چار جگہ فِي الْاَصْفَادِ سَّرَابِيْلُهُمْ۔ (ابراہیم) كَيْدُ سّٰحِرٍ (طٰہ) عَدَدَ سِّنِيْنَ (مؤمنون) يَكَادُ سَّنَا (نور)

۷: شین معجمہ میں دو جگہ وَشَهِدَ شَّاهِدٌ (یوسف و احقاف)

۸: صاد مہملہ میں چار جگہ نَفْقِدُ صُّوَاعَ (یوسف) فِي الْمَهْدِ صَّبِيًّا (مریم) مِنْۢ بَعْدِ صَّلٰوةِ۔ (نور) فِيْ مَقْعَدِ صِّدْقٍ (قمر)

۹: ضاد معجمہ میں تین جگہ۔ مِنْۢ بَعْدِ ضَّرَّآءَ (یونس و فصلت) مِنْۢ بَعْدِ ضُّعْفٍ (روم)

۱۰: ظا معجمہ میں بھی تین جگہ۔ يُرِيْدُ ظُّلْمًا (آل عمران و غافر) مِنْۢ بَعْدِ ظُّلْمِهٖ (مائدہ)

اور اگر دال بعد از ساکن مفتوحہ ہو تو تا کے سوا باقی حرف میں اظہار کرتے ہیں جیسے بَعْدَ ثُبُوْتِهَا۔ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ بَعْدَ ضَرَّآءَ۔ دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ۔ اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا۔ بَعْدَ ظُلْمِهٖ۔ وغیرہ

---

[1] محقق کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تیسیر میں كَيْدُ سّٰحِرٍ سہواً چھوٹ گیا۔ مگر اب ہمارے پاس تیسیر کے جو قدیم و جدید نسخے ہیں ان سب میں یہ لفظ موجود ہے۔ ممکن ہے کہ محقق کے نسخہ میں نہ ہو۔ ۱۲

(۷) ذال معجمہ کا دو حرفوں میں تین جگہ سین میں دو فَاتَّخَذَ اور وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ (ہر دو کہف) اور صاد میں ایک مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً (جن)

(۸) راء مہملہ کا لام میں پچاسی جگہ بایں شرط ادغام کرتے ہیں کہ راء کا ماقبل متحرک ہو ورنہ راء مفتوح نہ ہو۔ جیسے يَغْفِرْ لِمَنْ۔ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ۔ سَخَّرَ لَكُمُ۔ بِالنَّهَارِ لَهٗ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا۔ وغیرہ اور اگر راء مفتوحہ بعد از ساکن ہو جیسے وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا۔ وَالْبَحْرَ لِتَأْكُلُوْا۔ وَالْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ۔ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ تو خفت فتح کی وجہ سے ادغام ممنوع ہے۔

(۹) سین مہملہ کا دو حرفوں میں ایک ایک جگہ زا میں وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (تکویر) اور شین میں وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا (مریم) میں بخلاف ادغام کیا ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں ادغام اولیٰ ہے اور لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا میں بعد از ساکن فتح کی بناء پر بلا خلاف اظہار ہے۔

(۱۰) شین معجمہ کا سین میں ایک جگہ اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا (اسراء) ہمارے طرق پر

---

۱ھ حضرت محققؒ نے ۸۴ بتلائے ہیں جستجو سے ۸۵ ملتے ہیں

۲ھ ابن حبشؒ اپنے شیوخ سے بصریؒ کے لیے ابن شیطاؒ قاضی ابو العلاؒ اور ابن بشارؒ دوریؒ کے لیے۔ ابن جبیر یزیدیؒ سے۔ ابو لیثؒ شجاعؒ سے۔ ابن واقد عباسؒ سے اَلرَّاْسُ شَيْبًا کا اظہار روایت کرتے ہیں۔ اھ باقی تمام اہل ادغام نے ادغام روایت کیا ہے۔ علامہ دانیؒ نے ادغام پڑھا ہے اور کہتے ہیں "یزیدیؒ و شجاعؒ سے اکثر اہل اداء نے ادغام روایت کیا ہے۔ ابن مجاہدؒ کا معمول تخییر تھی۔ خواہ ادغام پڑھو خواہ اظہار" شذائیؒ کہتے ہیں "پہلے ابن مجاہدؒ اظہار پڑھتے تھے۔ پھر ادغام اختیار کر لیا" شاطبیؒ وغیرہ ائمہ نے علی الاطلاق دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۳ھ علامہ دانیؒ اور شاطبیؒ نے اَلْعَرْشِ سَبِيْلًا میں صرف ادغام روایت کیا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "عبداللہ اپنے والد یزیدیؒ سے ابن شیطاؒ اپنے تمام طرق سے۔ نہروانیؒ ابن فرحؒ کے طریقہ سے دوریؒ کے لیے اور ابو الحسن ثغریؒ دوریؒ و سوسیؒ دونوں سے صرف ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ نے یزیدیؒ و شجاعؒ کے تمام طرق سے ادغام پڑھا ہے۔ باقی رواۃ ادغام اظہار بیان کرتے ہیں۔ شذائیؒ نے بصریؒ کے تمام طرق سے اظہار پڑھا ہے۔ ابن سوارؒ وغیرہ تفشی کی وجہ سے اظہار کو مختار کہتے ہیں۔ پھر محقق کہتے ہیں تفشی مانع ادغام نہیں کیونکہ سین میں صفارت ہے پس دونوں برابر ہو گئے۔ اور دونوں وجوہ صحیح ہیں" گو اظہار صحیح ہو مگر طرق تیسیر و شاطبیہ سے نہیں ہے۔ ۱۲

بلا خلاف ادغام ہی ماخوذ ہے۔

(۱۱) **ضاد معجمہ** کا شین میں لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ (نور) کے اندر بلا خلاف ادغام ہے سوسیؒ نے یزیدیؒ سے اسکو نصاً روایت کیا ہے اور وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا اور وَالْاَرْضَ شَقًّا میں بعد از ساکن مفتح کی وجہ سے صرف اظہار مروی ہے۔

(۱۲) **قاف معجمہ** کا کاف میں گیارہ جگہ باین شرط کہ قاف کا ماقبل متحرک ہو۔ جیسے خَلَقَ كُلَّ۔ يُنْفِقُ كَيْفَ اَنْطَقَ كُلَّ۔ اور اگر قاف کا ماقبل ساکن ہو جیسے وَفَوْقَ كُلِّ تو ادغام ممنوع ہے۔

(۱۳) **کاف مہملہ** کا قاف میں ۳۲ جگہ اسی شرط سے کہ کاف کا ماقبل متحرک ہو جیسے لَكَ قُصُوْرًا۔ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ۔ يُعْجِبُكَ قَوْلُهٗ۔ كَذٰلِكَ قَالَ وغیرہ اور اگر کاف کا ماقبل ساکن ہو جیسے اِلَيْكَ قَالَ۔ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ۔ وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا تو ادغام ممنوع ہے۔

(۱۴) **لام مہملہ** کا را میں چوراسی[۸۴] جگہ باین شرط کہ لام کا ماقبل متحرک ہو ورنہ لام مفتوح نہ ہو جیسے جَعَلَ رَبُّكَ۔ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ۔ كَمَثَلِ رِيْحٍ وغیرہ اور اگر بعد از ساکن لام مفتوح ہو جیسے فَيَقُوْلَ رَبِّ۔ رَسُوْلَ رَبِّهِمْ تو ادغام ممنوع ہے۔ مگر قَالَ کے لیے یہ قید نہیں اور وہ ۷۰ جگہ کثیر الدور ہونیکی وجہ سے بلا شرط مدغم ہوتا ہے جیسے قَالَ رَبِّ وَقَالَ رَجُلٌ وغیرہ۔

---

[۱] ابن شنبوذ دوریؒ کیلئے اور ابن سیارؒ حمانیؒ کیلئے سوائے ابن فرحؒ کے تمام طرق سے اداً ادغام روایت کرتے ہیں نیز شجاعؒ آدمیؒ اور دیگرانؒ نے اپنے شیوخ سے زہریؒ نے ابو زیدؒ سے اور شجاعؒ و عباسؒ سے ادغام روایت کیا ہے۔ باقی روات ادغام اظہار کہتے ہیں علامہ دانیؒ کہتے ہیں۔ دو میں نے ادغام پڑھا ہے اور مجھے ثابت ہوا ہے کہ ابن مجاہدؒ اسکا ادغام اسکو پڑھاتے تھے جو ماہر ہوتا تھا۔ ہمارے طرق ہذا میں بھی ادغام بلا خلاف ہے۔ ۱۲

(۱۵) نون معجمہ کا دو حرفوں۔ را میں پانچ جگہ اور لام میں ۷۳[1] جگہ (کل ۷۸) بایں شرط ادغام کرتے ہیں کہ نون کا ماقبل متحرک ہو چنانچہ را میں وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ (اعراف) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ (ابراہیم) خَزَآئِنُ رَحْمَةِ (سراوص) خَزَآئِنُ رَبِّكَ (طور) اور لام میں جیسے تَبَيَّنَ لَهُمْ۔ تَبَيَّنَ لَهٗ۔ يَاْذَنَ لِيْ۔ اٰمَنَ لِمُوْسٰى۔ اٰذَنَ لَكُمْ وغیرہ اور اگر نون کا ماقبل ساکن ہو خواہ نون کسی حرکت سے متحرک ہو جیسے بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ۔ مُسْلِمَيْنِ لَكَ وغیرہ تو ادغام ممنوع ہے مگر نَحْنُ کے لئے یہ شرط نہیں وہ لام میں دس[2] جگہ بلا شرط مدغم ہوتا ہے ابن جبیرؒ کے سوا یزیدیؒ کے تمام تلامذہ اسکو نصاً روایت کرتے ہیں۔

(۱۶) میم مہملہ کا بار موحدہ میں اناسی جگہ توالی حرکات کی وجہ سے بایں شرط اخفاء مع غنہ کرتے ہیں کہ میم کا ماقبل متحرک ہو جیسے اٰدَمُ بِالْحَقِّ۔ اَعْلَمُ بِمَا فَاَحْكُمْ بَيْنَكُمْ۔ كُلِّمَ بِهٖ۔ اَعْلَمُ بِالشّٰكِرِيْنَ۔ مَرْيَمَ بُهْتَانًا وغیرہ اور اگر میم کا ماقبل ساکن ہو جیسے اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ۔ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ اَلْيَوْمَ بِجَالُوْتَ۔ تو یہ سکون و اخفا ممنوع ہیں۔ اس اخفاء میم کو شامل کر کے متقاربین کی ادغام کی کل تعداد پانسو چھپن[3] ہو جاتی ہے۔

طلباء یہ یاد رکھیں کہ اس اخفاء میم کا باب ادغام میں مجازاً ذکر ہوتا ہے کیونکہ اسمیں

---

[1] نشر میں ۶۳ درج ہیں جو یقیناً کتابت کی غلطی اور ناقلین کا تصرف ہے جنہوں نے ثلثہ وسبعون کی جگہ ثلثہ وستون لکھدیا۔۱۲

[2] نَحْنُ لَهٗ بقرہ ۴ آل عمران ۱۔ مُؤْمِنُوْنَ ۱۔ عنکبوت ۱۔ نَحْنُ لَكَ اعراف۔ ہود۔ نَحْنُ لَكُمَا یونس متاخرین میں سے بعض حضرات لزوم ضمہ کو اور بعض تکرار نون کو اور بعض کثیر الدور ہونے کو ادغام کا سبب بتلاتے ہیں۔۱۲

[3] محقق ۵۷۸ کہتے ہیں ۵۴۴ محقق اور ابن شیطاً ۵۴۶ بتاتے ہیں غالباً ۸ اختلافی کلمات اور بَيَّتَ طَآئِفَةٌ کو شامل نہیں کیا اور اگر یہ داخل شمار ہیں تو یہ تعداد صحیح نہیں اھ اس مجموعی میزان سے ملتی ہے جو محقق وغیرہ نے بیان کی ہے۔

ادغام کی تعریف صادق نہیں آتی اور نہ اہلِ ادا میں سے کوئی اسکے ادغام کا قائل ہے۔ بلکہ یہ ادغام کے سوا ایک اور مستقل مسئلہ ہے جو باب الادغام کے آخر میں تبعاً بیان کیا جاتا ہے اور اس میم کا اُس طرح اظہار جائز نہیں کہ جس طرح میم اصلیہ ساکنہ میں بعض اہل ادا کرتے ہیں۔

علامہ دانیؒ تیسیر جامع البیان وغیرہ میں کہتے ہیں "ادغام کبیر بمذہب ابن مجاہدؒ بارہ سو تہتر (۱۲۷۳) اور ہماری قرأۃ پر تیرہ سو پانچ ہیں بتیس کلمات میں اختلاف ہے" محقق کہتے ہیں "اسمیں نظر ہے کیونکہ ابن مجاہدؒ نے صرف اٹھائیس (۲۸) کلمات میں اختلاف کیا ہے مثلین میں سے بیس (۲۰) حرف میں (یَبْتَغِ غَيْرَ - يَخْلُ لَكُمْ - وَإِنْ يَّكُ كَاذِبًا - اٰلَ لُوطٍ چار هُوَ مضموم الہا تیرہ) اور متقاربین میں سے آٹھ کلمات میں (لَقَدْ جِئْتِ - لَّكُنَّ الزَّكٰوةَ ثُمَّ - التَّوْرٰىةَ ثُمَّ - وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى دو جگہ جِئْتِ شَيْئًا - وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ - اور الرَّأْسُ شَيْبًا) پس اُنکے نزدیک ادغام بارہ سو ستتر (۱۲۷۷) ہیں" پھر کہتے ہیں "بسم اللہ نہ پڑھنے کی حالت میں بر تقدیرِ وصل بشمول آخر قدر تیرہ سو چار (۱۳۰۴) اور سکتہ پر ایک کم اور بسم اللہ کے ساتھ آخر رعد و ابراہیم کو شامل کر کے ایک زیادہ ہے" لیکن حق وہ ہے جو علامہ دانیؒ نے بیان کیا۔ اٹھائیس کلمات مندرجہ بالا کے علاوہ چار اور کلمات (زُحْزِحَ عَنِ - لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ - أَخْرَجَ شَطْأَهُ - الْعَرْشِ سَبِيلًا) میں بھی ابن مجاہدؒ وغیرہ نے اختلاف کیا ہے اگرچہ انمیں اظہار کی وجہ آل اور هُوَ کے مانند طرق تیسیر سے نہیں پس انکو ملا کر مختلف فیہ بتیس (۳۲) ہو جاتے ہیں۔ اور بسم اللہ کے بغیر آخر قدر کو شامل کر کے وصلاً ادغام تیرہ سو پانچ ہیں (از مثلین ایک کلمہ میں دو اور دو کلمات میں سات سو اڑتالیس (۷۴۸) کل سات سو پچاس (۷۵۰) اور از متقاربین ایک کلمہ میں اڑتیس (۳۸) اور دو کلمات میں پانسو سترہ (۵۱۷) کل پانسو پچپن) سکتہ پر ایک کم اور جو حضرات بصریؒ کے لئے بسم اللہ پڑھتے ہیں انکے واسطے

ایک زیادہ ہے کیونکہ بسم اللہ پر آخر قدر کا ادغام خارج ہو جائیگا۔ ۱۹۰

تنبیہ۔ بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ میں دوری و حمزہ اور وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا۔ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا۔ (ہر سہ صٰفّت) وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا چاروں کے ادغام میں حمزہ۔ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا (مرسلت) اور فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا (عادیات) میں خلاد خلاف شریک ہیں۔ شیخ ابو الفتح خلاد کے لیئے دونوں جگہ ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانی نے آپ سے ادغام ہی پڑھا ہے یہی ابن مہران کی روایت ہے۔ باقی حضرات اظہار روایت کرتے ہیں شاطبی نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ۔ دو کلمات میں وصلاً ادغام ہوتا ہے۔ اگر پہلی کلمہ پر وقف کردیا جائے تو ادغام ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ سکون ادغام سکون وقف کیطرح عارضی ہے۔ لہذا مانع امالہ نہیں جیسے اَلْاَبْرَارِ لَفِیْ۔ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ وغیرہ میں۔ مزید توضیح باب الامالہ میں آئیگی۔

مسئلہ۔ جن کلمات میں حرف مدغم سے قبل مدہ یا لین پایا جائے جیسے الرَّحِیْمِ مّٰلِکِ قَالَ لَّھُمْ۔ یَقُوْلُ رَّبَّنَا۔ قَوْمُ مُّوْسٰی۔ کَیْفَ فَّعَلَ تو سکون وقف کی طرح طول توسط۔ اور قصر جائز ہیں (اشباع یعنی طول افضل ہے)

مسئلہ۔ ادغام میں حسب اقتضاء حرکت۔ مدغم کی حرکت کا روم واشمام سے اشارہ جائز ہے یزیدی اور شجاع کہتے ہیں۔ بصری جب کسی مرفوع یا مجرور حرف کا مثل یا مقارب میں ادغام کرتے تھے خواہ اس سے قبل متحرک ہو یا ساکن تو اسکی حرکت کی جانب اشارہ کرتے تھے۔

---

سلہ حمزہ اور خلاد کے لیئے ان ساتوں کلمات میں تا بسکون لازم ساکنہ ہے اسلیئے پہلے کلمہ کے سوا سب جگہ ان کے لیئے مد لازم ہے اور توسط و قصر جائز نہیں اور نہ روم درست ہے۔

ابن مجاہدؒ اسکو روم قرار دیتے ہیں اور ابن شنبوذؒ اشمام۔ علامہ دانی کہتے ہیں "ہمارے نزدیک روم واشمام دونوں سے اشارہ ہوسکتا ہے اور روم بیان حرکت کے لیئے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اسکا اثر سماع پر ہوتا ہے مگر روم کیساتھ ادغام صحیح اور تشدید تام ناممکن ہے۔ اور اشمام کیساتھ ادغام محض صحیح ہے کیونکہ وہ بلا صوت عضو کا عمل ہے جس کا سامعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مخفوض میں اشمام ممکن نہیں کیونکہ عضو اشمام خفض سے بُعدِ تام رکھتا ہے" محقق کہتے ہیں "دانیؒ کی تصریح حق وصواب ہے اور اسکی تائید قراء سبعہ کی قراءۃ متواترہ کَلَا تَأْمَنَّا (یوسف) سے ہی ہوتی ہے اور بیشک روم کے ساتھ ادغام صحیح ناممکن ہے کیونکہ وہ بعض حصۂ حرکت کا نطق ہے۔ لہٰذا وہ ادغام واظہار کے سوا ایک اور مذہب ہے اور اشمام کیساتھ ادغام ممکن ہے۔ علامہ دانیؒ وغیرہ ائمہ نے با کے ادغام کو جو با اور میم میں ہوتا ہے اور میم کے ادغام واخفا کو جو میم اور با میں کیا جاتا ہے شفوی ہونیکی بنا پر اشارہ سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ [1]

مسئلہ۔ بصریؒ کے لیئے باجماع ناقلین قاف کا کاف میں ادغام کامل ہوتا ہے اور اسمیں اَلَمْ نَخْلُقكُّم کیطرح ابقاء صفت استعلا کا کوئی قائل نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "نص وادا سے یہی ثابت ہے ہمنے اسی طرح پڑھا اور پڑھاتے ہیں اور کسی کو نہیں جانتے جس نے اسکی مخالفت کی ہو"

فائدہ۔ اگر مدغم سے قبل کوئی حرف صحیح ساکن ہو جیسے شَهْرُ رَمَضَانَ

---

[1] حافظ ابو شامہؒ وغیرہ کہتے ہیں "اشمام کیساتھ اشارہ متعذر کیونکہ یہ دونوں حرف انطباق شفتین سے نکلتے ہیں اور اشمام مصطلح میں انطباق باقی نہیں رہتا مگر روم متعذر نہیں" ملا علیؒ کہتے ہیں "اگر شاطبیؒ یوں کہتے ۔ وَاَشْمِمْ بِغَيْرِ الْمِيْمِ وَالْبَا كِلَيْهِمَا + مَعَ الْمِيْمِ اَوْ بَاءٍ وَرُمْ مُتَمِّمًا مُّثَلًا ۔ تو بہتر تھا یہی حق وصواب ہے۔

الرُّعْبَ بِمَآ الْعِلْمِ مَا زَادَتْهُ هٰذِهٖ - الْعَفْوَ وَاْمُرْ - فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ - مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ - مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا تو شاطبیؒ وغیرہ اکثر متاخرین نے ادغام کے بجائے اخفا[1] کہا ہے اور صحیح ساکن کے بعد ادغام دشوار بتایا ہے کیونکہ ادغام محض سے اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ ہو جاتا ہے اور تمام متقدمین ادغام کہتے ہیں۔ یہی دانیؒ کا مسلک ہے۔ محققؒ دونوں مذاہب کی تصحیح کرتے ہوئے کہتے ہیں "ادغام صحیح پر ائمہ متقدمین کی نصوص اور جمہور اہل ادا کے اشارات جمع ہیں" سید کہتے ہیں۔ "ہم نے ادغام محض پڑھا ہے اور یہی حق ہے جسمیں کوئی شبہ نہیں اور یہی ہمارے مغربی اور مشرقی شیوخ کا عمل ہے تحقیق یہ ہے کہ اگر اس اخفاء سے وہ اشارہ مراد ہے جو اوپر بیان ہوا تو وہ ایک حقیقت مسلمہ اور درست ہے۔ مگر اسمیں ماقبل کے ساکن ہونیکی کوئی شرط نہیں اور جہاں وہ اشارہ جائز ہے وہاں ادغام محض بھی صحیح ہے اور اگر اس سے یہ مقصد ہے کہ حرف صحیح ساکن کے بعد ادغام محض جائز نہیں تو یہ باطل ہے۔

حضرت شاطبیؒ کی عادت ہے کہ وہ قرار کا مسلک بتانے کے بعد بعض نحاۃ کا مذہب بیان کیا کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ مگر تعجب ہے کہ محققؒ نے اس مسئلہ پر اپنے رنگ میں کچھ نہیں لکھا + یہ واقعہ ہے کہ اہل ادا کے نزدیک نہ صرف وقف و ادغام میں بلکہ وصل میں بھی اجتماع ساکنین جائز ہے جسکو انہوں نے بذریعہ ثقات افصح العرب والعجم نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتراً اخذ کیا ہے۔ چنانچہ نِعِمَّا۔ اور فَمَا اسْطَاعُوْا وغیرہ میں اور جو امر وصلاً جائز ہو وہ ادغام میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ سکونِ ادغام سکونِ وقف کے مانند عارضی ہے۔ اسکے علاوہ اہل ادا اصول نحاۃ کی پابند نہیں نقل صحیح کے تابع

[1] یہاں اخفاء سے اختلاس حرکت مراد ہے جو ادغام اور حرکت کے مابین ایک حالت ہوتی ہے ۱۲

ہیں۔ چنانچہ اوپر بیان ہوا۔

علامہ ابن حاجبؒ قرا اور نحاۃ کی مذاہب کا تعارض نقل کر کے کہتے ہیں "نحاۃ کا قول اجماع کے بعد حجت ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ قرا کی ایک جماعت اکابر نحاۃ میں سے ہے لہذا انکی مخالفت کی حالت میں نحاۃ کا اجماع حجت نہیں اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قراء میں سے کوئی نحوی نہیں تب بھی یہ مسلمہ ہے کہ نقل لغت میں وہ شریک ہیں۔ اب بھی اُن کے بغیر اجماع حجت نہیں۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا تو قراء کے قول پر اعتماد اولیٰ ہے کیونکہ وہ اُس ذات سے نقل کرتے ہیں جو غلطی سے معصوم ہے اور نیز اس لیئے کہ قراءۃ تواتراً منقول ہے اور نحوی جو کچھ نقل کرتے ہیں وہ احادسی لیا گیا ہے اور اگر کوئی قراءۃ متواترہ نہ بھی ہو تب بھی قرا کیطرف رجوع اولیٰ ہے کیونکہ وہ عادل تر اور اکثر ہیں" جزاہ اللّٰہ خیراً۔

امام فخرالدین رازیؒ کہتے ہیں "مجھے نحاۃ کی عقل پر تعجب ہوتا ہے کہ جب انمیں سے کسیکو کسی شاعر کا شعر ملتا ہے خواہ اسکا قائل مجہول ہو تو اسکو صحت قراءۃ کی دلیل قرار دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ لازم یہ تھا کہ قراءۃ کو اسکی صحت کی دلیل ٹھیراتا"

ملا علیؒ کہتے ہیں "ادغام میں وقف کیطرح بوجہ عارض ہونیکے اجتماع ساکنین جائز ہے اور قراءۃ متواترہ پر طعن کرنیوالیکا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اِس سے وہ خود مطعون اولاً زجملہ کفرۃ و فجرہ ہو جاتا ہے" حاصل یہ ہے کہ بعد از ساکن صحیح ادغام محض صحیح و ثابت جملہ متقدمین کا مذہب اور ہمارے تمام شیوخ کا معمول ہے۔

**تکمیل**۔ اس باب کے متعلق چار کلمات اور ہیں جنمیں متحرک کا ادغام کیا گیا ہے اور بصری کیساتھ مخصوص نہیں ہے۔

اول۔ لَا تَأۡمَنَّا (یوسف) اسکے ادغام پر اجماع ہے۔ مگر ائمہ سبعہ میں سے کسی کا

مذہب ادغام محض نہیں ہے۔ بلکہ سب ادغام کے ساتھ روم یا اشمام کرتے ہیں۔ دانیؒ اور شاطبیؒ نے روم کو ترجیح دی ہے چنانچہ دانیؒ کہتے ہیں "اکثر علمار قراءۃ ونحاۃ روم کی جانب گئے ہیں۔ میں بھی اسی کو مختار سمجھتا ہوں۔ یہی یزیدیؒ۔ ابو حاتمؒ۔ ابن مجاہدؒ۔ ابن عبد الواحدؒ۔ ابوبکر بن اشتہؒ وغیرہ اجل علمار کی رائے ہے۔ اور یہی بطریق ورشؒ نافعؒ سے منصوص ہے۔" ان کے سوا اکثر مصنفین اشمام کہتے ہیں۔ دانیؒ نے اشمام بیان نہیں کیا شاطبیؒ نے بعض کا مذہب بتایا ہے۔ محققؒ کے نزدیک اشمام مختار ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "میں اسی کو مختار جانتا ہوں کیونکہ اشمام حقیقت اِدغام سے زیادہ قریب۔ رسم کے موافق اور اصبہانیؒ سے منصوص ہے۔" دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ عام حفاظ اس کلمہ میں ادغام محض پڑھتے ہیں۔ وہ ابو جعفرؒ کی قراءۃ ہے۔

دوم۔ مَا مَكَّنِّي (کہف) اسمیں غیر ابن کثیرؒ ادغام کرتے ہیں۔

سوم۔ أَتُمِدُّونَنِي (نمل) اسمیں صرف حمزہؒ ادغام کرتے ہیں۔

چہارم۔ أَتَعِدَانِنِي (احقاف) میں فقط ہشامؒ ادغام کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ



# باب پنجم ادغام صغیر

ادغام صغیر جائز مختلف فیہ تین سو سولہ[۳۱۶] جگہ واقع ہوا ہے۔ حضرات شیوخ اسکو دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں اسی طرح ہم درج کرتے ہیں۔

## فصل اول تاء تانیث متصل بفعل دال قد ذال اذ اور لام بل و ہل کے[۱] ادغام میں (جو ۲۴۲ جگہ ہے)

قالونؒ۔ مکیؒ اور عاصمؒ نے ان کا ادغام کہیں نہیں کیا۔ باقی حضرات میں سے بعض چند جگہ اور بعض اکثر جگہ ادغام کرتے ہیں۔ ہم چاروں کے مدغم فیہ اور قلیل الوقوع مواقع ادغام بالاستیعاب اور کثیر الدور کی مثالیں جدا جدا درج کرکے ادغام کرنیوالے حضرات کا مذہب بتاتے ہیں۔ باقی ائمہ وروات کے لیئے اظہار تصور کرنا چاہیئے۔

اول۔ تاء تانیث متصل بفعل چھ حرفوں۔ ثا جیم۔ زا۔ سین۔ صاد۔ اور ظاء میں چھبیس[۲۶] جگہ مدغم ہوتی ہے۔

۱۔ ثاء مثلثہ میں چھ جگہ۔ رَحُبَتْ ثُمَّ (توبہ) بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ہود) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ (شعراء۔ قمر۔ حاقہ۔ شمس۔)

۲۔ جیم معجمہ میں صرف دو جگہ نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ (نساء) وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا (حج)

۳۔ زاء معجمہ میں فقط ایک جگہ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔ (اسراء)

۴۔ سین مہملہ میں بارہ جگہ جیسے اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ۔ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ۔ اَقَلَّتْ سَحَابًا۔ مَضَتْ سُنَّتُ۔

---

[۱] چاروں کے مجموعی مدغم فیہ۔ تا۔ ثا۔ جیم۔ دال۔ ذال۔ زا۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ اور نون تیرہ ہیں مگر کوئی آٹھ سے زیادہ اور چھ سے کم میں مدغم نہیں ہوتا۔

۵۔ صاد مہملہ میں دو جگہ حَصِرَتْ صُّدُوْرُهُمْ (نساء) لَهُدِّمَتْ صَّوَامِعُ (حج)

۶۔ ظاء معجمہ میں تین جگہ حُرِّمَتْ ظُّهُوْرُهَا۔ حَمَلَتْ ظُّهُوْرُهُمَا (ہر دو انعام) كَانَتْ ظَّالِمَةً (انبیاء)

بصریؒ و حمزہؒ و کسائیؒ سب جگہ شامیؒ ثا۔ صاد اور ظاء میں اور ورشؒ (بطریق ازرقؒ) صرف ظاء میں ادغام کرتے ہیں مگر ہشامؒ نے صاد کے اندر سورۃ نساء میں ادغام اور سورۃ حج میں اظہار کیا ہے باجماع طرق یہی مروی ہے۔

شاطبیؒ نے وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا (حج) میں ابن ذکوانؒ کے لیئے ادغام بخلاف بیان کیا ہے جو تیسیر طرق تیسیرؒ کے خلاف ہے پڑھا نہیں جاتا۔ محققؒ کہتے ہیں "اسمیں ابن ذکوانؒ کے لیئے ادغام کی وجہ بیان کرنے میں شاطبیؒ متفرد ہیں طرق شاطبیہ پر صرف اظہار پڑھا جائیگا"

دوم دال قد آٹھ حرفوں جیم۔ ذال۔ زا۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ اور ظاء میں اٹھانوے ۹۸ جگہ مدغم ہوتی ہے۔

۱۔ جیم معجمہ میں چھتیس جگہ جیسے وَلَقَدْ جَّآءَ۔ قَدْ جَّمَعُوْا۔ وَلَقَدْ جِّئْتُمُوْنَا۔ فَقَدْ جَّعَلْنَا وغیرہ۔

۲۔ ذال معجمہ میں صرف ایک جگہ۔ وَلَقَدْ ذَّرَأْنَا (اعراف)

---

سلہ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "ابن الاخرمؒ۔ ابن ابی داؤدؒ۔ ابن ابی حمزہؒ۔ نقاشؒ اور ابن شنبوذؒ اخفشؒ سے وہ ابن ذکوانؒ سے وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا میں صرف اظہار روایت کرتے ہیں اور یہی محمد بن یونسؒ کی ابن ذکوانؒ سے روایت ہے البتہ ابن مرشدؒ۔ ابو طاہرؒ۔ اور ابن عبدالرزاقؒ وغیرہ نے اخفشؒ سے ابن ذکوانؒ کے لیئے نَضِجَتْ جُّلُوْدُهُمْ میں اظہار اور وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا میں ادغام روایت کیا ہے اور شیخ ابوالفتحؒ نے اپنی قراءت از شیخ عبدالباقیؒ کی بنا پر ہشامؒ کے لیئے مجھ سے یہی روایت بیان کی ہے۔ محققؒ اسکو نقل کرکے کہتے ہیں "دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے ہشامؒ کے لیئے ادغام نقل کیا ہے اور وہ بھی دیگر طرق سے لہذا اسکا ابن ذکوانؒ کے لیئے کیا فائدہ ہو سکتا ہے" اسکے بعد محقق کہتے ہیں "اور میں نے ابوالفتحؒ کی کتاب میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ہشامؒ کے لیئے ادغام اور ابن ذکوانؒ کے لیئے اظہار لکھا ہے"

۳ زا معجمہ میں بھی ایک جگہ۔ وَلَقَدْ زَّيَّنَّا (ملک)

۴ سین مہملہ میں گیارہ جگہ۔ جیسے لَقَدْ سَّمِعَ۔ قَدْ سَّلَفَ۔ فَقَدْ سَّئَلُوا۔ قَدْ سَّئَلَهَا وغیرہ۔

۵ شین معجمہ میں ایک جگہ قَدْ شَّغَفَهَا (یوسف)

۶ صاد مہملہ میں گیارہ جگہ جیسے وَلَقَدْ صَّدَقَكُمُ۔ قَدْ صَّدَقْتَنَا۔ وَلَقَدْ صَّرَّفْنَا قَدْ صَّدَّقْتَ وغیرہ۔

۷ ضاد معجمہ میں چودہ جگہ جیسے فَقَدْ ضَّلَّ۔ قَدْ ضَّلُّوا۔ وَلَقَدْ ضَّرَبْنَا وغیرہ۔

۸ ظا معجمہ میں تین جگہ فَقَدْ ظَّلَمَ۔ (بقر۔ طلاق) لَقَدْ ظَّلَمَكَ (ص)

بصریؒ و ہشامؒ و حمزہؒ و کسائیؒ سب جگہ ابن ذکوانؒ۔ ذال۔ ضاد۔ ظا میں اور زا میں بخلاف اور ورشؒ ضاد اور ظا میں ادغام کرتے ہیں۔ مگر ہشامؒ ظا کے اندر سورہ ص میں صرف اظہار پڑھا ہے۔ ہمارے طرق پر یہی روایت ہے اور یہی ماخوذ و معمول اور صحیح ہے۔

دوم۔ ذال اِذْ چھ حرفوں تا۔ جیم۔ دال۔ زا۔ سین اور صاد میں سینتالیس جگہ مدغم ہوئی ہے

۱ تا فوقانیہ میں انیس جگہ جیسے اِذْ تَّبَرَّاَ۔ اِذْ تَّقُوْلُ۔ اِذْ تُّصْعِدُوْنَ۔ اِذْ تَّخْلُقُ۔ اِذْ تَّاَذَّنَ۔ وغیرہ۔

۲ جیم معجمہ میں بھی انیس جگہ جیسے اِذْ جَّعَلَ۔ اِذْ جِّئْتَ۔ اِذْ جَّآءَ۔ اِذْ جَّآءُوْا۔ اِذْ جَّآءَتْهُمْ۔ وغیرہ۔

۳ دال مہملہ میں چار جگہ۔ اِذْ دَّخَلُوْا۔ (حجر۔ ص۔ ذریت) اِذْ دَّخَلْتَ (کہف)

۴ زا معجمہ میں دو جگہ وَاِذْ زَّيَّنَ (انفال) وَاِذْ زَّاغَتْ (احزاب)

۵ سین مہملہ میں بھی دو جگہ۔ اِذْ سَّمِعْتُمُوْهُ (نور دو)

۶۔ صاد مہملہ میں صرف ایک جگہ وَاِذْ صَّرَفْنَا (احقاف)

بصریؒ و ہشامؒ سب جگہ خلادؒ و کسائیؒ جیم کے سوا اور سب جگہ۔ خلفؒ تا و دال میں اور ابن ذکوانؒ صرف دال میں ادغام کرتے ہیں۔

**چہارم** لام ھَلْ تین حرفوں تا ثا اور نون میں پندرہ جگہ اور لام بَلْ سات حرفوں تا۔ زا سین۔ ضاد۔ طا ظا۔ اور نون میں اٹھارہ جگہ مدغم ہوتا ہے دونوں کے مدغم فیہ مجموعی طور پر آٹھ اور کل مواقع ادغام تینتیس ۳۳ ہیں۔

۱۔ تا میں لام ھَلْ نو جگہ جیسے ھَلْ تَّنْقِمُوْنَ اور ھَلْ تَّسْتَطِیْعُ وغیرہ اور لام بل چار جگہ بَلْ تَّاْتِیْهِمْ (انبیاء) بَلْ تَّحْسُدُوْنَنَا (فتح) بَلْ تُّكَذِّبُوْنَ (انفطار) بَلْ تُّؤْثِرُوْنَ (اعلیٰ) جملہ تیرہ ۱۳ ہیں۔

۲۔ ثاء مثلثہ میں صرف ایک جگہ ھَلْ ثُّوِّبَ (تطفیف)

۳۔ زاء معجمہ میں دو جگہ بَلْ زُّیِّنَ (رعد) بَلْ زَّعَمْتُمْ (کہف)

۴۔ سین مہملہ میں بھی دو جگہ بَلْ سَّوَّلَتْ (یوسف دو)

۵۔۶۔۷۔ ضاد معجمہ طاء مہملہ اور ظاء معجمہ میں ایک ایک جگہ بَلْ ضَّلُّوْا (احقاف) بَلْ طَّبَعَ (نساء) بَلْ ظَّنَنْتُمْ (فتح)

۸۔ نون معجمہ میں لام ہل پانچ جگہ فَهَلْ نَّجْعَلُ۔ ھَلْ نُّنَبِّئُكُمْ (دو کہف) ھَلْ نَّحْنُ (شعراء) ھَلْ نُّجٰزِیْٓ اور ھَلْ نَدُلُّكُمْ (دو سباء) اور لام بل سات جگہ

---

۱؎ تیسیر و شاطبیہ سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ ہل اور بل میں سے ہر ایک آٹھوں حروف میں مدغم ہوتا ہے لیکن وجہ یہ نہیں۔ تاء اور نون سے قبل دونوں ثا سے قبل صرف ھل اور باقی پانچ حروف سے قبل صرف بل واقع ہوا ہے۔ حافظ ابو شامہؒ نے اسی مضمون کو کستعد عن لطیفہ پر نظم کیا ہے۔ اَلَا بَلْ وَھَلْ تَرْوِیْ ثَنَا ظَعْنِ زَیْنَبٍ ۔ سَمِیْرٍ نَّوَاهَا طِلْحِ ضُرٍّ وَّمُبْتَلَا

جیسے بَلْ تَتَّبِعُ۔ بَلْ ظَنَنْتُمْ۔ بَلْ نَحْنُ وغیرہ جملہ بارہ[۱۱] ہیں۔

کسائیؒ سب جگہ ہشامؒ ضاد و نون کے سوا سب جگہ۔ حمزہؒ تا ثا۔ اور سین ہیں نیز خلادؒ طا ہیں بخلاف[۱] اور بصریؒ تا ہیں صرف دو جگہ هَلْ تَرٰی (ملک و حاقہ) میں ادغام کرتے ہیں مگر ہشامؒ نے اَمْ هَلْ تَسْتَوِی (رعد) کو ہمارے طرق پر بلا خلاف مستثنےٰ کرکے باظہار[۲] پڑھا ہے یہی معمول و ماخوذ ہے۔

## فصل دوم دیگر[۸] قریب المخرج حروف کے ادغام میں جو[۳] ستّر کلمات میں ایکسو بارہ[۱۱۲] جگہ ہوتا ہے

**اول**۔ بار موصن مجزوم کا فا میں پانچ جگہ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ (نساء) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ (رعد) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ (اسرا) فَاذْهَبْ فَاِنَّ (طہ) وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ (حجرات) بصریؒ خلادؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں مگر حجرات میں خلادؒ کو خلاف ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں حرمی۔ شامیؒ۔ عاصمؒ اور خلفؒ کا مذہب اظہار ہے۔

**دوم** بار یُعَذِّبُ کا میم مَنْ یَّشَآءُ (بقر) میں قالونؒ۔ بصریؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بلا خلاف اور مکیؒ بخلاف ادغام کرتے ہیں۔ مکیؒ کے لیئے ادغام کی وجہ اگرچہ طریقہ کے

۱۔ دانیؒ نے شیخ ابوالحسنؒ سے اظہار پڑھا ہے۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔ اور شیخ ابوالفتحؒ سے ادغام پڑھا اور اسی کو اختیار کر رکھا تھا۔ ابن مجاہدؒ اپنے شیوخ کے واسطے سے سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص امام حمزہؒ سے بَلْ طَبَعَ میں اظہار پڑھتا تھا تو اسکو جائز رکھتے تھے اور اگر کوئی ادغام پڑھتا تھا تو اُسکو منع نہیں کرتے تھے "یہی دوری سلیمؒ سے عیسےٰؒ اور عجلیؒ امام حمزہؒ سے نقل کرتے ہیں۔ محقق اسکو نقل کرکے کہتے ہیں وہ اس سے ثابت ہے کہ حمزہؒ سے دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر اظہار زیادہ مشہور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خلفؒ کے لیے صرف اظہار اور خلادؒ کے لیئے دونوں وجوہ معمول ہیں

۲۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تذکرہ۔ تبصرہ۔ تیسیر۔ شاطبیہ۔ کافی۔ تلخیص۔ مستنیر۔ اور فاتیہ میں صرف اظہار درج ہے۔ لیکن جامع البیان تجرید اور کفایہ میں ادغام بیان کیا ہے۔ ۳۔ حضرت محققؒ نے یَلْهَثْ ذٰلِكَ کو شامل کرکے سترہ بتایا ہے لیکن اس باب میں حروف قریب المخرج کا ادغام جائز بیان کرنا مقصود ہے اور یہ کلمہ متجانسین سے تعلق رکھتا ہے اسی وجہ سے ہم نے اسکو اور ادغام

۱۱۱ مثلین میں شامل کیا ہے

خلاف ہے مگر مشہور و صحیح اور جمہورؒ کا مذہب ہے۔ محقق کہتے ہیں "تنبیہ میں دونوں وجوہ اسی لیئے بیان کی گئی ہیں کہ روایت اور مشہور جمع ہو جائیں اور یہ اُن مواقع میں سے ہے جہاں دانیؒ طریقہ سے نکل گئے اور شاطبیؒ نے باتباع تیسیر ادغام بیان کیا ہے دونوں وجوہ صحیح اور ماخوذ ہیں"۔ ورشؒ اظہار کرتے ہیں۔

سوم۔ نیز باکا میم میں یٰبُنَیَّ ارۡکَبۡ مَّعَنَا کے اندر (ہود میں) قنبلؒ۔ بصریؒ۔ عاصمؒ اور کسائیؒ۔ بلا خلاف اور قالونؒ و بزیؒ و خلادؒ تینوں بخلاف باکا میم میں ادغام کرتے ہیں ان کے لیئے دونوں وجوہ صحیح و مشہور ہیں اور ہمارے طریقہ پر قنبلؒ و عاصمؒ کیلئے ادغام بلاخلاف معمول ہے۔ ورشؒ شامیؒ اور خلفؒ اظہار کرتے ہیں۔

چہارم۔ ثاء مثلثہ کا تاء فوقانیہ میں چودہ جگہ لَبِثۡتُ اور لَبِثۡتُمۡ کے اندر خواہ کسیطرح آئے۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں۔

---

ف۱ تذکرہ تبصرہ۔ کافی عنوان اور تلخیص العبارات میں کیؒ کے لیئے۔ ارشاد مستنیر۔ کامل غایۃ حافظ ابوالعلاؒ اور کفایہ سبط الخیاطؒ میں قنبلؒ کیلئے بجمیع طرق اور ہادیؒ ایمین بزیؒ کیلئے بجمیع طرق اور مستنیر مبہج بطریق ابی ربیعہ بزیؒ کے لیئے اور ارشاد و کفایہ کبریٰ قلانسیؒ اور مبہج میں بطریق ابن مجاہدؒ قنبلؒ کے لیئے صرف ادغام بیان کیا ہے۔ یہی ابن الحبابؒ اور ابن بنانؒ کا طریقہ ہے مگر نقاشؒ نے ابو ربیعہؒ و بزیؒ سے اور سامریؒ و ابن مجاہدؒ نے قنبلؒ سے اظہار روایت کیا ہے۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں میں نے نقاشؒ و ابو ربیعہؒ کے طریقہ سے بزیؒ کے لیئے اور ابن مجاہدؒ کے طریقہ سے قنبلؒ کے لیئے صرف اظہار پڑھا ہے۔ تیسیر و شاطبیہ میں یہ دونوں روایتیں انہیں طرق کی بیان ہوئی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ادغام طریقہ کے خلاف ہے لیکن مشہور و ماخوذ ہے۔ ۱۲

ف۲ شامیؒ و عاصمؒ مرفوع پڑھتے ہیں۔ لہذا قاعدہ میں داخل نہیں ہیں۔

ف۳ بصریؒ و کسائیؒ کے لیئے ادغام پر اجماع ہے۔ کیؒ کے لیئے ابو محمدؒ کیؒ ابو عبداللہؒ قیروانیؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ۔ ابن بلیمہؒ۔ صاحب عنوان اور جمہور مغربی شیوخؒ نے ادغام روایت کیا ہے اور نقاشؒ اپنے تمام طرق سے بزیؒ کے لیئے اظہار روایت کرتے ہیں۔ اکثر اہل اداء قنبلؒ کے لیئے بطریق ابن مجاہدؒ ادغام اور بطریق ابن شنبوذؒ اظہار روایت کرتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "ابن کثیرؒ کے لیئے دونوں وجہ صحیح ہیں"۔ نتیجہ یہ ہے کہ قنبلؒ کے لیئے ہمارے طریقہ سے صرف ادغام اور بزیؒ کے لیئے دونوں وجوہ ہیں عاصمؒ کے لیئے ہبی علیمیؒ اور عمروؒ بن صباحؒ نے اظہار روایت کیا ہے مگر ہمارے طرق پر صرف ادغام ہے۔ قالونؒ کے لیئے جمہور ائمہ نے ادغام بیان کیا ہے۔ دانیؒ نے ابوالحسنؒ سے ادغام اور ابوالفتحؒ سے اظہار پڑھا ہے۔ حافظ ابوالعلاؒ اور سبط الخیاطؒ وغیرہ نے ابو نشیطؒ کے لیئے ادغام اور حلوانیؒ کے لیئے اظہار بیان کیا ہے دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ خلادؒ کے لیئے اکثر حضرات اظہار کہتے ہیں۔ دانیؒ نے ابوالحسنؒ سے اظہار اور ابوالفتحؒ سے ادغام پڑھا ہے اور متعدد ائمہ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ دونوں صحیح ہیں۔

پنجم۔ ایضاً ثا کا تا میں اُوْرِثْتُمُوْهَا (اعراف و زخرف) کے اندر دونوں جگہ بصریؒ ہشامؒ حمزہؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے۔ آمیل اور مقدم الذکر میں یہ فرق ہے کہ وہاں ابن ذکوانؒ کے لیئے ادغام اور یہاں اظہار ہے۔

ششم و ہفتم۔ دال مہملہ کا ثا مثلثہ میں وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ (آل عمران دو جگہ) اور ذال معجمہ میں کٓهٰیٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ (مریم) بصریؒ۔ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں

ہشتم۔ ذال معجمہ جب کہ اس سے قبل خا ہو (یعنی مادہ اخذ کا) تا فوقانیہ میں اٹھارہ جگہ اَخَذْتُّمْ (۶ جگہ) اَخَذْتُّ (۵ جگہ) اِتَّخَذْتُّمْ (متصل بضمیر اور غیر متصل جگہ) مدنیؒ بصریؒ شامیؒ۔ ابو بکرؒ حمزہؒ اور کسائیؒ ادغام اور مکیؒ و حفصؒ اظہار کرتے ہیں۔

نہم و دہم۔ ایضاً ذال کا تا میں فَنَبَذْتُهَا (طٰہٰ) اِنِّیْ عُذْتُّ (غافر و دخان) میں بصریؒ و حمزہؒ و کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں۔ ہمارے طرق پر ہشامؒ کے لیئے بلا خلاف اظہار ہے۔

یازدہم۔ را مہملہ مجزوم کا لام میں تین جگہ جیسے یَغْفِرْ لَكُمْ۔ وَاغْفِرْ لِیْ۔ یَنْشُرْ لَكُمْ یَسِّرْ لِیْ سوسیؒ بلا خلاف اور دوریؒ بخلاف ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات کا مذہب اظہار ہے۔

دوازدہم۔ لام یَفْعَلْ مجزوم کا ذال میں چھ جگہ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ (بقرہ آل عمران فرقان منٰفقون۔ ایک ایک نساء دو) ابو الحارثؒ ادغام اور باقی حضرات اظہار کرتے ہیں۔

سیزدہم۔ فا معجمہ کا با میں نَخْسِفْ بِهِمُ (سبا) کے اندر کسائیؒ ادغام اور باقی قراء اظہار کرتے ہیں۔

چہاردہم۔ سین کے نون ملفوظی کا میم میں طٰسٓمّٓ (شعراء و قصص) کے اندر غیر حمزہؒ

ادغام اور حمزہؒ اظہار کرتے ہیں

**پانزدہم** یٰسٓ کے نون ملفوظی کا واؤ میں یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ کے اندر ورشؒ شامیؒ ابو بکرؒ کسائیؒ ادغام[1] اور باقی قراء اظہار کرتے ہیں۔

**شانزدہم** - نٓ کے نون ملفوظی کا واؤ میں نٓ وَالْقَلَمِ کے اندر شامیؒ ابو بکرؒ اور کسائیؒ بلا خلاف اور ورشؒ بخلاف ادغام[1] اور باقی حضرات اظہار کرتے ہیں۔

## فصل سوم نون ساکن و تنوین کے احکام

نون ساکن دیگر حروف کے مانند اسم و فعل و حرف میں سے ہر ایک کے درمیان و آخر میں آتا ہے اور نون تنوین صرف اسم منصرف غیر مضاف عاری از لام تعریف کے آخر میں فقط لفظاً ہوتا ہے اور چونکہ تلفظ میں دونوں نون برابر ہیں لہٰذا باعتبار مابعد انکے لیئے چار حکم مقرر ہیں۔ اظہار۔ ادغام۔ قلب اور اخفاء۔ چاروں تجوید سے متعلق اور وجوبی ہیں اور سوائے ایک مسئلہ کے قرات سے تعلق نہیں رکھتے مگر حضرات شیوخ تتمیم فائدہ کے لیئے ادغام صغیر کیساتھ ان کا ذکر کیا کرتے ہیں لہٰذا ہم بھی اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔

**اول اظہار** - اگر نون ساکن و تنوین کے بعد حروف حلق میں سے کوئی حرف[2] ہو تو بُعد مخرج کیوجہ سے باجماع سبعہ اظہار ہوتا ہے۔

---

[1] نون ملفوظی کا واو میں ادغام دونوں جگہ ہشامؒ و کسائیؒ کے لیئے باجماع اور ابن ذکوانؒ اور ابو بکرؒ کے لیئے ہمارے طرق پر اور ورشؒ کے لیئے پہلے کلمہ میں صرف ادغام اور دوسرے کلمہ میں دونوں وجوہ ہیں اور قنبلؒ و بصریؒ و حمزہؒ کے لیئے اجماعاً قالونؒ و بزیؒ و حفصؒ کے لیئے ہمارے طرق پر محض اظہار ہے۔

[2] جیسے یَنْـَٔوْنَ - مَنْ اٰمَنَ - کُلٌّ اٰمَنَ - یَنْهَوْنَ - مَنْ هَاجَرَ - اَحَقٌّ هُوَ - اَنْعَمْتَ - مِنْ عِلْمٍ - یَوْمٍ عَظِیْمٍ - تَنْحِتُوْنَ - مِنْ حَمَاٍ - بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ - فَسَیُنْغِضُوْنَ - مِنْ غَیْرِکُمْ - فَاِیَّةٍ غَلَبَتْ - وَالْمُنْخَنِقَةُ - مِنْ خَلَاقٍ - وَزْرًا خٰلِدِیْنَ

دوم ادغام اور اگر ان کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو تو تماثل اور قرب کی وجہ سے اجماعاً وجوباً بایں تفصیل ادغام ہوتا ہے۔ را اور لام میں ادغام کامل بلا غنہ محقق کہتے ہیں جمہور اہل ادا اور اجل ائمہ تجوید کا یہی مذہب ہے اور اس زمانہ میں روئے زمین کے علماء کا یہی معمول ہے اور نون و میم میں باجماع با غنہ ہوتا ہے۔ اور واؤ و یاء میں خلف ادغام کامل بلا غنہ اور باقی حضرات ادغام ناقص مع غنہ کرتے ہیں اور یہی مسئلہ اس فن سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر نون ساکن واؤ اور یاء کیساتھ ایک کلمہ میں ہو تو سب قراء اظہار کرتے ہیں تاکہ مضاعف سے التباس نہ ہو۔

سوم قلب اور اگر ان کے بعد باء موحدہ ہو تو باجماع ان کو میم سے بدل کر اخفا کرتے ہیں اور اس میم مبدلہ کا اظہار نقل کے خلاف اور لحن ہے البتہ میم ساکن اصلی میں قبل از باء اخفا کے ساتھ اظہار بھی منقول و ثابت اور صحیح ہے۔ مگر ہمارے شیوخ کا معمول اس میں بھی اخفا ہے۔

---

ف۱ جیسے مِنْ رَّبِّكُمْ - غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - مِنْ لَّبَنٍ ثُمَّ - ایک کلمہ میں اجتماع نہیں پایا جاتا۔

ف۲ جملہ مغربی قراء اور اکثر مشرقی اہل ادا کا یہی مسلک ہے۔ تیسیر و شاطبیہ - عنوان - کافی - ہادی - ہدایہ - تبصرہ - تلخیص العبارات تجرید اور تذکرہ وغیرہ میں ادغام کامل درج ہے۔ بعض اہل ادا نے ادغام ناقص با غنہ ہی بیان کیا ہے۔ جو اگرچہ صحیح و ثابت ہے مگر ماخوذ و معمول نہیں۔

ف۳ جیسے مِنْ مِّثْلِهٖ - عَذَابٌ مُّقِيْمٌ - مِنْ نُّوْرٍ - يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ -

ف۴ میم و نون میں ادغام کرنے کی حالت میں تعیین غنہ کے بارہ میں اختلاف ہے ابن مجاہدؒ اور ابو الحسن بن کیسانؒ نحوی وغیرہ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ مدغم کا غنہ ہے۔ جمہور اہل ادا اور اکثر محققین مدغم فیہ کا غنہ بتلاتے ہیں۔ علامہ دانیؒ اور محققؒ کے نزدیک یہی مختار ہے اور غالباً یہی صحیح ہے۔ نتیجہ اختلاف یہ ہے۔ ابن مجاہدؒ وغیرہ کے قول پر ادغام ناقص اور جمہور کے قول پر ادغام کامل ہوتا ہے۔

ف۵ جیسے مِنْ وَّلَدٍ - رَحْمَةً وَّاسِعَةً - مَنْ يَّقُوْلُ - عَظِيْمٌ يَّوْمَ -

ف۶ قرآن میں اس قسم کے صرف چار کلمات آئے ہیں صِنْوَانٌ - قِنْوَانٌ - بُنْيَانٌ - اور دُنْيَا -

ف۷ جیسے مِنْۢ بَعْدِ - اَنْۢبِئْهُمْ - سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ -

چہارم۔ اخفا اور اگر ان کے بعد بقیہ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف[1] ہو تو تمام قراء اخفاء کرتے ہیں۔ اخفا اظہار و ادغام کے درمیان ایک حالت ہے۔ اخفا میں تشدید نہیں ہوتی اور نہ نون و تنوین مخفی اپنے مخرج اصلی سے ادا ہوتے ہیں بلکہ ان کی آواز خیشوم میں منتقل ہو جاتی ہے اور زبان کا کوئی دخل باقی نہیں رہتا اور اخفا میں غنہ کامل تر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

# باب ششم احکام میم جمع وہاء کنایہ اور صلہ

میم جمع اس میم کو کہتے ہیں جو ہاء کنایہ اور کاف و تاء خطاب کے بعد جمع مذکر کے لئے لائی جاتی ہے۔ اور ہاء کنایہ سے مراد ضمیر مذکر غائب ہے۔ صلہ اس مدہ کو کہتے ہیں جو ضمہ میم اور حرکت ہاء کنایہ کے اظہار کیلئے حصلاً لایا جاتا ہے میم جمع کا صلہ صرف واؤ سے اور ہاء کنایہ کا صلہ حسب حرکت واؤ اور یا سے ہوتا ہے۔

## فصل اول میم جمع کے احکام

میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے قبل از متحرک تخفیفاً ساکن پڑھی جاتی ہے اور اگر اسکے بعد ساکن ہو تو سب قراء حسب اصل اسکو مضموم پڑھتے ہیں جیسے عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

[1] جیسے کُنْتُمْ۔ مَنْ تَابَ۔ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ۔ اَلْاُنْثٰى۔ مِنْ ثَمَرَةٍ۔ قَوْلًا ثَقِيْلًا۔ اَنْجَيْتَنَا۔ اِنْ جَعَلَ۔ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ اَنْدَادًا۔ مِنْ دَآبَّةٍ۔ كَاْسًا دِهَاقًا۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ مِنْ ذَهَبٍ۔ وَكِيْلًا ذُرِّيَّةَ۔ تَنْزِيْلٌ۔ مِنْ زَوَالٍ۔ صَعِيْدًا زَلَقًا۔ اَلْاِنْسَانَ۔ مِنْ سُوْٓءٍ۔ رَجُلًا سَلَمًا۔ اَنْشَرَنَا۔ اِنْ شَآءَ۔ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔ اَلْاَنْصَارِ۔ اِنْ صَدُّوْكُمْ۔ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ۔ مَنْضُوْدٍ۔ مِنْ ضِلٍّ۔ وَكُلًّا ضَرَبْنَا۔ اَلْمُقَنْطَرَةِ۔ مِنْ طِيْنٍ۔ صَعِيْدًا طَيِّبًا۔ يَنْظُرُوْنَ۔ مِنْ ظَهِيْرٍ۔ ظِلًّا ظَلِيْلًا۔ فَانْفَلَقَ۔ مِنْ فَضْلِهٖ۔ خَالِدًا فِيْهَا۔ اَنْقَضَ۔ مِنْ قَرَارٍ۔ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ۔ وَالْمُنْكَرِ۔ مِنْ كِتٰبٍ۔ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ

اور اگر اسکے بعد متحرک ہو تو وصلاً مکیؒ بلاخلاف اور قالونؒ بخلاف[1] اسکے ضمہ کا واؤ سے صلہ کرتے ہیں جیسے خَلَقَكُمُو وَ۔ كُنتُمُو فِي۔ هُمُو يُنفِقُونَ وغیرہ۔ اور باقی حضرات تخفیفاً ساکن پڑھتے (یہی قالونؒ کی دوسری وجہ ہے) مگر جب اسکے بعد ہمزہ قطعیہ ہو تو ورشؒ بھی بلاخلاف صلہ میں شریک ہوتے ہیں جیسے عَلَيْكُمُوٓ اَنفُسَكُمْ اِنْ كُنتُمُوٓ اِيَّاهُ۔ ءَاَنذَرْتَهُمُوٓ اَمْ۔ اور اس حالت میں مدّ منفصل پیدا ہو جاتا ہے جو آیندہ بیان ہوگا۔ اور وقفاً میم جمع باجماع ساکن محض ہے۔ اسکا روم و اشمام بھی جائز نہیں۔

تنبیہ۔ اگر میم جمع سے ضمیر متصل ہو تو اسکا صلہ اجماعاً وجوباً کیا جاتا اور مصحف میں مرسوم ہوتا ہے جیسے اَنُلْزِمُكُمُوهَا۔ دَخَلْتُمُوهُ۔ بِمَآ اَشْرَكْتُمُونِ۔

ضمیر جمع مذکر غائب کی ھا اصلاً مضموم ہے۔ کسرہ اور یاء ساکنہ کے بعد باجماع سبعہ مکسور پڑھی جاتی ہے جیسے فِيهِمْ۔ بِهِمْ۔ مگر تین کلمات عَلَيْهُمْ۔ اِلَيْهُمْ۔ اور لَدَيْهُمْ۔ کی ہاء کو حمزہؒ بہر حال مضموم پڑھتے ہیں۔ اور اگر ایسی ضمیر جمع کے بعد ساکن پایا جائے جیسے بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ۔ يُرِيهِمُ اللّٰهُ تو بصریؒ ہاء کے ساتھ میم کو مکسور اور حمزہؒ و کسائیؒ میم کے ساتھ ھا کو مضموم پڑھتے ہیں اور باقی حضرات حسب قاعدہ ہاء کو مکسور اور میم کو مضموم رکھتے ہیں۔ اور اگر میم پر وقف کردیں تو تمام قراء ہاء کو مکسور اور میم کو ساکن پڑھیں گے۔ مگر تینوں کلمات مقدم الذکر میں حمزہؒ کے لیئے ہا حالین میں مضموم ہے۔

---

[1] دانیؒ نے قالونؒ کے لیئے بطریق ابی نشیطؒ امام ابو الحسنؒ سے اسکان اور شیخ ابو الفتحؒ سے بہر دو طرق (ابی نشیطؒ و حلوانیؒ) صلہ پڑھا ہے دونوں وجہ صحیح ہیں بعض شراح کی یہ تعبیر کہ ابو نشیطؒ سے اسکان اور حلوانیؒ سے صلہ منقول ہے۔ بے اصل محض ہے۔

# فصل ۲ دوم ہاء کنایہ کے احکام

ہاء کنایہ یعنی ضمیر واحد مذکر غائب بھی اصلاً مضموم ہے کسرہ اور یاء ساکنہ کے بعد مکسور ہو جاتی ہے مگر حفص نے دو جگہ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ (کہف) اور عَلَيْهُ اللّٰهَ (فتح) میں یاء ساکنہ کے بعد ھا کو مضموم پڑھا ہے۔ ہاء کنایہ مضموم کا صلہ واؤ سے اور مکسور کا یا سے ہوتا ہے اور اس عتبار سے اسکی تین حالتیں ہیں۔

اول۔ اگر ہاء کنایہ کا ماقبل و مابعد دونوں متحرک ہوں تو سب کے نزدیک صلہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّهٗ هُوَ۔ اِنَّهٗ اَنَا۔ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ۔ بِهٖ اَنْ۔ فِيْ رَبِّهٖ اِذْ۔ اِلٰى قَوْمِهٖ اِنِّيْ۔ بِهٖ كَثِيْرًا۔ وغیرہ

دوم۔ اور اگر اسکا مابعد ساکن ہو تو کسی کے لیئے صلہ نہیں۔ خواہ ماقبل متحرک ہو یا ساکن جیسے نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ۔ وَلَهُ الْمُلْكُ۔ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ۔ بِهِ اللّٰهُ۔ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ۔ فِيْهِ الْمُلْكُ مگر ایک جگہ عَنْهُ تَّلَهّٰى (سورۂ عبس) میں ساکن عارض کی وجہ سے بزی نے حرف مشدد سے قبل صلہ کیا ہے۔

سوم۔ اور اگر اسکا مابعد متحرک اور ماقبل ساکن ہو تو مکی صلہ کرتے ہیں اور باقی حضرات باختلاس[1] پڑھتے ہیں جیسے اِجْتَبٰهُ۔ وَهَدٰىهُ۔ فِيْهِ۔ مِنْهُ۔ عَلَيْهِ وغیرہ مگر ایک جگہ فِيْهٖ مُهَانًا (فرقان) میں حفص بھی مکی کیساتھ صلہ کرتے ہیں۔

---

[1] اختلاس کے اصطلاحی معنے اسراع حرکت کے ہیں۔ مگر صلہ یا اشباع یا مد کے مقابلہ میں حرکت خالص کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ اس فصل میں ہر جگہ یہی معنی مراد ہیں اصطلاحی معنی نہیں جیسا کہ بعض شراح شاطبیہ کو وہم ہوا۔

مسئلہ۔ وقفاً صلہ حذف ہوجاتا ہے اور بحالت روم بھی یہی حکم ہے

دس کلمات ذیل میں جو مکرر ہوکر پندرہ جگہ آئے ہیں ہائے کنایہ کے متعلق قراء سبعہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے کلمہ کی موجودہ صورت کا اعتبار کرکے صلہ کیا ہے اور بعض نے اصلیت کے لحاظ سے صلہ نہیں کیا۔ اور بعض نے ہاء کو تخفیفاً ساکن پڑھا ہے۔

اولؔ۔ یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْكَ اور لَا یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْكَ (ہر دو آل عمران) دوم۔ نُؤْتِہٖ مِنْهَا (آل عمران دو و شوریٰ ایک) سوم و چہارم۔ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی۔ وَنُصْلِہٖ جَهَنَّمَ۔ (ہر دو نساء) پنجم۔ فَاَلْقِہْ اِلَیْهِمْ۔ (نمل) سب جگہ قالونؒ بلاخلاف اور ہشامؒ بخلاف اختلاس کسرۂ ہاء سے ورشؒ۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ کسائیؒ۔ اور ہشامؒ بوجہ ثانی اسکے صلہ سے۔ بصریؒ ابوبکرؒ اور حمزہؒ سکون ہاء سے اور حفصؒ مؤخر الذکر کو سکون ہاء سے اور باقی سب کو صلہ سے پڑھتے ہیں۔

ششم۔ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِكَ (نور) کو قالونؒ و حفصؒ بلاخلاف اور ہشامؒ بخلاف کسرۂ خالص سے۔ اور ورشؒ۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ خلفؒ اور کسائیؒ بلاخلاف۔ ہشامؒ بوجہ ثانی اور خلادؒ بخلاف کسرہ کے صلہ سے۔ اور بصریؒ و ابوبکرؒ اور خلادؒ بوجہ ثانی سکون ہاء سے پڑھتے ہیں۔ اسکے علاوہ حفصؒ (ہائے کنایہ سے ماقبل) قاف کو ساکن اور باقی حضرات مکسور پڑھتے ہیں۔

ہفتم وَمَنْ یَّاْتِہٖ مُؤْمِنًا (طٰہٰ) کو سوسیؒ سکون ہاء سے۔ قالونؒ بخلاف کسرہ خالص سے اور باقی حضرات کسرہ کے صلہ سے پڑھتے ہیں۔ یہی قالونؒ کی دوسری وجہ ہے اور یہی باجماع طرق ہشامؒ کا مذہب ہے۔ شاطبیہ میں تسامح[1] ہے جس سے ان کے لئے اختلاس مفہوم ہوتا ہے۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں "وَمَنْ یَّاْتِہٖ کو وصلاً

[1] حضرت شاطبیؒ نے سیؤدہٖ تک تمام کلمات میں پہلے مذہب اسکان بیان کیا اور پھر سب کو جمع کرکے قصر بتایا ہے

قالونؒ بخلاف اختلاس کسرۂ ہار سے اور ابو شعیبؒ اسکے اسکان سے اور باقی قرار اشباعؒ [۱] سے پڑھتے ہیں" حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں " طٰہٰ میں ہشامؒ کے لیئے صرف صلہ ہے۔ اگرچہ عبارت شاطبیہ سے دونوں وجوہ مفہوم ہوتی ہیں کیونکہ اُن کے لیئے قصر کسی نے بیان نہیں کیا۔ پس کلام شاطبیؒ کا باقی شیوخ کے کلام سے موافق رکھنا اولیٰ ہے" امام جعبریؒ کہتے ہیں " طٰہٰ میں یَأْتِہٖ کے اشباع پر ہشامؒ کے لیئے تمام جماعت کا اجماع ہے"

**ہشتم**۔ یَرْضَہُ لَکُمْ (زمر) کو مدنیؒ۔ عاصمؒ اور حمزہؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف ضمہ خالص سے۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ اور کسائیؒ بلا خلاف اور دوریؒ بخلاف اُسکے صلہ سے اور سوسیؒ سکون ہار سے پڑھتے ہیں یہی دوریؒ و ہشامؒ کی دوسری وجہ ہے ہشامؒ کیلیے اسکان کی وجہ تیسیر شاطبیہ میں درج اور مشہور ہے۔ مگر حسب تحقیق محققؒ خلاف طریقہ ہے [۲]

[۱] اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہشامؒ کے لیئے یہاں صرف صلہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پہلی کلمات میں ہشامؒ کے لیئے کسرۂ خالص بخلاف ہے۔ اور طٰہٰ میں صرف صلہ ہے قصر نہ صرف تیسیر اور طرق تیسیر کے بلکہ تمام طرق کے خلاف ہے۔ شاطبیؒ اسمیں متفرد ہیں حضرت محققؒ نے ہشامؒ کے لیئے قصر قطعاً بیان نہیں کیا۔ نہ بوجہ قوی اور نہ بوجہ ضعیف چنانچہ وہ کہتے ہیں " قالونؒ ابن وردانؒ اور رویسؒ سے اختلاس میں اختلاف مروی ہے " پھر ان کے متعلق تمام اقوال نقل کر کے کہتے ہیں " اور باقی قرار یعنی ابن کثیرؒ ابن عامرؒ۔ عاصمؒ حمزہؒ۔ کسائیؒ۔ خلفؒ۔ ورشؒ۔ دوریؒ۔ ابن جمازؒ۔ اور روحؒ صلہ سے پڑھتے ہیں " پھر کہتے ہیں۔ سوسیؒ کے لیئے اسکان و اشباع قالونؒ ابن وردانؒ اور رویسؒ کے لیئے اختلاس و اشباع دو دو وجوہ ... ہیں۔ تعجب ہے کہ جعبریؒ جیسے محقق کو یہاں مغالطہ ہو گیا وہ کہتے ہیں " ہشامؒ کے لیئے صلہ زیادات قصیدہ سے ہے۔ ابن شریحؒ اور مکیؒ نے بھی صلہ بیان کیا ہے " حالانکہ صلہ اصل وجہ ہے۔ اور حیرت ہے کہ سیدؒ نے اس قرار کے باوجود کہ ہشامؒ کیلئے قصر تیسیر کے خلاف ہے اور محققین نے اسکو بیان نہیں کیا باتباع شاطبیہ قصر بیان کر دیا حالانکہ سیدؒ خلاف طریقہ وجوہ مشہورہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہاں ہشامؒ کے لیئے صرف صلہ ہے اور سب سے زیادہ اسکا تعجب ہے کہ محققؒ نے شاطبیہ کے مفہوم پر کوئی تنبیہ نہیں کی۔

[۲] دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں " میں نے ابو الفتح فارسؒ۔ عبد الباقیؒ + ابو الحسنؒ بن خلیع مسلمؒ بن عبید اللہؒ بن محمد اور اُن کے والد عبید اللہؒ بن محمد اور حلوانیؒ کی سند سے ہشامؒ کے لیئے اسکان پڑھا ہے " محققؒ کہتے ہیں " عبید اللہؒ بن محمد شیوخ تیسیر سے نہیں ہیں بلکہ یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہ کون ہیں۔ خود دانیؒ اسکا اقرار کرتے ہیں " پھر کہتے ہیں " میرے نزدیک دانیؒ جونی سے ہی اسکے ثبوت میں نظر ہے۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں "اگر اسکان مشہور نہ ہوتا تو ہم اسکو بیان نہ کرتے - ہشامؒ کے لیئے تمام رواۃ وائمہ کا اختلاس پر اجماع ہے"

نہم - یَرَہٗ (زلزال دو) ہشامؒ دونوں کو سکون ہا سے اور باقی حضرات ضمہ کے صلہ سے پڑھتے ہیں

دھم - اَرْجِہْ (اعراف وشعراء) دونوں جگہ قالونؒ وابن ذکوانؒ اختلاس کسرہ سے ورشؒ اور کسائیؒ اُسکے صلہ سے - بصریؒ اختلاس ضمہ سے مکیؒ وہشامؒ اُسکے صلہ سے اور عاصمؒ وحمزہؒ سکون ہا سے پڑھتے ہیں - اس کلمہ میں اسکے سوا ایک اختلاف اور ہے یعنی مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ - ہا کنایہ سے قبل ہمزہ ساکنہ روایت کرتے ہیں - لہذا اسمیں چھ قراءتیں ہو جاتی ہیں تین بلا ہمزہ ۱؎ قالونؒ کسرہ ہا سے ۲؎ ورشؒ وکسائیؒ اسکے صلہ سے ۳؎ عاصمؒ وحمزہؒ سکون ہا سے اور تین ہمزہ ساکنہ کے ساتھ ۴؎ ابن ذکوانؒ کسرہ سے ۵؎ بصریؒ ضمہ سے ۶؎ مکیؒ وہشامؒ اسکے صلہ سے گویا کہ ہشامؒ نے اسمیں اصل مقررہ کی مخالفت کی ہے

## باب ہشتم مدوقصر[1]

قصر - مد طبیعی کو کہتے ہیں اسی کا نام مدہ اور مد اصلی ہے - اسکی مقدار فتح - ضمہ اور کسرہ سے دوچند ہوتی ہے - جسکے بغیر حرف مد (الف اور واو ساکنہ بعد از ضمہ اور یاء ساکنہ بعد از کسرہ) کی ذات قائم نہیں رہ سکتی جیسے - اٰمَنَ - قَالَ - اَيُّهَا - اُوْتِيَ - يُوْحِيْ - اُدْعُوْا - لَهٗ - اِيْمَانٌ - فِيْ نَصِيْبِهٖ - اور اسپر جو زیادتی کیجائے وہ مد ہے اور اسی کو مد فرعی

[1] اس فن کی کتابوں میں قصر مختلف معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اول صلہ دخال اور مدہ کی ضد اس حالت میں اسکا مفہوم کسی حرف کا پڑا پڑھنا ہے جیسے لَاٰتَوْا - لٰمَسْتُمْ - يُؤَدِّهٖ اور يَرْضَهُ کو لَاَتَوْا - لَمَسْتُمْ - يُؤَدِّهٖ اور يَرْضَهُ پڑھنا - دوم مد فرعی کی ضد اس حالت میں اسکا مفہوم مدہ یعنی کسی حرف کو ایک الف یا ایک واو یا ایک یا کے برابر کھینچ کر پڑھنا ہے - اس باب میں یہی دوسرے معنی مراد ہیں -

بھی کہتے ہیں مد کے لیئے محلِ مد اور سببِ مد دو چیزیں ضروری ہیں حرف مد اور حرف لین[۱]
(واو ساکن اور یا ساکن بعد از فتح) محلِ مد ہے حرف ساکن اور ہمزہ محققہ[۲] سبب مد ہیں۔ ساکن سے
قبل اسلیے مد کیا جاتا ہے کہ حرکت کا قایم مقام اور ساکنین کے درمیان حاجز ہوجائے
اور ہمزہ سے قبل اسلیئے کہ حرف مد خفی اور ہمزہ صعب ہے، مد سے اسکا نطق آسان ہوجائے
ساکن کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور عارضی۔ اصلی اسکو کہتے جو وصلاً ساکن ہو اور عارضی وہ ہے
جو وقف یا ادغام کے لیئے ساکن کیا جائے۔ ہمزہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ حرف مد سے مقدم
اور موخر۔ پھر موخر کی بھی دو قسمیں ہیں متصل یعنی اسی کلمہ میں۔ اور منفصل یعنی حرف مد پہلے
کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں۔ اس طرح سبب مد کی پانچ قسمیں
ہیں۔ اہل ادا قوۃ وضعف کے لحاظ سے ان میں فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اقوی[۳]
سکون اصلی کو پھر ہمزہ متصل کو۔ پھر سکون عارضی کو۔ پھر ہمزہ منفصل کو اور پھر ہمزہ مقدم کو
کو قرار دیتے ہیں۔ ہم انکو جدا جدا فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

## فصل اول مد لازم

اگر حرف مد کے بعد ساکن اصلی پایا جائے۔ مشدد ہو خواہ مخفف۔ جیسے۔ اَلضَّآلِّيْنَ
دَآبَّةٌ۔ ءٰآلذَّكَرَيْنِ۔ اَتُحَآجُّوْنِّيْ۔ اٰلْـٰٔنَ۔ مَحْيَايْ (بقرأة نافع) ءَاَنْذَرْتَهُمْ
ءَاَشْفَقْتُمْ (ہر دو بقراءۃ ورش) هٰؤُلَآءِ اِنْ۔ جَآءَ اٰمُرُنَا (ہر دو بقراءۃ

[۱] حرف لین میں سبب قوی یعنی ہمزہ متصلہ کے ساتھ ورش۔ اور ساکن متصل کے ساتھ تمام قراء مد کرتے ہیں۔
[۲] ہمزہ مسہلہ اور مغیرہ سے قبل بھی مد ہوتا ہے مگر وہ حالت سابقہ کے اعتبار سے ہے تسہیل وتغیر کے لحاظ سے قصر پڑھتے
ہیں [۳] بعض ائمہ ہمزہ موخر متصل کو اقوی کہتے ہیں اور بعض سکون اصلی کو محقق کی یہی رائے ہے اور یہی اقرب قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ
سکون اصلی کے ساتھ سب کے لیئے اشباع ہوتا ہے۔ اور حرف لین میں بوجہ سکون سب مد کرتے ہیں ہمزہ کیساتھ غیر ورش مد نہیں کرتے

ورش و قنبل) وَالَّذٰنِّ (نساء) هٰذٰنِّ (طٰه) (بزد و بقراءۃ مکی) تو جملہ قراء حالین میں مد کرتے اور اسکو مد لازم کہتے ہیں اور اسکی مقدار کشش سب کے نزدیک برابر ہے مگر اسکے اندازہ میں اہل اداکا اختلاف ہے ۔ اکثر محققین اشباع (مد طول) کہتے ہیں جمہور تمکین مطلق بتلاتے ہیں سخاوی وغیرہ اس اشباع سے چھوٹا کہتے ہیں جو ہمزہ کے سبب سے کیا جاتا ہے ۔ بعض مد مدغم کو مظہر کے مد سے بڑا کہتے ہیں اور بعض چھوٹا جمہور دونوں کو برابر کہتے ہیں اور یہی حق ہے ۔ حضرت محقق کہتے ہیں "موجب التقاء ساکنین ہے جو دونوں میں موجود ہے ۔ پھر فرق کیا معنی ۔ یہی ائمہ عراق کا مذہب ہے اور اسکے خلاف کوئی نص نہیں پائی جاتی" علامہ دانی کہتے ہیں " ہمارے اکثر شیوخ کا یہی مذہب ہے میں نے اپنے بغداد و مصر کے اکثر اساتذہ سے مساوی پڑھا ہے یہی اذفوی اور ابن البشیر انطاکی کا مسلک ہے ۔

ہمارے اساتذہ مد لازم کو سب کے لئے مد طبعی کے علاوہ تین الف[1] کے برابر پڑھتے اور پڑھاتے تھے یہی میرا معمول ہے بعض مع مد طبعی تین الفی ہی کہتے ہیں اور اہل حدر کے لئے دو الفی بھی منقول ہے ۔ مگر اسمیں قصر کسی کے لئے جائز نہیں جو ثلاثی حروف[2] ہجا بعض سورتوں کے شروع میں واقع ہوئے ہیں اور ان کا وسط مدہ ہے انمیں بھی یہی مد ہوتا ہے عین کا اوسط چونکہ مدہ نہیں لین ہے اسلیے اسمیں توسط بھی جائز ہے مگر طول افضل[3] ہے ۔ اور بقراءت مکی ھٰذٰنِّ (قصص) اور الَّذٰنِّ (فصلت) میں حرف لین کے بعد ساکن مشدد واقع

---

[1] بعض اہل ادا ورش و حمزہ کے لئے پانچ الفی مع مد طبعی کہتے ہیں قیاس اسکا مؤید ہے
[2] قرآن میں سین صاد ۔ قاف ۔ کاف ۔ لام میم اور نون ۔ سات حرف اس قسم کے واقع ہوئے ہیں ۔
[3] ابن مجاہد وغیرہ نے صرف اشباع بیان کیا ہے ۔ ابو محمد مکی ۔ دانی ۔ اور شاطبی کے نزدیک یہی مختار ہے ۔ ابن غلبون اور ان کے فرزند ابو الحسن وغیرہ ائمہ توسط کہتے ہیں ۔ دونوں معمول ہیں ۔ سبط الخیاط بغدادی اور حافظ ابو العلاء وغیرہ قصر بتاتے ہیں جو متاخرین اہل عراق کے نزدیک مختار ہے مگر ہمارے شیوخ کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے ۔

ہوا ہے۔ دانی اشباع اور جمہور وجوہ ثلثہ کہتے ہیں اور قصر مختار بتاتے ہیں مگر ہمارا معمول مد ہے۔

## فصل دوم۔ مدِ متصل

اگر حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں متصل ہو جیسے السَّمَآءُ۔ جَآءَ بِالسُّوْٓءِ۔ قُرُوْٓءٍ۔ جِآیْءَ۔ سِیْٓئَتْ۔ تو اسمیں بھی سب قراء حالین میں مد کرتے ہیں البتہ مقدار مد میں اہل ادا کا اختلاف ہے۔ مگر اسمیں بھی قصر کسی نے حالین میں جائز نہیں رکھا لیکن اگر ہمزہ میں تسہیل وغیرہ سے تغیر ہو جائے تو تغیر کرنیوالے حضرات کے لئے مد کیساتھ قصر بھی جائز ہوتا ہے آخر باب میں مزید توضیح آیگی اسکو مدِ واجب اور مدِ متصل کہتے ہیں بعض کے سوا جملہ اہل عراق اور اکثر ائمہ مغرب تمام قراء کے لئے اسمیں بھی مد لازم کیطرح بمرتبہ واحد اشباع کہتے ہیں مگر ایسا افحاش نہ ہو کہ مہناج عربیت سے خارج ہو جائے اور بعض ائمہ مختلف مراتب بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن مجاہدؒ۔ طرسوسیؒ۔ ابو طاہرؒ ابن خلفؒ وغیرہ۔ دو مرتبے۔ ابن مہرانؒ۔ ابن الفحامؒ۔ اہوازیؒ۔ ابو نصر عراقیؒ آن کے فرزند عبدالحمیدؒ اور ابوالفخر جاجانیؒ وغیرہ تین مرتبے۔ ابوالحسنؒ اور دانیؒ وغیرہ ائمہ چار مرتبے کہتے ہیں تفصیل مراتب آیندہ فصل میں بیان ہوگی۔

## فصل سوم مدِ منفصل

اگر ہمزہ منفصل ہو یعنی حرف مد پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع

سلہ ابن شیطاؒ۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ ابو معشرؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ مہدویؒ۔ حافظ ابوالعلاءؒ۔ ہمدانیؒ اور ہذلیؒ کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲

میں جیسے یٰاَیُّھَا۔ وَمَآ اُنْزِلَ۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ لَهٗٓ اَجْرُهٗ۔ فِیْٓ اُمِّهَا۔ بِهٖٓ اَنْ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ۔ اِتَّبِعُوْنِیْٓ اَهْدِكُمْ تو مکیؒ اور سوسیؒ قطعاً مد نہیں کرتے۔ قالونؒ ودوریؒ بخلاف اور باقی حضرات بلا خلاف مد کرتے ہیں۔ اسکو مدِ جائز اور مدِ منفصل کہتے ہیں۔ لیکن اگر پہلے کلمہ پر وقف کر دیا جائے تو مد سب کیلئے ساقط ہو جائیگا۔ ۱۲

مدِ منفصل میں تمام اہل ادا تفاوت مراتب کے قائل ہیں مگر تعین مراتب اور مقدار کشش میں شدید اختلاف ہے جس کا ضبط کرنا دشوار اور تطبیق نا ممکن ہے۔ ابن مجاہدؒ وغیرہ متصل کے مانند اشباع اور وسطیٰ دو مرتبے اور ابن مہرانؒ وغیرہ وسطیٰ ایک اس سے کم اور ایک قدرے زیادہ مگر اشباع سے کم تین مرتبے شیخ ابو الحسنؒ دانیؒ۔ ابن بلیمہؒ۔ ابن باذشؒ انصاری۔ ابو محمد مکیؒ۔ ابو عبد اللہؒ۔ مہدویؒ۔ ابو معشرؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابو علیؒ مالکی۔ اکثر مغربی اور بعض مشرقی اہل ادا چار مرتبے بتلاتے ہیں۔ بعض پانچ۔ بعض چھ۔ اور بعض سات بھی کہتے ہیں۔ ہمارا معمول مراتب اربعہ ہیں۔

علامہ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں "دونوں اقسام (متصل و منفصل) میں سب سے لمبا مد ورشؒ وحمزہؒ اُنسے کم عاصمؒ۔ اُن سے کم شامیؒ وکسائیؒ۔ اُن سے کم بصریؒ بطریق اہل عراق (دوریؒ) اور قالونؒ بخلاف بطریق ابی نشیطؒ کرتے ہیں اور یہ بغیر افراط کے اس اسلوب پر ادا ہونے چاہئیں جو اِن حضرات کے مذاہب تحقیق و حذر کے مطابق ہو" اور مد متصل کے بارہ میں کہتے ہیں "یہ حضرات (یعنی مکیؒ۔ سوسیؒ اور قالونؒ) پہلی قسم متفق علیہ میں بھی سب سے چھوٹا مد کرتے ہیں"

---

[1] دوریؒ کیلئے قصر زیادات قصیدہ سے ہے۔ دانیؒ نے صرف مد بیان کیا ہے مگر قصر صحیح معمول اور اکثر کا مذہب ہے ۱۲

شاطبیؒ نے مراتبِ مد کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ ان کے شاگرد سخاویؒ کہتے ہیں "شاطبیؒ کے نزدیک دو مرتبے مختار تھے۔ طول ورشؒ و حمزہؒ کے لیئے اور توسط باقی قراء کے واسطے کیونکہ ہر جگہ مراتبِ اربعہ کا تحقق دشوار اور ہر مرتبہ انکو ایک ہی مقدار پر ادا کرنا ناممکن ہے"۔ محققؒ بھی دو مرتبوں کو مختار بتا کر کہتے ہیں "ابن مجاہد وغیرہ کے سوا استاذ ابوالجودؒ۔ اور استاذ ابوعبداللہؒ بن قصاع کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور اسی جانب میرا میلان و اعتماد ہے مگر تفاوت مراتب کا میں انکار نہیں کرتا۔ اور نہ اسکو رد کرتا ہوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے اپنے اکثر شیوخ سے تفاوتِ مراتب پڑھا ہے"۔ سیدؒ وغیرہ اکثر محققین اسی کی طرف گئے ہیں

حق یہ ہے کہ مراتب اربعہ میں بہت کم فرق ہے اور مُبتدی بسا اوقات مراتب اربعہ کو یکساں ادا بھی نہیں کرتے اسی لیئے امام ابن مجاہدؒ وغیرہ شیوخ نے دو مرتبے اختیار کر لیئے تھے۔ مگر یہ تسلیم نہیں کہ مراتب اربعہ کا ادا کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ باہوش طلبا درست فرق کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرات ائمہ نے قراءت کے تحقیق[1]۔ تدویر اور حدر کے ساتھ تین حال مقرر کر رکھے تھے۔ بعض نے پہلا بعض نے دوسرا اور بعض نے تیسرا حال اختیار کر رکھا تھا۔ مگر تمام ائمہ تینوں کو جائز سمجھتے تھے۔ شیوخ نے ان کے طریقہ ادا سے مراتبِ مد اخذ کیئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مراتبِ مد میں مختلف اقوال و تعبیرات پائی جاتی ہیں۔ اور یہ مراتب مد کا اختلاف اختلافات جائزہ و تخییری میں سے ہے اختلاف واجب روایتی نہیں

[1] اشباع کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو تحقیق کہتے ہیں۔ چھوٹے مد اور قصر کے ساتھ جلدی جلدی پڑھنے کو جسمیں حروف کے مخارج و صفات اور تشدید میں فرق نہ آئے حدر کہتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان یعنی متوسط کے ساتھ تلاوت کرنیکو جسمیں نہ تحقیق کی طرح ٹھہرنا ہو نہ حدر کی طرح جلدی اور سرعت تدویر کہتے ہیں۔ ائمہ سبعہ میں سے ورشؒ حمزہؒ کے مذہب میں تحقیق اور عاصمؒ و ابن عامرؒ و کسائیؒ کے نزدیک تدویر اور باقی حضرات کے نزدیک حدر مختار ہے۔

ہمارے اکثر شیوخ کا معمول مراتب اربعہ ہیں میں نے اپنے اساتذہ کو انکا پابند دیکھا ہے مگر ساتھ ہی یہ حضرات مدِ متصل میں چھوٹا اور مدِ منفصل میں قصر تمام ائمہ کے لیئے جائز جانتے تھے۔ اور حدر کے اندر عملاً ایسا کرتے تھے اور کشش میں افراط کو ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ امام حمزہؒ سے منقول ہے کہ کسی نے مد بہت زیادہ کھینچا تو فرمایا "ایسا مت کرو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زلف کی پیچ وخم میں زیادتی ژولیدگی اور سفیدی کی زیادتی برص ہی ہی طرح جو قرأۃ سے زیادہ ہو وہ قرأۃ نہیں لحن ہے۔

متقدمین نے مراتب اربعہ کا کوئی اندازہ بیان نہیں کیا تعلیم وتعلم اور مشافہت پر موقوف رکھا ہے اور حق بھی یہی ہے کہ مراتب کا اندازہ مقولہ کیف سے ہے متاخرین نے تفہیم کے لیئے جو کچھ بیان کیا ہے وہ اتنا مختلف ہے کہ مبتدی کو حیران اور منتہی کو پریشان کر دیتا ہے بعض نے فرق کی مقدار بقدر ایک الف[1] قرار دی ہے اور بعض نے بقدر نصف اور بعض نے بقدر ربع الف۔ یہ تمام نزاع لفظی ہے تحقیقی مسئلہ نہیں البتہ نفس زیادتی متحقق ہے جو مشافہت واختبار وحس سے معلوم ہو جاتی ہے۔ ہمارے شیوخ دونوں اقسام میں ورشؒ وحمزہؒ کے لیئے پانچ الفی۔ عاصمؒ کے لیئے چار الفی۔ شامیؒ وکسائیؒ کے لیئے تین الفی متصل میں قالونؒ ومکیؒ و بصریؒ کے لیئے بلا خلاف اور منفصل میں قالونؒ ودوریؒ دونوں کے لیئے بخلاف دو الفی پڑھاتے تھے۔

---

[1] ایک الف کی مقدار دو فتحوں کے برابر ہوتی ہے اور اسکو دو چند کرنے سے دو الفی بن جاتا ہے اور پھر ایک ایک الف کی زیادتی سے تین چار اور پانچ الفی ہو جاتا ہے۔ فتح۔ ضمہ اور کسرہ جس طرح مقدار میں برابر ہیں اسی طرح الف۔ واو مدہ اور یار مدہ بھی مساوی ہیں۔ اسی وجہ سے حالات ثلثہ میں الف سے اندازہ بیان کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی الف کے بجائے واؤ سے یا یاء سے یا الف کے بعد الف سے واؤ کے بعد واؤ سے اور یا کے بعد یا سے تعبیر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں گو غیر مانوس معلوم ہو۔ حضرات شیوخ ایک انگلی کو میانہ رفتار کے ساتھ بند کرنے اور کھولنے سے ایک الف کا اندازہ بتاتے ہیں جو پانچ انگلیوں کے بند کرنے یا کھولنے سے پانچ الفی ہو جاتا ہے۔ مبتدیوں کے لیئے یہ ایک اچھا پیمانہ ہے۔ لیکن اصل شے مشافہت اور مزاولت ہے

# فصل چہارم مدسکون وقفی

اگرحرف مد کے بعد ساکن عارضی وقفی ہو جیسے۔ قرآنْ۔ یُؤْمِنُوْنْ۔ یُنفِقُوْنْ
الَّذِیْنْ۔ نَسْتَعِیْنْ وغیرہ تو تمام قراء کے نزدیک بلاتفریق تین مذاہب منقول ہیں
اور اسکو مدسکون وقفی۔ مدسکون عارضی اور مد جائز وقفی بھی کہتے ہیں۔

**اول**۔ مدلازم کے مانند اشباع۔ ساکن عارض کو ساکن اصل کے مانند قرار دیکر۔ دانیؒ کہتے ہیں "قدماء مشائخ مصر کا یہی مذہب ہے میں شیخ ابوالقاسم خاقانیؒ کے روبرو اسی طرح وقف کرتا تھا" شاطبیؒ کے نزدیک یہی مختار ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "وہی مختار ومشہور ہے۔ جمہو اہل ادا اور اکثر ائمہ اسی کے موافق ہیں" اور بعض اہلِ ادا نے اسکو اہل تحقیق یعنی ورشؒ وحمزہؒ اور عاصمؒ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

**دوم** توسط۔ برعایت جانبین (یعنی اجتماع ساکنین اور سکون عارضی کے لحاظ سے) ابن مجاہدؒ اور ان کے تمام تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں "میں شیخ ابوالفتحؒ امام ابوالحسنؒ اور شیخ ابوالقاسم فارسیؒ کے روبرو توسط سے وقف کرتا تھا" شذائیؒ۔ ابومحمد مکیؒ۔ اہوازیؒ۔ ابن شیطاؒ اور شاطبیؒ نے اسکو روایت کیا ہے اور بعض اہل ادا نے اسکو اہل تدویر یعنی شامیؒ وکسائیؒ وغیرہ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

**سوم**۔ قصر۔ عدم اعتبار عارض پر۔ یہ حصریؒ کا مذہب ہے جعبریؒ اسکو مختار کہتے ہیں۔ اہوازیؒ۔ اور شاطبیؒ اسکو ناپسند کرتے ہیں۔ اور بعض اہل ادا نے اسکو اہل حدر یعنی قالونؒ ومکیؒ وبصریؒ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

محققؒ کہتے ہیں "حق یہ ہے کہ تمام قراء کے لیئے وجوہ ثلثہ جائز ہیں۔ کیونکہ اعتداد

و عدم اعتداد عارض کا قاعدہ سب کے لیئے عام ہے اور اشباع مختار ہے طلبا یاد رکھیں کہ یہ تینوں صورتیں وجوہ جائزہ اختیاری ہیں پس جو وجہ پڑھی جائے وہی کافی ہے۔ وجوہ واجبہ خلافی نہیں ہیں کہ ہر جگہ تینوں کا ادا کرنا ضروری ہو۔

اور اگر مدہ کے بعد ساکن وقفی ہمزہ ہو جیسے یَشَآءُ۔ السُّوٓءِ۔ جِیٓءَ۔ تو وقفاً صرف مد ہوگا۔ قصر کسی کے لیئے اور لمبا مد کرنیوالوں کیلئے توسط جائز نہیں۔ بلکہ بعض اہل ادا چھوٹا مد کرنے والوں کے لیئے برعایت سببین طول بتاتے ہیں جو قرین قیاس ہے اور ایسے کلمات ہیں یہی حال روم و اشمام کا ہے یعنی وہ بھی مد کیا تہ ہوتے ہیں۔

اور اگر سکون وقفی سے قبل حرف لین ہو جیسے خَیْرٌ۔ ضَیْرٌ۔ شَیْئٌ۔ سَوْءٌ وَیْلٌ۔ وغیرہ تب بھی باجماع وجوہ ثلثہ جائز ہیں۔ اور اسمیں ہمزہ وغیرہ سب مساوی ہیں۔ وصلاً حرف لین میں کوئی مد نہیں کرتا مگر مذہب ورش اور ہشام و حمزہ کا مذہب وقفاً آیندہ بیان ہوگا۔

## فصل پنجم مد حرف لین

اگر حرف لین کے بعد اسی کلمہ میں ہمزہ متصل ہو جیسے شَیْءٌ۔ السَّوْءِ۔ کَهَیْئَةِ وغیرہ تو ورش بطریق ازرق اسکو طول و توسط سے پڑھتے ہیں۔ اور اسکو مد حرف لین کہتے ہیں

لہ اکثر طلبا کو یہاں غلطی کرتے دیکھا ہے۔ لہذا ان کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ یَشَآءُ وغیرہ میں وقفاً اہل اشباع کے لیئے توسط و قصر۔ اور توسط والوں کے لیئے قصر کبھی نہ پڑھیں۔ البتہ چھوٹا مد پڑھنے والوں کے لیئے بلاشبہ اشباع پڑھ سکتے ہیں۔ سلہ طول زیادات قصیدہ سے ہے۔ دانی نے توسط بیان کیا ہے۔ طول مہدوی۔ ابن شریح حصری اور ابو محمد مکی کا اور توسط ابوالقاسم خاقانی۔ ابوالفتح۔ اور دانی کا مذہب ہے۔ دونوں ازرق سے منقول ہیں۔ اور ہادی کافی۔ شاطبیہ اور تجرید میں دونوں وجہ موجود ہیں۔ اور دونوں صحیح و ماخوذ ہیں۔

بعض ائمہ نے ورشؒ کے لئے صرف شَیْءٍ[1] خواہ منصوب ہو یا مرفوع یا مخفوض مد کیا ہے اور کہیں نہیں باقی حضرات اس میں مد نہیں کرتے اور دو کلمات مَوْئِلًا (کہف) اور مَوْءُدَةُ (تکویر) باجماع ناقلین سَوْاٰتِهِمَا[2] اور سَوْاٰتِكُمْ (اعراف) باتفاق رواۃِ طول ورشؒ کے لئے بھی مستثنیٰ ہیں۔ محققؒ مؤخر الذکر کلمات کے بارہ میں کہتے ہیں وہ طول نقل کرنیوالوں میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان دونوں کو مستثنیٰ نکیا ہو۔ دانیؒ اور اہوازیؒ نے بھی ان کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ مگر انکا مذہب توسط ہی طول نہیں۔ شاطبیؒ نے بخلاف مد بیان[3] کیا ہے جس کا مطلب توسط اور قصر ہے طول طریقہ کے خلاف اور بے اصل ہے اور اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے خَلَوْا اِلٰی۔ اور ابْنَیْ اٰدَمَ تو باجماع مد نہیں۔

## فصل ششم مد بدل

اگر ہمزہ حرف مد سے قبل ہو خواہ محققہ ہو جیسے اٰمَنَ۔ اٰدَمُ۔ اٰمَنُوْا نَاٰ۔ رَاٰ۔ سَوْاٰتِكُمْ۔ سَوْاٰتِهِمَا وغیرہ۔ یا بین بین مسہلہ ہو جیسے جَآءَ اٰلَ ءَاٰلِهَتُنَا اور ءَاٰمَنْتُمْ وغیرہ یا مُبدلہ ہو جیسے هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مِنَ السَّمَآءِ اٰيَةً

---

[1] ابو الحسنؒ خزاعیؒ اور ابن بلیمہ شیئؒ میں توسط کہتے ہیں اور دانیؒ نے امام ممدوح سے توسط ہی پڑھا ہے اور طرسوسیؒ ابو طاہرؒ ابن خلفؒ وغیرہ طول کہتے ہیں اور یہ تمام حضرات شیئؒ کے سوا سب جگہ قصر بتلاتے ہیں۔

[2] ابو عبداللہ قیروانیؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریح ابو محمد مکیؒ۔ اور جمہور اہل ادا سَوْاٰتِهِمَا اور سَوْاٰتِكُمْ میں صرف قصر کہتے ہیں اور دانیؒ توسط۔ یہ اختلاف انہیں دونوں میں ہے مفرد سَوْاَةَ میں اختلاف نہیں یعنی اسمیں طول توسط ہوتا ہے۔

[3] شراح شاطبیہ نے ان دونوں کلمات میں شاطبیؒ کے بیان کو پیش نظر رکھ کر نو وجوہ بیان کردیں یعنی واو کی وجوہ ثلثہ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمزہ کی تینوں وجوہ۔ ان میں سے صرف چار صحیح ہیں واو کے قصر کے ساتھ ہمزہ کی وجوہ ثلثہ اور توسط کیساتھ صرف توسط۔ واو کی توسط کیساتھ ہمزہ میں قصر و طول پڑھنے سے خلط طرق ہو جاتا ہے اور واو میں طول منقول نہیں۔

وغیرہ یا اسکی حرکت ماقبل پر نقل کیگئی ہو جیسے مَنْ اٰمَنَ - اَلْاٰخِرَةُ - اِبْنَيْ اٰدَمَ اَلْفَوْا اٰبَآئَهُمْ - قَدْ اُوْتِيَ - مَنْ اُوْتِيَ - اَلْاُوْلٰى بِالْاِيْمَانِ - قُلِ اِيْ وغیرہ - تو ان سب حالات میں باختلاف اہل ادا ورش قصر توسط اور طول سے پڑھتے ہیں - قصر مقدم ہے اور اسکو مدبدل[ل] کہتے ہیں مگر دو خاص کلمات اور دو قسم کے تمام کلمات مدبدل سے مستثنیٰ ہیں - اول يُؤَاخِذُ خواہ کسی طرح آوے باجماع اہل ادا دوم اِسْرَآئِيْلَ - بطرق تیسیر وشاطبیہ - لیکن دانی نے تیسیر میں یواخذ کو مستثنےٰ نہیں کیا جس سے شاطبی کو گمان ہوا کہ یہ کلمہ دانی کے نزدیک مستثنیٰ نہیں اور انہوں نے اسمیں مدبدل بخلاف بیان کردیا حالانکہ خود دانی ایجاز میں کہتے ہیں "تمام رواۃ مد کا یواخذ کے استثنا

---

ل خزاعی - ابوعبداللہ قیروانی - مہدوی - ابو محمد مکی - دانی - اہوازی - ابو طاہر بن خلف - ھذلی - ابن شریح - حصری ابن بلیمہ - ابن الفحام وغیرہ جملہ مشایخ مصر ومغرب نے مدبدل روایت کیا ہے اور دانی نے شیخ ابوالقاسم خاقانی اور شیخ ابوالفتح سے قراءۃ پڑھا ہے - لیکن امام ابوالحسن تذکرہ میں مدبدل کی تردید کرتے اور صرف قصر کہتے ہیں - دانی نے آپ سے قصر ہی پڑھا ہے - حافظ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ابوالحسن کی رائے حق وصواب ہے کہ شاطبی قصر کو مختار کہتے ہیں یہی سخاوی اور جعبری کی رائے ہے محقق کہتے ہیں "حق یہ ہے کہ مدبدل شائع ذائع اور امت اسکو قبول کرتی ہے پس اسکی تردید کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی اگرچہ قصر اولیٰ ہے" مدبدل کی مقدار میں اختلاف ہے جمہور اہل ادا صرف طول یعنی مدمتصل کی مانند اشباع کہتے ہیں - تبصرہ اور تجرید وغیرہ میں یہی درج ہے - دانی - اہوازی - اور ابن بلیمہ وغیرہ فقط توسط بتاتے ہیں - تیسیر میں توسط وقصر درج ہے - شاطبی اور صفراوی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں - یعنی طول زیادات قصیدہ سے ہے - تینوں وجوہ مشہور ومعمول ہیں مگر قصر مقدم ہے - متقدمین نے جنکا مذہب طول ہے - اسمیں اور متصل کے طول میں کوئی فرق نہیں کیا البتہ جعبری کہتے ہیں "یہ مد ماسبق سے چھوٹا ہے کیونکہ اسمیں علتیں متعدد اور سبب ضعیف ہے" ملا علی اسکی تائید کرکے کہتے ہیں "اور ماحصل یہ ہے کہ ورش کے لیے اٰمَنَ کا مد جَآءَ کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم یعنی ڈیڑھ الف کے بقدر ہوتا ہے" اَلْبَنَّاءُ کہتے ہیں "جعبری کا قول جمہور کے مذہب سے معارض ہے اور جمہور کے قول پر عمل اولیٰ ہے" حق یہ ہے کہ اسمیں سبب ضرور ضعیف ہے - اسیوجہ سے دانی وغیرہ نے توسط اور ابوالحسن نے قصر اختیار کیا ہے لیکن طول نقل کرنیوالے ضعف سبب کی بناپر مقدار کی کمی کے قائل نہیں ہیں - ورنہ لازم ہوگا کہ منفصل کا طول متصل کے طول سے چھوٹا ہو - بلکہ ان کا مذہب مساوات ہے - خواہ سبب قوی ہو یا ضعیف البتہ اجتماع سببین کی حالت میں وہ ضعیف کو لغو کردیتے ہیں مقدار کی کمی جعبری کی اجتہادی رائے ہے جسپر عمل نہیں ہے -

پر اجماع ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ واخذت غیر مہموز سے مشتق ہے" اور جامع البیان ومفردہ یعقوب میں بھی یہی کہتے ہیں۔ محقق کہتے ہیں "تمام اصحاب مد اور ناقلین توسط کا یواخذ کے استثناء پر اجماع ہے خواہ کسی طرح آئے۔ دانی نے اپنی تمام تصانیف میں اسکو بلاخلاف مستثنیٰ کیا ہے۔ تیسیر میں یا تو اس وجہ سے مستثنیٰ نہیں کیا کہ واخذت سے مشتق ہے۔ یا لزوم بدل کی بنا پر۔ یا دیگر تالیفات کے اعتماد پر" ملخصاً۔ اور وہ دونوں اقسام حسب ذیل ہیں

پہلی قسم۔ جن کلمات میں حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں پایا جائے جیسے۔ مَسْـُٔولًا۔ مَذْءُومًا۔ قُرْاٰنٍ۔ الظَّمْـَٔانُ۔ وغیرہ۔ یہ بلاخلاف مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر ساکن حرف مد یا حرف لین ہو جیسے النَّبِيِّۦنَ۔ مَوْءُدَةُ۔ سَوْاٰتِهِمَا وغیرہ تو مد بدل بلاخلاف ہوتا ہے۔

دوسری قسم جنمیں حرف مد مبدلہ ہو۔ اسکی تین نوعیں ہیں۔ اول وہ جسمیں الف وقفاً تنوین نصب سے بدلا ہوا ہو جیسے نِدَآءً۔ دُعَآءً۔ غُثَآءً۔ هُزُوًا

دوم جنمیں اجتماع ہمزتین کی وجہ سے ہمزۂ ثانیہ حرف مد سے بدل جائے[1] جیسے ءَاٰلِهَةُ۔ ءَاٰمَنتُمْ۔ جَآءَ اٰجَلُهُمْ۔ مِنَ السَّمَآءِ اٰيَةً۔ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ۔ سوم جن کلمات میں ہمزۂ وصل ابتداء کے لیے لایا گیا اور اسکی وجہ سے ان کلمات کا ہمزہ مبتدئہ ساکنہ حرف مد سے بدل گیا ہو جیسے اِیذَنْ لِّیْ۔ اِیتِ۔ اُوْتُمِنَ پہلی نوع باجماع اور دوسری تیسری انواع ہمارے طرق پر مستثنیٰ ہیں۔ یہی صحیح ہے۔

[1] ملا علیؒ کہتے ہیں کہ "اٰلِهَةُ اور اٰمَنتُمْ وغیرہ میں مد بدل کی وجوہ ثلثہ جائز ہیں اور جو لوگ حرف مد کے عارض ہونے کی وجہ سے صرف قصر کہتے ہیں وہ اٰمَنَ وغیرہ میں باجماع مد بدل بتاتے ہیں حالانکہ اسمیں بھی مدہ مبدلہ ہے اور ءَاَنتَ میں لازم کہتے ہیں باوجودیکہ اسمیں بھی حرف مد عارضی ہے" لیکن یہ قیاس مع الفارق ہی صحیح نہیں۔ اٰمَنَ وغیرہ میں ابدال لزوماً ووجوباً ہوتا ہے لہذا بمنزلہ اصل ہی اور ثالثہ میں جوازاً اور عارض محض ہی۔ ءَاَنتَ وغیرہ میں سبب سکون لازم ہے جو اصلی اور اقوی اسباب میں سے ہے اور ءَالِهَةُ وغیرہ میں تقدم علی المدہ ضعیف ترین سبب اور عارض ہے اسکا قوی پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ فافہم فانہ من المواقع التی یتزلزل فیہ الاقدام

اور دو کلمات کے استثناء میں ہمارے شیوخ کا اختلاف ہے

اول ءآلْـٰٔنَ[1] (یونس میں) ہمزہ استفہام کیساتھ دو جگہ واقع ہوا ہے۔ ابو عبد اللہ قیروانیؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ اور دانیؒ نے جامع البیان میں بوجہ نقل لام کے بعد کے الف کو مدبدل سے مستثنے کیا ہے۔ ابو محمد مکیؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اور دانیؒ نے تیسیر میں مستثنے نہیں کیا اور دیگر تالیفات میں بخلاف بیان کیا ہے چنانچہ ایجاز و مفردات میں کہتے ہیں وہ بعض اہل ادا اسمیں مد نہیں کرتے۔ شاطبیؒ نے مد بخلاف بتایا ہے۔ دونوں وجہ صحیح ہیں۔ اور

۱؎ مدنیؒ اس کلمہ کو ہمزہ بعد لام کی حرکت لام پر نقل کر کے پڑھتے ہیں۔ اور ہمزہ وصل کی تخفیف میں جو ابدال و تسہیل سے کیجاتی ہے دیگر قراء کیساتھ شریک ہیں۔ ان کے مذہب پر اسکی صورت بر تقدیر ابدال آلَـٰنَ اور بر بناء تسہیل ءآلَنَ ہو جاتی ہے اور تلفظ میں سکون لام باقی نہیں رہتا۔ بعض شیوخ ابدال و تسہیل کو واجب و لازم اور بعض جائز کہتے ہیں اسی وجہ سے اختلاف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں لزوم بدل کی تقدیر پر باب ءامَنَ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس حال میں بمذہب ازرقؒ مدبدل کی وجوہ ثلثہ جائز ہیں اور جواز بدل کی تقدیر پر اٰلِدُ۔ اور ءَأنذَرتَهُم میں شامل ہو جاتا ہے اور اس حال میں بمذہب ازرق اگر عارض کا اعتبار کریں تو اٰلِدُ کے مانند صرف قصر اور اگر اعتبار نہ کریں تو ءَأنذَرتَهُم کے مانند صرف اشباع ہو گا یعنی جواز بدل پر توسط ہرگز جائز نہیں اور ان دونوں تقدیرات کا فائدہ دوسرے الف میں ظاہر ہوتا ہے جو باجماع باب ءامَنَ سے ہے۔ پس اگر اسکے ماقبل پر وقف کر دیں اور اسکو مابعد سے ملا کر پڑھیں جو یہی عملی صورت ہے تو اسمیں ابدال کے ساتھ چھ۔ اور تسہیل کیساتھ تین وجوہ جائز ہیں۔ پہلے کے طول کیساتھ دوسرے میں تینوں وجوہ۔ پہلے کے توسط پر دوسرے میں توسط و قصر اور دونوں میں قصر۔ اور پہلے کی تسہیل پر دوسرے میں وجوہ ثلثہ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ ۱؎ پہلے کا طول لزوم بدل یا جواز بدل پر بعدم اعتداد عارض۔ اور دوسرے کا بھی طول عدم اعتداد پر ۲؎ پہلے کا طول جواز بدل پر اور دوسرے کا توسط دونوں عدم اعتبار پر ۳؎ پہلے کا طول لزوم بدل پر اور دوسرے کا قصر اعتداد عارض پر۔ ۴؎ پہلے کا توسط لزوم بدل پر اور دوسرے کا توسط عدم اعتبار عارض پر ۵؎ پہلے کا توسط لزوم بدل پر اور دوسرے کا قصر اعتداد پر ۶؎ پہلے کا قصر لزوم بدل یا جواز بدل پر باعتداد عارض اور دوسرے کا بھی قصر باعتبار عارض۔ باقی تین وجوہ تسہیل کیساتھ ظاہر ہیں اور پہلے کے توسط کیساتھ دوسرے کا طول اور پہلے کے قصر کے ساتھ دوسرے کا طول و توسط بوجہ تصادم مذہبین ناجائز ہیں یعنی پہلے کا توسط صرف لزوم بدل پر ہو سکتا ہے پس اگر اسکے ساتھ دوسرے کا طول پڑھیں تو طرق کا تصادم ہو جائیگا کیونکہ دونوں ایک باب سے ہیں اور پہلے کا قصر اگر لزوم بدل پر پڑھیں تو دوسرے میں لامحالہ قصر پڑھنا پڑیگا کیونکہ طول و توسط میں وہ ہی تصادم طرق ہے اور اگر جواز بدل پر باعتداد عارض پڑھیں تو دوسری جگہ بھی اعتداد عارض کرنا ہوگا۔ ورنہ ایک کلمہ میں ضدین جمع ہو جائینگی فافہم فانہ من النوادر۔ متاخرین اہل ادا اس کلمہ پر تین طرح اور بحث کرتے ہیں۔ ایک ماقبل پر وقف نہ کریں اور مابعد سے بھی وصل رکھیں۔ دوم ماقبل سے ملا کر اسپر وقف کر دیں۔ سوم۔ نہ ماقبل سے ملائیں اور نہ مابعد سے تینوں فرضی صورتیں ہیں تفصیل کے لیے مطولات دیکھو۔

پہلے الف کا مد یا ساکن مقدر کی بنا پر ہے یا ہمزۂ محققہ کی وجہ سے۔

دوم عَادَ اِلُّوْلٰی (نجم) کو مدنی و بصری ہمزہ کا ضمہ لام پر نقل اور تنوین کا اسمیں ادغام کرکے پڑھتے ہیں۔ ابو عبداللہ قیروانیؒ، مہدویؒ، ابو محمد مکیؒ، ابن شریحؒ اور دانیؒ نے جامع البیان میں اسکو بلا خلاف مستثنیٰ کیا ہے اور کہتے ہیں وہ تنوین کے ادغام نے حرکت لام کو لازم و معتد بہ بنا دیا ہے کیونکہ نہ ساکن میں کوئی حرف مدغم ہو سکتا ہے اور نہ اسمیں جو حکماً ساکن ہو لہذا ہمزہ جسکی وجہ سے مد ہوتا تھا قطعاً ساقط ہو گیا برخلاف اَلْاٰخِرَةُ وغیرہ کے کہ انمیں نقل حرکت یقیناً عارضی اور ہمزہ مقدر ہے"۔ مگر دانیؒ نے تیسیر میں اسکو مستثنیٰ نہیں کیا اور دیگر تالیفات میں مد بخلاف بیان کیا ہے۔ شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح اور معمول بہا ہیں۔ مد کی وجہ وہ ہی مشہور قاعدہ ہے کہ نقلِ حرکت عارضی ہے اور عوارض کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔[1]

**مسئلہ**۔ اگر دو کلمات میں ہمزتین جمع ہو جائیں اور دوسرے ہمزہ کے بعد مدہ ہو جیسے جَآءَ اٰلَ۔ تو اسکی تسہیل میں وجوہ ثلثہ جائز ہیں اور ابدال میں بمذہب مشہور و صحیح ایک الف کے حذف پر قصر اور اثبات پر فقط طول ہو گا۔ دانیؒ اور محققؒ کا یہی مذہب ہے اور ایسے ہی جب دوسرے ہمزہ کے بعد کوئی اور ساکن ہو جو بوجہ اجتماع ساکنین یا بوجہ نقل متحرک ہو جائے جیسے مِنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ۔ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ۔ لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ وغیرہ تب بھی قصر اور طول ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر حروف مقطعات آل عمران کی میم پر وقف نہ کریں اور اسکو مابعد سے ملا کر پڑھیں تو تمام قراء کیلئے

[1] اگر کہا جائے کہ یہ صریح تناقض ہے کہ مد عدم اعتداد حرکت پر اور ادغام اعتداد حرکت پر کیا گیا ہے جس سے ایک ہی حرف کی حرکت معتد بہ اور غیر معتد بہ ہو گی جو محال ہے تو جواب یہ ہے کہ دونوں حیثیتیں جدا جدا ہیں۔ مد اصل کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اور ادغام بغرض تخفیف موجودہ تلفظ کے لحاظ سے۔

اور فواتح عنکبوت میں بحالت نقل صرف ورش کے لئے قصر و طول جائز ہیں۔ ابو محمد مکی۔ مہدوی اور دانی کہتے ہیں "دونوں وجوہ جید ہیں" ابو الحسن کہتے ہیں "دونوں وجوہ حسن ہیں مگر میں نے دونوں کلمات کو صرف قصر سے پڑھا ہے اور قصر ہی پڑھتا اور پڑھاتا ہوں"

مسئلہ جن کلمات میں سببِ ہمزہ کے بعد کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوجائے انمیں وصلاً مد بدل نہیں ہوتا جیسے رَاَ الَّذِیْنَ۔ رَاَ الْقَمَرَ۔ تَرَاۤءَ الْجَمْعٰنِ وغیرہ اور اگر ان پر وقف کر دیا جائے تو باجماع ناقلین مد بدل ہوتا ہے کیونکہ مانع زائل ہو گیا یہ ایضاً ثابت ہے۔

مسئلہ۔ اگر مد کے دو سبب جمع ہو جائیں تو باجماع قوی پر عمل کیا جائیگا اور ضعیف ہرگز موثر نہیں ہوگا چنانچہ آٰمِّیْنَ میں لازم بُرَآؤُ میں متصل۔ وَجَآءُوْٓ اٰبَاھُمْ۔ رَاٰۤ اَیْدِیَھُمْ اَلسُّوْٓاٰیٰ میں منفصل قوی اور مد بدل ضعیف ہے۔ اَلسَّمَآءُ وغیرہ میں وقفاً متصل قوی اور سکون وقفی ضعیف ہے۔ اور مُسْتَھْزِءُوْنَ[۵۲] وغیرہ میں وقفاً مد سکون وقفی قوی اور مد بدل ضعیف ہے۔ کما مر۔ لیکن اگر وقف وغیرہ کی وجہ سے سببِ قوی زائل ہوجائے تو سبب ضعیف موثر ہوگا

فائدہ۔ مد بدل میں اشباع و توسط کے ناقلین جب جدا ہیں انکو خلط ملط کر کے ضرب کے قاعدہ سے ہرگز نہ پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وجوہ جائز تخییری نہیں بلکہ طرق ہیں ایسا کرنے سے خلط طرق ہو جائیگا لہذا طول کیساتھ طول۔ توسط کیساتھ توسط اور قصر کیساتھ قصر پڑھنا چاہیئے۔

---

سلہ فاسی کہتے ہیں "مراعات جانبین کے لحاظ سے توسط بھی ہو سکتا ہے" یہ فاسی کا اجتہاد ہے اہل ادا سے وقف میں رعایت جانبین منقول ہے۔ وصل میں نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ توسط صحیح نہیں۔

[۵۲] طول والوں کے لئے صرف طول ہے اور توسط والوں کے لئے توسط و طول ہے اور قصر والوں کے لئے وجوہ ثلثہ سے وقف جائز ہے

اور اگر مد بدل اور مد حرف لین جمع ہو جائیں جیسے اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا تو مد بدل کے قصر اور توسط کیساتھ حرف لین کا صرف توسط پڑھا جائیگا اور طول کیساتھ حرف لین میں توسط اور طول دونوں جائز ہیں اور اگر حرف لین مقدم ہو جیسے شَيْـًٔا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ تو حرف لین کے توسط کیساتھ مد بدل کی وجوہ ثلٰثہ اور طول کے ساتھ فقط طول ہوتا ہے۔ حرف لین میں توسط نقل کرنیوالوں نے مد بدل میں وجوہ ثلٰثہ اور طول نقل کرنیوالوں نے صرف طول روایت کیا ہے۔

**فائدہ**۔ اگر سبب مد میں تسہیل یا ابدال یا حذف وغیرہ سے تغیر ہو جائے تو عدم اعتداد عارض پر مد اور اعتداد عارض پر قصر دونوں جائز ہیں۔ دونوں مذہب قوی صحیح مشہور اور معمول بہا ہیں۔ دانیؒ۔ ابن شریحؒ۔ قلانسیؒ اور شاطبیؒ وغیرہ مد کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی جعبریؒ کے نزدیک مختار ہے کیونکہ اصل کا لحاظ قیاس و نظر سے زیادہ موافق ہے۔ محققؒ کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ جہاں سبب مد قطعاً محذوف ہو جائے وہاں قصر اور دیگر حالات میں مد اولیٰ ہے۔

**فائدہ**۔ منفصل کے مد کے ساتھ متصل کا قصر نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسکا عکس ہو سکتا ہے یعنی هٰٓؤُلَآءِ اِنْ میں قالونؒ و دوریؒ کے لئے ہَا کے قصر کیساتھ اُولَآءِ کا قصر و مد دونوں اور ہَا کے مد کے ساتھ اُولَآءِ کا صرف مد پڑھیں متصل منفصل سے کم اور نیچا نہ ہونا چاہیئے۔ اکثر محققین کا یہی مسلک ہے۔ مگر ہشامؒ و حمزہؒ کی وجوہ وقفی میں اس نظریہ کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی۔

# باب ہشتم ہمزتین در یک کلمہ

چونکہ ہمزہ ازروی نطق اصعب و اثقل اور ازروی مخرج بعید ترین حرف ہے لہذا اجتماع ہمزتین کی حالت میں عرب عموماً۔ حجازی اور قریشی خصوصاً اسکی بین بین تسہیل۔ ابدال حذف اور نقل وغیرہ کے ذریعہ سے تخفیف کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عربی رسم الخط میں ہمزہ کی کوئی صورت مقرر نہیں حسب اقتضاء تخفیف کہیں الف کہیں واو اور کہیں یاء کی صورت میں اور کہیں بے صورت لکھا جاتا ہے۔ زیادہ وضاحت تیرہویں باب میں آئیگی۔

ایک کلمہ[1] میں ہمزتین قطعیتین متحرکتین تین طرح آتے ہیں۔ دونوں مفتوحہ جیسے ءَاَنْذَرْتَہُمْ پہلا مفتوحہ دوسرا مکسورہ جیسے ءَاِنَّکُمْ۔ پہلا مفتوحہ۔ دوسرا مضمومہ جیسے اَؤُنْزِلَ اور ایک کلمہ کے سوا باقی سب جگہ پہلا استفہام کا ہوتا ہے جو باجماع مفتوح ہے پھر انمیں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں متفق علیہ جن کے استفہام یعنی ہمزتین سے پڑھنے پر قراء سبعہ کا اجماع ہے اور مختلف فیہ جن کو بعض ہمزتین سے اور بعض ایک ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔ ہم تینوں اقسام اور اُن کی انواع کو جدا جدا فصلوں میں بیان کر کے آخر فصل میں تتمیم فائدہ کے لیئے ہمزہ ساکن اور ہمزۂ وصل کے وہ احکام بتائیں گے جو تجوید سے علاقہ رکھتے ہیں۔

[1] کلمہ اصطلاحی مراد ہے جو اہل عربیت کے نزدیک دو کلمات ہیں ایک کلمہ میں ہمزتین میں سے پہلا استفہام کے لیئے آتا ہے جو ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور غیر استفہام کے لیئے بھی۔ دوسرا متحرک بھی ہوتا ہے اور ساکن بھی۔ متحرک قطعی بھی ہوتا ہے اور وصلی بھی۔

# فصل اول ہمزتین مفتوحتین در یک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں دو ہمزہ مفتوحہ جمع ہو جائیں۔ (قرآن میں اکیس[۵۱] جگہ متفق علیہ آئے ہیں) تو حرمیؒ و بصریؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف[۵۲] ہمزہ ثانیہ کی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ اگر ہمزہ ثانیہ کے بعد مدہ نہ ہو تو قالونؒ و بصریؒ و ہشامؒ ہمزتین کے درمیان ادخال الف بھی کرتے ہیں اور ورشؒ نے بوجہ ثانی ہمزہ ثانیہ کا الف سے ابدال بھی کیا ہے اور اگر الف مبدلہ کے بعد ساکن ہو تو حسب قاعدہ مد لازم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قالونؒ و بصریؒ ءَاَنذَرْتَهُمْ کو ہمزہ ثانیہ کی تسہیل اور ادخال الف سے ءَاٰنذَرْتَهُمْ ورشؒ و مکیؒ صرف ہمزہ ثانیہ کی تسہیل سے نیز ورشؒ بوجہ ثانی ابدال و مد سے ءَآنذَرْتَهُمْ اور ہشامؒ تسہیل و تحقیق دونوں کے ساتھ ادخال سے پڑھتے ہیں۔

اور اگر ہمزہ ثانیہ کے بعد مدہ ہو جو صرف ءَاٰمَنتُمْ (تین جگہ) اور ءَاٰلِهَتُنَا میں پایا جاتا ہے تو غیر معمولی طوالت کے لحاظ سے ہمزتین کے درمیان کسی کے لیے ادخال نہیں اور ہشامؒ کے لیے تسہیل بلا خلاف ہے اور بخوف التباس ورشؒ ابدال نہیں کرتے۔ جو حضرات ابدال بتاتے

[۵۱] دس کلمات اٹھارہ جگہ قبل از ساکن صحیح واقع ہوئے ہیں ۱و۲ ءَاَنذَرْتَهُمْ (بقرہ یس) ۳تا۹ ءَاَنتُمْ (بقرہ فرقان۔ واقعہ دو۔ نزعت) ۱۰ ءَاَسْلَمْتُمْ ۱۱ ءَاَقْرَرْتُمْ (ہر دو آل عمران) ۱۲و۱۳ ءَاَنتَ (مائدہ انبیا) ۱۴ ءَاَرْبَابٌ (یوسف) ۱۵ ءَاَسْجُدُ (اسراء) ۱۶ ءَاَشْكُرُ (نمل) ۱۷ ءَاَتَّخِذُ (یس) ۱۸ ءَاَشْفَقْتُمْ (مجادلہ) اور ایک جگہ قبل از مدہ آئے ہیں ۱۹ ءَاٰلِهَتُنَا (زخرف) اور دو جگہ قبل از متحرک آئے ہیں ۲۰ ءَاَلِدُ (ہود) ءَاَمِنتُمْ (ملک)

[۵۲] ہشامؒ کے لیے تحقیق زیادات قصیدہ سے ہے تیسیر میں حلوانیؒ سے بطریق ابن عبدانؒ تسہیل بلا خلاف بیان کیگئی ہے۔ یہی کافی عنوان مجتبی بیمہد اعلان تلخیص العبارات۔ روضہ۔ معدل۔ کفایہ۔ قلانسیؒ تبصرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ ارشاد۔ تذکرہ۔ مستنیر مبہج۔ غایہ ابی العلاء اور تجرید میں عبدالباقیؒ سے اور یہی اخفشؒ کی ہشامؒ سے روایت ہے ابو عبداللہ جمالؒ نے حلوانیؒ سے تحقیق روایت کی ہے۔ یہی ابو معشرؒ ابو علی مالکیؒ صاحب تجرید اور ابن مجاہدؒ نے بیان کی ہے اور یہی داجونیؒ کی تمام مشہور طرق سے روایت ہے۔ دونوں وجوہ صحیح و مشہور معمول ہیں۔ [۵۳] ابن مجاہدؒ اور جمہور اہل بغداد بین بین کہتے ہیں یہ قریش سعد بن بکر کنانہ اور اکثر بنو قیس کا لغت ہے۔ اہل مصر ابدال کہتے ہیں یہی قریشی لغت ہے اور محض سماعی ہے قیاسی نہیں لیکن مطرد ہے ابو محمد مکیؒ۔ مہدویؒ۔ دانیؒ۔ اور شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں دونوں صحیح و معمول ہیں۔

ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ محقق کہتے ہیں "ازرق کے تمام تلامذہ صرف بین بین تسہیل پر متفق ہیں" ابن الباذش اقناع میں کہتے ہیں "جو لوگ ءَاَنْذَرْتَهُمْ وغیرہ میں ورش کے لئے ابدال نقل کرتے ہیں ءَاٰلِهَتُنَا وغیرہ میں انکا بین بین پر اجماع ہے" ابن سفیان مہدوی۔ ابو محمد مکی۔ دانی۔ ابن شریح۔ اور ابن الفحام وغیرہ محققین نے بین بین کے سوا اور کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ ابو بکر ادفوی ابدال مع اشباع بتلانے میں متفرد اور تمام اہل نقل کے خلاف ہیں محقق کہتے ہیں "ابدال روایت و قیاس اور مذہب ورش کے خلاف ہے۔ شاید ان لوگوں کو یہ وہم اس وجہ سے ہوا کہ اصبہانی[۲] نے ءَاٰمَنْتُمْ کو ورش کے لئے بخبر روایت کیا ہے جس سے انکو خیال ہوا کہ یہ ابدال ہے" تعجب ہے کہ جعبری نے یہاں لغزش کی اور ابدال بیان کر دیا اور ملا علی نے انکی تقلید کی ہے۔ جو صحیح نہیں۔

قبل قَالَ فِرْعَوْنُ ءَاٰمَنْتُمْ (اعراف) اور وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ءَاَمِنْتُمْ (ملک) میں باجماع ناقلین قنبل ہمزۂ اولی کو ضمۂ ما قبل کی بنا پر واؤ مفتوحہ سے بدلتے ہیں اور حسب قاعدہ ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل ہی کرتے ہیں لیکن اگر فِرْعَوْنُ اور النُّشُوْرُ پر وقف کر دیں تو ہمزۂ محققہ سے ابتدا کرتے ہیں کیونکہ اب سبب بدل باقی نہیں رہا۔

پانچ کلمات ہیں جو سات جگہ واقع ہوئے ہیں خبر و استفہام کا اختلاف ہے۔ اول

---

[۱] ابدال سے خبر و استفہام میں التباس ہو جاتا ہے اور یہ خلاف روایت ہے

[۲] اصبہانی اپنے شیوخ کے ذریعہ سے نیز احمد بن صالح یونس بن عبد الاعلیٰ اور ابو الازہر ورش سے ءَاٰمَنْتُمْ کو حفص کی طرح بخبر روایت کرتے ہیں غالباً اس کو شاطبیہ کے بعض شارحوں نے ابدال تصور کر لیا چنانچہ ابن القاصح عذری کہتے ہیں

[۳] جو لوگ ابدال کہتے ہیں وہ انہیں بھی ابدال کرتے ہیں۔ مگر الف مبدلہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جس سے روایت ورش بحالت قصر روایت حفص کے متحد ہو جاتی ہے مگر ماخذ مختلف ہے اور مدبدل کی صورت میں فرق ہوتا ہے۔ یہ توضیح یقیناً باطل و مردود ہے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ مد استفہام پر دلالت کرتا ہے۔ شاید یہ لوگ یہی کہہ دیں کہ ءَاٰمَنَ۔ ءَاٰدَمُ۔ ءَاٰزَرَ وغیرہ بھی بحالت مد استفہام بن جاتے ہیں۔ ورنہ فرق بتائیں۔

ءَاَنْ يُّؤْتٰی (آلِ عمران) کو مکیؒ۔ دوم ءَاَمَنْتُمْ (اعراف وشعراء کو) غیر حفصؒ اور طٰہٰ میں اسی کلمہ کو غیر قنبلؒ و حفصؒ۔ سوم ءَاَعْجَمِیٌّ[1] (فصلت) کو غیر ہشامؒ۔ چہارم ءَاَذْهَبْتُمْ (احقاف) کو مکیؒ و شامیؒ۔ پنجم ءَاَنْ كَانَ (ن) کو شامیؒ۔ و ابو بکرؒ و حمزہؒ۔ استفہام یعنی ہمزتین سے اور باقی حضرات خبر یعنی ایک ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔ استفہام سے پڑھنے والے حسب اصول خود تحقیق تسہیل ادخال و ابدال کرتے ہیں مگر ءَاَمَنْتُمْ میں تینوں جگہ قالونؒ وغیرہ کے لیئے ادخال اور ورشؒ کے لیئے ابدال نہیں کما مر اور ءَاَنْ كَانَ میں ہشامؒ کے لیئے تسہیل بلا خلاف ہے۔

ءَاَمَنْتُمْ (تینوں جگہ) ءَاٰلِهَتُنَا۔ ءَاَنْ كَانَ اور ءَاَعْجَمِیٌّ میں ابن ذکوانؒ اور پچھلے کلمہ میں حفصؒ بھی ہمزہ ثانیہ کی تسہیل میں شریک ہیں بعض اہل ادا نے مؤخر الذکر دونوں کلمات میں ابن ذکوانؒ کے لیئے ادخال بھی بیان کیا ہے۔ جو ہمارے ائمہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔[2]

## فصل دوم ہمزتین مفتوحہ و مکسورہ دریک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں ہمزہ مفتوحہ اور مکسورہ جمع ہو جائیں اور استفہام مفرد ہو

---

[1] ءَاَعْجَمِیٌّ کو صالحؒ بن محمدؒ بطریق ابن محمد الشاہدؒ۔ شذائیؒ۔ مطوعیؒ۔ شنبوذیؒ ابن ابی بلالؒ اور بکارؒ بطریق نہروانیؒ ح ابن مجاہدؒ عن قنبلؒ کیلیئے خبر اور ابن شنبوذ و سامریؒ باستفہام روایت کرتے ہیں۔ یہی ہمارا طریقہ ہے اور ابن عبدانؒ ہشامؒ سے بذریعہ حلوانیؒ بخبر روایت کرتے ہیں یہی ہمارا طریقہ ہے یہی تجرید و مبہج میں منقول ہے۔ ابو عبد اللہ جمالؒ اور داجونیؒ نے باستفہام روایت کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہشامؒ کے لیئے باستفہام اور قنبلؒ کے لیئے بخبر بھی صحیح ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں۔

[2] علامہ دانیؒ کہتے ہیں "ابن ذکوانؒ کے لیئے ادخال نظر و قیاس کی رو سے مستقیم و صحیح نہیں۔ کیونکہ جب ابن ذکوانؒ ہمزتین محققتین کے درمیان ادخال نہیں کرتے جنکا اجتماع اثقل ہے تو محققہ اور مسہلہ کے درمیان کیسے ادخال ہو سکتا ہے اسکے علاوہ اخفشؒ نے اپنی کتاب میں تحقیق اولیٰ اور تسہیل ثانیہ کہا ہے فصل بیان نہیں کیا"۔ محقق کہتے ہیں دانیؒ کا قول نص کے موافق اور بروئے قیاس صحیح تر ہے۔ ابن شیطاؒ۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ ابن الفحامؒ وغیرہ محققین کی یہی تحقیق ہے"۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طرق سے ابن ذکوانؒ کے لیئے ادخال درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

(جو چودہ جگہ متفق علیہ ہے) تو غیر مکی و بصری ہمزۂ ثانیہ کی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور ایک کلمہ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ (فصلت) میں ہشامؒ بھی بخلاف تسہیل میں شریک ہیں۔ اور قالونؒ و بصریؒ ہر جگہ بلاخلاف ہشامؒ سات جگہ اول ءَاِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ دوم ءَاِنَّ لَنَا (ہر دو اعراف) سوم ءَاِذَا مَا مِتُّ (مریم) چہارم اَئِنَّ لَنَا (شعراء) پنجم اَئِنَّكَ لَمِنَ ششم اَئِفْكًا (ہر دو صفٰت) ہفتم اَئِنَّکُمْ (فصلت کے مندرجہ بالا کلمہ) میں بلاخلاف اور باقی مقامات میں بخلاف ادخال کرتے ہیں

اس قسم میں سے پانچ کلمات میں خبر و استفہام کا اختلاف ہے اول ءَاِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ (اعراف) کو غیر مدنی و حفصؒ دوم ءَاِنَّ لَنَا (ایضاً اعراف) کو غیر حرمیؒ و حفصؒ سوم ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ (یوسف) کو غیر مکی۔ چہارم ءَاِذَا مَا مِتُّ (مریم) کو

ـلہ آٹھ کلمات میں ۔ا تا ۴ اَئِنَّکُمْ (انعام۔نمل۔فصلت) ۵ اَئِنَّ لَنَا (شعراء) ۶ تا ۹ ءَاِلٰهٌ (نمل پانچ) ۱۰ اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ (یٰس) ۱۱ اَئِنَّا لَتَارِکُوْ ۱۲ اَئِنَّكَ لَمِنَ ۱۳ اَئِفْكًا (ہر صفٰت) ۱۴ ءَاِذَا مِتْنَا (ق)۔

ـلہ اَئِنَّکُمْ (فصلت) میں جمہور مغربی قراء صرف تسہیل کہتے ہیں تیسیر۔کافی۔ہادی۔ہدایہ۔تبصرہ۔تلخیص العبارات۔ارشاد تذکرہ۔مبہج۔ اور عنوان میں تسہیل و ادخال مروی ہے اور جمہور اہل عراق تحقیق کہتے ہیں۔ابوالحسنؒ خیاط۔ابن سوارؒ۔قلانسیؒ ابوعلی مالکیؒ۔ابن الفحامؒ۔اور حافظ ابوالعلاءؒ نے تحقیق مع ادخال بیان کیا ہے۔دانیؒ جامع البیان میں شاطبیؒ اور صفراویؒ تسہیل بخلاف بیان کرتے ہیں دونوں وجوہ صحیح اور معمول بہا ہیں۔

ـلہ شیخ ابوالفتحؒ ابواحمد سامریؒ۔ابن عبدانؒ اور حلوانیؒ کے ذریعہ سے ہشامؒ سے ہر جگہ ادخال روایت کرتے ہیں۔اور دانیؒ نے امام ابوالفتحؒ سے بلا استثنا ادخال پڑھا ہے۔کفایہ اور تجرید میں بھی اس طریقہ سے صرف ادخال بیان کیا گیا ہے۔ابن سوارؒ ابوالحسنؒ خیاطؒ۔ابوعلی مالکیؒ۔اور ابن شیطاؒ وغیرہ جمہور ائمہ عراق کے یہاں بھی حلوانیؒ سے ادخال مشہور ہے۔شذائیؒ نے داجونیؒ سے حافظ ابوالعلاءؒ نے حلوانیؒ اور داجونیؒ دونوں سے فقط ادخال روایت کیا ہے۔مگر مستنیر۔تذکار۔جامع۔الروضہ۔تجرید۔کفایۂ کبریٰ وغیرہ کے مؤلفین یعنی جمہور اہل عراق کے یہاں داجونی سے صرف عدم ادخال مشہور و مروی ہے۔ایک جماعت تفصیل کیطرف گئی ہے۔یعنی وہ سات مقامات مندرجہ متن میں ادخال کرتی ہے۔اور کہیں نہیں کرتی۔دانیؒ نے شیخ ابوالحسنؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ہادی۔ہدایہ۔کافی۔عنوان۔تلخیص۔تبصرہ اور شاطبیہ میں ان مقامات میں بلاخلاف اور باقی مقامات میں بخلاف ادخال درج ہے یہی مشہور و معمول ہے۔مگر ادخال مقدم ہے۔کیونکہ وہ حلوانیؒ کا مذہب ہے۔

ابن ذکوانؒ بخلاف اور باقی حضرات بلااختلاف پنجم ءَ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ (واقعہ) کو ابوبکر استفہام سے اور باقی حضرات خبر سے پڑھتے ہیں۔ استفہام سے پڑھنے والے اپنے اپنے اصول کے مطابق تحقیق و تسہیل اور ادخال وغیرہ کرتے ہیں۔

مفتوحہ مکسورہ میں سے یہ استفہام مفرد کی بحث تھی اسکے سوا گیارہ مقامات میں استفہام مکرر واقع ہوا ہے[۵۲] یعنی بائیس کلمات میں سے دو دو بالمقابل آئے ہیں جیسے ءَاِذَا ءَاِنَّا عام قاعدہ یہ ہے کہ مدنیؒ اور کسائیؒ پہلی کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے شامیؒ اسکے برعکس پہلی کو خبر اور دوسرے کو استفہام سے اور باقی حضرات دونوں کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ سورہ رعد۔ اسراء۔ مؤمنون۔ سجدہ اور صفت میں سات جگہ سب نے اس قاعدہ کی پابندی کی ہے۔ مگر چار جگہ۔ نمل۔ عنکبوت۔ واقعہ۔ اور نزعت میں بعض حضرات نے اس اصل کی مخالفت کی ہے

نمل میں مدنیؒ خلاف اصل پہلی کو خبر اور دوسرے کو استفہام سے شامی خلاف اصل اور کسائیؒ حسب اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے اور باقی حضرات دونوں کو

---

[۵۱] ءَاِذَا مَا مِتُّ کو دانیؒ نے ابن ذکوانؒ کے لئے ابوالفتحؒ اور ابوالحسنؒ سے بربناء خبر ہمزہ واحد پڑھا ہے اور شذائیؒ کے سوا صوریؒ کے تمام طرق سے یہی منقول ہے۔ تبصرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص العبارات۔ تذکرہ۔ کافی وغیرہ میں اور جمہور اہل عراق و اہل مغرب کے نزدیک صوریؒ سے یہی مشہور ہے نقاشؒ نے اخفشؒ سے باستفہام روایت کیا ہے۔ دانیؒ نے ابوالقاسم فارسیؒ سے استفہام پڑھا ہے۔ اخفشؒ کے عراقی۔ شامی۔ مصری اور مغربی تمام طرق سے استفہام منقول ہے۔ یہی شذائیؒ نے صوریؒ سے روایت کیا ہے اور یہی تجرید مبہج۔ کامل۔ اور غایۂ ابن مہران میں مروی ہے جامع البیان مفردہ یعقوب۔ شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ درج ہیں یہی تیسیر کا مفہوم ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر استفہام مقدم ہے کیونکہ وہ اخفشؒ کا طریقہ ہے۔

[۵۲] اول ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ (رعد) دوم و سوم ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (اسراء) چہارم پنجم و ششم و ہفتم۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا (مؤمنون ایک صفت دو واقعہ ایک) ہشتم ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (نمل) نہم ءَاِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ءَاِنَّكُمْ (عنکبوت) دہم ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ (سجدہ) یازدہم ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ءَاِذَا كُنَّا (نزعت)

استفہام سے پڑھتے ہیں۔ نیز شامیؒ وکسائیؒ نے دوسرے کلمہ کو ایک نون زیادہ کرکے اِنّنا پڑھا ہے۔

عنکبوت میں دوسرے کلمہ کے استفہام پر اجماع ہی۔ حرمیؒ اور حفصؒ خلاف اصل اور شامی حسب اصل پہلے کو خبر سے اور باقی حضرات حسب اصل استفہام سے پڑھتے ہیں۔

واقعہ میں مدنیؒ وکسائیؒ حسبِ اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے۔ شامی خلاف اصل اور باقی حضرات دونوں کو حسبِ اصل استفہام سے پڑھتے ہیں۔

نزعت میں مدنیؒ وکسائیؒ حسبِ اصل اور شامی خلاف اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے اور باقی حضرات دونوں کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ مکیؒ وحفصؒ وکسائیؒ ایک جگہ (عنکبوت میں) مدنیؒ دو جگہ (نمل و عنکبوت میں) اور شامی تین جگہ (نمل واقعہ نزعت میں) اصل مقررہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ باقی حضرات اصل کے پابند ہیں استفہام وخبر سے پڑھنے والے اپنے اپنے قاعدہ کے مطابق تسہیل وادخال وتحقیق کرتے ہیں مگر ان میں ہشام کے لئے ہمارے طرق پر ادخال بلا خلاف ہے۔[۱]

**تتمہ**:۔ ایک کلمہ اَئِمَّۃً قرآن میں پانچ جگہ[۲] ایسا ہے کہ جسمیں ہمزتین مفتوحہ ومکسورہ قطعیہ پائے جاتے ہیں اور پہلا استفہام کے لئے نہیں۔ حرمیؒ وبصریؒ ہمزۂ ثانیہ کی

---

سلہ۔ دانیؒ۔ شاطبیؒ اور تمام قراء مغرب نیز ابن سوارؒ ابن شیطاؒ۔ قلانسیؒ اور حافظ ابوالعلاؒ کا یہی مذہب ہے۔ سبط الخیاطؒ اور صفراویؒ وغیرہ ان میں بھی ادخال بخلاف بتاتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں قیاس کا اقتضا یہی ہے" پھر کہتے ہیں "حق یہ ہے کہ بطرق تیسیر وشاطبیہ انہیں ادخال بلا خلاف ہے"۔

سلہ۔ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (توبہ) اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ (انبیا) وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً (ہر دو قصص) مِنْهُمْ اَئِمَّةً۔ (سجدہ)

بین بین تسہیل کرتے ہیں باقی حضرات کے لئے تحقیق ہے۔ ہشام ہمزتین کے درمیان بخلاف ادخال کرتے ہیں۔ اور سب بلا ادخال پڑھتے ہیں یہی ہشام کی دوسری وجہ ہے۔

## فصل سوم ہمزتین مفتوحہ مضمومہ در یک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں ہمزتین مفتوحہ اور مضمومہ جمع ہوں (متفق علیہ صرف تین جگہ آئی ہیں) تو حرمی و بصری تینوں جگہ بلا خلاف اور ہشام صرف دو جگہ یعنی ص و قمر میں ہمزۂ ثانیہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں۔ قالون بلا خلاف بصری بخلاف اور ہشام بحالت تسہیل بلا خلاف اور بصورت تحقیق بخلاف ہمزتین کے درمیان ادخال الف کرتے ہیں۔

سلہ حرمی و بصری کے لئے تسہیل جمہور کا مسلک ورش سے بطریق اصبہانی منصوص۔ ابن سوار۔ ہذلی۔ ابو علی مالکی ابن الفحام۔ حافظ ابو العلاء۔ سبط الخیاط۔ ابن سفیان۔ مہدوی۔ قلانسی۔ ابو محمد مکی اور شاطبی کا مذہب ہے امام ابو الحسن اور دانی کی قول یا مختلسۃ الکسرہ اور ابن مہران کے قول ہمزۂ واحدۂ غیر ممدودہ کے یہی معنے ہیں ابن شریح۔ صاحب ارشاد وغیرہ ابدال بیا کہتے ہیں۔ اکثر واسطی قراء اسطرف مائل ہیں۔ لیکن بقول ابو محمد مکی۔ دانی۔ حافظ ابو العلاء اور شاطبی یہ نحاۃ کا مذہب ہے۔

سلہ قلانسی ابن عبدان وغیرہ سے ابن سوار۔ ابن شیطا۔ ابو الحسن خیاط وغیرہ جمہور اہل عراق حلوانی سے ادخال روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابو العلاء نے صرف ادخال روایت کیا ہے۔ دانی نے تیسیر میں ابو الفتح سے ابن عبدان کے سوا اور طریقہ سے (جسکی جامع البیان میں خود تصریح کی ہے) قصر بتایا ہے۔ ابن سفیان۔ مہدوی۔ ابن شریح۔ ابن غلبون۔ ابو الحسن ابو محمد مکی۔ ابو طاہر بن خلف اور جمہور مغربی قراء قصر بتاتے ہیں۔ دانی نے ابو الحسن و ابو الفتح سے بطریق غیر ابن عبدان قصر ہی پڑھا ہے۔ تجرید میں غیر طریقہ جمال سے اور مبہج میں صرف قصر درج ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں دانی نے خلط طرق کر دیا۔

سلہ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم۔ (آل عمران) أَؤُنزِلَ (ص) ءَأُلْقِيَ (قمر)

سلہ تیسیر میں دانی نے بصری کے لئے ادخال بیان نہیں کیا جمہور اہل عراق و اہل مغرب ہی عدم ادخال روایت کرتے ہیں دانی نے جامع البیان میں ادخال درج کیا ہے اور قیاس و نص سے اسکی تصدیق کی ہے۔ ہدایہ۔ مصباح۔ شاطبیہ اور اعلان وغیرہ میں دونوں وجوہ منقول اور دونوں صحیح ہیں۔

سلہ ہشام کے لئے تین وجوہ منقول ہیں۔ اول تحقیق کیساتھ تینوں جگہ ادخال دانی نے شیخ ابو الفتح سے اسی طرح پڑھا ہے اور ابن عبدان کا حلوانی سے یہی طریقہ ہے۔ قلانسی اسی طریقہ سے ہذلی اور صاحب تجرید حلوانی سے بطریق ابو عبد اللہ جمال وابن عباد وحافظ ابو العلاء حلوانی سے یہی روایت کرتے ہیں۔ اور تیسیر میں یہ پہلی وجہ ہے۔ دوم تینوں جگہ تحقیق بلا ادخال یہ کافی میں پہلی وجہ ہے ابن سوار۔ ابو علی مالکی۔ ابن الفحام۔ قلانسی۔ حافظ ابو العلاء اور سبط الخیاط وغیرہ نے داجونی سے نقل کی ہے۔ سوم آل عمران میں بلا ادخال تحقیق اور ص و قمر میں ادخال مع تسہیل دانی نے امام ابو الحسن سے اسی طرح پڑھا ہے۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ۔ تلخیص العبارات اور عنوان میں یہی منقول ہے اور جمہور مغربی قراء یہی وجہ بیان کرتے ہیں۔ تیسیر و کافی میں یہ دوسری وجہ ہے۔ شاطبی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں اور تینوں صحیح و معمول ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ورشؒ و مکیؒ کے لیئے تینوں جگہ ہمزۂ ثانیہ کی صرف تسہیل اور قالونؒ کے لیئے تسہیل مع ادخال بلا خلاف اور بصریؒ کے لیئے تسہیل بلا خلاف اور ادخال بخلاف ہے اور ہشامؒ کے لیئے آل عمران میں تحقیق بلا خلاف اور ادخال بخلاف یعنی دو دو وجوہ۔ اور ص۔ و قمر میں تحقیق کے ساتھ ادخال و عدم ادخال اور تسہیل کے ساتھ صرف ادخال تین تین وجوہ ہیں۔

اس قسم سے ایک کلمہ میں اختلاف ہے سورہ زخرف میں نافعؒ ءَاُشۡهِدُوا کو ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۂ مضمومہ زیادہ کر کے شین کے سکون اور حسب سابق ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل سے اور باقی حضرات ہمزۂ استفہام کے بعد شین مفتوحہ سے بلا ہمزۂ مضمومہ پڑھتے ہیں اور اسمیں قالونؒ کے لیئے ادخال بخلاف ہے۔ [1]

خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک کلمہ میں دو ہمزۂ قطعی جمع ہو جائیں تو حرمیؒ و بصری حالات ثلٰثہ میں ہمزۂ ثانیہ کی بلا خلاف اور ہشام مفتوحتین میں ہر جگہ اور مفتوحہ مکسورہ میں سے صرف سورہ فصلت میں ایک جگہ اور مفتوحہ مضمومہ میں سے ص و قمر میں دو جگہ ہمزۂ ثانیہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں۔ ابن ذکوانؒ نے چار کلمات میں اور حفصؒ نے ایک کلمہ میں تسہیل کی ہے اور باقی حضرات ہر حال میں تحقیق سے پڑھتے ہیں۔ نیز ورشؒ نے مفتوحتین میں سے ہمزۂ ثانیہ کا الف سے ابدال بھی کیا ہے۔ جب کہ اسکے بعد مدہ نہ ہو۔

[1] دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ سے بطریق ابی نشیطؒ ادخل پڑھا ہے۔ یہی سبط الخیاطؒ کی روایت ہے اور ابن مہرانؒ نے دونوں طرق سے ادخال روایت کیا ہے۔ ہذلیؒ نے بجمیع طرق قلانسیؒ اور ابن سوارؒ نے حلوانیؒ سے بھی ادخال روایت کیا ہے۔ دانیؒ نے امام ابو الحسنؒ سے قصر (بلا ادخال پڑھا ہے) ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ۔ تذکرہ کافی۔ تلخیص۔ غایۃ الاختصار وغیرہ اکثر تصانیف میں قصر درج ہے۔ مبہج و کفایہ میں سبط الخیاطؒ نے دونوں طرق سے اور مستنیر میں ابو نشیطؒ سے قصر روایت کیا ہے۔ تیسیر و شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ درج اور دونوں صحیح ہیں۔

اگر ہمزہ ثانیہ کے بعد مدہ نہ ہو تو قالونؒ حالات ثلثہ میں بلا خلاف مگر ءَاُشۡهِدُوا میں بخلاف۔ بصریؒ مفتوحہ و مضمومہ میں بخلاف اور باقی دونوں حالات میں بلا خلاف۔ ہشامؒ مفتوحتین میں سب جگہ اور مفتوحہ مکسورہ میں سے استفہام مفرد میں سات جگہ اور استفہام مکرر میں ہر جگہ اور مفتوحہ مضمومہ میں سے صاد و قمر میں بحالت تسہیل بلا خلاف اور استفہام مفرد کے باقی مواقع اور ءَاَئِمَّةً اور مفتوحہ مضمومہ کے درمیان بحالت تحقیق (یعنی تینوں جگہ) بخلاف ادخال الف کرتے ہیں۔ اور باقی حضرات بلا ادخال پڑھتے ہیں۔

فائدہ۔ بحالت ادخال چونکہ حرف مد اور سبب مد ایک کلمہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ لہذا امام ابن شریحؒ۔ اور استاذ ابو عبد اللہؒ بن ابی السداد مالقیؒ شارح تیسیر کہتے ہیں "وہ کہ مد متصل ہو گا۔ اور حسب قاعدہ تسہیل کے ساتھ مد و قصر اور تحقیق کے ساتھ صرف مد ہو گا" یہ تفقہ ہے۔ جمہور اہل ادا تحقیق و تسہیل میں صرف قصر کہتے ہیں کیونکہ یہ مدہ عارضی ہے اور عوارض کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ محققؒ کہتے ہیں "وہ ائمہ عراق باجماع۔ شام و مصر و مغرب کے جمہور قرا اور عام اہل ادا کا مذہب قصر ہے"

امام ابن مہرانؒ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں "وہ ءَاَنذَرۡتَهُمۡ ءَاِذَا۔ اَؤُنَبِّئُكُم وغیرہ میں جو ادخال کیا جاتا ہے اسکو مد حجز کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمزتین کے درمیان حاجز و فاصل ہو جاتا ہے۔ عرب ہمزتین کے اجتماع کو ثقیل سمجھتے تھے لہذا اُن کے درمیان مدہ داخل کر دیتے تھے جو فاصل ہو کر دونوں کو جدا کر دے اور اسکی مقدار بالاجماع پورے الف کے برابر ہوتی ہے اس سے حجز ہو جاتا ہے

کسی مزید زیادتی کی ضرورت نہیں" محقق کہتے ہیں۔ قیاس نظر اور ادا کے اعتبار سے یہی اولیٰ ہے" سیدؒ کہتے ہیں "میں نے اپنے تمام شیوخ سے مد کے بغیر پڑھا ہے اور یہی قیاس و نظر کا اقتضا ہے۔ اور آج کل ابن الغازیؒ وغیرہ کے مقلدین کے سوا کوئی مد نہیں کرتا" حق یہی ہے جعبریؒ۔ اور ملا علیؒ وغیرہ تمام محققین کا یہی مذہب ہے۔

## فصل چہارم ہمزۂ ساکنہ اور ہمزۂ وصل کے احکام متفقہ

اگر ہمزتین مجتمعہ فی الکلمہ میں سے دوسرا ہمزۂ ساکن ہو تو پہلا حرکات ثلثہ سے متحرک ہوتا ہے اور کثیر الدور ہے۔ تمام قرا ہمزۂ ساکنہ کو وجوباً حرف مد سے بدل لیتے ہیں جیسے اٰمنی۔ اٰتی۔ اٰدم۔ اٰلھتنا۔ اٰمنتم۔ اٰمن۔ اٰزر۔ اُوتی۔ اُوذی۔ اُوذوا۔ اُوتیتم۔ اُوتمن۔ اِیمان۔ اِیتاء۔ اِیلاف اور اِیت وغیرہ۔

ہمزہ استفہام کے بعد ہمزۂ وصل دو طرح آتا ہے۔ مکسورہ اور مفتوحہ متفق علیہ ہی اور مختلف فیہ ہی۔ ہمزۂ وصل مکسورہ باجماع حذف ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے حذف سے التباس کا کوئی خوف نہیں ہے اور ہمزہ استفہام اسکا قایم مقام بن جاتا ہے جیسے۔ اَفترٰی۔ اَستغفرت۔ اَصطفٰی۔ اَتخذنٰھم وغیرہ۔

اور ہمزۂ وصل مفتوحہ تین کلمات میں چھ جگہ متفق علیہ[1] اور ایک جگہ مختلف فیہ واقع ہوا ہے۔ اسکو بخوف التباس حذف نہیں کرتے لیکن تخفیف پر اجماع ہے اور سب کے لئے

---

[1] آٰلذّکرین (انعام دو جگہ) آٰلٰئن (یونس دو جگہ) آٰللہ اذن۔ (یونس) آٰللہ خیر (نمل) یہ چھؤوں متفق علیہ ہیں۔ آٰلسحر (یونس) کو بصریؒ باستفہام پڑھتے ہیں۔ لہذا ان کے لئے ابدال و تسہیل دونوں وجوہ جائز ہیں۔ اور باقی حضرات اسکو بلا ہمزہ استفہام خبر سے پڑھتے ہیں۔

دو طرح تخفیف کیجاتی ہے - اول ہمزۂ وصل کو الف سے بدل کر مد لازم کیا تھ پڑھتے ہیں - یہ اداءً مقدم اور اکثر اہل ادا کا مذہب ہے - دانی رح نے امام ابوالحسن رح سے اسی طرح پڑھا تھا محقق رح کہتے ہیں میں نے تذکرہ - ہادی - ہدایہ - کافی - تبصرہ - تجرید - روضہ - مستنیر - تذکار - ارشادین - غایتین وغیرہ کے طرق اور اپنے مشرقی و مغربی شیوخ سے اسی طرح پڑھا ہے " یہی شاطبی رح کے نزدیک مختار ہے - دوم ہمزۂ وصل کی بین بین تسہیل کرتے ہیں کیونکہ جب ہمزۂ وصل کا حذف متعذر ہو تو قطعی کے مانند اسکی تسہیل لازم ہے اور ازروی قاعدہ متحرک کی تسہیل اور ساکن کا ابدال ہونا چاہئے - دانی رح نے شیخ ابوالفتح رح سے تسہیل پڑھی ہے مجتبیٰ اور عنوان میں صرف تسہیل منقول ہے تیسیر شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ مذکور ہیں دانی رح جامع البیان میں کہتے ہیں " دونوں وجوہ قوی وجید ہیں - نتیجہ یہ ہے کہ دونوں وجوہ صحیح اور معمول بہا ہیں اور اسپر تمام اہل ادا کا اجماع ہے کہ انمیں ادخال کسی کے لئے جائز نہیں -

# باب ہمزہ قطعیتین جو دو کلمات میں جمع ہوجائیں

دو کلمات میں ہمزتین قطعیتین متفق الحرکت بھی ہوتے ہیں اور مختلف الحرکت بھی ہم دو فصلوں میں ان کے احکام بیان کرتے ہیں -

## فصل اوّل ہمزتین متفق الحرکت

اگر دونوں مفتوحہ ہوں [۱] (انتیس [۲۹] جگہ واقع ہوئے ہیں) جیسے جَآءَ اَحَدَ [۲] - شَآءَ اَنْشَرَہٗ [۳] تو قالون رح و بزی رح و بصری رح ہمزۂ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے

[۱] و نو قبل از متحرک ہیں - [۲] جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ (لنساء، مائدہ) [۳] جَآءَ اَحَدَکُمُ (انعام) ۳
(باقی بر صفحہ آئندہ)

پڑھتے ہیں اور ورشؒ و قنبلؒ ہمزۂ ثانیہ کا الف سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں بعض اہل ادا ابدال میں ورشؒ کے لیے بمذہب ازرقؒ مدبدل بتلاتے ہیں۔ کیونکہ ہمزۂ ثابتہ کے بعد حرف مد موجود ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ تسہیل میں اگر اسکے بعد مدہ ہو۔ مدبدل جائز ہے ابدال میں جائز نہیں کیونکہ وہ عارضی ہے کمامر۔ پس اگر اسکے بعد مدہ ہو تو ایک الف کے حذف کی تقدیر پر صرف قصر اور بر تقدیر اجتماع الفین مد طویل ہوتا ہے

اور اگر دونوں مکسورہ ہوں[1] (جو پندرہ جگہ متفق علیہ اور تین جگہ مختلف فیہ ہیں) جیسے مِنَ السَّمَآءِ اِلَى - مِنَ السَّمَآءِ اِنْ تو قالونؒ و بزیؒ ہمزۂ اولیٰ کی بین بین تسہیل کرکے مد و قصر سے پڑھتے ہیں اور ورشؒ و قنبلؒ ہمزۂ ثانیہ کا یاء ساکنہ سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور دو کلمات هٰٓؤُلَآءِ اِنْ (بقرہ) اور عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ (نور) میں دانیؒ نے شیخ ابوالقاسمؒ خاقانی سے ورشؒ کے لیے تیسری وجہ ہمزۂ ثانیہ کا یاء مکسورہ سے ابدال بھی پڑھا ہے جو ورشؒ سے اداءً مشہور ہے اور بصریؒ ہمزۂ اولیٰ کو ساقط کرکے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۷ جَآءَ اَحَدَهُمُ (مؤمنون) ۸-۹ جَآءَ اَجَلُهُمْ (اعراف۔ یونس۔ نحل۔ فاطر) ۱۰ جَآءَ اَجَلُهَا (منافقون) اور اٹھارہ قبل از ساکن جیسے ۱ الشُّهَدَآءَ اَمْوَالَكُمْ (نساء) ۱۱ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ (اعراف) ۱۲-۱۴ جَآءَ اَمْرُنَا (هود ۵۔ مؤمنون ۱) ۱۵ جَآءَ اَمْرُهُمْ نَبْرِيدُ ۲۲ وَجَآءَ اَهْلُ (حجر) ۲۳ السَّمَآءَ اٰيٰةً (رعد) ۲۴ مِنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ (فرقان) ۲۵ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ (احزاب) ۲۶ جَآءَ اَشْرَاطُهَا (محمد) ۲۷ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (عبس) اور دو قبل از الف ہیں ۲۸-۲۹ جَآءَ اٰلَ (حجر۔ قمر)

[1] دو قبل از متحرک ہیں ۱ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى (سجدہ) ۲ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ (زخرف) اور تیرہ جگہ قبل از ساکن ہیں ۳ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ (بقرہ) ۴ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا (نساء) ۵ كَمِنْ وَّرَآءِ الْحَقِّ (ہود) ۶ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا (یوسف) ۷-۸ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا (اسراء۔ ص) ۹ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ (نور) ۱۰ مِنَ السَّمَآءِ اِنْ (شعراء) ۱۱ مِنَ السَّمَآءِ اِنَّ (سبا) ۱۲ مِنَ النِّسَآءِ اِنْ ۱۳ وَلَا اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ - (ہر دو احزاب) ۱۴ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ (سبا) اور ایک جگہ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ (بقرہ) میں صرف حمزہؒ کے لیے دونوں مکسور رہتے ہیں باقی حضرات کے لیے مکسورہ مفتوحہ ہیں اور دو جگہ لِلنَّبِىِّ اِنْ - بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّا (ہر دو احزاب) میں صرف نافعؒ کے لیے اجتماع ہمزتین مکسورتین ہے باقی ..

بِالسُّوٓءِ اِلَّا (یوسف) میں قالون و بزی نے واؤ ساکن ماقبل کی وجہ سے ہمزۂ اولی کو واؤ سے بدل کر اسمیں واؤ کا ادغام ہی کیاہے جو اداءً مقدم اور منصوص ہے اور جسکو تمام ائمۂ عراق اور جمہور شیوخ مغرب اثر و قیاس واصح کہتے ہیں بلکہ دانی نے مفردات میں اسجگہ اسکے سوا تخفیف کی کوئی اور صورت جائز ہی نہیں بتائی۔ وفیہ ما فیہ[1]

لِلنَّبِيِّ اِنْ۔ بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّا (ہر دو احزاب) میں قالون کے لئے ہمزہ اولی کی تسہیل جائز نہیں بلکہ ابدال کر کے یاء ساکنہ کا اسمیں ادغام کرتے ہیں محقق کہتے ہیں وہ تمام ائمہ کے نزدیک قیاساً و روایتاً یہی مختار و صحیح ہے اور اسکے سوا کوئی وجہ مروی نہیں۔ لیکن اگر لِلنَّبِيِّ اور اَلنَّبِيِّ پر وقف کردیں تو حسب قاعدہ ہمزہ سے وقف کرینگے

اور اگر دونوں مضموم ہوں جو صرف ایک جگہ اَوْلِيَاءُ اُولٰٓئِكَ (احقاف) میں ہے تو قالون و بزی ہمزۂ اولی کے بین بین تسہیل کر کے مد و قصر سے پڑھتے ہیں ورش و قنبل ہمزۂ ثانیہ کا مدہ سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور بصری ہمزۂ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جب دو کلمات میں دو ہمزہ قطعیتین متفق الحرکت جمع ہو جائیں تو بصری حالات ثلثہ میں ہمزۂ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔ قالون و بزی مفتوحتین میں بصری کے ساتھ ہیں اور باقی دونوں حالات میں ہمزۂ اولی کی تسہیل کر کے مد و قصر پڑھتے اور سورۃ یوسف میں دونوں نے بخلاف اور احزاب

---

[1] تعجب ہے کہ دانی سے اسمیں لغزش ہوگئی۔ یہ اسجگہ کہہ سکتے ہیں جہاں واؤ زائدہ ہو یہاں واؤ عین کلمہ ہے اور اسکی تخفیف میں اصل وجہ نقل ہوتی لیکن چونکہ نقل بطریق صحیح مروی نہیں لہذا عام قاعدہ کے مطابق بین بین تسہیل کریں گے یہی قیاس صحیح ہے کہ جہاں نقل نہ ہو سکے تسہیل ہوتی ہے۔ بیشک از روئے روایت یہاں ابدال کے بعد ادغام ا صح اور اداءً مقدم ہے مگر یہ کہنا کہ اسکے سوا کوئی وجہ جائز ہی نہیں۔ درست نہیں۔ چنانچہ خود دانی نے تیسیر و جامع البیان میں ادغام کے ساتھ تسہیل ہی بیان کی ہے اور یہی حق ہے۔

میں دونوں جگہ قالونؒ نے بلاخلاف ابدال کے بعد ادغام کیا ہے اور ورشؒ و قنبلؒ کے لیے ہر جگہ دو دو وجوہ ہیں۔ دوسرے ہمزہ کا مدہ سے ابدال[۱] اور بین بین تسہیل اور بقرہ و نور میں ورشؒ کے لیے ہمزۂ ثانیہ کا یاء مکسورہ سے ابدال ہی صحیح اور تیسری وجہ ہے۔

ورشؒ و قنبلؒ مدہ سے ابدال کی حالت میں قبل از ساکن مد لازم کرتے ہیں۔ جیسے جَآءَ اٰمْرُنَا۔ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ۔ وغیرہ اگرچہ محل مد عارضی ہے مگر اہل ادا سکون لازم کا اقوی اسباب ہونیکی وجہ سے اعتبار کرتے ہیں۔ کما مر۔ اور اگر ہمزۂ ثانیہ کے بعد الف موجود و جگہ ہے تو اہل ادا کا نفس ابدال میں اختلاف ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں "ہمارے بعض شیوخ ابدال کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابدال سے دو الف جمع ہو جائینگے جنکا جمع ہونا متعذر ہے لہٰذا واجب ہے کہ بین بین تسہیل کیجائے۔ کیونکہ ہمزہ مسہلہ متحرک کے حکم میں ہے۔ اور بعض اہل اصل مطردہ کے ماتحت ابدال کو جائز کہتے ہیں اور ابدال کے بعد دو وجوہ بتاتے ہیں۔ اوّل اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا جائے اس تقدیر پر صرف قصر پڑھا جائیگا۔ دوم حذف نہ کریں بلکہ اجتماع ساکنین کیوجہ سے اشباع کریں جو ساکنین میں فاصل ہو جائیگا۔ محققؒ کہتے ہیں "یہ توجیہ جید ہے"۔

---

[۱] شاطبیہ کے تمام شراح اور محققؒ وغیرہ فضلاء کہتے ہیں کہ ابدال زیادات قصیدہ سے ہے تیسیر میں صرف تسہیل بیان کی ہے" مجھے ان حضرات سے بادب اختلاف ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک تیسیر میں ابدال درج ہے اور تسہیل زیادات قصیدہ سے ہے۔ تیسیر کے الفاظ مکسورتین کے بارہ میں یہ ہیں "قنبلؒ و ورشؒ دوسرے کو یاء ساکنہ کے مانند کر دیتے ہیں"، اور مضمومتین کے متعلق کہتے ہیں "دوسرے کو واؤ ساکنہ کے مانند کر دیتے ہیں" واؤ ساکنہ اور یاء ساکنہ سے صرف مدہ یعنی ابدال مراد ہے تسہیل نہیں ہے اور اسکی دلیل خود اسی جگہ تیسیر میں موجود ہے۔ قالونؒ بزیؒ کے لیے کہتے ہیں "پہلے کو یاء مکسورہ کے مانند کر دیتے ہیں" "پہلے کو واؤ مضمومہ کے مانند کر دیتے ہیں۔" یہ تسہیل ہے اور یہی دانیؒ کی عادت ہے کہ تسہیل کو اسطرح بیان کیا کرتے ہیں۔ البتہ کاف تشبیہ شبہ ڈالتا ہے میری ناقص رائے میں تیسیر میں ایسے تسامح لفظی اور بھی ہیں۔ خیر مطلب یہ ہے کہ تیسیر میں ایک وجہ مذکور ہے۔ دوسری زیادات سے ہے جو تمام اہل ادا کے نزدیک ابدال ہے اور میں کہتا ہوں کہ تسہیل ہے۔ دونوں وجوہ صحیح اور معمول ہیں۔

فائدہ - اہل ادا کا تعیینِ ہمزۂ ساقطہ کے بارہ میں اختلاف ہے - ابن غلبون، ابوالحسن اور حمامی وغیرہ ائمہ کہتے ہیں کہ وہ ثانیہ ہے کیونکہ اسی نے اجتماع کیا ہے امام النحو خلیل اور دیگر بعض نحاۃ کا یہی مذہب ہے - جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ کہتے ہیں کہ وہ اُولیٰ ہے ابوالفتح و دانی - شاطبی - وغیرہ کا یہی مذہب ہے محقق کہتے ہیں "مثلین کے قیاس کا یہی اقتضاء ہے" اختلاف کا نتیجہ مد میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اگر دوسرا قرار دیں تو متصل قبل از ہمزہ محققہ ہے جسکا قصر جائز نہیں اور اگر پہلا مانیں تو قصر بہر حال جائز ہے خواہ اسکو منفصل قرار دیں یا متصل کیونکہ وہ اب مد قبل از ہمزہ مغیّرۃ ہے - مگر منفصل تسلیم کرنے پر بزی و سوسی کے لئے مد نہیں ہو سکتا - ہمارے اساتذہ کا میلان اُولیٰ کو ساقطہ اور مد کو متصل قبل از ہمزہ مغیرہ قرار دینے کیطرف ہے - اسی تقدیر پر ہمنے مد و قصر بیان کیا ہے -

## فصل دوم ہمزتین مختلف الحرکت

اگر دو کلمات میں دو ہمزہ قطعی مختلف الحرکت جمع ہوں تو حرمی و بصری ہمزۂ ثانیہ کی تخفیف پر متفق ہیں مختلف الحرکت کی چھ قسمیں ہو سکتی تھیں مگر قرآن میں پانچ پائی جاتی ہیں - اُن میں سے ہر ایک قسم کی تخفیف کا قاعدہ یہ ہے -

اول مضمومہ مفتوحہ[1] جیسے لَوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ واو مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں -

[1] مضمومہ مفتوحہ گیارہ جگہ متفق علیہ ہیں - ۱ اَلسُّفَهَآءُ اَلَا (بقرہ) ۲ لَوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ ۳ مَنْ نَّشَآءُ اَنْتَ (ہر دو اعراف) ۴ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ - (توبہ) ۵ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ (ہود) ۶ اَلْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ (یوسف و نمل) ۸ مَا یَشَآءُ اَلَمْ تَرَ (ابراہیم) اَلْمَلَؤُا اَیُّکُمْ (نمل) ۱۰ جَزَآءُ اَعْدَآءِ (فصلت) ۱۱ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا (ممتحنہ) اسکے سوا ورش کے لئے ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی - اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ (ہر دو احزاب)

دوم۔ مکسورہ مفتوحہ[1] جیسے مِنَ الْمَآءِ اَوْ یا مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں۔

سوم مضمومہ[2] مکسورہ۔ جیسے یَشَآءُ اِلٰی۔ اسکی تخفیف دو طرح[3] ہوتی ہے

اول پہلے ہمزہ کی حرکت کے لحاظ سے واؤ مکسورہ سے ابدال۔ یہ متقدمین جمہور قراء کا مذہب ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں میں نے اپنے شیوخ ابوالقاسم فارسیؒ۔ خاقانیؒ اور ابوالحسنؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ نیز کہتے ہیں "یہ آثر ہے" دوم خود ہمزۂ ثانیہ کی حرکت کے مطابق بین بین تسہیل (دکالیا)۔ یہ خلیلؒ و سیبویہؒ وغیرہ ائمہ نحو اور متاخرین جمہور قراء کا مسلک ہے اور دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ اور کہتے ہیں "یہ اقیس ہے" دونوں وجوہ صحیح اور معمول ہیں۔

چہارم مفتوحہ مکسورہ[4] جیسے وَجَآءَ اِخْوَةُ۔ میں بین بین تسہیل (دکالیا) کرتے ہیں۔

---

[1] مکسورہ مفتوحہ پندرہ جگہ متفق علیہ ہیں ۱ النِّسَآءِ اَوْ (بقرہ) ۲ هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰی (نساء) ۳ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ ۴ هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا ۵ مِنَ الْمَآءِ اَوْ (ہر سہ اعراف) ۶ مِنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا (انفال) ۷ وِعَآءِ اَخِیْهِ (یوسف) ۸ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً (انبیاء) ۹ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ۱۰ السُّوْٓءِ اَفَلَمْ (ہر دو فرقان) ۱۱ مِنَ السَّمَآءِ اٰیَةً (شعراء) ۱۲ وَ لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ (احزاب) ۱۳-۱۵ فِی السَّمَآءِ اَنْ (ملک دو) اور ایک غیر حمزہؒ کے لیے ہے مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ (بقرہ)

[2] مضمومہ مکسورہ بائیس جگہ متفق علیہ ہیں۔ ۱-۴ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی (بقرہ ۲۔ یونس۔ نور) ۵ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا (بقرہ) ۶ مَنْ یَّشَآءُ اِنَّ فِیْ ۷ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰی (ہر دو آل عمران) ۸ مَنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ (انعام) ۹ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا (اعراف) ۱۰ مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ (ہود) ۱۱ لِمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ (یوسف) ۱۲ مَا نَشَآءُ اِلٰی (حج) ۱۳-۱۴ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ (نور۔ فاطر) ۱۵ شُهَدَآءُ اِلَّآ (نور) ۱۶ الْمَلَؤُا اِنِّیْ (نمل) ۱۷ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۱۸ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ ۱۹ السَّیِّئُ اِلَّا (ہر سہ فاطر) ۲۰-۲۱ مَا یَشَآءُ اِنَّهٗ ۲۲ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا (ہر سہ شوری) اور ایک حرمیؒ بصریؒ شامیؒ وابوبکرؒ کے لیے۔ یٰزَكَرِیَّآءُ اِنَّا (مریم) اور پانچ صرف نافعؒ کے لیے ۱-۲ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّٓءُ اِنَّآ (ہود احزاب) ۳-۴ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّٓءُ اِذَا (ممتحنہ۔ طلاق) ۵ اَسَرَّ النَّبِیُّٓءُ اِلٰی (تحریم)

[3] بعض لوگ تیسری وجہ تسہیل کا واؤ بھی پڑھا کرتے ہیں جو بے اصل محض ہے۔

[4] مفتوحہ مکسورہ سترہ جگہ متفق علیہ ہیں۔ ۱-۲ شُهَدَآءَ اِذْ (بقرہ۔ انعام) ۳-۴ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی ۵ عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ (ہر سہ مائدہ) ۶ اَوْلِیَآءَ اِنِ ۷ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ (ہر دو توبہ) ۸ شُرَكَآءَ اِنْ كَانُوْا (یونس) ۹ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ ۱۰ وَجَآءَ اِخْوَةُ (ہر دو یوسف) ۱۱ اَوْلِیَآءَ اِنَّا (کہف) ۱۲-۱۴ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا (انبیاء۔ نمل۔ روم) ۱۵ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (شعراء) ۱۶ نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلٰی (سجدہ) ۱۷ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰی (حجرات) اور دو جگہ حرمیؒ بصریؒ شامیؒ اور ابوبکرؒ کے لیے زَكَرِیَّآءَ اِذْ نَادٰی (مریم) زَكَرِیَّآءَ اِذْ نَادٰی (انبیاء)

پنجم مفتوحہ مضمومہ قرآن میں صرف ایک جگہ کُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً (مومنون) میں ہے بین بین تسہیل د کالواؤ کرتے ہیں۔

ایک چھٹی صورت مضمومہ مکسورہ کی ہوسکتی تھی یعنی تیسری صورت کا عکس مگر قرآن میں ہمزتین کی ایسی شکل کہیں نہیں پائی جاتی عربی میں ہے جیسے عَلَى انبِمَاءُ إِمَّم البتہ دیگر حروف مکسورہ کے بعد ہمزہ مضمومہ پایا جاتا ہے جسکی بحث باب وقف حمزہؒ و ہشامؒ میں آئیگی۔

تنبیہ: اس باب کے تمام احکام تخفیف حالت وصلی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر پہلے کلمہ پر وقف کر دیا جائے تو کسی قسم کی تخفیف نہیں ہوگی اور شامیؒ و کوفیینؒ کا مذہب ہر حال میں تحقیق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## باب دہم ہمزۂ مفردہ

ہمزۂ مفردہ ساکن بھی آتا ہے اور متحرک بھی۔ فاء فعل بھی ہوتا ہے۔ اور عین ولام فعل بھی۔

## فصل اول ہمزۂ مفردہ ساکنہ

ورشؒ بطریق ازرقؒ ہر ہمزۂ ساکنہ کو جو فاء فعل[2] ہو حرکت ماقبل کی مطابق حرف مد سے

---

[1] ہمارا طریقہ ازرقؒ سے ہی اور ازرقؒ نے ہمزۂ ساکنہ میں سے صرف فاء فعل کا ابدال روایت کیا ہے۔ اصبہانیؒ فا کی شرط کے بغیر خاص کلمات کے سوا ہمزۂ ساکنہ کا ابدال روایت کرتے ہیں مگر یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے۔

[2] عربی نہ جاننے والوں کو یہ بتلانا مشکل ہے کہ کونسا ہمزہ فاء کلمہ ہے تاہم ایسے آدمی یاد رکھیں کہ جو ہمزۂ ساکنہ ہمزہ وصل میم اسم فاعل میم اسم مفعول علامات مضارع (یعنی یاء غائب تاء تانیث و خطاب ہمزہ و نون متکلم) واؤ اور فاء رابطہ کے بعد ہو وہ فاء فعل ہے۔

بدل لیتے ہیں جیسے یَاخُذُ۔ تَاْلَمُوْنَ۔ فَاْتُوْا۔ یُوْمِنُوْنَ۔ مُوْمِنِیْنَ۔ لِقَآءَ نَاْتِ وغیرہ۔ مگر اٰیوا۔ بلکہ مادۂ اوی کے تمام مشتقات تُؤْوِيْ۔ تُؤْوِیْہِ۔ فَاْوُوْا۔ مَاْوٰی۔ اور مَاْوٰکُمْ مستثنیٰ ہیں یعنی ورشؒ ان کو ہمزہ پڑھتے ہیں اور اگر ہمزہ فاءِ فعل نہ ہو تو ورشؒ کے لیے ابدال نہیں ہوتا۔ مگر بِئْسَ۔ بِئْرٍ اور ذِئْبٌ میں جہاں آئیں عین کلمہ ہونے کے باوجود بطور خاص ابدال کیا ہے۔

بصریؒ (عملاً سوسیؒ)[1] ہر ہمزہ ساکنہ کو خواہ فاءِ فعل ہو چنانچہ اوپر گزرا یا عینِ فعل ہو جیسے الرَّاْسُ۔ وَالْبَاْسَآءُ وغیرہ یا لامِ فعل ہو جیسے جِئْتِ۔ شِئْتَ مدہ سے بدل لیتے ہیں۔ مگر پانچ اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر تیرہ کلمات کو (جو پینتیس ۳۵ جگہ آئے ہیں) بصریؒ نے بھی ابدال سے مستثنیٰ کیا ہے۔

اول کلمات مجزومہ[2] (یعنی جن کا ہمزہ عاملِ جازم کی وجہ سے ساکن ہو۔) جیسے اِنْ یَّشَاْ

دوم مبنی علی السکون[3] (یعنی صیغہائے امر جن کے آخر میں ہمیشہ جزم ہوتا ہے) جیسے اِقْرَاْ

[1] بصریؒ سے دوریؒ و سوسیؒ دونوں ہمزۂ ساکنہ کا ابدال روایت کرتے ہیں اور دونوں صحیح و ثابت ہے چنانچہ ادغام کبیر میں بصریؒ کے طرق صحیحہ بیان ہوئے شاطبیؒ کے عہد سے ابدال مع ادغام کبیر سوسیؒ کے لیے اور تحقیق مع اظہار دوریؒ کے لیے معمول ہے۔ لیکن ابدال کے ساتھ اظہار دونوں کے لیے پڑھ سکتے ہیں مگر ادغام کیا تو اظہار کسی کے لیے نہیں پڑھ سکتے کیونکہ ایسا کرنا روایت و اصول عربیت دونوں کے خلاف ہے۔

[2] چھ کلمات مجزوم ۱۹ جگہ آئے ہیں ۱ اَوْ نُنْسِئْهَا (بقرہ) ۲ تَسُؤْهُمْ (آل عمران و توبہ) تَسُؤْکُمْ (مائدہ) ۳ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ (نساء۔ انعام۔ ابراہیم۔ فاطر) مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ۔ وَمَنْ یَّشَاْ (ہر دو انعام) اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ (ہر دو اسراء) فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ۔ اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ (ہر دو شوریٰ) ۴ اِنْ نَّشَاْ (شعراء۔ سبا۔ یٰس۔) ۵ یُهَیِّئْ لَکُمْ (کہف) ۶ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ (نجم)

[3] مبنی علی السکون گیارہ کلمات آئے ہیں۔ اَنْۢبِئْهُمْ (بقرہ) نَبِّئْنَا (یوسف) نَبِّئْ عِبَادِیْٓ (حجر) نَبِّئْهُمْ (حجر و قمر) اَرْجِئْهُ (اعراف و شعراء) وَهَیِّئْ لَنَا (کہف) اِقْرَاْ (اسراء ایک علق دو)

سوم جنمیں ابدال سے ثقل پیدا ہو جائے اور ایسا صرف ایک لفظ تُـــوِي (احزاب) اور تُـــوِيهِ (معارج) میں ہے۔

چہارم جسمیں ابدال سے معنوی التباس ہو جائے[1] اور ایسا صرف ایک کلمہ وَرِءْيًا (مریم) میں ہے۔

پنجم جسمیں ابدال سے لفظی التباس[2] ہو جائے اور ایسا صرف ایک لفظ مُؤْصَدَةٌ (بلد وہمزہ میں) ہے

الذِّئْبُ کے ابدال میں ورشؒ کے سوا کسائیؒ بھی اور لُؤْلُؤٌ کے ابدال میں خواہ معرفہ ہو یا نکرہ ابوبکرؒ سوسیؒ کے ساتھ شریک ہیں یَأْجُوجَ اور مَأْجُوجَ (کہف و انبیاء) میں غیر عاصمؒ اور ضِئْزَى (نجم) غیر مکیؒ ابدال کرتے ہیں وَرِءْيًا (مریم) میں قالونؒ و ابن ذکوانؒ ابدال کرکے ادغام کرتے ہیں اور مُؤْصَدَةٌ (بلد وہمزہ) کو حرمیؒ۔ شامیؒ۔ ابوبکرؒ اور کسائیؒ نے بالواو پڑھا ہے باقی حضرات سب جگہ ہمزہ ساکنہ پڑھتے ہیں۔

مسئلہ:۔ ہمزۂ ساکنہ کے ابدال میں رسم کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا صرف حرکت ماقبل کا اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ یٰصٰلِحُ ائْتِنَا میں واؤ سے قَالَ ائْتُونِي میں الف سے اور الَّذِي اؤْتُمِنَ میں یا سے ابدال ہوتا ہے۔ رسم کی بنا پر کسی اور طرح ابدال کرنا شدید غلطی ہے۔

تنبیہ[3]۔ بَارِئِكُمْ۔ (بقرہ دو جگہ) کے ہمزہ کو بصریؒ تخفیفاً ساکن پڑھتے ہیں امام ابوالحسنؒ نے اسکا ابدال بتایا ہے مگر ماخوذ و معمول نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "یہاں ابدال

---

[1] ابدال سے دو واؤ جمع ہو جاتے ہیں جنمیں سے پہلا مدہ ہی عرب انکی اسطرح اجتماع کو ہمزہ ساکنہ اور واؤ کے اجتماع سے اثقل تصور کرتے ہیں۔ [2] ہمزہ کے ساتھ حسن منظر کے معنی کے ہیں اور یا مشددہ کے ساتھ سیراب ہونے کے۔

[3] اہل عربیت کی ایک جماعت اور اہل اداء میں سے حرمیؒ شامیؒ۔ ابوبکرؒ اور کسائیؒ وغیرہ اسکی اصل آوْصَدَ بتلاتے کہتے ہیں۔ اہل لغت کا دوسرا گروہ اور بصریؒ حفصؒ و حمزہؒ وغیرہ اسکی اصل اَصْدَتُ بالہمزہ کہتے ہیں سلصورت ابدال مہموز الفاء سے معتل کیطرف چلا جاتا ہے اسی وجہ سے بصریؒ اسکا ابدال نہیں کرتے۔

غیر موزوں ہے۔ جب ساکن لازم کا جزم و بناء کی حالت میں ابدال نہیں کرتے تو یہ عدم ابدال کے لیئے اولیٰ ہے کیونکہ اسکا سکون عارضی اور تخفیف کے لیئے ہے جسکا اعتبار نہیں ہوتا اور اگر اعتبار کرلیا جائے تب بھی اسکا ابدال بصریؒ کے اصول سے خلاف ہے۔ ابدال سے التباس ہوکر یہ کلمہ ہرا سے مشتق نظر آتا ہے جسکے معنی مٹی کے ہیں۔ اسی وجہ سے مُؤْصَدَۃٌ میں ابدال نہیں کیا حالانکہ وہاں سکون اصلی ہے یہی صواب ہے کہ ان میں اسی طرح ابدال نہیں جس طرح اُن کلمات میں ابدال جائز نہیں جنمیں ہمزہ وقفاً ساکن ہوجائے۔

## فصل دوم ہمزۂ مفردہ متحرکہ

اگر ہمزۂ مفردہ متحرکہ فاء فعل، مفتوح اور بعد از ضمہ ہو جیسے مُؤَجَّلًا ۔ يُؤَدِّهٖ يُؤَاخِذُ ۔ يُؤَلِّفُ ۔ مُؤَذِّنٌ ۔ اَلْمُؤَلَّفَةِ ۔ وغیرہ تو ورشؒ اسکو واؤ مفتوحہ سے بدل لیتے ہیں اور اگر شرائط ثلثہ میں سے کوئی شرط مفقود ہوجائے تو ابدال نہیں کرتے جیسے وَلَا يَئُودُهٗ ۔ فُؤَادُكَ ۔ تَأَذَّنَ وغیرہ۔ مگر لِئَلَّا (بقرہ، نساء، حدید) میں بلا شرط یا سے ابدال کرتے ہیں اور اِنَّمَا النَّسِيٓءُ (توبہ) میں یاء زائدہ کیوجہ سے یا سے ابدال کرکے ادغام کرتے ہیں۔ یعنی لِيَلَّا اور اِنَّمَا النَّسِيُّ پڑھتے ہیں۔ هُزُوًا[1] ۔ اور كُفُوًا میں حفصؒ ہمزہ کے بجائے واؤ پڑھتے اور حمزہؒ وصلاً ہمزہ پڑھنے میں دیگر قراء کے ساتھ ہیں مگر زا۔ اور فا کو ساکن کرتے ہیں۔

---

[1] هُزُوًا دس جگہ آیا ہے۔ بقرہ، مائدہ، کہف دو دو۔ انبیا۔ فرقان۔ لقمان اور جاثیہ ایک ایک اور كُفُوًا ۔ صرف سورہ اخلاص میں ہے۔

اَلصَّابِئِيْنَ (بقرہ ؍ حج) اور اَلصَّابِئُوْنَ (مائدہ) میں مدنی ہمزہ نہیں پڑھتے اور دوسرے کلمہ میں واو ساکن کی مناسبت سے بار کو ضمہ دیدیتے ہیں۔

رَاَیْتَ میں ہمزہ استفہام کے بعد جیسے اَرَاَیْتَ۔ اَفَرَاَیْتَ۔ اَرَاَیْتُمْ۔ اَفَرَاَیْتُمْ وغیرہ میں اگرچہ ہمزتین کا تلاصق نہیں مگر مدنی را کے بعد کے ہمزہ اصلی کی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ نیز ورش رح کے لیئے دوسری وجہ اسکا مدہ سے ابدال ہے۔ (جسکے ساتھ مد لازم ہوتا ہے) اور کسائی اُسکو ساقط کرکے اَرَیْتَ پڑھتے ہیں۔

هٰاَنْتُمْ [1]۔ کو قالون رح و بصری رح مدہ کے بعد ہمزہ کی بین بین تسہیل سے ورش رح باسقاط مدہ ہمزہ کی تسہیل سے۔ نیز دوسری وجہ ہمزہ کے ابدال سے بد لازم اور قنبل رح باسقاط مدہ ہمزۂ محققہ سے اور باقی حضرات مدہ اور ہمزۂ محققہ سے پڑھتے ہیں۔

لَاَعْنَتَکُمْ (بقرہ) میں بزی رح ہمزہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں۔

وَالّٰٓئِ (احزاب۔ مجادلہ۔ طلاق دو) حرمی رح و بصری رح یاء ساکنہ کو حذف کرکے وَالّٰٓئِ پڑھتے ہیں۔ پھر قالون رح و قنبل رح ہمزہ کی تحقیق اور ورش رح و بزی رح و بصری رح بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ نیز بزی رح و بصری رح [2] بوجہ ثانی ہمزہ کو یا سے بدل کر اور پھر خلاف قیاس اُس یاء کو تخفیفاً ساکن کرکے اشباع سے وَالّٰیْ پڑھتے ہیں۔

مسئلہ۔ جو ہمزہ متطرفہ وقفاً ساکن ہوجائے باجماع اہل ادا اسکا ابدال نہیں ہوسکتا جامع البیان میں یہ منصوص ہے۔

تنبیہ:۔ ہمزۂ مفردہ کے متعلق باقی امور فرش میں آئیں گے۔

---

[1] هٰاَنْتُمْ چار جگہ ہے آل عمران دو نساء اور محمدؐ ایک ایک۔

[2] دانی رح نے تیسیر میں بزی رح و بصری رح کے لیئے ابدال بیان کیا ہے تسہیل بیان نہیں کی اور جامع البیان میں دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور موصوف نے شیخ ابوالفتح رح سے تسہیل ابوالقاسم فارسی رح اور ابوالحسن رح سے ابدال پڑھا کر شاطبیہ اعلان میں دونوں وجوہ کو ذکر کیا اور دونوں صحیح ہیں۔

# باب یازدھم (۱۱) نقل

نقل بھی تخفیف ہمزۂ مفردہ کی ایک شکل ہے جسکو بعض عرب استعمال کرتے تھے اور جو وصلاً روایت ورشؒ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی ورشؒ ہر ہمزۂ قطعیہ کی حرکت ساکن ماقبل پر نقل کر کے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں بشرطیکہ دونوں دو کلمات میں ہوں (یعنی حرف ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو) اور وہ ساکن حرف مد اور میم جمع[۵۱] نہ ہو حرف صحیح ہو یا حرف لین یا نون تنوین یا لام تعریف[۵۲] جیسے مَنْ اٰمَنَ - قُلْ اُوْحِیَ - اَلَمْ اَحَسِبَ - فَحَدِّثْ اَلَمْ نَشْرَحْ - خَلَوْا اِلٰی - اِبْنَیْ اٰدَمَ - شَیْءٍ اِذْ - بِعَادٍ اِرَمَ - حَمِیَةً اٰلِهَتُكُمْ - اَلْاَرْضِ - اَلْاٰخِرَةِ - اَلْاُوْلٰی - اور حرف مد نقل سے مستثنٰے ہے کیونکہ اسپر مد ہوتا ہے جو ایک قسم کی تخفیف ہے اور اسی سے ثقل دور ہو جاتا ہے

كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ (حاقہ) میں ہاء سکتہ (جو وصلاً ساکن ہے) ہمزۂ قطعی سے قبل واقع ہوئی ہے جمہور قراء اور محققین اہل اداء اسکو نقل سے مستثنٰی کرتے ہیں۔ اکثر ائمہ نے ازرق سے بلا نقل روایت کیا ہے علامہ دانیؒ تیسیر میں تحقیق بیان کر کے کہتے ہیں "میں نے شیخ ابو القاسم خاقانیؒ و شیخ ابو الفتحؒ اور امام ابو الحسنؒ

---

۵۱ ورشؒ مد کی طرح میم جمع پر بھی نقل نہیں کرتے مگر اسکے استثناء کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ورشؒ ہمزۂ قطعی سے قبل میم جمع کا صلہ کرتے ہیں جس سے ان کے درمیان مدہ آجاتا ہے اسکے علاوہ میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے اگر اسپر نقل جائز رکھیں تو کبھی مفتوح اور کبھی مکسور ہو جائیگی جو اصل کے خلاف ہے مگر ابن مہرانؒ وجعبریؒ نے میم جمع پر بھی نقل بیان کی ہے جو صحیح نہیں۔ محقق کہتے ہیں وہ نحوی ہر ساکن صحیح پر نقل جائز کہتے ہیں۔ اہل اداء میم جمع پر نقل جائز نہیں کہتے یہی صحیح اور معمول ماخوذ ہے اور ہمنے اسی طرح پڑھا ہے۔ مختصراً۔

۵۲ لام تعریف اگرچہ موصول لکھا ہوا ہے مگر اہل اداء اسکو مستقل کلمہ مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسپر نقل جائز ہے۔ یعنی لام تعریف جس کلمہ پر داخل ہوتا ہے باعتبار رسم اس سے شدۃ اتصال رکھتا ہے اور دونوں ایک کلمہ کیطرح لکھے جاتے ہیں مگر منفصل کا حکم رکھتا ہے یعنی خلیلؒ نے اسکو بناء کلمہ میں داخل نہیں کیا۔ چنانچہ اسقاط لام سے اس کلمہ کے معنی میں کوئی فرق نہیں آتا صرف تعریف زائل ہو جاتی ہے۔

۵۳ ابن نفیسؒ۔ ازرقؒ واصبہانیؒ دونوں کے طرق سے تحقیق روایت کرتے ہیں بعض اہل عراق وغیرہ سواکن آخر کیطرح اسمیں بھی نقل کہتے ہیں جو پسندیدہ نہیں۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں قوم نے كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ میں عدم نقل کو اختیار کیا ہے اور یہی احسن واولیٰ ہے۔ محقق کہتے ہیں ہمارے نزدیک اسمیں ترک نقل مختار واصح اور عربیت میں اقوی ہے۔ کیونکہ یہ ہاء سکتہ ہے جو شعری ضرورت کے سوا متحرک نہیں کی جا سکتی حالانکہ وہ بھی قبیح ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ كِتٰبِیَهْ پر وقف اولیٰ ہے۔ کیونکہ ہا وقف ہی کے لیے لائی گئی ہے اور اگر اصل کے خلاف وقف نہ کریں تب بھی چاہیے کہ نقل نہ کریں تاکہ ایک طرف میں دو مخالفتیں لازم نہ آئیں۔ یعنی وصل اور تحریک۔

تحقیق ہی پڑھی ہے۔"

اور اگر حرف ساکن اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَسْـُٔولًا۔ اور ظَمْـَٔانُ وغیرہ تو بطریق ازرقؒ باجماع رواۃ نقل ممنوع[۱] ہے۔

آلْـٰٔنَ (یونس دو جگہ) تمام طرق سے قالونؒ اور عَادًا الْأُولٰی (نجم) میں قالونؒ و بصریؒ ورشؒ کے ساتھ نقل میں بلا خلاف شریک ہیں۔ مگر نجم میں قالونؒ بطرق تیسیر و شاطبیہ ہمزہ کو ساکنہ[۲] باقی رکھتے ہیں اور ورشؒ و بصریؒ باجماع ساقط کر دیتے ہیں لفظ قُرْاٰن جہاں واقع ہو معرفہ ہو یا نکرہ۔ مکیؒ۔ اِسْـَٔلْ صیغۂ امر میں جب کہ اس سے قبل فا یا واؤ ہو جیسے۔ وَاسْـَٔلْ۔ فَاسْـَٔلْ۔ وَاسْـَٔلُوْا فَاسْـَٔلُوْهُنَّ۔ مکیؒ و کسائیؒ اور رِدْاً يُصَدِّقُنِيْ۔ قصص میں مدنیؒ باوجود ایک کلمہ ہونیکے نقل کرتے ہیں۔ باقی حضرات کہیں نقل نہیں کرتے۔ حمزہؒ کا مذہب آیندہ آئے گا۔

مسئلہ۔ اگر لام تعریف سے قبل کا حرف اجتماع ساکنین کیوجہ سے ساقط ہو گیا ہو تو نقل کے بعد بھی وہ بدستور ساقط رہیگا جیسے قَالُوا الْاٰنَ۔ وَاِذَا الْاَرْضُ۔ اُولِی الْاَمْرِ۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ وغیرہ اور اسی طرح اگر لام تعریف کا ما قبل اجتماع ساکنین کی بنا پر متحرک ہو گیا تھا تو بجائے

---

[۱] بعض لوگ مِنْۢ الْاَرْضِ۔ (آل عمران) میں ورشؒ کے لیے ہمزہ کا ضمہ لام پر نقل کر کے پڑھا کرتے ہیں مگر یہ اصبہانیؒ کی روایت اور طریق نشر سے ہے طرق تیسیر و شاطبیہ سے نہیں ہے۔

[۲] الْاُوْلٰی (نجم) میں جمہور مغربی قراء ابن مہرانؒ اور ہذلیؒ جمیع طرق قالونؒ کے لیے ہمزہ ساکنہ کہتے ہیں۔ اور یہی ابو نشیطؒ سے ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ۔ تذکرہ۔ کافی۔ تلخیص اور عنوان میں مروی ہے اور اہل عراق ابو نشیطؒ سے ورشؒ کی طرح بلا ہمزہ روایت کرتے ہیں۔ تذکار۔ مستنیر۔ کفایہ۔ ارشاد۔ غایۃ الاختصار۔ موضح۔ مبہج۔ کفایہ فی الست اور مصباح وغیرہ میں یہی ہے۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ حافظ ابو العلاءؒ صاحب تجرید۔ سبط الخیاطؒ وغیرہ جمہور اہل عراق حلوانیؒ سے ہی یہی نقل کرتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "دونوں وجہ صحیح ہیں مگر حلوانیؒ سے ہمزہ اور ابو نشیطؒ سے واؤ زیادہ مشہور ہے" ہمارے طرق سے صرف ہمزہ پڑھا جاتا ہے۔ اور یہی معمول و ماخوذ ہے۔

نقل وہ بدستور متحرک رہیگا جیسے بَلِ الْاِنْسَانُ۔ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ۔ عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ مِنَ الْاَرْضِ۔ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ۔ وغیرہ کیونکہ حرکت نقل عارضی ہے اور عوارض کا اِس فن میں اعتبار نہیں کیا جاتا اہل اداء کا دونوں باتوں پر اجماع ہے جسکی مخالفت جہالت ہے۔

مسئلہ۔ اگر لام تعریف سے ابتدا کریں (اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ اس سے قبل حروف رابطہ مفردہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے وَالْاَرْضِ۔ بِالْاٰخِرَةِ جنکا قطع کرنا جائز نہیں) تو بحالت نقل عدم اعتداد عارض پر ہمزۂ وصل مفتوحہ سے ابتدا کرسکتے ہیں جیسے اَلَرْضُ۔ اَلِنْسَانُ۔ اَلُخْرَةُ وغیرہ اور اعتداد عارض پر ہمزۂ وصل کو ساقط کرکے لَرْضُ۔ لِنْسَانُ اور لُخْرَةُ بھی پڑھ سکتے ہیں اور سورۂ حجرات میں یہی حکم بِئْسَ الِاسْمُ کا تمام قراء کے لئے ہے اور سورۂ نجم میں قالونؒ کے لئے اَلُؤْلٰی اور لُؤْلٰی۔ اور ورشؒ و بصریؒ کے لئے اَلُوْلٰی اور لُوْلٰی پڑھ سکتے ہیں۔ نیز

---

سلہ اہل عربیت اعتداد عارض پر باتباع اصل حرف مد کے اعادہ اور ردِ سکون کو جائز کہتے ہیں اور اہل ادا نا جائز۔

سلہ امام النحو خلیل بن احمد وغیرہ نحاۃ کہتے ہیں کہ اداۃ تعریف الف اور لام ہیں الف درج کلام میں کثرت استعمال کیوجہ سے ساقط ہوجاتا ہے وصلی نہیں ہے۔ اسی بنا پر بحالت نقل لام کے متحرک ہوجانے کے باوجود باقی رہتا ہے اور ہمزۂ استفہام کے بعد بدل و تسہیل میں قطعی کے مانند اسکی تخفیف کیجاتی ہے وصلی کیطرح حذف نہیں کیا جاتا۔ اور اسم جلالۃ کے ساتھ حرف ندا کے بعد بھی باقی رہتا ہے یعنی یَااَللّٰہُ بولتے ہیں۔ امام النحو سیبویہ وغیرہ کہتے ہیں۔ حرف تعریف صرف لام ساکن ہی اور اس سے قبل ہمزۂ وصل ہوتا ہے کیونکہ ابتدا بالسکون محال ہے اسی وجہ سے ہمزہ درج کلام میں ساقط ہوجاتا ہے اور بحالت نقل حرکت کے عروض کی بنا پر باقی رکھنا ممکن ہے۔ واجب نہیں اور یہ ہمزۂ استفہام کے بعد بوجہ التباس حذف نہیں ہوتا اور اسم جلالۃ پر لام تعریف نہیں بلکہ اصل کلمہ کا ہے بعض جگہ کثرت استعمال کے باعث درج کلام میں ہمزہ تخفیفاً ساقط ہوجاتا ہے اہل ادا لام تعریف سے قبل ہمزہ کو وصلی کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے بحالت نقل اسکا حذف جائز رکھتے ہیں لیکن حرکت نقل چونکہ عارضی ہے لہٰذا اثبات بھی جائز ہے۔ سلہ اگر یہ کہیں کہ بحالت ابتدا لام پر حرکت نقل کا اعتبار کرنے اور بحالت وصل حرف مد کے اعادہ اور سواکن کے ردِ سکون میں اعتبار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ لغتاً دونوں حالات میں جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ حرف مد کا اسقاط اور ساکن کی تحریک بوجہ اجتماع ساکنین نقل سے پہلے کی ہے نقل اسکے بعد طاری ہوئی ہے لہٰذا حالت سابق بدستور باقی رہیگی۔ اور لام تعریف سے ابتدا نقل کے بعد طاری ہوئی ہے۔ لہٰذا یہاں اعتداد جائز ہے۔

قالونؒ وبصریؒ کے لیئے بحالت ابتدا حسب اصل تیسری وجہ اُلاُولیٰ ہی جائز نصاً منقول اور اوجہ ہے ؎ا

# بابِ دوازدھم (۱۲) سکتہ

سکتہ قطع صوت بلا تنفس کو کہتے ہیں جبکا زمانہ عادتاً وقف سے کم ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی۔ سکتۂ لفظی یہی ہمزۂ مفردہ کی تخفیف کی ایک صورت اور بطرق تیسیر و شاطبیہ مذہب ؎۲ حمزہؒ کیساتھ مخصوص ہے۔ سکتہ اگرچہ وقف اصطلاحی نہیں مگر اُسکے قریب ہے، اور صرف سکون پر ہوتا ہے حرکت و تنوین پر نہیں ہوسکتا لیکن ہر ساکن پر بھی نہیں ہوتا سکتہ لفظی اظہار ہمزہ کے لیئے اُسکے قبل ساکن پر کیا جاتا ہے مگر حرفِ مد ؎۳ مستثنیٰ ہے اسپر سکتہ نہیں ہوتا۔

ایک کلمہ میں صرف شَیْءٌ کی یار ساکنہ پر خواہ مرفوع ہو یا منصوب یا مجرور بحالت وصل خلفؒ بلاخلاف اور خلادؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں اسکے سوا ایک کلمہ میں اور کہیں سکتہ نہیں اور دو کلمات میں سے لام تعریف پر قبل از ہمزہ نیز بحالت وصل خلفؒ بلاخلاف اور خلادؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں۔

---

؎ا دانیؒ تمہید میں کہتے ہیں "میں اسکو باقی دونوں وجوہ سے اولیٰ اور قیاس کے مطابق خیال کرتا ہوں کیونکہ یہاں صحت روایت کیساتھ جس چیز نے قاعدہ تکنی پر آمادہ کیا تھا وہ اجتماع ساکنین تھا یعنی ہمزہ کی حرکت لام پر اسلیئے نقل کیگئی تھی کہ ایں نون کا ادغام ممکن ہوجائے اور جب عاداً پر وقف کرکے اُلاُولیٰ سے ابتدا کریں تو وہ سبب معدوم ہوگیا۔ اور لازم آگیا کہ ہمزہ کو اصل حالت پر لے آئیں تاکہان حضرات کے اس اصل مذہب کے مطابق ہوجائے جو تمام قرآن میں ہے۔ علامہؒ نے جو تشریح کی ہے وہ صحیح اور قیاس کے مطابق ہے ؎۲ ابن ذکوانؒ و حفصؒ سے بھی سکتہ صحیح و ثابت ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں۔
؎۳ خلفؒ و خلادؒ بذریعہ سلیمؒ حمزہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب مد کیا جائے تو وہ سکتہ کے بالعوض کافی ہے" نیز سلیمؒ کہتے ہیں "جب حمزہؒ ہمزہ سے قبل مد کرتے تھے تو ٹھہرتے نہ تھے" دانیؒ کہتے ہیں "امام حمزہؒ کا قول مد سکتہ کی جگہ کافی ہے۔ نہایت عمدہ فیصلہ ہے جو امام ممدوح کی معرفت تامہ اور بصیرت کاملہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سکتہ بیانِ ہمزہ کیلیئے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مد بھی بیان ہمزہ کے واسطے ہوتا ہے محققؒ کہتے ہیں "یہ ظاہر و واضح ہے اور اسوقت اسی پر عمل ہے"

جیسے اَلْاَرْضُ - اَلْاٰخِرَۃُ - اَلْاَنْہٰرُ - وغیرہ اور دو کلمات میں سے حرف مدکے سوا قبل از ہمزہ قطعی ہر ساکن پر جو آخر کلمہ ہو خلفؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں خلادؒ نہیں کرتے۔ جیسے مَنْ اٰمَنَ - لَھُمْ اٰمِنُوْا - خَلَوْا اِلٰی - وغیرہ (یعنی جہاں ورشؒ کے لیئے نقل یا صلہ ہو سکتا ہے وہاں خلفؒ کے لیئے سکتہ ہے)

نتیجہ یہ ہے کہ خلفؒ شَیْءٌ اور لام تعریف پر بلا خلاف اور حرف مد کے سوا ہر ساکن منفصل پر بخلاف سکتہ کرتے ہیں اور خلادؒ شَیْءٌ اور لام تعریف پر بخلاف سکتہ کرتے ہیں اور کہیں نہیں کرتے۔

سکتہ معنوی حفصؒ نے بحالت وصل چار جگہ سکتہ روایت کیا ہے اول عِوَجًا (کہف) کے الف مبدلہ از تنوین پر دوم مِنْ مَّرْقَدِنَا (یٰس) کے الف پر سوم مَنْ رَاقٍ (قیامہ) کے نون پر چہارم بَلْ رَانَ (تطفیف) کے لام پر تیسیر شاطبیہ ہادی - ہدایہ - کافی - تبصرہ اور تذکرہ وغیرہ میں ان چاروں مقامات پر سکتہ منقول اور جمہور مغربی قرا اور بعض اہل عراق کا معمول ہے اور ہمارے طرق پر باقی قرار کیلئے کہیں سکتہ نہیں۔

---

سلہ دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ سے شَیْءٌ اور لام تعریف اور ساکن منفصل پر خلفؒ کے لیئے سکتہ اور خلادؒ کے لیئے عدم سکتہ پڑھا ہے یہی ابو محمد مکیؒ کا مذہب ہے اور امام ابوالحسنؒ سے شَیْءٌ اور لام تعریف پر حمزہؒ کے لیئے سکتہ اور باقی مقامات میں عدم سکتہ پڑھا ہے یہی ابن غلبونؒ - ابوالحسنؒ - ابن بلیمہؒ اور ابن شریحؒ کا مذہب ہے - نتیجہ یہ ہے کہ شَیْءٌ اور لام تعریف پر خلفؒ کے لیئے دونوں طرق سے سکتہ ہے اور خلادؒ کے لیئے پہلے طریقہ سے عدم سکتہ اور دوسرے طریقے سے سکتہ ہے اور ساکن منفصل پر خلفؒ کے لیئے پہلے طریقہ سے سکتہ اور دوسرے طریقہ سے عدم سکتہ اور خلادؒ کے لیئے دونوں طرق سے عدم سکتہ ہے۔

سلہ سکتہ لفظی ہو یا معنوی وصلاً ہی ہوتا ہے کیونکہ وقف وسکتہ ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک جگہ جمع نہیں ہوتے اور حمزہؒ وقفاً جو سکتہ کرتے ہیں وہ محل وقف سے قبل ہوتا ہے۔

سلہ دیگر قرار کے لیئے عِوَجًا اور مَرْقَدِنَا پر یا وقف ہوگا یا وصل (وقف انسب ہے) اور مَنْ رَّاقٍ اور بَلْ رَّانَ میں ادغام کرینگے حفصؒ کیلئے بھی پہلے دونوں کلمات پر وقف جائز ہے اور گو پچھلے دونوں کلمات میں ادغام بھی درست ہے - لیکن ہمارے طرق پر انہیں سکتہ اولیٰ ہے - سلہ سجاوندیؒ وغیرہ نے ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا (ہر دو اعراف) اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا (یوسف) اور اِلَیْہٖ عَلَیْکُمْ (قصص) پر جو سکتات بتلائے ہیں وہ روایتی نہیں ہیں بلکہ علما راوقاف کے قرار دادہ ہیں اور ان کا سب قرا کے لیئے ایک حکم ہے - ۱۲

# باب سیزدہم مذہب ہشامؒ وحمزہؒ دربارہ وقف علی الہمزہ

ابواب ہمزہ میں سے یہ باب بہت زیادہ مشکل ہے۔ محقق کہتے ہیں اسکی معرفت نامہ اُسوقت حاصل ہوسکتی ہی جب اہل عربیت کے مذاہب رسم عثمانیؓ اور روایات کا علم ہو۔ حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "یہ صعب ترین باب ہے" صعب ہونیکی وجہ یہ ہے۔ کہ اسمیں تغیر و تخفیف کی متعدد شکلیں ہیں جن کے تعیین میں متصدرین اور منتہی دہوکا کھاجاتے ہیں۔ مبتدی بیچارے کی کیا حقیقت ہے اسی وجہ سے ابن مہرانؒ۔ ابو الحسنؒ۔ دانیؒ جعبریؒ۔ اور ابن جبارہؒ وغیرہ شیوخ و ائمہ فن نے اسپر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ عرب وقف میں خصوصیت سے ہمزہ کی تخفیف کرتے تھے کیونکہ وقف محل استراحت ہے اور اسمیں جسطرح حرکات و تنوین حذف ہوجاتی ہے اُسی طرح تغیر ہمزہ ہوتی ہے بلکہ جب ہمزہ کی تخفیف وصلاً جائز ہے تو وقفاً بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہیئے۔

ہمزہ ساکنہ[1] بھی ہوتا ہے اور متحرکہ بھی مبتدئہ بھی آتا ہے اور متطرفہ و متوسطہ بھی اور پھر متوسطہ متوسطہ بنفسہ بھی ہوتا ہی اور متوسطہ بزائدہ بھی اور متحرک کا ماقبل ساکن بھی ہوتا ہے اور متحرک بھی۔ اصلی بھی ہوتا ہے اور زائدہ بھی بعض پر نقل درست ہوتی ہے اور بعض پر نادرست ہمزہ متوسطہ کے بعد حرف صحیح بھی آتا ہے اور حرف مد بھی۔ ان حالات کے لحاظ سے وقفی احکام مختلف ہوجاتے ہیں بعض متاخرین شرح شاطبیہ و بعض دیگر مؤلفین نے ان کو خلط ملط کردیا اور بعض نے ایسی وجوہات بھی بیان کردیں جو نقل و روایت سے ثابت نہیں ہیں

---

ف[1] ہمزہ ساکنہ کی دو قسمیں ہیں متطرفہ جس پر آواز منقطع ہوجائے اور متوسطہ جو ایسا نہ ہو پھر ساکنہ متطرفہ کا سکون اصلی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی۔ قرآن میں ساکن لازم سے قبل فتح اور کسرہ اور ساکن عارض سے قبل حرکات ثلثہ آتی ہیں۔ اور متوسطہ متوسطہ بنفسہ بھی آتا ہے اور متوسطہ بالغیر بھی۔ متوسطہ بنفسہ سے قبل بھی حرکات ثلثہ ہوتی ہیں۔ متوسطہ بالغیر کی دو قسمیں ہیں متوسطہ بحرف اس سے قبل ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور متوسطہ بکلمہ اس سے قبل حرکات ثلثہ پائی جاتی ہیں۔ یہ سب کُل کی انواع ہیں۔

بلکہ بعض عربیت کے لحاظ سے بھی لحن ہیں۔ قرات منزل من اللہ افصح العرب والعجم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے منطوق اور سنت متبعہ ہیں لہذا انہیں تخفیف ہمزہ کی وہ ہی صورتیں جائز ہیں جو سند صحیحہ سے منقول و مشہور ہوں نہ وہ ہر صورت جو عربیت میں درست قیاس کے مطابق اور رسم کے موافق ہو۔ قرات و عربیت میں خاص عام مطلق کی نسبت ہے۔ یعنی جو امور قرات میں درست ہیں وہ عربیت میں ضرور جائز ہیں مگر اسکا عکس نہیں ہو سکتا۔ قرات عربیت کیلئے شاہد ہے عربیت قرات کیلئے شاہد نہیں۔ اس مختصر تمہید کی تفصیل یہ ہے۔

تخفیف کی دو قسمیں ہیں قیاسی اور رسمی۔ پھر مقدم الذکر کی دو نوعیں ہیں متفق علیہ اور مختلف فیہ۔ قیاسی اسکو کہتے ہیں جسکو شیوخ و ائمہ اصول عربیت کے مطابق روایت کرتے ہیں۔ اور رسمی وہ ہے جو مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط کے اتباع پر منصوص ہو۔ تخفیف قیاسی متفق علیہ کی جس پر تمام اہل ادا اور نحاۃ کا اجماع ہے۔ سات صورتیں ہیں۔ ایک ساکن سے چار متحرک ساکن ماقبل سے اور دو متحرک بعداز متحرک سے علاقہ رکھتی ہیں۔

اول ہمزہ ساکنہ کو حرکت ماقبل کے مطابق مدہ سے بدل لیتے ہیں خواہ سکون اصلی ہو جیسے یَأْمُرُوْنَ۔ اِقْرَأْ۔ یُؤْمِنُوْنَ۔ مُؤْمِنِیْنَ۔ نَبِّئْ یا عارضی جیسے بَدَأَ اِنِ امْرُؤٌ۔ مِنْ شَاطِئٍ۔

دوم ہمزہ متحرکہ۔ ساکن ماقبل کی حرکت اس ساکن پر نقل کر کے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ساکن الف اور حرف زائدہ نہ ہو جیسے مَسْئُوْلًا۔ شَیْئًا۔ سَوْاَۃَ۔ الْاَرْضُ۔ تَجْئَرُوْنَ ظَمْاٰنُ۔ وغیرہ۔

سوم ہمزہ متحرکہ متوسطہ بعداز الف کی بین بین تسہیل کرتے ہیں جیسے خَائِفِیْنَ۔ جَاءَنَا اَوْلِیَاؤُہٗ۔

چہارم ہمزۂ متحرکہ متطرفہ بعد از الف کو الف سے بدل لیتے ہیں پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر کے بقصر یا الفین کو باقی رکھکر باشباع پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وقف اجتماع ساکنین کو برداشت کرتا ہے یہ زیادہ قوی اور حمزہؒ سے نصاً منقول ہے اور باعتبار سکون وقف توسط بھی جائز ہے جیسے اَلْمَآءُ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ شَآءَ۔

پنجم۔ ہمزۂ متحرکہ بعد از واو زائد کا واو سے اور بعد از یاء زائدہ کا یاء سے ابدال کر کے اسمیں حرف زائدہ کا ادغام کرتے ہیں جیسے قُرُوْٓءٍ۔ بَرِیْٓءٌ۔

ششم۔ ہمزۂ مفتوحہ ماقبل مضموم کو واؤ مفتوحہ سے اور ماقبل مکسور کو یاء مفتوحہ سے بدل لیتے ہیں جیسے۔ مُؤَجَّلًا۔ لِئَلَّا۔

ہفتم۔ ہمزۂ متحرکہ بعد از متحرک کی دیگر حالات میں بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ جیسے مَا بَقْرَؤُهٗ۔ یَئِسَ۔ بِرُءُوْسِکُمْ۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ سُئِلُوْا۔ بَارِئِکُمْ۔

تخفیف قیاسی مختلف فیہ کی بہت سی صورتیں ہیں جنکو بعض اہل عربیت بیان کرتے ہیں ان میں سے حسب ذیل تین شکلوں میں بعض اہل ادا نے بھی اتفاق کیا ہے۔ ایک متحرک ساکن ماقبل سے اور ایک متحرک بعد از متحرک سے اور ایک دونوں سے علاقہ رکھتی ہے۔

اول۔ واؤ اصلی اور یاء اصلی کے بعد بھی زائدہ کے مانند ہمزہ کو واو اور یاء سے بدلکر اسمیں واو اور یاء کا ادغام جیسے شَیًّا۔ سُوٓءٍ۔ یہ بعض نحاۃ کا مذہب ہے۔ اور حمزہؒ سے نصاً منقول ہے اہل ادا میں سے شیخ ابوالفتحؒ۔ دانیؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ ابن شریحؒ۔ اور شاطبیؒ وغیرہ اسکے جواز کے قائل ہیں[۱]

[۱] ابن بلیمہؒ نے شَیْئًا۔ هَیْئَةِ۔ اور مَوْئِلًا کے ساتھ اس ابدال و ادغام کو مخصوص رکھا ہے اور جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ اس وجہ کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ چنانچہ ابن غلبونؒ۔ ابوالحسنؒ۔ ابن سفیانؒ قیروانی۔ مہدویؒ۔ ابو طاہرؒ بن خلفؒ طرسوسیؒ ابن الفحامؒ وغیرہ صرف نقل کہتے ہیں۔ امام ابوبکرؒ بن مجاہدؒ کے نزدیک بھی نقل ہی مختار ہے۔ تیسیر تبصرہ۔ کافی اور شاطبیہ میں نقل کے ساتھ ادغام بھی درج ہے۔ اور متاخرین کے نزدیک دونوں وجوہ معمول و متداول ہیں۔

گویا کہ ان میں دو دو وجوہ جائز ہیں نقل اور ادغام دونوں صحیح ہیں مگر نقل مقدم ہے

دوم ہمزہ متطرفہ مضمومہ اور مکسورہ بعد از متحرک و بعد از الف کی روم کیساتھ بین بین تسہیل جیسے۔ یَشَآءُ ۔ مِنَ الْمَآءِ ۔ اِنِ امْرُؤٌ ۔ مِنْ شَاطِئِ ۔ بعض نحاۃ اور اکثر قراء اسکے جواز کے قائل ہیں شیخ ابو الفتح۔ دانی۔ ابن الفحام۔ حافظ ابو العلاء۔ سبط الخیاط اور شاطبی وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے یعنی یہاں بھی دو دو وجوہ جائز ہیں۔ ابدال۔ اور روم مع تسہیل۔ دونوں صحیح اور متداول ہیں۔

سوم ہمزہ مکسورہ بعد از ضمہ کا واو مکسورہ سے اور مضمومہ بعد از کسرہ کا یاء مضمومہ سے ابدال جیسے۔ سُئِلُوا ۔ مُسْتَهْزِءُونَ وغیرہ نحاۃ میں سے اخفش اور اہل ادا میں سے شاطبی اسکے جواز مطلق کے اور دانی جواز مقید کے قائل ہیں یعنی جہاں ابدال رسم کے موافق ہو وہاں ابدال راجح اور صحیح ہے جیسے سَنُقْرِئُكَ ۔ اور لُؤْلُؤٍ اور جہاں رسم کے خلاف ہو وہاں ضعیف ہے۔ دانی کا فیصلہ صحیح ہے۔

یہ دسوں تخفیف قیاسی متفق علیہ اور مختلف فیہ کی صورتیں ہیں۔ ان کے علاوہ

---

سلہ جمہور نحاۃ اور اکثر قراء اسکا انکار کرتے ہیں اور صرف ابدال بتلاتے ہیں۔ ہمزہ مفتوحہ اور مضمومہ و مکسورہ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ابن سفیان قیروانی۔ مہدوی۔ ابو طاہر بن خلف۔ قلانسی اور ابن الباذش کا یہی مذہب ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ وجہ صحیح ہے۔ دانی اور ابن الانباری وغیرہ نے اسکو بذریعہ سند حمزہ سے نصاً روایت کیا ہے اور ابن واصل نے اسکو جائز رکھا ہے "محقق کہتے ہیں" امام ابو العباس۔ محمد بن احمد بن واصل بغدادی۔ ائمہ ضابطین میں سے اور ابن مجاہد ابن شنبوذ اور ابو مزاحم وغیرہ ائمہ کے شیخ تھے" بعض اہل ادا صرف اس ہمزہ میں جو بصورت واو اور بصورت یا لکھا ہوا ہو۔ روم کیساتھ تسہیل جائز کہتے ہیں۔ اور کہیں نہیں۔ یہ ابو محمد مکی اور ابن شریح وغیرہ کا مذہب ہے۔

سلہ کتابوں میں یہ مذہب علی الاطلاق ابو الحسن سعید بن مسعدہ اخفش نحوی بصری تلمیذ سیبویہ کی جانب منسوب ہے محقق کہتے ہیں میں نے اخفش کی کتاب معانی القرآن میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ابدال کو اسوقت جائز کہتے ہیں جب کہ ہمزہ لام فعل ہو جیسے سَنُقْرِئُكَ اور لُؤْلُؤٍ وغیرہ۔ اور اگر عین فعل یا منفصل ہو جیسے سُئِلَ اور یَشَآءُ اِلٰی تو سیبویہ کیطرح بین بین تسہیل کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ قراء نحاۃ نے اخفش سے ہر حال میں ابدال کیسے بیان کر دیا۔

تخفیف رسمی حمزہؒ سے نصًا منقول ہے۔ محمد بن سعدان البزارؒ خلادؒ سے وہ سلیمؒ سے اور اسمٰعیل بن شدادؒ شجاعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "حمزہؒ مُسْتَهْزِءُونَ۔ مُتَّكِـُٔونَ۔ اَلْخَاطِـُٔونَ۔ فَمَالِـُٔونَ۔ اور يُطْفِـُٔوا پر بلا ہمزہ[۱] بضمہ[۲] ماقبل واو وقف کرتے تھے" دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں "حمزہؒ تخفیف ہمزہ میں رسم امام کی پیروی کرتے تھے (مجرد) قیاس کی نہیں جیساکہ ہمنے اوپر بیان کیا" اور اس سے قبل فرماتے ہیں "اگر ہمزہ مضمومہ ہو جیسے فَادَّرَءْتُمْ۔ وَلَا يَئُودُهُ۔ مُسْتَهْزِءُونَ۔ وَلِيُوَاطِـُٔوا۔ يَنْبَؤُمَّ۔ يَؤُسًا اور رَءُوفًا وغیرہ میں تو بین بین تسہیل کالواوٗ کرتے تھے۔ بشرطیکہ ہمزہ بصورت یا مرسوم نہو اور اگر ہمزہ بصورت یا مرسوم ہو جیسے اَؤُنَبِّئُكُمْ۔ سَنُقْرِئُكَ۔ سَيِّئَةً تو مذہب اخفش[۳] کے مطابق یا خالصہ سے بدل لیتے تھے۔ تاکہ اتباع خط مصحف کے بارہ میں مذہب حمزہؒ کی پیروی ہو جائے" محققؒ اسکو نقل کرکے کہتے ہیں "اس بارہ میں

[۱] تعجب ہے کہ علامہ سخاویؒ نے اسکو ضعیف کہدیا اور شاطبیہ کے شعر میں اُخْمِلَا کے الف کو تثنیہ کا قرار دیا جو الفاطلاق ہے اور شاطبیؒ نے کسرہ کیساتھ حذف ہمزہ کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ یہ وجہ صحیح ترین وجوہ میں سے اور منصوص ہے اور تمام ائمہ محققین اسکو صحیح کہتے ہیں [۲] بعض شراح قصیدہ کہتے ہیں کہ یہ ضمہ ہمزہ کا ہے نقل ہوکر ماقبل پر گیا ہے۔ مگر محققؒ وغیرہ ائمہ اسکا انکار کرتے ہیں کیونکہ ہمزہ کا ماقبل متحرک ہے اور متحرک پر نقل جائز نہیں وہ کہتے ہیں ہمزہ مع حرکت حذف ہوگیا واوٗ کے ماقبل کو حرکت ضمہ دیدیگئی۔ خیر کوئی وجہ ہو واو کے ماقبل پر حذف ہمزہ کے ساتھ ضمہ واجب ہے۔ چنانچہ ابن الانباریؒ۔ ادریسؒ و خلفؒ کے ذریعہ سے کسائیؒ سے روایت کرتے ہیں "وہ کہتے ہیں لوگ مُسْتَهْزِءُونَ وغیرہ پر بغیر ہمزہ وقف کرتے تھے وہ مُسْتَهْزُونَ پر ضمہ زا سے لِيُطْفُوا پر ضمہ فا سے۔ لِيُوَاطُوا پر ضمہ طا سے يَسْتَنْبِـُٔونَكَ پر ضمہ با سے اور فَمَالُونَ پر ضمہ لام سے وقف کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر ایسے کلمات پر"

[۳] جمہور ائمہ قراءۃ مذہب اخفشؒ کے خلاف ہیں وہ عام قیاس اور مذہب سیبویہ پر بین بین تسہیل کے قائل ہیں چنانچہ ابن سوارؒ ابن شیطاؒ۔ ابوالحسن خیاطؒ۔ قلانسیؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابوالکرمؒ۔ حافظ ابوالعلاؒ۔ ابوطاہر بن خلفؒ۔ طرسوسیؒ۔ ابوعلی مالکیؒ۔ ابن غلبونؒ ابوالحسنؒ۔ ابن الفحامؒ۔ ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ وغیرہ ائمہ نے تخفیف قیاسی کے سوا اور کوئی وجہ جائز ہی نہیں رکھی۔ بلکہ امام ابوالحسنؒ تذکرہ میں مذہب اخفشؒ کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں "جو بات قیاس صحیح کے خلاف ہے قراءۃ میں اسکا اتباع جائز نہیں اور نہ روایت صحیحہ کے بغیر اسپر بھروسہ کیا جاسکتا ہے جو اس بارہ میں معدوم ہے۔"

یہ واضح ترین فیصلہ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تخفیف رسمی اگرچہ منصوص اور صحیح و ثابت ہے مگر تخفیف[1] قیاسی کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "ہمزہ متطرفہ باصورت کی تخفیف میں ہمارے شیوخ کا اختلاف ہے جیسے۔ اَلْمَلَؤُا۔ تَفْتَؤُا۔ مِن نَّبَاِئ۔ بعض حسب قاعدہ الف سے ابدال کرتے ہیں یہ امام ابوالحسنؒ کا مذہب ہے اور بعض حرکت ہمزہ اور رسم کے مطابق واو اور یا سے ابدال کہتے ہیں۔ یہ شیخ ابوالفتحؒ کا مذہب ہے اور یہی میرے نزدیک مختار ہے کیونکہ اول تو حمزہؒ سے اتباع رسم نصاً مروی ہے۔ دوم ہمزہ کا وقفاً اپنی حرکت کے مطابق ابدال مشہور لغت ہے جسکو سیبویہؒ وغیرہ نے اہل عربیت سے نقل کیا ہے مگر مذہب اول اقیس ہے" مختصراً۔

بعض متاخرین نے تخفیف رسمی کو عام کر دیا۔ ہمزہ خواہ متطرفہ ہو یا متوسطہ الف کے بعد ہو یا کسی اور ساکن کے ہر جگہ باصورت کا ابدال اور بے صورت کا

[1] محققؒ کہتے ہیں "دانیؒ کے قول "رسم کا اتباع کرتے تھے نہ قیاس کا" کے یہ معنی ہیں کہ رسم کے خلاف قیاس کی پیروی نہیں کرتے تھے۔ یہ معنی نہیں کہ قیاس کے خلاف رسم کی پیروی کرتے تھے جیساکہ بعض کو وہم ہوا ہے کیونکہ قیاس کے خلاف اتباع رسم قراءۃ میں جائز نہیں" نیز کہتے ہیں "سلیمؒ کے اس قول کے کہ "ہمزہ کلمات پر وقف کرتے ہوئے امام حمزہؒ اتباع مصحف سے الگ نہیں ہوتے تھے" یہ معنی ہیں کہ انواع تخفیف قیاسی میں سے جو صورت خط مصحف کے مطابق ہوتی اُسپر تخفیف کرتے تھے اگرچہ کوئی وجہ اُسکے خلاف اقیس ہو۔ امام ابن واصلؒ شیخ ابوالفتحؒ۔ دانیؒ۔ ابومحمد مکیؒ۔ شاطبیؒ۔ ابن شریحؒ۔ وغیرہ محققین کا یہی مذہب ہے کہ تخفیف رسمی قیاس کی موافقت کے بعد ہو سکتی ہے یعنی اگر تخفیف قیاسی متفق علیہ رسم کے خلاف اور تخفیف قیاسی مختلف فیہ رسم کے مطابق ہو تو یہ وجہ موافق مختار و معمول اور راجح ہوگی۔ پس یہ تخفیف رسمی کہیں ابدال سے ہوتی ہے جیسے هُزُوًا۔ كُفُوًا۔ اور شُرَكَٰٓؤُا وغیرہ مرسوم بواو میں واو سے اور مِن نَّبَاِئ۔ اٰنَاۤئِ وغیرہ مرسوم بیا میں یا سے اور نَشَٰٓؤُا وغیرہ مرسوم بالف میں الف سے اور کہیں صرف بین بین تسہیل سے جیسے هٰٓؤُلَآءِ اور یَٰبْنَؤُمَّ اور کہیں حذف سے جیسے یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ اور خٰسِـِٔیْنَ وغیرہ اور کہیں نقل سے جیسے اَفْـِٕدَةً اور مَسْـُٔوْلًا وغیرہ میں اور کہیں نقل و ادغام سے جیسے شَیًْٔا اور سُوْٓءٍ وغیرہ میں کہیں صرف ادغام سے جیسے رِءْیًا اور تُـْٔوِیْ وغیرہ میں یہی تخفیف رسمی قوی ہے اسکو ہی صحیح۔ مذہبی مختار کہہ سکتے ہیں۔

حذف جائز کہتے ہیں خواہ منقول ہو یا نہ ہو اور عربیت کے مطابق ہو یا نہ ہو یہ تعمیم باطل محض ہے۔ تخفیف رسمی قیاس کی مطابقت اور نقل صحیح کے ساتھ مقید ہے۔

تخفیف رسمی کے لئے پہلے رسم ہمزہ کا علم ضروری ہے۔ ہمزہ کے لئے اگرچہ خاص مخرج اور صوت ہے جس سے دیگر حروف سے ممتاز ہوتا ہے مگر عربی رسم الخط میں اسکی کوئی صورت مقرر نہیں جس سے دیگر حروف سے صورتاً ممتاز ہو سکے۔ اہل زبان چونکہ ابدال۔ نقل۔ ادغام بین بین تسہیل اور حذف سے اسکی تخفیف کرتے تھے لہذا حسب اقتضائے تخفیف اسکو الف اور واو اور یا کی صورتیں

---

سله یعنی ان کے نزدیک اَبْنَآؤُكُمْ اور اَحِبَّآؤُهٗ وغیرہ میں واؤ سے اور نِسَآئُكُمْ۔ خَآئِفِیْنَ اُولٰٓئِكَ اور جَآئِهِمْ وغیرہ میں یا سے۔ سَاَلَ۔ وَامْرَاَتُهٗ اور بَدَاَكُمْ وغیرہ میں الف سے ابدال اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ۔ فَادّٰرَءْتُمْ۔ اِمْتَلَئْتِ۔ الْمَوْءٗدَةُ وغیرہ میں حذف جائز ہے حالانکہ یہ سب غلط ہیں محقق کہتے ہیں" یہ لوگ پرواہ نہیں کرتے کہ یہ امور منقول ہیں یا نہیں۔ عربیت میں صحیح ہیں یا نہیں۔ خواہ اس فعل سے کلمہ مختل ہو جائے یا معنی میں فساد آجائے" نیز فرماتے ہیں شاطبیہ کے بعض متاخر شارحوں نے اسمیں حد سے زیادہ مبالغہ کر دیا۔ چنانچہ رَاَیْتُ اور سَاَلْتُ کو رَاَیْتْ۔ سَاَلْتْ۔ کہتے ہیں جس سے تین سواکن جمع ہو جاتے ہیں۔ جو عربیت میں ناممکن ہے۔ فارسی میں ہو سکتا ہے۔ اور یَجْئَرُوْنَ اور یَسْئَلُوْنَ کو یَجَرُوْنَ اور یَسَلُوْنَ کہتے ہیں جس سے لفظ میں تغیر اور معنی میں فساد ہو جاتا ہے اور بُرَءٰٓؤُا کو بُرَوٰٓا کہتے ہیں جس سے لفظ میں فساد اور معنی میں تغیر ہو جاتا ہے۔ اور ابن لعبخانؒ نے یَا تُهُمْ میں یَا تِهُمْ بتلایا ہے + انمیں سے کوئی وجہ نہ حمزہؒ سے اور نہ ان کے کسی راوی یا طریقہ سے منقول ہے۔ بلکہ یہ سب ناجائز۔ متروک۔ شاذ۔ باطل۔ اور بعض بعض سے زیادہ مکروہ تر ہیں" پھر کہتے ہیں" خَآئِفِیْنَ وغیرہ میں یا سے اور اَبْنَآؤُكُمْ وغیرہ میں واؤ سے ابدال کے متعلق ائمہ کی نصوص کو تلاش کیا اور کتابوں کو دیکھا کسی نے صراحتاً یا اشارتاً اسکا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ابن مہرانؒ نے تَاَذَّبَاتِ میں یا اور رَءُوْفٌ میں ابدال بواؤ کہا ہے اور اہوازیؒ نے اپنے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد طبریؒ سے انکو اتضاح میں نقل کیا ہے اور خود اہوازیؒ کہتے ہیں" میں نے شیخ موصوف کے سوا اور کسی سے ان کو نہیں سُنا" مگر میں نے ابو اسحٰق طبریؒ کی کتاب استبصار میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ممدوح نے صرف بین بین تسہیل بیان کی ہے" پھر فرماتے ہیں" خلاصہ یہ ہے کہ انمیں واو اور یا سے ابدال عربیت میں جائز نہیں بلکہ ائمہ عربیت اسکو لحن کہتے ہیں یعنی زبان میں ہو تو ہو۔ پس ان میں بین بین تسہیل کے سوا اور کوئی وجہ جائز نہیں اور اس بین بین سے اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے اسکے سوا یا ضعیف ہیں یا باطل جنمیں ارکان ثلثہ نہیں پائے جاتے"

اور بے صورت لکھتے تھے جیساکہ ہم نے آٹھویں باب کے شروع میں اشارہ کیا ہے پس یاد رکھو کہ ہمزہ مبتدائہ ہمیشہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے تاکہ ابتدا پر دلالت کرے۔ اسکے سوا جس ہمزہ کی تخفیف الف سے یا کالالف ہو سکے بصورت الف اور جسکی یا سے یا کالیا ہو سکتی ہو بصورت یا اور جسکی واو سے یا کالواو ہو سکے بصورت واو مرسوم ہے۔ اور الف کے بعد ہمزۂ متطرفہ اور ساکن کے بعد متوسطہ حذف واو عام وغیرہ کی جگہ بے صورت ہوتا ہے یہ رسم ہمزہ کی اصل مطردہ ہے لیکن بعض جگہ کسی وجہ سے اسکی مخالفت کیگئی ہے۔

---

سلہ چنانچہ ساکن لازم بعد از ضمہ تُؤْوِیْ۔ تُؤْوِیْهِ۔ رُءْيَايَ۔ رُءْيَا۔ اور رُءْيَاكَ میں اور بعد از فتح فَادّٰرَءْتُمْ (بقرہ) هَلِ امْتَلَئْتِ (ق) میں باجماع بے صورت مرسوم ہے اور متحرک بعد از ساکن میں سے النَّشْاَۃَ (نجم اور واقعہ) اَنْ تَبُوّٰٓاَ (مائدہ) لِيَسُوْءٗا۔ (اسرا) میں الف سے مَوْئِلًا (کہف) میں یا سے هُزُوًا۔ كُفُوًا میں واو سے خلاف قیاس مرسوم ہے اور اجتماع مثلین کی حالت میں ہمزۂ متوسطہ مفتوحہ مطلقًا۔ اَبْنَآءَنَا۔ اَبْنَآءَكُمْ۔ نِسَآءَنَا۔ نِسَآءَكُمْ اَدْعِيَآءَكُمْ۔ اَبْنَآءَكُمْ۔ اَوْلِيَآءَهٗ۔ دُعَآءَكُمْ۔ نِدَآءً۔ مَآءً۔ اور مضمومہ جسکے بعد واو ہو جَآءُوْكُمْ۔ يَرَآءُوْنَ اور مکسورہ جسکے بعد یا ہو اِسْرَآءِيْلَ۔ مِنْ وَّرَآئِيْ۔ شُرَكَآءِيَ۔ وَاٰلَآءِيْ میں ہمزہ قیاس کے خلاف بے صورت مرسوم ہے تاکہ صور متماثلہ جمع نہ ہو جائیں۔ اور تَرَآءَا الْجَمْعٰنِ (شعرا) میں ایک الف لکھا ہوا ہے۔ بعض پہلا کہتے ہیں یہ جعبری وغیرہ کی رائے ہے۔ اور بعض دوسرا یہ دانی وغیرہ کی رائے ہے۔ ہمزہ متطرفہ مضمومہ بعد از الف ۸ کلمات میں بواو مرسوم ہے اور واو کے بعد الف لکھا گیا ہے پہلے نَبَؤُا شُرَكٰٓؤُا (انعام و شوری) ۲ مَا نَشٰٓؤُا (ہود) ۳ الضُّعَفٰٓؤُا (ابراہیم غافر) ۴ شُفَعٰٓؤُا (روم) ۵ وَمَا دُعٰٓؤُا (غافر) ۶ لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا۔ فِيْهِ بَلٰٓؤٌا (صفت و دخان) ۷ بُرَءٰٓؤُا (ممتحنہ) ۸ جَزٰٓؤُا (مائدہ دونوں اول مقام شوری۔ حشر) اور تین کلمات ذیل میں اختلاف ہے (۱) جَزٰٓؤُا۔ کہف۔ طہ۔ زمر) ۲ عُلَمٰٓؤُا (شعرا فاطر) ۳ اَنْۢبٰٓؤُا (انعام و شعرا) بعض مرسوم بواو کہتے ہیں اور بعض مرسوم بالف۔ اور چار کلمات میں ہمزہ مکسورہ متطرفہ اجماعًا بصورت یا لکھا ہوا ہے ۱ مِنْ تِلْقَآئِ (یونس) ۲ اِيْتَآئِ (نحل) ۳ مِنْ اٰنَآئِ (طہ) ۴ مِنْ وَّرَآئِ۔ (شوری) اور بِلِقَآئِ۔ اور لِقَآئِ (ہر دو روم) میں اختلاف ہے بعض بالیا کہتے ہیں اور بعض بغیر یا۔ مگر ان سب میں الف قبل از یا مرسوم ہے بعد میں نہیں۔ مگر یونس و نحل میں اختلاف ہے۔ اور متطرفہ مضمومہ بعد از فتح دس کلمات ذیل میں بصورت واو مرسوم ہے ۱ تَفْتَؤُا (یوسف) ۲ يَتَفَيَّؤُا (نحل) ۳ اَتَوَكَّؤُا۔ ۴ لَا تَظْمَؤُا (ہر دو طہ) ۵ وَيَدْرَؤُا (نور) ۶ مَا يَعْبَؤُا (فرقان) ۷ الْمَلَؤُا۔ (مؤمنون ایک اول نمل ۳) ۸ يُنَشَّؤُا (زخرف) ۹ نَبَؤُا (براءۃ کے سوا ہر جگہ) ۱۰ يُنَبَّؤُا (قیامت) اور واو کے بعد الف لکھا ہے۔ اور مکسورہ بعد از فتح ایک جگہ مِنْ نَّبَاِئ (انعام) میں بصورت یا مرسوم ہے اور اس سے قبل الف لکھا ہے اور متوسط متحرکہ بعد از متحرک جس کے بعد واو یا یا واقع ہو اجتماع صور متماثلہ سے بچنے کے لئے اسکی کوئی صورت نہیں لکھی۔ جیسے مُسْتَهْزِءُوْنَ اور خٰسِئِيْنَ وغیرہ اور سَيِّئَةٌ کی جمع کو صورت ہمزہ حذف کرکے سَيِّاٰتُ الف

سے لکھتے ہیں اور مضمومہ بعد از کسرہ کو جسکے بعد واو نہ ہو بصورت یا لکھا ہے جیسے سَيِّئَةٌ۔ اور اسْتُهْزِئَ اَنْۢبِئُكُمْ وغیرہ۔

حاصل یہ ہے کہ تخفیف رسمی جائز ہے لیکن لازم ہے کہ یا تو تخفیف قیاسی میں سے کسی وجہ کے مطابق ہو یا مسموع و منقول ہو اور اگر دونوں شرائط میں سے کوئی اسکی مویدنہ ہو تو باطل و فاسد ہے۔ پس جہاں قیاس سے ابدال کی تائید ہوتی ہو وہاں ابدال کرینگے ورنہ بین بین تسہیل کافی ہے اور اس سے ہر جگہ اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے اور جہاں حذف واو عام مسموع و منقول ہوں وہاں جائز ہیں اور کہیں نہیں۔

پہلے طلبا یہ یاد رکھیں کہ ہشامؒ و قفاً صرف ہمزہ متطرفہ میں تخفیف کرتے ہیں اور حمزہؒ ہمزہ متطرفہ۔ متوسط بنفسہ۔ اور متوسط بزائد میں سے ہر ایک میں۔ متطرفہ اسکو کہتے ہیں جسپر صوت منقطع ہو جائے۔ اور جسپر صوت منقطع نہ ہو غیر متطرفہ ہے اگرچہ رسماً متطرفہ ہو۔ جیسے دُعَاءً وغیرہ۔

ہمزہ کی اصولی طور پر تین قسمیں ہیں۔ اول ساکن۔ دوم متحرک بعد از ساکن۔ سوم متحرک بعد از متحرک۔ اور پھر ہر ایک کے ماتحت متعدد انواع ہیں۔ جتنے اُوپر تخفیف کے جو قاعدے بیان کیئے ہیں اُن سے ہر ایک کا حکم خود بخود معلوم ہو سکتا ہے لیکن مبتدیوں کی سہولت کے لیئے ہم تین فصلوں میں ہر ایک قسم کی جزئیات اور ہر جزئی میں تخفیف کی جائز صورتیں بیان کرتے ہیں پہلے تخفیف قیاسی متفق علیہ پھر تخفیف قیاسی مختلف فیہ اسکے بعد تخفیف رسمی بتائیں گے طلبا سے درخواست کیجاتی ہے کہ وجوہ بیان کردہ سے عدول نکریں کیونکہ انکے سوا کوئی وجہ جائز نہیں۔

## فصل اول ہمزہ ساکنہ

ہمزہ ساکنہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اول متطرفہ ساکنہ بسکون لازم جیسے اِقْرَأْ۔[1] نَبِّئْ۔ هَيِّئْ۔ وغیرہ۔

[1] ضمہ کے بعد ساکن لازم قرآن میں نہیں ہے۔

دوم۔ متوسط بنفسہ جسکے بعد واو اور یا ہو۔ جیسے وَالْمُؤْتَفِكَةَ - يُؤْمِنُونَ -
تَأْلَمُونَ - وَبِئْرٍ - نَبِّئْنَا - وَكَأْسٍ وغیرہ۔

سوم متوسط بحرف زائد جیسے فَأْوُوا - وَأْتُوا اور وَأْمُرْ وغیرہ۔

چہارم متوسط بکلمہ زائد۔ جیسے قَالُوا ائْتِنَا - قَالَ ائْتُونِي - الَّذِي اؤْتُمِنَ وغیرہ

ان چاروں اقسام میں ہمزہ کو حرکت ماقبل کے مطابق حرف مد سے بدل لیتے ہیں

اور کوئی وجہ جائز نہیں اور اس ابدال میں رسم کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہمزہ

ساکنہ متوسطہ بالغیر میں تحقیق جائز ہے۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔[1]

پنجم متطرفہ ساکنہ بسکون عارضی وقفی جیسے اللُّؤْلُؤْ - اِنِ امْرُؤٌ - مِن شَاطِئِ

الْمَلَأُ - عَنِ النَّبَإِ - بَدَأَ - يُبْدِئُ - اور قُرِئَ وغیرہ۔ اسمیں بھی اجماعی وجہ ابدال

ہے اور اس حالت میں ساکن لازم کی طرح روم و اشمام جائز نہیں کیونکہ یہ حرف مد ہے

جسکا حرکت سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور بعض کے نزدیک ابدال کے بجائے روم کیساتھ

بین بین تسہیل بھی جائز ہے۔ یعنی اسمیں دو وجہ ہیں اور دونوں صحیح ہیں (ابدال اور تسہیل کیساتھ روم)

ششم۔ متوسط بنفسہ جس کے بعد واو یا یا ہو جیسے وَرِءْيًا - تُؤْوِي - تُؤْوِيهِ

وغیرہ۔ اسمیں بھی اجماعی وجہ ابدال کے بعد اظہار ہے اور ادغام بھی جائز ہے اور یہی دوسری

وجہ ہے دونوں صحیح ہیں۔ (ابدال کیساتھ اظہار اور ادغام)

---

[1] ابن سفیانؒ مہدویؒ ابن شریحؒ ابن باذشؒ وغیرہ نے متوسط بکلمہ میں بوجہ انفصال خطی صرف تحقیق اور متوسط بحرف میں تحقیق و تسہیل بیان کی ہے محقق کہتے ہیں یہ انکا وہم ہے کیونکہ یہ اگرچہ داخل کلمات میں واقع ہوئے ہیں مگر مبتدأت نہیں ہیں کیونکہ ماقبل سے ملائے بغیر انکا ساکن رکھنا ناممکن ہے اسی وجہ سے ان کے لئے متوسط کا حکم ہے اور ابن باذشؒ سے تعجب ہے کہ انہوں نے تحقیق کو امام ابو الحسن اصبہانی کے والد اور ابن سہلؒ کی جانب منسوب کردیا حالانکہ انہوں نے تذکرہ میں ابدال بلا خلاف بیان کیا ہے۔ دانیؒ اور شاطبیؒ وغیرہ ہمارے تمام ائمہ ہمزہ ساکنہ متوسط بزائد میں صرف ابدال کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

مسئلہ - جس ہمزہ ساکنہ متوسطہ کا یا سے ابدال ہو جائے اور اسکے بعد ضمیر جمع مذکر غائب ہو جیسے اَنْۢبِئْهُمْ - اور نَبِّئْهُمْ وغیرہ تو ابن مجاہدؒ و ابن غلبونؒ مناسبت یا کی وجہ سے ہا کو مکسور پڑھتے ہیں اور ابن مہرانؒ ابو محمد مکیؒ - ابن سفیانؒ - مہدویؒ وغیرہ جمہور کا مذہب حسب[۱] اصل ضمہ ہی کیونکہ یا عارضی ہے - امام ابو الحسنؒ اور دانیؒ دونوں کو صحیح کہتے ہیں - ابن شریحؒ کہتے ہیں "ضمہ احسن ہی" دونوں معمول ہیں مگر حسب قیاس ضمہ اولیٰ ہی -

مسئلہ ۲ - اگر ہمزہ متطرفہ ساکنہ بسکون لازم (بوجہ جازم وغیرہ) وقفاً حرف مد سے بدل جائے جیسے اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ تو اس حرف مد کا حذف کرنا جائز نہیں اور نہ اُسپر عامل جازم کا کوئی اثر ہو سکتا ہے - یہ مسئلہ اجماعی اور منصوص ہے -

# فصل دوم ہمزہ متحرکہ ساکن ماقبل

ہمزہ متحرکہ ساکن ماقبل کی بارہ قسمیں ہیں اول متطرفہ بعد از ساکن صحیح جیسے دِفْءٌ - اَلْمَرْءِ - اَلْخَبْءَ اسمیں حرکت ہمزہ نقل کرکے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں اور حسب اقتضاء حرکت[۲] روم و اشمام درست ہیں اور کوئی وجہ جائز نہیں -

دوم متوسطہ بصورت بعد از ساکن صحیح جیسے مَسْئُوْلًا - مَذْءُوْمًا - اَفْئِدَةً - تَجْئَرُوْنَ ظَمْاٰنُ وغیرہ نقل کے بعد ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں اور کوئی وجہ جائز نہیں

سوم متوسطہ باصورت بعد از صحیح ساکن جیسے شَطْاَهٗ - اَلنَّشْاَةَ - هُزُوًا -

---

[۱] محققؒ کہتے ہیں "ضمہ اصح اور قیاس کے مطابق ہی - محمد بن یزیدؒ رفاعی نے سلیمؒ سے ضمہ نصاً روایت کیا ہے نیز جب حمزہؒ عَلَيْهِمْ - اِلَيْهِمْ - اور لَدَيْهِمْ میں ہا کا ضمہ اسوجہ سے پڑھتے ہیں کہ ان میں یا الف سے مبدلہ ہے اور ہا کی اصل ضمہ ہی تو اسمیں یہ اعتبارات اولیٰ ہیں"

[۲] اہل ادا ہمزہ متطرفہ کی حرکت کا جو اسی کلمہ میں ساکن ماقبل پر نقل کیجائے روم و اشمام جائز رکھتے ہیں لیکن جو حرکت دوسرے کلمہ سے منقول ہو جیسے قُلْ اُوْحِيَ - قُلْ اِيْ وغیرہ تو اسکا روم و اشمام جائز نہیں -

کُفُوًا وغیرہ میں اجماعی وجہ نقل کے بعد ہمزہ کا اسقاط ہے۔ مرسوم بالف میں نقل کے بعد الف کا ابقا اور مرسوم بواو میں بلا نقل واو سے ابدال رسمی وجہ بھی جائز وصحیح ہے۔

چہارم متطرفہ بعد از واو زائدہ اور یا زائدہ ایسے صرف تین کلمات ہیں قُرُوٓءٍ۔ بَرِیٓءٌ۔ اَلنَّسِیٓءُ

پنجم۔ متوسط بعد از یا زائدہ جیسے خَطِیٓئَتُهٗ۔ هَنِیٓئًا۔ مَرِیٓئًا دونوں حالات میں ابدال کے بعد ادغام کرتے ہیں۔ نقل و تسہیل وغیرہ کوئی وجہ جائز نہیں۔ البتہ متطرفہ میں حسب حرکت ادغام کے ساتھ روم و اشمام درست ہیں۔

ششم متطرفہ بعد از واو اصلی اور یا اصلی لَتَنُوٓءُ۔ اَنْ تَبُوٓءَ۔ مِنْ سُوٓءٍ۔ قَوْمَ سَوْءٍ۔ اَلْمُسِیٓءُ۔ جِایٓءَ۔ سِیٓءَ۔ شَیْءٌ۔ شَیْءٍ۔

ہفتم متوسط بعد از واو اصلی اور یا اصلی جیسے سُوٓاٰ۔ سَوْاٰتِکُمْ۔ مَوْئِلًا۔ مَوْءُدَةُ سِیٓئَتْ۔ شَیْئًا۔ کَهَیْئَةِ۔ اِسْتَیْئَسَ۔ دونوں حالات میں اجماعی وجہ حرف صحیح کے مانند نقل و اسقاط ہمزہ ہی بعض کے نزدیک زائدہ کے مانند ابدال کے بعد ادغام بھی جائز ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں اور دونوں کیساتھ متطرفہ میں حسب حرکت روم و اشمام درست ہیں اور بین بین تسہیل جائز نہیں۔

ہشتم متطرفہ بعد از الف جیسے جَآءَ۔ شَآءَ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ اِلَی الْمَآءِ۔ اَلسُّفَهَآءُ۔ یَشَآءُ۔ مِنْ تِلْقَآئِ۔ وَاِیْتَآئِ۔ مِنْ اٰنَآئِ۔ مِنْ وَّرَآئِ۔ شُرَکٰٓؤُا۔ مَا نَشٰٓؤُا۔ الضُّعَفٰٓؤُا۔ وَمَا دُعٰٓؤُا۔ اجماعی وجہ ہمزہ کا الف سے ابدال ہے اور اجتماع ساکنین کیوجہ سے ایک الف کو حذف کر کے بقصر اور دونوں کو باقی رکھ کر باشباع اور باعتبار سکون وقفی

---

لہ قرآن میں متوسط سے قبل واو زائدہ نہیں ہے۔

بتوسط پڑھتے ہیں اور بعض کے نزدیک مضمومہ ومکسورہ کی روم کیساتھ بین بین بتسہیل بھی بمد و قصر جائز ہے - یہ پانچوں وجوہ تخفیف قیاسی کی ہیں - ان کے علاوہ مکسورہ مرسوم بیا میں تخفیف رسمی کی چار وجوہ طول توسط اور قصر باسکان اور روم بقصر) ابدال بیا کیساتھ اور جائز ہیں - اور مضمومہ مرسوم بواو میں تخفیف رسمی کی سات وجوہ (وجوہ ثلثہ باسکان - اور باشمام اور روم بقصر) ابدال بواو کیساتھ مزید درست ہیں نتیجہ یہ ہی کہ مفتوحہ بیصورت میں تین اور مکسورہ ومضمومہ بے صورت میں پانچ پانچ اور مکسورہ مرسوم بیا میں نو اور مضمومہ مرسوم بواو میں بارہ وجوہ جائز ہیں -

نہم - متوسطہ بعد از الف جیسے خَآئِفِيْنَ - اَلْمَلٰٓئِكَةُ - وَجَآءُوْٓ - اَوْلِيَآؤُهٗ - اُولٰٓئِكَ - جَآءَنَا - نِدَآءً - مد و قصر کیساتھ بین بین بتسہیل کرتے ہیں[۱] اور اسی سے اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے - ابدال و حذف وغیرہ کی کوئی وجہ جائز نہیں جیسا کہ بعض بے خبر کیا کرتے ہیں

دہم - متوسطہ بحرف زائدہ متصلہ (صرف ہا تنبیہ اور یاء ندا کے بعد آتا ہے جیسے يٰٓاٰدَمُ - يٰٓاِبْرٰهِيْمُ - هٰٓاَنْتُمْ - هٰٓؤُلَآءِ وغیرہ کی متوسطہ بنفسہ کیطرح بین بین بتسہیل[۱] اور مبتدئہ کے مانند تحقیق کرتے ہیں دونوں وجوہ صحیح و معمول ہیں -

یازدہم - متوسطہ بعد از لام تعریف جیسے اَلْاَرْضُ - اَلْاٰخِرَةُ - اَلْاُوْلٰى وَالْاِكْرَامِ - اسمیں دو وجوہ ہیں - اول نقل[۲] - اور دوم تحقیق کیساتھ سکتہ -

---

[۱] جمہور اہل ادا اطلاق اہل عراق اور اکثر اہل مصر و مغرب اور شیخ ابو الفتح کا مذہب متوسطہ بزائد بعد از الف میں تسہیل ہے - دانی نے آپ سے صرف تسہیل پڑھی ہے خود فرماتے ہیں تسہیل جمہور کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے" ابن غلبون ابو الحسن - اور ابو محمد مکی وغیرہ کا مذہب تحقیق ہے - اور یہی صالح بن ادریس وغیرہ تلامذہ ابن مجاہد کے نزدیک مختار ہے دونوں وجوہ حمزہ سے نصاً منقول ہیں - تیسیر - شاطبیہ - کافی - ہدایہ اور تلخیص میں دونوں وجوہ مذکور ہیں - دونوں صحیح ہیں - [۲] لام تعریف کے بعد بھی وہی اختلاف ہے جو الف کے بعد بیان ہوا جملہ اہل تسہیل بلا خلاف نقل کہتے ہیں - دانی نے شیخ ابو الفتح سے نقل ہی پڑھی ہے اور ابن غلبون وغیرہ تحقیق کیساتھ صرف سکتہ کہتے ہیں دونوں صحیح اور حمزہ سے منصوص ہیں -

دونوں صحیح ہیں تحقیق[سلہ] بلا سکتہ اور تسہیل جائز نہیں۔

دوازدہم۔ متوسط بعد ساکن منفصل حرف صحیح ہو یا حرف لین مگر حرف مد ہو۔ جیسے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ مَنْ اٰمَنَ۔ خَلَوْا اِلٰى۔ ابْنَيْ اٰدَمَ۔ وغیرہ اسمیں بھی دو وجوہ
ہیں۔ حمزہ نقل[سلہ] کرتے ہیں اور خلف کے لئے تحقیق کیساتھ سکتہ اور خلاد کے لئے
تحقیق کیساتھ عدم سکتہ دوسری وجہ ہے اور اگر ساکن منفصل حرف مد ہو تو صرف مد ہوگا
ہمارے طرق پر کوئی اور وجہ جائز[سلہ] نہیں۔

تنبیہ۔ الف کے بعد حرکت ہمزہ متطرفہ کا روم صرف تسہیل کے ساتھ ہوتا ہے
ابدال الف کی حالت میں ہرگز جائز نہیں اور یہ تسہیل صرف روم کیساتھ ہوسکتی ہے اسکان
کے ساتھ تسہیل ناممکن ہے۔ ہر ہمزہ ساکنہ متطرفہ کا جب وہ حرف مد سے بدلے روم
واشمام ممتنع ہے۔ باقی حالات میں روم واشمام جائز ہیں۔

## فصل سوم (۳) ہمزہ متحرکہ متحرک ما قبل

ہمزہ متحرکہ متحرک ماقبل صرف متوسطہ ہوتا ہے اور اسپر حرکات ثلثہ آتی ہیں۔ متوسطہ بنفسہ

---

سلہ لام تعریف کے بعد تحقیق بلا سکتہ کے بارہ میں محقق کہتے ہیں ۲۔ میں نے وقفاً تحقیق بلا سکتہ نہ کسی کتاب میں دیکھی اور نہ کسی طریق سے سنی بلکہ وصلاً تحقیق روایت کرنیوالوں کا وقفاً نقل پر اجماع ہے اور متقدمین کا اسمیں کوئی اختلاف نہیں۔

سلہ غیر منقول ہونیکے علاوہ ساکن صحیح کے بعد قیاس کے قطعاً خلاف ہے۔

سلہ ساکن منفصل پر نقل زیادات قصیدہ سے ہے۔ تیسیر اور طرق تیسیر سے صرف تحقیق ثابت ہوتی ہے۔ شیخ ابو الفتح ۔ ابن غلبون ۔ ابو الحسن ۔ ابو اسحٰق طبری ۔ ابن سفیان ۔ ابو محمد مکی ۔ کا مذہب تحقیق ہے۔ یہی حمزہ سے منصوص ہے۔ دانی جامع البیان میں کہتے ہیں ۲۔ ابن واصل خلف سے خلف و ابن سعدان سلیم سے سلیم حمزہ سے ہمزہ مبتدئہ کی تحقیق روایت کرتے ہیں خواہ ساکن کے بعد ہو یا متحرک کے۔ جملہ مغربی اور اکثر شامی و مصری اہل ادا کا یہی مسلک ہے یہی صحیح اور ماخوذ و معمول بہا ہے ۲۔ دانی نے دیگر تصانیف میں یہی کہا ہے جو شراح شاطبیہ اسمیں نقل ابو الفتح کا مذہب بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ علامہ شاطبی نے نقل بخلاف بیان کی ہے۔ اور اکثر محققین انکی ہمزبان ہیں محقق کہتے ہیں ۲۔ نقل و تحقیق دونوں صحیح ثابت ہیں۔ میں نے اسی طرح پڑھا ہے اور پڑھاتا ہوں۔ ابو سلمہ نے شیوخ کوفہ سے نقل نصاً روایت کی ہے یہی ابو علی مالکی قلانسی اور ہذلی کا مذہب ہے۔ نقل ماخوذ ہے۔ مگر تحقیق مقدم ہے۔ سلہ بعض اہل ادا الف کے بعد بین بین تسہیل اور واؤ اور یاء مدہ پر نقل کی ایک وجہ کہتے ہیں۔

کے ماقبل پر بھی حرکات ثلثہ ہوتی ہیں۔ لہذا اسکی نو قسمیں ہیں اور متوسطہ بالغیر کے ماقبل فتحہ اور کسرہ پایا جاتا ہے۔ پس اسکی چھ قسمیں ہیں۔ متوسطہ بنفسہ میں تخفیف بلا خلاف اور متوسطہ بالغیر میں بخلاف ہوتی ہے نوعیت تخفیف میں دونوں مساوی ہیں لہذا ہم ہر قسم میں متوسطہ بنفسہ کو بیان کر کے ساتھ ساتھ متوسطہ بالغیر کو درج کرینگے۔

اول فتح کے بعد مفتوحہ جیسے شَنَاٰنُ۔ سَاَلَهُمْ۔ كَاَبِهِمْ۔ مَآرِبُ۔ خَطَاً۔ كَاَنَّهُنَّ۔ سَاَمَنَ۔ وَاَمَرَ۔ اَفَاَمِنَ۔ وغیرہ۔

دوم فتح کے بعد مضمومہ جیسے۔ نَقْرَؤُهُ۔ رَءُوْفٌ۔ يَكْلَؤُكُمْ۔ وَاُوْتِيْنَا۔ فَاُوَارِيَ وغیرہ۔

سوم فتح کے بعد مکسورہ جیسے يَئِسْنَ۔ لَتَطْمَئِنَّ۔ فَاِنَّهُ۔ فَاِمَّا وغیرہ۔ ان حالات ثلثہ میں حرکت ہمزہ کے مطابق بین بین تسہیل ہوتی ہے اور کوئی وجہ جائز نہیں۔

چہارم ضمہ کے بعد مفتوحہ جیسے مُؤَجَّلًا۔ لُؤْلُؤًا۔ يُؤَخِّرُ (متوسطہ بزائدہ نہیں آیا) اور اسکا صرف واؤ مفتوحہ سے ابدال ہوتا ہے۔

پنجم کسرہ کے بعد مفتوحہ جیسے نَاشِئَةً۔ خَاطِئَةً۔ مِائَةٌ۔ سَيِّاٰتٍ۔ بِاَمْرِهِ۔ فَلِاَنْفُسِكُمْ۔ وَلِاَبَوَيْهِ۔ لِاٰدَمَ وغیرہ صرف یا مفتوحہ سے ابدال ہوتا ہے اور ان دونوں حالات میں تسہیل جائز نہیں۔

ششم ضمہ کے بعد مضمومہ جیسے بِرُءُوْسِكُمْ۔ رُءُوْسٌ (متوسطہ بزائدہ نہیں آیا) بین بین تسہیل اور بصورت کا حذف بھی جائز ہے۔

ہفتم کسرہ کے بعد مضمومہ جیسے مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ لِيُطْفِئُوْا۔ اَنْبِئُوْنِيْ۔ لِاُوْلٰهُمْ۔ لِاُخْرٰهُمْ۔ اجماعی وجہ بین بین تسہیل ہے۔ ابدال بیا بھی جائز ہے

اور بصورت متوسط بنفسہ کا جسکے بعد واو ہو ماقبل کو ضمہ دیکر حذف کرنا بھی درست اور تخفیف رسمی کی وجہ ہے۔

ہشتم۔ ضمہ کے بعد مکسورہ جیسے سُئِلَوا۔ سُئِلَ متوسط بزائدہ نہیں آتا۔ اجماعی وجہ بین بین تسہیل ہے۔ ابدال بواو بھی جائز ہے ان دونوں اقسام میں ابدال کے اندر رسم کی مطابقت ہونی چاہیئے۔ ورنہ ضعیف ہے۔

نہم۔ کسرہ کے بعد مکسورہ جیسے خٰسِئِینَ۔ بَارِئِکُمْ۔ مُتَّکِئِینَ۔ بِاِحْسَانٍ۔ لِبَامَامٍ۔ بِاِیْمَانٍ۔ لِاِیْلَافِ وغیرہ میں بین بین تسہیل کرتے ہیں اور اگر بصورت کے بعد یا ہو تو باتباع رسم حذف بھی جائز ہے۔

مسئلہ۔ تَرَاءَ الْجَمْعَانِ (شعراء) کا الف مبدلہ از یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہے لیکن اگر تَرَاءَا پر وقف کریں تو وہ الف لوٹ آیگا۔ لہٰذا حمزہؒ وقفاً اسکی حسب قاعدہ بین بین تسہیل کرینگے۔ امالہ کا حکم آئندہ آیگا۔

فائدہ۔ ہمزۂ مبتدئہ کی تخفیف ہمارے طرق اور دانیؒ کی تصریحات کے خلاف ہے نیز طیبہ سے بھی اسکی تائید نہیں ہوتی اور ہم نے مبتدئہ میں صرف تحقیق ہی پڑھی اور تحقیق ہی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں

تنبیہ۔ اتباع رسم کا مسئلہ تخفیف ہمزہ سے تعلق رکھتا ہے اور کسی حرف سے نہیں یعنی اَلْعُلَمٰٓؤُا۔ اور مَا نَشٰٓؤُا وغیرہ کا الف بایں سبب حذف نہیں کیا جاسکتا کہ مرسوم نہیں۔ اور لِشَایْءٍ (کہف) وَلَا اَوْضَعُوْا۔ اَوْلَا اَذْبَحَنَّهٗ۔ مِائَةٌ وغیرہ کا الف اس بنا پر پڑھا نہیں جاسکتا کہ مرسوم ہے۔ کیونکہ بلحاظ تلفظ ان کا عدم و وجود برابر ہے اور ان کے حذف و اثبات سے لفظ میں تغیر اور معنی میں فساد عظیم آجاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# باب چہاردہم فی فتح امالہ اور تقلیل

فتح۔ (زبر) کو فتح اسلیئے کہتے ہیں کہ اُسکے ادا کرنے میں موہنہ کہلتا ہی خصوصاً الف کیساتھ انفتاح اور زیادہ ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ فتح شدیدہ اور فتح متوسط
فتح شدیدہ اہل عجم کا لغت ہی عربیت میں مستعمل نہیں ہوتا اور قرات میں ناجائز ہے۔ عربیت اور قرات میں فتح متوسطہ مستعمل ہوتا ہے۔ دانی رح موضح میں کہتے ہیں "فتح سے مراد فتح متوسط ہی جو فتح شدیدہ اور امالہ متوسطہ کو درمیان ہوتا ہے اور قرات میں یہی مستعمل ہے"۔
امالہ۔ اگر فتح متوسطہ کو بجانب کسرہ اور الف کو بجانب یا مائل کریں کہ فتح اور الف قطعاً باقی نہ رہے اور نہ کسرہ اور یاء خالص بنے تو امالہ محضہ[۵۲] ہو جائیگا۔ اسیکو اضجاع اور امالۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اور اگر فتح متوسطہ اور الف کو اضجاع کیطرف ایسا مائل کریں کہ فتح خالص

[۵۱] محقق رح کہتے ہیں کہ فتح شدیدہ قرات میں ناجائز بلکہ عربیت میں ہی معدوم ہے وہ اہل خراسان کا تلفظ ہے اور آجکل اہل ماوراء النہر کی زبان پر بہی چڑھ گیا ہے اور اُن سے یہ وبا دیگر شہروں میں پہیل گئی۔ فتح شدیدہ کی آواز موٹی اور مجہول ہوتی ہے اور فتح متوسطہ کی آواز معروف و سلیس و باریک اور فصیح۔ افسوس کہ اہل ہند بھی فتح شدیدہ کے عادی ہیں اور بعض لوگ قرآن میں بہی اسکا تلفظ کرتے ہیں خصوصاً حرف لین سے قبل۔ اور بعض آدمی فتح متوسطہ کی ترقیق میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ امالہ مسموع ہوتا ہے یہ بہی جائز نہیں۔ افراط و تفریط سے بہر حال بچنا چاہیئے
[۵۲] ہمارے ائمہ امالہ اور تقلیل کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ مگر اس سے انکا صحیح ادراک مشکل ہے کیونکہ یہ کیف ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ پس ان کے معلوم کرنیکا اصل ذریعہ مشافہت اور سماعت ہے اور ان کے ادا کرنیکے لیئے زبان کا مشتاق ہونا لابدی ہے۔ اکثر مبتدی امالہ محضہ اور تقلیل میں فرق نہیں کر سکتے اور بعض فتح اور تقلیل میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کے لیئے ہم اردو کی مثال بتاتے ہیں جس سے وہ فرق سمجھ سکیں۔ پس یاد رکھو کہ امالہ محضہ کی آواز اردو میں کسرۂ مجہول اور یاء مجہول بعد از کسرہ کے مانند اور تقلیل کی آواز یاء مجہول بعد از فتح اور فتح مجہول کے مانند ہوتی ہے۔ یعنی اضجاع نہ فتح ہوتا ہے نہ کسرہ مگر کسرہ کی جانب میلان زیادہ ہوتا ہے اور بین بین میں اگرچہ فتح نہیں ہوتا مگر فتح سے بہت زیادہ قریب ہے۔ فافہم

اور الف خالص باقی نہ رہے مگر امالہ محضہ بھی نہ بنے تو تقلیل ہو جائیگی۔ اسی کو بین بین اور امالہ صغریٰ کہتے ہیں۔ اہل اداء دونوں پر امالہ کا اطلاق کرتے ہیں۔

فتح اور امالہ دونوں فصیح ہیں۔ دانی کہتے ہیں لغت میں فتح اور امالہ دونوں مشہور ہیں اور ان کو وہ فصحائے عرب استعمال کرتے تھے جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا فتح حجاز کا اور امالہ نجد تمیم قیس کا لغت ہے۔ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون اصل اور کون فرع ہے۔ محقق کہتے ہیں وہ ایک گروہ دونوں کو اصل اور دوسرا گروہ فتح کو اصل اور امالہ کو فرع کہتا ہے۔ کیونکہ امالہ کسی سبب سے ہوتا ہے جس کے فقدان پر فتح لازم ہو جاتا ہے۔ اور نیز ہر محل کا فتح جائز ہے مگر ہر مفتوح کا امالہ جائز نہیں

حمزہ خاص کلمات کے سوا اور کسائی ہر جگہ امالہ محضہ کرتے ہیں۔ ورش ہا، طہ کے سوا ہر جگہ تقلیل کرتے ہیں۔ بصری کا مذہب ذوات الراء میں ایک کلمہ کے سوا امالہ محضہ اور غیر ذوات الراء میں تقلیل ہے۔ مگر غیر ذوات الراء سے چار کلمات میں امالہ محضہ کرتے ہیں۔ باقی حضرات کا مسلک فتح ہے مگر ابن ذکوان چند کلمات میں جہاں واقع ہوں۔ ہشام و ابو بکر بعض بعض خاص الفاظ میں۔ اور حفص ایک لفظ میں امالہ محضہ اور قالون ایک کلمہ میں ہر جگہ بخلاف اور مقطعات میں سے دو حرفوں میں سے ایک جگہ تقلیل اور ایک لفظ میں امالہ محضہ کرتے ہیں مکی نے کہیں امالہ نہیں کیا۔ امالہ مشکل مسائل میں سے ہے اور خصوصاً بصری کا مذہب زیادہ دشوار ہے۔ جن حضرات کے لیئے امالہ نہ بیان کیا جائے اُن کیلئے فتح تصور کریں۔

امالہ کے دو سبب ہیں یا اور کسرہ۔ علماء نے ان کو دس اقسام پر منقسم کیا ہے۔ تفصیل مطولات میں دیکھو۔ اردو خوانوں کے لیئے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس تمہید کے بعد ہم مختلف فصول میں احکام امالہ بیان کرتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

# فصل اوّل امالہ بوجہ یا

حمزہؒ وکسائیؒ کلماتِ ذیل کے الف منقلبہ کا امالہ محضہ کرتے ہیں۔

**اول**۔ تمام اسماء وافعال ذوات الیاء[1] کا خواہ مرسوم بالیا ہوں یا نہ ہوں جیسے اَلْھَوٰی۔ اَلْھُدٰی۔ اَلْعَمٰی۔ اَلزِّنَا۔ اَلْفَتٰی۔ مَاْوٰہُ۔ مَثْوٰکُمْ۔ اَتٰی۔ اَبٰی۔ سَعٰی یَخْشٰی۔ یَرْضٰی۔ فَسَوّٰی۔ رَمٰی۔ رَضِیَ۔ رَاٰ۔ وغیرہ مگر لفظ تَوْرٰیۃ میں جہاں آئے حمزہؒ تقلیل کرتے ہیں۔

**دوم** تمام اسماء وافعال واوی کا جو مزید بنگئی[2] جیسے اَلْاَدْنٰی۔ اَلْاَعْلٰی۔ اَلْاَزْکٰی اَلْاَشْقٰی۔ زَکّٰی۔ اَزْکٰی۔ نَجّٰی۔ اَنْجٰی۔ یُدْعٰی۔ اِسْتَعْلٰی۔ اَدْنٰی۔ اَعْلٰی وغیرہ۔

**سوم**۔ الفات تانیث کا جو ہمیشہ فُعْلٰی۔ فَعْلٰی۔ فِعْلٰی۔ فُعَالٰی اور فَعَالٰی کے وزن پر آتے ہیں۔ جیسے اَلدُّنْیَا۔ اَلْاُنْثٰی۔ تَقْوٰی۔ نَجْوٰی۔ سِیْمَا۔ اِحْدٰی۔ کُسَالٰی۔ فُرَادٰی یَتٰمٰی۔ اَیَامٰی۔

---

[1] عربی میں بہت سے کلمات کے آخر میں واؤ یا یا تھی اہل زبان نے انکو الف سے بدل لیا جنمیں واو تھا ان کو ذوات الواو اور واوی جنمیں یا تھی ان کو ذوات الیا اور یائی کہتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ اسم مجرد کا تثنیہ اور فعل مجرد کی ماضی متکلم بنائی جاوے اگر واو ظاہر ہو تو واوی اور یا ظاہر ہو تو یائی ہے چنانچہ اسماء مندرجہ متن کا تثنیہ ھَوَیَان۔ ھُدَیَانِ۔ عَمَیَانِ۔ فَتَیَانِ۔ مَاْوَیَانِ۔ مَثْوَیَانِ اور افعال کی ماضی متکلم اَتَیْتُ۔ اَبَیْتُ۔ سَعَیْتُ۔ خَشِیْتُ۔ رَضِیْتُ۔ سَوَّیْتُ۔ رَمَیْتُ اور رَاَیْتُ آتی ہے۔ اور صَفَا۔ شَفَا۔ سَنَا۔ اَبَا اور عَصَا واوی ہیں انکا تثنیہ صَفَوَانِ شَفَوَانِ۔ سَنَوَانِ۔ اَبَوَانِ عَصَوَان آتا ہے۔ علی ہذا۔ دَعَا۔ دَنَا اور عَفَا واوی ہیں انکی ماضی متکلم دَعَوْتُ۔ دَنَوْتُ اور عَفَوْتُ آتی ہے۔

[2] واوی مزید بن جانے سے یائی ہو جاتے ہیں چنانچہ اسماء مندرجہ متن کا تثنیہ بحالت مجرد ہونے کے دَنَوَانِ۔ عَلَوَانِ۔ زَکَوَانِ اور شَقَوَانِ تھا اب اَدْنَیَانِ۔ اَعْلَیَانِ۔ اَزْکَیَانِ۔ اور اَشْقَیَانِ ہے اور اسی طرح افعال کی ماضی مجرد۔ زَکَوْتُ نَجَوْتُ۔ دَعَوْتُ۔ عَلَوْتُ۔ اور دَنَوْتُ تھی اب زَکَّیْتُ۔ اَزْکَیْتُ۔ نَجَّیْتُ۔ اَنْجَیْتُ اُدْعِیْتُ۔ اِسْتَعْلَیْتُ۔ اَدْنَیْتُ اور اَعْلَیْتُ ہے

**چہارم**۔ مادۂ احیاء کے اُن مشتقات کا جو واو کے بعد ہوں جیسے وَیَحْیٰی۔ وَلَا یَحْیٰی۔ وَلَا یُحْیٰی۔ وَ نَحْیَا۔

**پنجم**۔ کلمات ذوات الواو مکسور الاول اور مضموم الاول کا وہ۔ اَلرِّبٰوا اور اَلضُّحٰی اَلْعُلٰی اور اَلْقُوٰی ہیں۔

**ششم**۔ ان تمام کلمات کا جو امام میں بالیاء مرسوم ہیں جیسے مَتٰی۔ بَلٰی۔ عَسٰی۔ لَوْیٰلَتٰی۔ یٰحَسْرَتٰی۔ یٰاَسَفٰی۔ وَلَا تَضْحٰی۔ اور اسی میں اَنّٰی[1] استفہامیہ داخل ہے۔ مگر پانچ کلمات لَدٰی۔ مَازَکٰی۔ حَتّٰی۔ عَلٰی۔ اور اِلٰی باجماع امالہ سے مستثنٰی اور مفتوح ہیں۔

**ہفتم**۔ گیارہ[2] سورتوں۔ طٰہٰ۔ نجم۔ معارج۔ قیٰمۃ۔ نٰزعٰت۔ عبس۔ اعلیٰ۔ والشمس۔ والّیل۔ والضحٰی۔ اور علق کے فواصل یعنی سرآیات کا خواہ واوی ہوں یا یائی جیسے لِمَنْ یَّخْشٰی۔ وَ ضُحٰہَا وغیرہ۔ مگر فواصل ہٰ۔ (ضُحٰہَا نٰزعٰت) تَلٰہَا۔ طَحٰہَا (ہر دو شمس) اور اِذَا سَجٰی (والضحی) کو واوی اور مفتوح الاول ہونیکی وجہ سے حمزہؒ امالہ سے مستثنٰی کر کے بفتح پڑھتے ہیں۔ رؤس آیات میں سے الف تثنیہ اور الف مبدلہ از تنوین باجماع امالہ سے مستثنٰی ہیں ورشؒ نے اقسام مندرجہ صدر میں سے اَلرِّبٰوا کو باجماع ناقلین امالہ سے مستثنٰی کیا ہے اور باقی کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ بلا خلاف ممال اور بخلاف ممال۔

**پہلی قسم**۔ (الف) اَرٰىکَهُمْ[3] (انفال) کے سوا تمام

---

[1] اَنّٰی استفہامیہ مصاحف میں بیا مرسوم ہے۔ [2] حمزہؒ و کسائیؒ کیلئے انکا ذکر کا چنداں فائدہ نہیں ہے کیونکہ فواصل کا امالہ ان کیلئے اصول سابقہ میں داخل ہے۔ [3] ذوات الراء میں ورشؒ سے ازرقؒ صرف تقلیل اور اصبہانیؒ فتح روایت کرتے ہیں۔ مگر اَرٰىکَهُمْ میں طرق ازرقؒ میں اختلاف ہے۔ ابو بکر اذفویؒ۔ سطر سوسیؒ۔ اور ابو طاہر بن خلفؒ صرف فتح روایت کرتے ہیں۔ دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ سے فتح شیخ ابو القاسم خاقانیؒ اور امام ابو الحسنؒ سے تقلیل پڑھی ہے اور تمہید میں کہتے ہیں تقلیل ہی صواب ہے۔ جامع البیان میں کہتے ہیں قیاس تقلیل کا موید ہے مگر ابن ہلالؒ اور نحاسؒ کے اکثر تلامذہ فتح کہتے ہیں۔ تذکرہ۔ ہدایہ۔ تیسیر اور تلخیص العبارات میں تقلیل درج ہے۔ ابن بلیمہؒ کہتے ہیں اَرٰىکَهُمْ میں نافعؒ کی قراءت فتح ہے تقلیل ورشؒ نے اختیار کر لی تھی۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں میں نے دونوں طرح پڑھا ہے۔ مگر نافعؒ سے صرف فتح مروی ہے۔ ابن شریحؒ کہتے ہیں کہ میں نے فتح پڑھا ہے مگر تقلیل زیادہ مشہور ہے۔ شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ اور ازرقؒ سے دونوں منقول و ثابت ہیں لیکن اگرچہ ذوات قصیدہ سے ہے مگر نافعؒ کی قراءت فتح ہے ورشؒ نے تقلیل خود اختیار کی تھی۔ دونوں وجوہ صحیح و ماخوذ و معمول بہا ہیں۔

ذواتُ الرا[1] کلمات میں بلا شرط یعنی رئوس آیت ہوں یا نہوں ضمیر ملحق ہو یا نہو اور تَرٰا[2] کو بھی امالۂ راکیوجہ سے تمام اہلِ ادا نے اسی میں داخل کیا ہے (ب) قسم مقسم یعنی رئوس آیات میں سے اُن غیر ذوات الرا کلمات میں جن سے ضمیر متصل نہو اس قسم میں بلا خلاف تقلیل کرتے ہیں۔

قسم دوم - اٰذا کُھٰھُمْ ملی گیارہ سورتوں کے فواصل کے سوا تمام غیر ذوات الرا[3]

---

[1] ذوات الرا اُن کلمات کو کہتے ہیں جنمیں راالف ممال سے قبل یا بعد متصل واقع ہو جیسے یُبْشرٰی ذِکْرٰی - فی النّار - اَشْرار وغیرہ اور جن کلمات میں را متصل نہو جیسے رُءْیا - قُرْبٰی - مَرْضٰی وغیرہ ان کو اصطلاح اہل ادا میں ذوات الرا نہیں کہتے

[2] تَرٰا - مندرجۂ بالا تعریف کے لحاظ سے ذوالرا نہیں ہے لیکن ازرق کے تمام تلامذہ کا اسکے امالہ پر اجماع ہے کیونکہ اسمیں ہمزہ کیساتھ را کا امالہ بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے ائمہ نے اسکو ذوات الرا کیساتھ رکھا ہے۔

[3] غیر ذوات الرا و ذوات الیا میں جو فواصل نہوں - جامع البیان - شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجہ درج اور دونوں صحیح ہیں - اور گیارہ سورتوں کے جن غیر ذوالرا فواصل کے آخر میں ہا کنایہ مؤنث ہو - خواہ یائی ہوں جیسے بَنٰہَا یا وادی جیسے ضُحٰہَا - ابن غلبون - ابوالحسن - ابو محمد مکی بن ابی شریح - ابن سفیان - مہدوی - ابن الفحام - اور ابن بلیمہ وغیرہ صرف فتح کہتے ہیں - اور موسیٰ - ابو طاہر بن خلف ابوالفتح اور ابوالقاسم خاقانی وغیرہ تقلیل کہتے ہیں - دانی نے ان دونوں اقسام کے کلمات کو امام ابوالحسن سے بفتح اور شیخ ابوالفتح اور امام ابوالقاسم خاقانی سے بتقلیل پڑھا ہے اور ذوات الیا میں تیسیر و مفردات اور کتاب الامالہ میں تقلیل بتائی ہے - مگر تعجب ہے کہ ذوہا فواصل میں پہلی دونوں کتابوں میں صرف فتح بیان کیا ہے حالانکہ تیسیر و مفردات میں دانی نے روایت ورش ابوالقاسم خاقانی سے بیان کی ہے - مگر اس مسئلہ میں ابوالحسن کی قراءت پر اعتماد کیا ہے - خود دانی کتاب الامالہ میں کہتے ہیں "جن فواصل کے آخر میں ضمیر مؤنث ہو جو سورہ شمس اور بعض کلمات نزغت میں ہے - اسمیں رواۃ ورش کے درمیان اختلاف ہے مجھے ابوالحسن نے اپنی قراءت کی بنا پر فتح پڑھایا ہے - احمد بن صالح بھی ورش سے فتح روایت کرتے ہیں - ابوالفتح اور ابوالقاسم نے اپنی قراءت کی بنا پر مجھے تقلیل پڑھائی ہے - الازہر - ابو یعقوب اور داؤد نے بھی ورش سے تقلیل روایت کی ہے اور باب تقلیل بمذہب ورش در ذوات الیا غیر ذوالرا میں خواہ اس سے ضمیر ملحق ہو یا نہو تقلیل کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں میں نے ابوالحسن سے فتح - ابوالقاسم اور ابوالفتح سے بین بین پڑھا ہے اور اسی کو لیتا ہوں" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ دانی کے نزدیک تقلیل مختار ہے - مگر تیسیر و مفردات میں خلط طرق ہوگیا اور تیسیر میں اگرچہ نزغت و شمس کے اندر ورش کیلئے تقلیل بیان نہیں کی مگر باب الامالہ میں کہتے ہیں " ورش نے ان سب کو امالہ بین بین سے پڑھا ہے لیکن جن فواصل کے آخر میں ہا اور الف ہو ان کو فتح خالص سے پڑھتے ہیں - مگر اسکے اندر اہل ادا کا اختلاف ہے " شاطبی لکھتے ہیں " ذوات الیا میں ورش صرف بین اور اذا کہم اور ذوات الیا میں بخلاف بین بین کرتے ہیں لیکن رئوس الآیات میں ان کے لئے فتح کی صرف تقلیل ہی بشرطیکہ اسمیں ہا نہو" مطلب یہ ہے کہ غیر ذوالرا ذوات الیا میں اگر فواصل نہوں بخلاف اور فواصل میں بلا خلاف بین بین امالہ کرتے ہیں لیکن جن فواصل میں ہا ہو انکا وہ حکم ہے جو دیگر ذوات الیا کا - اس مسئلہ میں ائمہ معتبرین میں سب سے پہلی لغزش علامہ سخاوی سے ہوئی - چنانچہ وہ اپنی شرح میں کہتے ہیں " اسکی تین قسمیں ہیں اول ذوالرا جیسے ذِکْرٰہَا یہ بلا خلاف ممال ہے - دوم ذوات الواو جیسے ضُحٰہَا یہ بلا خلاف مفتوح ہے - سوم ذوات الیا جیسے بَنٰہَا اور سَوّٰہَا - اسمیں تقلیل بخلاف ہے" علامہ موصوف سے پہلے یہ توجیہ کسی نے نہیں کی - البتہ متاخرین میں سے بہت سے شراح شاطبیہ ان کے مقلد ہیں - محقق کہتے ہیں " یہ محض اجتہاد ہے جسکی تائید کسی روایت سے نہیں ہوتی - رواۃ ازرق نے تمام ذوہا غیر ذوالرا فواصل میں علی الاطلاق اختلاف بیان کیا ہے - خواہ یائی ہوں یا وادی اور جمہور نے غیر ذوہا فواصل میں یائی اور وادی ہونیکا کوئی فرق نہیں کیا - اسی طرح ان میں کوئی تفرقہ نہیں کیا سوائے صاحب کافی کے " نتیجہ یہ ہے کہ غیر ذوالرا کلمات اور تمام فواصل غیر ذوالرا میں جامع البیان - شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ مروی اور دونوں صحیح ہیں۔

کلمات میں اور ان غیر ذوات الرا فواصل میں جن کے آخر میں ہا ہو اس قسم میں بخلاف تقلیل کی ہے ازرقؒ سے تین مذہب منقول ہیں۔ ان میں سے دو کو مرکب کر کے دانیؒ نے چوتھا اور پانچواں مذہب نکالا ہے۔

اول۔ مطلقاً سب کا فتح۔ یہ ابن الفحامؒ کا مذہب ہے۔ اور وہ اسمیں منفرد ہیں اسی وجہ سے ماخوذ نہیں۔

دوم۔ مطلقاً سب کی تقلیل۔ خواہ راس آیت ہوں یا نہ ہوں۔ ہاء تانیث ملحق ہو یا نہ ہو۔ یہ طرسوسیؒ۔ ابو طاہر بن خلفؒ۔ ابو الفتحؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ کا مذہب ہے۔

سوم۔ ان رؤس آیات کی تقلیل جنکے ساتھ ضمیر تانیث متصل نہ ہو۔ اور ان رؤس آیات غیر ذوالرا کا جن سے ضمیر تانیث متصل ہو۔ اور ذوات الیاء کلمات کا جو راس آیت نہ ہوں فتح۔ یہ ابو الحسنؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ اور جمہور مغربی قراء کا مذہب ہے۔

چہارم۔ اُن رؤس آیات غیر ذوالراء کا فتح جنسے ضمیر متصل ہو باقی سب کی تقلیل بلاخلاف۔ یہ تیسیر و مفردات میں دانیؒ کا مذہب ہے۔ جو ان کے شیوخ کے مذاہب سے مرکب ہے۔

پنجم۔ اُن رؤس آیات کی جن سے ہا ملحق نہ ہو ذوالراء کی طرح بلاخلاف تقلیل اور اُن رؤس آیات غیر ذوالرا کی جن سے ہا ملحق ہو اور اُن ذوات الیاء کی جو راس آیت نہ ہوں بخلاف تقلیل۔ یہ جامع البیان اور کتاب الایجاز میں دانیؒ کا اور قصیدہ میں شاطبیؒ کا اور محقق ابن جزریؒ کا مذہب ہے محققؒ کہتے ہیں کہ یہی معمول و ماخوذ ہے اور یہی شاطبیہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں اسی پر عمل ہے اور میں اسی طرح پڑھاتا ہوں۔ والعلم عند اللہ۔

بصریؒ اقسام سبعہ بیان کردہ میں سے ذوات الرا میں امالہ محضہ۔ اور گیارہ سورتوں کے فواصل غیر ذوالرا اور ان الفات تانیث کی تقلیل کرتے ہیں

جو فُعلیٰ [۱] فَعلیٰ - اور فِعلیٰ کے وزن پر ہوں - مگر یٰبُشْرٰی (یوسف) میں ذوالراہونیکے باوجود فتح [۲] امالہ اور تقلیل مروی ہیں یعنی اسمیں تین وجوہ ہیں مگر فتح مقدم ہے - اور تَتْرَا [۳] (مومنون) میں وقفاً بخلاف [۴] امالہ کرتے ہیں اور ذوات الیا غیر ذوالرا میں سے سورہ اسراء میں

---

۱؎ فُعلیٰ - مثلث الفاء کی پہچان یہ ہے کہ اسکا پہلا حرف اصلی ہوتا ہے کلمہ سے جدا نہیں ہوسکتا اور اگر جدا ہو جائے جیسے اَدْنٰی - مَوْلٰی - مَاْوٰی - مَثْوٰی اور یُدْعٰی وغیرہ میں سے تو وہ فعلیٰ نہیں ہیں - افعل مفعل اور یفعل ہے - عربی نہ جاننے والوں کو فرق کرنا دشوار ہے لہذا ہم تمام کلمات درج کرتے ہیں جو اس وزن پر قرآن میں آتے ہیں -

فُعلیٰ - مضموم الفاء کے وزن پر تئیس [۲۳] کلمات ہیں - انمیں سے پانچ اُخْرٰی - کُبْرٰی - عُسْرٰی - یُسْرٰی اور شُوْرٰی - ذوالرا اور باقی اٹھارہ زُلْفٰی - قُرْبٰی - وُسْطٰی - حُسْنٰی - وُثْقٰی - طُوْبٰی - اُوْلٰی - اُنْثٰی - قُصْوٰی مُثْلٰی - سُفْلٰی - رُءْیَا - عُلْیَا - عُقْبٰی - سُوْاٰی - رُجْعٰی - دُنْیَا اور مُوْسٰی - غیر ذوالرا ہیں -

فَعلیٰ - مفتوح الفاء کے وزن پر تیرہ کلمات ہیں - انمیں سے دو اَسْرٰی اور تَتْرَا (غیر منون) ذوالرا اور باقی گیارہ تَقْوٰی - مَرْضٰی - نَجْوٰی - مَوْتٰی - شَتّٰی - قَتْلٰی - سَلْوٰی - صَرْعٰی - طَغْوٰی - دَعْوٰی اور یَحْیٰی غیر ذوالرا ہیں

فِعلیٰ مکسور الفاء کے وزن پر چھ کلمات ہیں - ان میں سے دو شِعْرٰی اور ذِکْرٰی [۱] ذوالرا باقی چار اِحْدٰی - سِیْمَا ضِیْزٰی اور عِیْسٰی غیر ذوالرا ہیں - طلبا ریاد رکھیں کہ مُوْسٰی - یَحْیٰی اور عِیْسٰی - میں الف تانیث نہیں ہے یہ عجمی اسماء ہیں اور حمزہ کسائی اور ورش کیلیے ان کے فعلی میں شمار کرنیکی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ بالیاء مرسوم ہیں اور وہ حضرات پانچ الفاظ کے سوا ہر الف مرسوم بیا کا امالہ کرتے ہیں - بصری ہی الیسے امالہ کرتے ہیں ان کے لیئے لازمی ہے کہ کلمہ حال یا ذوالرا ہو یا فعلی اس بناپر ائمہ نے انکو فعلی سے ملحق کر دیا ہے

۲؎ تمام اہل عراق اکثر اہل مغرب و اہل مصر یٰبُشْرٰی - میں صرف فتح کہتے ہیں - تیسیر - کافی - ہادی - ہدایہ اور تجرید میں فقط فتح درج ہے - دانی کہتے ہیں "عام اہل ادا فتح کہتے ہیں یہی ابن مجاہد کا مذہب ہے - اور میں نے یہی فتح پڑھا ہے اور یہی طریق سوسی یزیدی سے منصوص ہے" ابن مہران وغیرہ متعدد ائمہ امالہ محضہ کہتے ہیں اور ابن جبیر وغیرہ تقلیل بتاتے ہیں - شاطبی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں - محقق کہتے ہیں "میں نے تینوں وجوہ پڑھی ہیں لیکن فتح ازروے روایت اصح اور امالہ ازروی اصل قوی ہے" سیدؒ کہتے ہیں فتح ازروے نقل بہت زیادہ قوی ہے اور امالہ اگرچہ اسکے برابر نہیں مگر اصل کے مطابق ہے اور تقلیل ہر لحاظ سے ضعیف ہے پس اگر شاطبی تینوں وجوہ بیان نہ کرتے اور ہم تینوں کو نہ پڑھتے تو میں صرف فتح بیان کرتا ؎

۳؎ تَتْرًا کو مکی و بصری منون اور باقی حضرات غیر منون پڑھتے ہیں - ورش حمزہ اور کسائی کے لیئے اسمیں دَعْوٰی کے مانند الف تانیث ہے جسکی امالہ حالین میں کوئی خلاف نہیں - بصری کے نزدیک وصلاً بوجہ تنوین امالہ نہیں ہوسکتا - وقفاً خلاف ہے اکثر شیوخ فتح کہتے ہیں کیونکہ الف تنوین سے بدلا ہوا ہے اور الف تنوین میں باجماع امالہ نہیں ہوسکتا - دانی کتاب الامالہ میں کہتے ہیں - میں نے فتح پڑھا ہے اور یہی پڑھتا ہوں - یہی ابن مجاہد اور عبد الواحد اور دیگر ماہرین کا مذہب ہے" ابو محمد مکی کشف میں کہتے ہیں "وقفاً عدم امالہ معمول و ماخوذ ہے" اور بعض شیوخ وقفاً امالہ کہتے ہیں - اور الف کو الحاقی بتاتے ہیں - سیبویہ کے نزدیک تنوین آنے پر الف الحاق ساقط ہو جاتا ہے اور وقفاً دیگر ذوات الیاء کلمات کے مانند تنوین ساقط ہو کر الف الحاق لوٹ آتا ہے - بعض اہل مغرب کا میلان اسی کی جانب ہے - چنانچہ صاحب ملم النفرۃ کہتے ہیں "وقفاً ہمارا معمول امالہ ہے" شاطبی کا بھی یہی مفہوم ہے کہ وقفاً الف الحاق ہے - محقق کہتے ہیں - اکثر ائمہ کے اقوال سے فتح ثابت ہوتا ہے - اگرچہ الف الحاقی ہو کیونکہ تترا - اجماعاً بالالف مرسوم ہے اور ابو محمد مکی - ابن بلیمہ ابو طاہر بن خلف وغیرہ شیوخ ذوات الراء کے امالہ میں بالیاء مرسوم ہونے کی شرط لگاتے ہیں - اور اس سے انکا مقصد صرف

۴؎ تترا کا اخراج ہے" ماحصل یہ ہے کہ شاطبی نے وقفاً دونوں وجوہ بیان کی ہیں دونوں معمول ہیں مگر فتح اقوی اکثر کا مذہب اور

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى[1] میں اور رَاٰ کے صرف ہمزہ کا جہاں بھی قبل از متحرک واقع ہو امالہ محضہ کرتے ہیں۔ اسی طرح منصوص اور باجماع منقول ہے۔

دیگر کلمات مرسوم بالیاء میں سے دوریؒ۔ یٰوَیْلَتٰی۔ یٰحَسْرَتٰی۔ اور اَنّٰی استفہامیہ میں باجماع طرق یعنی بلا خلاف اور یٰاَسَفٰی[2] میں بخلاف تقلیل کرتے ہیں اور سوسیؒ نے چاروں کو مفتوح پڑھا ہے۔ اور باقی کلمات میں بصریؒ کا مذہب فتح ہے۔

تنبیہ۔ فواصل[3] کے امالہ میں حمزہؒ کسائیؒ نے اپنے اصول کی کہیں مخالفت نہیں کی۔ ورشؒ نے اپنی اصل سے یہ اختلاف کیا ہے کہ غیر ذوات الرا میں جن سے ہا ملحق نہ ہو بلا خلاف تقلیل کرتے ہیں۔ اور بصریؒ فعلی کے سوا غیر ذوات الرا۔ ذوات الیاء کا امالہ نہیں کرتے مگر فواصل میں بلا شرط تقلیل کرتے ہیں۔

---

[1] سورہ اسراء میں ایک دوسرا لفظ اور ہی فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اسمیں اور دیگر جگہ اس کلمہ میں بصریؒ کے لئے فتح ہے۔

[2] یٰاَسَفٰی میں شاطبیؒ نے دوریؒ کیلئے صرف تقلیل بیان کی ہے فتح نہیں بتایا جو سہو ہے۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں روی عن اہل عراق یعنی دوریؒ کے طریقہ سے یٰوَیْلَتٰی۔ یٰحَسْرَتٰی۔ اور اَنّٰی استفہامیہ کی تقلیل اور یٰاَسَفٰی کا فتح پڑھا ہے۔ اور اہل رقہ (یعنی سوسیؒ) کے طریقہ سے سب کا فتح پڑھا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "یٰاَسَفٰی میں فتح جمہور کا مذہب اور مشہور ہے گو دونوں وجوہ صحیح ہیں تقلیل زیادات قصیدہ سے ہے۔ ابوالحسنؒ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابوالحسن خیاطؒ۔ ھذلیؒ۔ ابو محمد مکیؒ صرف فتح کہتے ہیں۔

[3] فواصل کے امالہ کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کہاں کہاں آیت ہے اور کہاں نہیں۔ مشہور اعداد چھ ہیں ۱۔ مدنی اول ۲۔ مدنی آخر ۳۔ مکی ۴۔ بصری ۵۔ شامی ۶۔ کوفی۔ مدنی آخر امام نافعؒ اور ان کے تلامذہ کا شمار ہے ابو عمروؒ اہل بصرہ کے شمار کو مانتے ہیں۔ مگر قول دانیؒ و جعبریؒ وغیرہ دونوں حضرات مدنی اول کو روایت کرتے ہیں۔ ان گیارہ سورتوں میں نو جگہ کلمات ممالہ میں اختلاف ہے۔ اول طٰہٰ پر صرف کوفی۔ دوم وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى پر صرف شامی۔ سوم وَاِلٰهُ مُوْسٰى پر مدنی اول اور مکی۔ چہارم مِنِّيْ هُدًى۔ پنجم زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ دونوں پر غیر کوفی (پانچوں طٰہٰ) ششم عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى پر صرف شامی ہفتم۔ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پر غیر شامی (ہر دو نجم) ہشتم مَنْ طَغٰى پر بصری شامی اور کوفی (نزعت) نہم اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى پر غیر شامی (علق) آیت شمار کرتے ہیں۔ نتیجہ اختلاف چار کلمات میں ظاہر ہوتا ہے۔ اِلٰى مُوْسٰى۔ اِلٰهُ مُوْسٰى مَنْ تَوَلّٰى۔ اور مَنْ طَغٰى میں ورشؒ کے لئے تقلیل بخلاف ہے کیونکہ مدنی اخیر میں یہ رأس آیت نہیں ہیں اور بصری کے لئے پہلے دونوں کلمات میں فعلی ہونے اور مَنْ طَغٰى میں رأس آیت ہونیکی وجہ سے تقلیل اور مَنْ تَوَلّٰى میں فتح ہے اور اگر کہا جائے کہ دونوں حضرات مدنی اول کو مانتے ہیں تو اِلٰهُ مُوْسٰى میں ورشؒ کے لئے تقلیل بلا خلاف اور بصری کے لئے مَنْ طَغٰى میں فتح ہے۔ اور طٰہٰ میں رأس آیت ہونیکی وجہ سے نہیں حرف ہجا ہونیکی وجہ سے امالہ کیا ہے۔

## فصل دوم خاص الفاظ جن میں امالہ کرنے والوں میں سے بعض نے فتح اور فتح پڑھنے والوں میں سے بعض نے امالہ کیا ہے

کِلَاهُمَا میں صرف حمزہ کسائی۔ مَرْضَاتِ اور مَرْضَاتِی میں صرف کسائی اور مِشْكٰوةٍ میں فقط کسائی کے دوری امالہ کرتے ہیں ورش تقلیل نہیں کرتے اور یہی تین کلمات اور اَلرِّبٰوا ایسے الفاظ ہیں جنہیں ورش نے کسائی اور ان کے دوری کیساتھ امالہ نہیں کیا ورنہ جہاں کسائی یا کسائی کے دوری الف مبدلہ کا امالہ کرتے ہیں وہاں ورش کے لئے تقلیل ہوتی ہے۔

مادہ احیا کے جو مشتقات بغیر واو کے ہوں جیسے فَاَحْيَاكُمْ۔ ثُمَّ اَحْيَاكُمْ۔ اَحْيَا فَاَحْيَا اور لفظ خَطَايَا میں جہاں اور جس طرح آئے اور حَقَّ تُقٰتِهٖ (آلِ عمران) وَقَدْ هَدٰنِ (انعام) وَمَنْ عَصَانِیْ (ابراہیم) وَمَا اَنْسٰنِیْهُ (کہف) اَتٰنِیَ اور اَوْصٰنِیْ (بر دو مریم) فَمَا اٰتٰنِ (نمل) مَحْيَاهُمْ (جاثیہ) میں کسائی امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔

الرُّءْيَا۔ اور رُءْيَایَ میں جہاں ہو کسائی امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔ هُدَایَ (بقرہ و طٰہٰ) وَمَحْيَایَ (انعام) مَثْوَایَ (یوسف) میں کسائی کے دوری امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔ ورش کیلئے تقلیل صحیح اور معمول ہے۔

ف۱ ان تینوں کلمات کے بارہ میں تیسیر کی عبارت صاف اور واضح نہیں ہے جس سے بعض اہل ادا کو گمان ہوا کہ انہیں ورش امالہ نہیں کرتے لیکن دانی نے کتاب الامالہ میں ورش کے لئے صراحتاً تقلیل بیان کی ہے۔ محقق کہتے ہیں وہ صحیح وصواب یہ ہے کہ یہ تینوں کلمات ضابطہ امالہ میں داخل ہیں اور ان میں بلا شبہ ورش کے لئے تقلیل ماخوذ ہے یہی جملہ محققین کی رائے ہے۔ شیخ کہتے ہیں ان اہل ادا کا مقولہ جنہوں نے ورش کے لئے صرف فتح کہتے ہیں قابل التفات نہیں کیونکہ دانی نے ...

ف۲ اگرچہ تیسیر میں تقلیل کا صریحاً ذکر نہیں کیا مگر دیگر تصانیف میں تقلیل بیان کی ہے یہی صواب اور یہی تمام محققین کا مسلک ہے

رُءْ یَاكَ (یوسف) میں کسائیؒ کے دُوریؒ امالہ محضہ اور ورشؒ و بصریؒ تقلیل کرتے ہیں اور اَلی هُدَایَ سے رُءْیَاكَ تک اور حمزہؒ کلاھما کے سوا سب کل فتح پڑھتے ہیں۔

رَءَا (اسرا و فصلت) میں خلفؒ و کسائیؒ نون اور ہمزہ دونوں کا امالہ محضہ ورشؒ صرف ہمزہ کی تقلیل اور خلادؒ اضجاع کرتے ہیں۔ ابو بکرؒ نے اسرا میں ہمزہ کا امالہ محضہ اور فصلت میں فتح روایت کیا ہے۔ ہمزہ کیساتھ الف کا امالہ لازم ہے۔ شاطبیؒ نے دونوں جگہ سوسیؒ کے لئے ہمزہ کا امالہ محضہ بخلاف بیان کیا ہے مگر یہ طریقہ کے خلاف[1] اور ضعیف ہے پڑھا نہیں جائیگا۔

تَرَاءَ الْجَمْعَانِ (شعرا) میں حمزہؒ وصلاً مع اُسکے الف کے امالہ محضہ کرتے ہیں اور اگر تَرَاءَ[2] پر وقف کریں تو حمزہؒ را اور ہمزہ مسہلہ[3] دونوں کا مع الفات کے اور ورشؒ و کسائیؒ حسب قاعدہ ہمزہ اور اُسکے الف کا امالہ کرینگے اور ورشؒ کے لیئے مد بدل[4] ہی ہوگا۔

---

[1] دانیؒ تیسیر میں حسب عادت خلادؒ کا مذہب بیان کر کے بر سبیل حکایت بصیغۂ تمریض کہتے ہیں ”سوسیؒ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے“ شاطبیؒ نے اسکو حتماً بیان کیا ہے جو سہو ہے۔ محققؒ کہتے ہیں ”رَءَا میں سوسیؒ کے لیئے ہمزہ کا امالہ بیان کرنے میں شیخ ابو الفتحؒ متفرد ہیں انکے سوا تمام رواۃ کا بجمیع طرق فتح پر اجماع ہے اور کسی نے اُس کی مخالفت نہیں کی“ یہی حق ہے کہ اسمیں سوسیؒ کے لیئے امالہ نہیں اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو دانیؒ اپنے شیخ کی روایت کو بوجہ ضعیف نقل نہ کرتے۔ [2] تَرَاءَ اصل میں تَفَاعَلَ کے وزن پر تَرَاءَیَ تھا ضَمِّمَ اور تَمَاصَرَ کے مانند تھا یا متطرفہ فتح ماقبل کی وجہ سے الف سے بدل گئی جس سے تین الف جمع ہو گئے (الف تفاعل صورت ہمزہ اور الف مبدلہ) صورِ متماثلہ کے اجتماع کو ناپسند کرتے ہوئے دو الف حذف کر دیئے گئے اور رسم میں تَرٰءَ رہ گیا۔ اہل ادا کا اسپر اجماع ہے کہ الف مرسومہ صورت ہمزہ نہیں کیونکہ ہمزۂ مفتوحہ بعد الف کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور اسمیں اختلاف ہے کہ الف ثابتہ کونسا ہے الف تفاعل یا مبدلہ زایا۔ دانیؒ اور ان کے تلامذہ ابو داؤدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ الف مرسومہ الف مبدلہ زایا ہے۔ کیونکہ وہ لام فعل اور اصلی ہے۔ اور پہلا تفاعل کا زائد ہے اور زائدہ حذف ہونیکا زیادہ مستحق ہے۔ اور نیز لام فعل میں ابدال سے تعلیل ہو چکی ہے دوبارہ حذف سے تعلیل نہیں ہو سکتی ۔۔۔ اور یہ کہ دونوں ساکن ہیں قیاس چاہتا ہے کہ پہلے میں تغیر ہو۔ اور جعبریؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ الف تفاعل ہے [1] کیونکہ وہ خاص معنے کے لئے ہے دوسرا ایسا نہیں۔ پس دوسرا حذف ہونا چاہیئے۔ [2] دوسرا طرف کلمہ ہے اور حذف اطراف میں ہوتا ہے۔ [3] دوسرا بحالت وصل لفظاً محذوف ہی تھا یہی وہی محذوف ہونا چاہیئے۔ تاکہ ایک دوسرے سے مطابق ہو جائے [4] حذف اجتماع صورِ متماثلہ کی بنا پر ہوا ہے۔ اور یہ اجتماع دوسرے نے کیا ہے وہی حذف کیا جائیگا۔ [5] اور اگر دوسرا باقی رکھا جاتا تو از روئے قیاس بصورت یا لکھا جاتا۔ فافہم۔ [3] وقفاً ہمزہؒ کے لئے حسب قاعدہ ہمزہ کی تسہیل ہی ہوگی [4] قصر کیساتھ فتح۔ توسط کیساتھ تقلیل اور طول کیساتھ دونوں۔ کما مر۔

رَآ[۵۱] میں جبکہ اُسکے بعد ساکن اور ضمیر نہ ہو۔ابن ذکوانؒ ۔ابو بکرؒ۔حمزہؒ اور کسائیؒ را اور ہمزہ دونوں کا امالہ محضہ اور ورشؒ دونوں کی تقلیل۔اور بصریؒ ہمزہ کا امالہ محضہ کرتے ہیں۔ اور اگر اسکے بعد ضمیر ہو جیسے رَاٰہُ۔رَاٰھَا۔اور رَاٰکَ تب بھی یہی حکم ہے مگر اس صورت میں ابن ذکوانؒ کے لئے امالہ بخلاف ہے اور اگر اسکے بعد ساکن منفصل ہو جیسے رَاَ الْقَمَرَ اور رَاَ الشَّمْسَ تو صرف ابو بکرؒ و حمزہؒ را کا امالہ کرتے ہیں اور ہمزہ قبل از ساکن بالاجماع مفتوح ہے لیکن اگر را پر وقف کردیں تو اول الذکر کے مانند اختلاف ہوگا اور اگر اسکے بعد ساکن متصل ہو جیسے رَاَتْہُ اور رَاَیْتَ تو را بھی اجماعاً مفتوح ہے اور اب را پر وقف بھی جائز نہیں۔

شاطبیؒ نے رآ میں قبل از متحرک سوسیؒ کے لئے را کا اور قبل از ساکن منفصل سوسیؒ و ابو بکرؒ کے لیے را اور ہمزہ دونوں کا۔نیز سوسیؒ کے لئے صرف ہمزہ کا امالہ بخلاف بیان کیا ہے تینوں وجوہ طریقہ کے خلاف[۵۲] اور غیر ماخوذ ہیں۔

---

۵۱ رَآ قبل از متحرک غیر ضمیر سات جگہ ہے۔اول رَاٰ کَوْکَبًا (انعام) دوم رَاٰ اَیْدِیَہُمْ (ہود) سوم رَاٰ بُرْھَانَ چہارم رَاٰ قَمِیْصَہٗ (ہر دو یوسف) پنجم رَاٰ نَارًا (طہٰ) ششم مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَہٗ ۔ہفتم لَقَدْ رَاٰی مِنْ (ہر دو نجم) اور قبل از ضمیر نو جگہ اول رَاٰکَ (انبیاء) دوم وسوم رَاٰھَا تَہْتَزُّ (نمل وقصص) چہارم تا نہم رَاٰہُ (نمل۔فاطر۔صٰفّٰت۔نجم۔تکویر۔علق۔) اور قبل از ساکن منفصل چھ جگہ ہے اول رَاَ الْقَمَرَ۔دوم رَاَ الشَّمْسَ (انعام) سوم وچہارم رَاَ الَّذِیْنَ (نحل ۲) پنجم وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ (کہف) ششم رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ (احزاب)

۵۲ دانیؒ تیسیر میں قبل از متحرک را و ہمزہ کا امالہ بیان کرتے کہتے ہیں "سوسیؒ سے بھی حمزہؒ کے مانند روایت کیا گیا ہے" اور ساکن منفصل سے قبل را کا امالہ بیان کرکے کہتے ہیں "وہ خلفؒ نے یحیٰؒ سے اُنہوں نے ابو بکرؒ سے اور متعدد راویوں نے سوسیؒ سے قبل از متحرک کیطرح اسمیں بھی را اور ہمزہ دونوں کا امالہ نقل کیا ہے۔پھر کہتے ہیں "اور ان روایتوں میں سے یہ امالہ پڑھا ہے۔ پھر کہتے ہیں ابو حمدونؒ اور ابو عبدالرحمٰنؒ یزیدیؒ سے اسمیں بھی صرف ہمزہ کا امالہ روایت کرتے ہیں یہ سب صحیح اور معمول بہا ہیں" ان اقوال کی وجہ سے شاطبیؒ نے تینوں وجوہ جزماً بیان کردیں حالانکہ دانیؒ نے حسب عادت حکایتاً ذکر کیا ہے نہ روایتاً۔اور اگر روایتاً ہوتا تب بھی پسندیدہ نہ تھا۔کیونکہ تیسیر میں روایت سوسیؒ کا طریقہ موسیٰ بن جریرؒ اور روایت ابو بکرؒ کا طریقہ شعیبؒ بن ایوب صریفینی ہیں وہ دونوں انکو روایت نہیں کرتے۔محققؒ کہتے ہیں "ان تینوں وجوہ کے بیان کرنے میں شاطبیؒ اپنے طرق کے لحاظ سے متفرد اور تمام ناقلین کے خلاف ہیں۔میں نہیں جانتا کہ یہ وجوہ طرق تیسیر و شاطبیہ سے منقول ہوں بلکہ ہمارے طرق سے ہی مروی نہیں ہیں۔البتہ صاحب تجرید نے ابو بکرؒ و قرشیؒ سے موسیٰؒ کے لیے یہ وجہ نقل کی ہے مگر یہ قرشیؒ ہمارا طریقہ نہیں ہیں" (باقی برصفحہ ۲۷۹)

اَدْرٰی میں جہاں اور جسطرح آئے - ابو عمروؒ - ابو بکرؒ - حمزہؒ اور کسائیؒ بلا خلاف اور ابن
ذکوانؒ بخلاف امالہ محضہ اور ورشؒ تقلیل کرتے ہیں - دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے ابن ذکوانؒ کیلئے
فتح پڑھا ہے یہی ابن مہرانؒ - ابن بلیمہ اور ابن الفحامؒ کا مذہب ہے[۱] - اور ابوالحسنؒ سے امالہ پڑھا ہے - یہ
تذکرہ - ہادی - ہدایہ - تبصرہ - کافی - عنوان - اور مبہج میں ہے - دونوں صحیح ہیں[۲]۔

تَوْرٰیۃ میں جہاں آئے ابو عمروؒ - ابن ذکوانؒ اور کسائیؒ امالہ محضہ - ورشؒ و حمزہؒ بلا خلاف
اور قالونؒ بخلاف تقلیل کرتے ہیں - اور قالونؒ کے لئے فتح[۳] طریقہ کے زیادہ مطابق ہے - دانیؒ نے
بطریق عبدالباقیؒ و ابراہیمؒ و نحاسؒ ابوالفتحؒ سے فتح اور بطریق ابواحمد سامریؒ و حلوانیؒ ابوالفتحؒ سے
اور بطریق ابن غلبونؒ و قزاز و ابی نشیطؒ ابوالحسنؒ سے تقلیل پڑھی ہے دونوں صحیح ہیں
اور حمزہؒ کے لئے بطریق تیسیر و شاطبیہ صرف تقلیل ہی معمول و ماخوذ ہے۔

رَمٰی - (انفال) اَعْمٰی (ہر دو کلمات اسرا) سِوًی (طٰہٰ) سُدًی (قیٰمہ)
پانچوں کے امالہ محضہ میں ابو بکرؒ (مع ہمادی) کے امالہ محضہ میں حفصؒ اور رانصلا (احزاب کے) امالہ
میں ہشامؒ - حمزہؒ - کسائیؒ اور ورشؒ کیساتھ شریک ہیں۔

تنبیہ - سورہ اسراء کے پہلے کلمہ میں بصری بھی ہیں چنانچہ اوپر گذرا۔

افعالِ عشرہ جَآءَ - شَآءَ - زَادَ - خَافَ - خَابَ - حَاقَ - ضَاقَ - طَابَ
رَانَ - زَاغَ کی ماضی مجرد ثلاثی میں[۴] زَاغَتْ (احزاب و ص) کے سوا حمزہؒ الف کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور دانیؒ کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسیر اور شاطبیہ میں بلکہ جامع البیان میں کہتے ہیں " میں نے شیخ ابوالفتحؒ سے سوسیؒ کی
موسیٰ بن جریرؒ کے طریق کے سوا دیگر طرق سے خواہ اسکے بعد ساکن ہو یا نہ ہو دونوں کا امالہ پڑھا ہے " اسکے بعد محقق کہتے ہیں " جب یہ حال ہے تو امالہ
نہ طرق تیسیر پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہماری کتاب کے طرق پر " خود دانیؒ نے جامع البیان میں اسکی تصریح کرتے ہیں کہ ابن مجاہدؒ بطریق خلف کیلئے
قبل از ساکن دونوں کا امالہ پڑھتے تھے اور مدوح نے اسکو اسی طرح بیان کیا ہے - باقی تمام ناقلین ان کے خلاف ہیں اور قبل از ساکن
صرف را کا امالہ بیان کرتے ہیں - یہی صواب ہے " محقق کہتے ہیں وہ قبل از ساکن دونوں کا امالہ حسب بیان ابن مجاہدؒ و دانیؒ بطریق خلفؒ
ثابت ہو - باقی تمام ناقلین اسکے خلاف ہیں اور بطریق خلفؒ یحییٰؒ سے صرف را کا امالہ اور ہمزہ کا فتح نقل کرتے ہیں - واللہ اعلم

حاشیہ صفحہ ھذا - [۱] حمزہؒ کے لئے حسب اصل امالہ ہی منقول و ثابت ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں۔
[۳] دانیؒ نے تیسیر میں فتح کو اہمیت سے بیان نہیں کیا حالانکہ ابو نشیطؒ سے طریقہ بیان کردہ سے دانیؒ نے فتح پڑھا ہے۔
[۴] جَآءَ ۲۲۰ - شَآءَ ۱۰۶ - زَادَ ۱۵ - حَاقَ ۱۰ - خَافَ ۸ - ضَاقَ ۵ - خَابَ ۴ - زَاغَ ۲ (مَا زَاغَ البصر) [illegible]

جو عین کلمہ ہے۔ اضجاع کرتے ہیں اور اگر مضارع یا ماضی غیر مجرد ہو جیسے یَخَافُ۔ یَشَآءُ۔ اَزَاغَ۔ فَاَجَآءَ۔ تو امالہ نہیں کرتے۔ جَآءَ اور شَآءَ میں بلا خلاف اور زَادَ میں بخلاف ہر جگہ ابن ذکوانؒ ہی شریک ہیں اور فَزَادَهُمُ (کلمہ اول بقر) میں بلا خلاف امالہ کرتے ہیں۔ اور رَانَ کے امالہ میں ابوبکرؒ و کسائیؒ شریک ہیں۔

تنبیہ۔ ذوات الیا اور را کے سوا فصل ہذا کے جن الفاظ میں ورشؒ کے لیے تقلیل مذکور ہوئی وہ حسب قاعدہ بخلاف ہے۔ اور کِلْتَا[1] میں ہمارے طرق سے سب کے لیے فتح ہے۔ امالہ نہیں۔

مسئلہ اول۔ تقلیل، امالہ کیساتھ را ہر جگہ باریک ہوتی ہے۔ اور حروف مستعلیہ اگرچہ باریک نہیں ہوتے مگر امالہ کیساتھ انکی تفخیم مکسور کے برابر ہوتی ہے۔

مسئلہ دوم۔ اگر الف ممال کے بعد ساکن ہو تو چونکہ الف (جو محل امالہ ہے) ساقط ہو جاتا ہے۔ لہذا امالہ نہیں ہوتا جیسے مُوسَى الْكِتٰبَ۔ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔ الْاَقْصَا الَّذِي۔ طَغَى الْمَآءُ وغیرہ مگر سوسیؒ سے ذوات الرا قبل از ساکن میں بھی امالہ بخلاف منصوص ہے، دونوں وجوہ صحیح ہیں جیسے فَرَا الْتِيْ۔ ذِكْرَى الدَّارِ۔ وَيَرَى الَّذِيْنَ اور اگر را ممال کے بعد اسم جلالۃ ہو جیسے نَرَى اللّٰهَ تو فتح کے ساتھ اسم جلالۃ کی صرف تغلیظ اور امالہ کیساتھ تغلیظ و ترقیق دونوں جائز ہیں۔ امام عبدالباقیؒ کا مذہب ترقیق ہے اور یہی دانیؒ اور ابن حاجبؒ کے نزدیک مختار ہے۔ اور اگر کلمہ ممال پر وقف

---

[1] اہل کوفہ کہتے ہیں کہ کلتا میں الف تثنیہ ہے جس کا امالہ جائز نہیں اور اہل بصرہ کہتے ہیں الف تانیث ہے ذفعلی، وصلاً ساکن مابعد کی وجہ سے حسب قاعدہ امالہ نہیں وقفاً بھی اکثر اہل ادا امالہ کے خلاف ہیں۔ ابن شریحؒ وغیرہ نے اسپر ہی اجماع نقل کیا ہے مگر قالونؒ حسا ابن سوارؒ ابوالحسن خیاطؒ اور سبط الخیاطؒ وغیرہ وقفاً امالہ کہتے ہیں۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "حمزہؒ کسائیؒ کے لئے فتح پر وقف کیا جائے اور بصریؒ کے لیے بامالہ کیونکہ ان کے نزدیک الف تانیث ہے" محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ جید ہیں مگر میں فتح کو اختیار کرتا ہوں کیونکہ فتح کسائیؒ سے منصوص ہے" ہمارے شیوخ فتح پڑھاتے تھے یہی میرا معمول ہے

کردیا جائے تو باجماع ناقلین امالہ کرنیوالوں کے لئے حسب اصول امالہ ہوگا۔ لیکن اگر راکے بعد کا الف عامل جازم کیوجہ سے بالکلیہ حذف ہوجائے جیسے اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ۔ تو حالین میں امالہ قطعاً جائز نہیں کیونکہ ممال کا وجود ہی باقی نہیں رہا۔

مسئلہ سوم: جن ذوات الیا کلمات پر تنوین ہو (ذوالراہوں یا غیر ذوالرا) ان میں وصلاً باجماع امالہ نہیں ہوتا۔ جیسے ھُدًی۔ اَذًی۔ عَنْ مَّوْلًی۔ فِیْ قُرًی۔ قُرًی ظَاھِرَۃً۔ غُزًّی۔ ضُحًی وغیرہ اور اگر وقف کیا جائے تو دانی وغیرہ محققین ائمہ صرف امالہ کہتے ہیں جمہور اہل ادا کا یہی مذہب ہے۔ بلکہ بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ محقق کہتے ہیں "قبل از ساکن منفصل اور منون کلمات میں وقفاً صرف امالہ ماخوذ و معمول اور نصاً واداءً ثابت ہے متقدمین میں سے کسی کا قول اسکی خلاف نہیں پایا جاتا بلکہ امالہ پر نص[۲] موجود ہے" پھر کہتے ہیں

[۱] دانی نے تیسیر میں وقفاً ذوات الیا منون میں امالہ بیان کیا ہے مگر شاطبی نے تین مذہب بیان کردیے اول مطلقاً امالہ۔ دوم مطلقاً فتح۔ سوم مرفوع ومجرور میں امالہ اور منصوب میں فتح اور اسی کو ترجیح بھی دی ہے۔ مگر یہ شاطبی کا اجتہاد ہے جس میں انہوں نے نحاۃ کا مسلک قراء کے مذہب سے مخلوط کردیا۔ محقق کہتے ہیں "ذوات الیا منون کا فتح بیان کرنے میں شاطبی متفرد ہیں ان کے اور ان کے متبعین کے سوا کسی نے فتح نہیں بتلایا۔ اور میں ائمہ اہل ادا میں سے کسیکو نہیں جانتا جو فتح کہتا گیا ہو یا اسکا اشارہ کیا ہو اور نہ قرات کی کتابوں میں سے میں نے کسی کتاب میں فتح دیکھا۔ فتح نحاۃ کا مسلک ہے جسکو انہوں نے قیاس سے نکالا ہے۔ نص سے نہیں۔ نحوی اس الف کے بارہ میں مختلف الرائے ہیں جو وقفاً پیدا ہوتا ہے۔ بعض تنوین سے بدلا ہوا بتاتے ہیں۔ اور بعض یا متطرفہ سے" دانی جامع البیان میں کہتے ہیں "الف کا اصلی ہونا تین وجہ سے اوجہ اور اصح ہے۔ اول صحابہ کرام نے باجماع اس الف کو بصورت یا لکھا ہے۔ دوم۔ ائمہ قرات و عربیت سے وقفاً امالہ منصوص ہے۔ سوم۔ بعض اہل عربیت منون منصوب پر بھی بلا بدل وقف کرتے ہیں۔ ان امور ثلثہ کا اقتضا یہ ہے کہ موقوف علیہ اصلی ہو منقلب از تنوین نہیں۔ کیونکہ الف تنوین باجماع مرسوم بالیا نہیں ہوتا اور نہ اسکا امالہ ہوسکتا ہے" نیز کہتے ہیں "اہل ادا کا عمل امالہ پر ہے اور اسی کی نص و قیاس سے تائید ہوتی ہے" محقق دانی کی رائے نقل کرکے کہتے ہیں "پس یہ اختلاف غیر معتبر ہے جس پر عمل نہیں اور نحاۃ کا اختلاف ہے اہل ادا اور قراء کا اس سے کوئی علاقہ نہیں"

[۲] ابوبکر ابن الانباری ادریس سے وہ خلف سے روایت کرتے ہیں کہ "میں نے کسائی کو ھُدًی۔ مُصَفًّی۔ مُسَمًّی۔ مُصَلًّی۔ مُسَمًّی۔ قُرًی اور سُدًی پر بالیا وقف کرتے دیکھا ہے۔ نیز خلف حکایت کرتے ہیں کہ کسائی کہتے تھے کہ اَحْیَا النَّاسَ۔ اَلْاَقْصَا الَّذِیْ۔ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ۔ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ۔ طَغَی الْمَاءُ اور مِنْ رِّبًوا پر امالہ والوں کے لئے یا سے وقف ہوتا ہے" حبیب بن اسحق داؤد بن ابی طیبہ سے وہ ورش سے وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ مُّسَمًّی۔ مُفْتَرًی وصل میں مفتوح اور وقف میں مکسور ہیں۔

ابوالحسنؒ - مہدویؒ - ابو معشرؒ - سبط الخیاطؒ - اور حافظ ابوالعلاؒ وغیرہ ائمہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے - ہمنے اپنے تمام شیوخ سے امالہ پڑھا ہے اور کسی سے اسکے خلاف ایک حرف نہیں سُنا اور یہی قیاس صحیح ہے"

مسئلہ چہارم - اگر الف مبدلہ کے بعد ہمزہ ساکنہ آجائے جیسے اِلَی الْهُدَی ائْتِنَا تو ورشؒ وحمزہؒ اپنے اپنے اصول کے مطابق ہمزہ کو الف سے بدل لیتے ہیں اس حال میں (یعنی وصلاً) فتح ماخوذ ہے - دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "فتح اور امالہ دونوں کا احتمال ہے - اگر الف کو ہمزہ سے مبدلہ کہیں تو فتح ہے اور اگر یا سے مبدلہ کہیں تو امالہ ہے - اول اقیس ہی کیونکہ الهدی کا الف وصلاً قبل از ابدال مفقود ہو گیا تھا - پس واجب ہے کہ (بحالتِ وصل) ابدال کے بعد وہ اسی طرح حذف رہے کیونکہ یہ تخفیف عارضی ہے" محققؒ کہتے ہیں "صحیح وماخوذ فتح ہی" یہی حق ہے کیونکہ یہ حالت وصلی ہے -

فائدہ - غیر ذوات الراء کلمات میں ورشؒ کے لیئے امالہ بخلاف ہی - اگر ایسا کلمہ مدبدل کیساتھ جمع ہو جائے جیسے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ - اٰمَنَ لِمُوْسٰى - تو جعبریؒ وغیرہ شراح شاطبیہ مدبدل کی ہر وجہ کیساتھ فتح اور تقلیل بتاتے ہیں - مگر ہمارے طرق پر صرف چار وجوہ جائز ہیں ۱و۲ فتح کیساتھ قصر وطول ۳و۴ تقلیل کیساتھ توسط اور طول یا ۱ قصر کے ساتھ صرف فتح ۲ توسط کیساتھ صرف تقلیل ۳و۴ اور طول کیساتھ دونوں کیونکہ رواۃ قصر نے تقلیل اور رواۃ توسط نے فتح روایت نہیں کیا - لہذا قصر کیساتھ تقلیل اور توسط کیساتھ فتح پڑھنے سے خلط طرق ہو جاتا ہے - اور لطرق نشر توسط کیساتھ فتح جائز ہے مگر قصر کیساتھ تقلیل کسی طرح درست نہیں -

# فصل سوم امالہ بوجہ کسرہ

بصریؒ و دوریؒ ہر اس الف کا جسکے بعد راء متطرفہ مجرورہ ہو امالۂ محضہ اور ورشؒ بلاخلاف تقلیل کرتے ہیں خواہ الف اصلی ہو یا زائدہ جیسے۔ اَنْصَارٍ۔ اَبْصَارٍ۔ الدَّارِ۔ الْغَارِ۔ قَهَّارٍ۔ غَفَّارٍ۔ وَالنَّهَارِ۔ الْكُفَّارِ۔ وَالدِّيَارِ۔ وَالْفُجَّارِ۔ وَالْاَبْكَارِ۔ بِدِينَارٍ۔ بِقِنْطَارٍ۔ بِمِقْدَارٍ۔ وَاَوْبَارِهَا۔ وَاَشْعَارِهَا۔ وَاٰثَارِهَا۔ وَاٰثَارِهِمْ۔ وَاَبْصَارِهِمْ۔ وَدِيَارِهِمْ۔ وَحِمَارِكَ۔ وغیرہ اور اسی میں كَافِرِينَ اور الْكَافِرِينَ (جمع بالیاء) داخل ہے مگر وَالْجَارِ (سورہ نساء دوجگہ) اور جَبَّارِينَ[1] (مائدہ و شعراء ایک ایک) کو بصریؒ قطعاً امالہ سے مستثنیٰ کرکے بفتح پڑھتے ہیں اور ورشؒ کے لئے ان چاروں میں تقلیل بخلاف ہے اور دو کلمات اَلْقَهَّارِ اور الْبَوَارِ کی تقلیل میں حمزہؒ بھی شریک ہیں اور جن کلمات میں را مکرر ہو جیسے قَرَارٍ۔ الْاَشْرَارِ۔ الْاَبْرَارِ۔ وغیرہ۔ انمیں بصریؒ و کسائیؒ امالۂ محضہ اور ورشؒ و حمزہؒ تقلیل کرتے ہیں

اَلنَّاسِ[2] مجرور میں جہاں آئے دوریؒ امالۂ محضہ کرتے ہیں۔ غیر ذوات الراء میں سے یہ تیسرا کلمہ ہے جسمیں بصریؒ نے امالۂ محضہ کیا ہے۔

اٰذَانِهِمْ۔ اٰذَانِنَا۔ طُغْيَانِهِمْ۔ سَارِعُوا۔ يُسَارِعُ۔ اور نُسَارِعُ میں

---

[1] جَبَّارِينَ میں را مجرور نہیں بلکہ محل نصب میں مکسور ہے متطرفہ ہونیکی بنا پر ساتھ بیان ہوتی ہے۔

[2] شاطبیہ سے اَلنَّاسِ مجرور میں بصریؒ کے لئے امالہ بخلاف معلوم ہوتا ہے۔ ابن القاصحؒ وغیرہ نے یہی تصریح کی ہے۔ مگر یہ تشریح صحیح نہیں۔ دانیؒ کہتے ہیں "مجھے ابوالقاسمؒ فارسی نے بطریق عبدالواحدؒ الناس مجرور کا امالہ اور دوریؒ نے فتح پڑھایا ہے۔" فارسیؒ و عبدالواحدؒ روایت دوریؒ کا طریقہ ہیں۔ شاطبیہ میں تسامح ہے۔ اسی وجہ سے سخاویؒ کو یہ تشریح کرنی پڑی کہ الناس مجرور میں خلاف مرتب ہے یعنی دوریؒ کیلئے امالہ اور سوسیؒ کے لئے فتح۔ خلاف مفرع نہیں کہ ہر ایک کے لئے دو دو وجوہ ہوں۔

ہر جگہ۔ بَارِئِکُمْ (بقرہ دو) ۔ اَلْبَارِئُ (حشر) اَلْجَوَارِ (شوریٰ ۔ رحمٰن ۔ تکویر)
مَنْ اَنْصَارِیْ[1] (صف) میں کسائیؒ کے دوریؒ امالہ محضہ کرتے ہیں اور سب فتح پڑھتے ہیں
فِی الْمِحْرَابِ مجرور میں بلا خلاف اور اَلْمِحْرَابَ منصوب اور عِمْرَان میں ہر جگہ۔
اِکْرَاهِهِنَّ (نور) وَالْاِکْرَامِ (رحمٰن دو) سب میں ابن ذکوانؒ بخلاف[2] امالہ محضہ
کرتے ہیں۔ نیز حِمَارِ اور حِمَارِكَ کے امالہ محضہ میں بخلاف شریک ہیں۔
مَشَارِبُ (یٰسٓ) اٰنِیَةٍ (غاشیہ) عَابِدٌ اور عَابِدُوْنَ (کفرون) میں ہشامؒ
امالہ محضہ کرتے ہیں۔

هَارٍ (توبہ) کے امالہ محضہ میں بصریؒ دوریؒ کے ساتھ بطرق تیسیر قالونؒ۔ ابو بکرؒ۔ اور
ابو الحارثؒ بلا خلاف اور ابن ذکوان بخلاف شریک ہیں اور ورشؒ حسب قاعدہ تقلیل کرتے ہیں۔
ضِعَافًا (نساء) اور اٰتِیْكَ (نمل میں دو جگہ) خلفؒ بلا خلاف اور خلادؒ بخلاف امالہ کرتے ہیں
شاطبیؒ نے یُوَارِیْ اور اُوَارِیْ (مائدہ)[3] میں کسائیؒ کے دوریؒ کے لئے امالہ بخلاف
بتایا ہے۔ مگر یہ ہمارے طرق سے نہیں ہے اور پڑھا نہیں جاتا۔
مسئلہ۔ جن کلمات میں امالہ کسرۂ متطرفہ کیوجہ سے کیا جاتا ہے۔ ان میں وقف و ادغام کی حالت میں بھی

---

[1] مَنْ اَنْصَارِیْ میں ر مجرور نہیں بلکہ محل رفع میں مکسور ہے۔
[2] دانیؒ نے ابن ذکوانؒ کیلئے محراب منصوب کے سوا سب کلمات میں امالہ بلا خلاف بیان کیا ہے۔ فتح زیادات قصیدہ سے ہے مگر صحیح ہے۔
[3] دانیؒ حسب عادت۔ تیسیر میں حکایۃً کہتے ہیں "میرے شیخ ابو القاسم فارسیؒ ابو طاہرؒ سے وہ ابو عثمانؒ ضریر سے وہ ابو عمرؒ دوریؒ سے مائدہ میں یُوَارِیْ اور اُوَارِیْ کا امالہ روایت کرتے ہیں اور ابو عثمانؒ موصوف کے سوا دوریؒ سے اور کسی نے یہ امالہ روایت نہیں کیا اور اس طریقہ سے وہ اسکو پڑھتے تھے یا میں پڑھتا ہوں اور میں امام ابن مجاہدؒ کے طریقہ سے ان کو بفتح پڑھتا ہوں"۔ اسی بنا پر شاطبیؒ نے ان میں امالہ بیان کر دیا حالانکہ یہ خلاف طریق ہے کیونکہ تیسیر میں روایت دوریؒ فارسیؒ ابو طاہرؒ اور ابو عثمانؒ سے منقول نہیں۔ بلکہ ابو الفتحؒ عبد الباقیؒ۔ ابن الجلنداؒ۔ اور جعفر بن محمد نصیبیؒ سے مروی ہے۔ اور ان نصیبیؒ سے تمام ناقلین فتح روایت کرتے ہیں۔ اور یہی ماخوذ ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "مائدہ کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ابو عثمان ضریرؒ نے اعراف میں بھی یُوَارِیْ کا امالہ روایت کیا ہے۔ شاید دانیؒ کے شیخ فارسیؒ کی کتاب میں سے اعراف کا ذکر سہواً چھوٹ گیا" کوئی وجہ ہو اسمیں امالہ نہیں ہے۔ اسکے سوا ابھی بعض حروف ابو عثمان ضریرؒ نے روایت کیے ہیں مگر وہ پڑھے نہیں جاتے یہی کیفیت اس امالہ کی ہے۔

امالہ ہوتا ہے کیونکہ محل امالہ علی حالہ موجود ہے اور یہ سکون عارضی ہے لہذا اسکا اعتبار نہیں کیا جاتا اکثر محققین کا یہی مذہب ہے۔ تیسیر۔ شاطبیہ۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ ارشاد۔ غایہ۔ عنوان۔ تلخیص اور تلخیص العبارات وغیرہ میں یہی درج ہے۔ دانیؒ۔ ابن مہرانؒ ہذلیؒ اور قلانسیؒ نے اسکو مختار بتایا ہے۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں ”وقفاً امالہ ہی صحیح ہے خواہ وقف بالسکون کیا جائے۔ یا بالروم۔ فتح نہ قوی ہے اور نہ جید کیونکہ وقف واجب ولازم نہیں۔ پس سکون عارضی ہے۔

## فصل چہارم مقطعات یعنی حروف ہجا کا امالہ

بعض سورتوں کے شروع میں مقطعات یعنی حروف ہجا کے اسماء واقع ہوئے ہیں۔ انمیں سے حا۔ را۔ طا۔ ہا اور یا کا امالہ کیا جاتا ہے۔

ابو بکرؒ وکسائیؒ پانچوں کا ہر جگہ۔ اور حمزہؒ ہا مریم کے سوا پانچوں کا جہاں آئیں امالہ محضہ کرتے ہیں۔ مدنیؒ ہا و یا مریم میں تقلیل[1] کرتے ہیں۔ قالونؒ کے لئے فتح بھی صحیح اور مطابق طریقہ ہے۔ ورشؒ ہا طٰہٰ کا امالہ محضہ اور ہا و را کی ہر جگہ تقلیل کرتے ہیں۔ بصریؒ را و ہا کا امالہ محضہ اور حا کی تقلیل کرتے ہیں۔ اور دانیؒ وشاطبیؒ نے سوسیؒ کے لئے

---

[1] دانیؒ بطریق عبد الباقیؒ وابی نشیطؒ ہا و یا کا فتح پڑھا ہے۔ تیسیر کا یہی طریقہ ہے جملہ اہل عراق اور اکثر مغربی اہل اداء فتح کہتے ہیں دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ اور امام ابو الحسنؒ سے بطریق عبد اللہ ابن حسینؒ سامریؒ وحلوانیؒ تقلیل ہی کی ہے۔ اور تیسیر میں تقلیل ہی بیان کی ہے فتح نہیں بتایا پس ان مقامات میں جنمیں دانیؒ طریقہ سے نکل گئے تیسیر وشاطبیہ کے علاوہ تلخیص عنوان اور تذکرہ اور کامل میں بھی تقلیل ہی درج ہے اور کافی وتبصرہ میں تقلیل بخلاف مذکور ہے۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں ”مدنیؒ بین بین پڑھتے تھے مگر ان سے فتح بھی منقول ہے اور اول مشہور ہے“ قالونؒ کے لئے تقلیل وفتح دونوں صحیح ہیں فتح طریقہ کے مطابق اور تقلیل زیادہ مشہور ہے۔ ۱۲

یار مریم کا بھی امالہ بخلاف[1] بیان کیا ہے۔ شامیؒ را اور یار مریم کا اور ابن ذکوانؒ حا کا امالہ کرتے ہیں باقی حضرات کا مسلک فتح ہے۔

# فصل پنجم امالۂ ھاءِ تانیث

ہاءِ تانیث سے مراد وہ ہا ہے جو اسم کے آخر میں ہوتی ہے اور وصلاً تا اور وقفاً ہا[2] پڑھی جاتی ہے جیسے۔ رَحْمَةٌ اور نِعْمَةٌ۔ بحالتِ وقف اسکا امالہ مذہب کسائیؒ کیساتھ مخصوص ہے[3] اور امالہ کے اعتبار سے اسکی چار قسمیں ہیں۔ (۱) اجماعاً غیر ممال۔ (۲) مختلف فیہ (۳) بعض حالات میں ممال اور بعض حالات میں مختلف فیہ (۴) بالاجماع ممال۔

قسم اوّل۔ اگر ھاءِ تانیث سے قبل الف ہو (جو کچھ ہمارے میں آتا ہے) صَلٰوةَ۔ زَكٰوةَ۔ حَيٰوةَ نَجَاةَ۔ غَدٰوةِ۔ اور مَنٰوةَ تو باجماع ناقلین امالہ نہیں ہوتا۔ ورنہ ماقبل الف کا بھی امالہ کرنا پڑیگا جس سے تین حروف کا امالہ ہوجائیگا جو مقصد کے خلاف[4] ہے۔

---

(۱) دانیؒ نے بطریق ابن جریرؒ سوسیؒ کے لیئے یا کا فتح پڑھا ہے۔ ابن بلیمہؒ نے بطریق عبدالباقیؒ بن فارسؒ وابوبکرؒ قرشی اور نسائیؒ نے اپنی کتاب میں سوسیؒ سے نصاً اور دانیؒ نے جامع البیان میں ابوالحسنؒ رقی۔ اور ابوعثمان ضریرؒ نحوی سے یا کا امالہ روایت کیا ہے۔ نیز ابو الفتحؒ سے ابن جریرؒ کے طرق کے سوا دیگر طرق سے امالہ پڑھا ہے اور جامع البیان میں خود تصریح کی ہے۔ مگر تیسیر و مفردات میں تدلیس ہوگئی اسی وجہ سے شاطبیؒ نے بخلاف امالہ بیان کیا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں امالہ ان طرق سے ثابت ہے جو نہ تیسیر و شاطبیہ کے طرق ہیں اور نہ ہماری کتاب کے "سوسیؒ کے لیئے یا کا فتح اصح اور امالہ ضعیف ہے مگر متروک نہیں۔ (۲) ہاءِ تانیث بحالت وقف ہر امر میں الف تانیث سے مشابہ ہے۔ دونوں زائدہ ہیں اور دونوں تانیث کیلئے ہیں دونوں کا ماقبل مفتوح اور دونوں ساکن ہیں دونوں ہم مخرج یا قریب المخرج دونوں حرف خفی اور بیان کے محتاج ہیں الف تانیث کا امالہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ وہ الف مبدلہ از یا کیساتھ مشابہ ہے۔ ہاءِ تانیث کا امالہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ وہ الف تانیث سے ہر لحاظ اور مطلق الف سے متعدد امور میں مشابہ ہے۔ (۳) بمذہب کسائیؒ۔ ذَاتَ۔ هَيْهَاتَ۔ اَللّٰتَ اور لَاتَ بھی اسی میں ملحق ہیں مگر تَوْرٰىةَ۔ تُقٰىةَ۔ مَرْضَاةَ۔ مُزْجٰىةٍ اور مِشْكٰوةٍ کا اس باب سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ ان میں الف منقلبہ کیوجہ سے امالہ ہوتا ہے۔ (۴) یعنی مقصود ہاءِ تانیث اور حرکت ماقبل کا امالہ ہے اور یہی مسموع و منصوص ہے ماقبل کے ماقبل کا امالہ مقصد پر زیادتی اور افراط ہے۔

قسم دوم۔ اگر ہاء تانیث سے قبل حا و عین یا سبعہ مستعلیہ میں سے کوئی حرف[ل] ہو تو امالہ میں اختلاف ہے۔

سوم۔ اگر ہاء تانیث سے قبل حروف اکھر (ہمزہ۔ کاف۔ ہا۔ را) میں سے کوئی حرف ہو اور اُس حرف سے قبل کسرہ یا یاء ساکنہ ہو تو باجماع امالہ کرتے ہیں خواہ کسرہ اور اُس حرف کے درمیان کوئی ساکن فاصل ہو۔ اور اگر اس سے قبل کسرہ اور یاء ساکنہ میں سے کوئی نہ ہو تو قسم دوم کی طرح امالہ میں اختلاف ہے۔

ابن مجاہدؒ۔ نقاشؒ۔ عبدالواحدؒ۔ شذائیؒ۔ ابن مہرانؒ۔ ابوالحسنؒ۔ ابومحمد مکیؒ۔ ابن سفیانؒ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ۔ ابوعلیؒ مالکی۔ ابوطاہر بن خلفؒ۔ ابوعلیؒ عطار۔ اور ابواسحٰق طبریؒ وغیرہ ائمہ قسم دوم میں اور قسم سوم کی آخر شق میں فتح مختار بتاتے ہیں۔ دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ سے فتح ہی پڑھا ہے یہی محققؒ کے نزدیک مختار ہے اور اہل ادا کی ایک جماعت حلقی ہونے

---

ل سات اسماء میں ہاء تانیث سے قبل حاء مہملہ آتی ہے۔ صَیْحَةٌ۔ نَفْحَةٌ۔ لَوَّاحَةٌ۔ اَلنَّطِیْحَةُ۔ اَشِحَّةً۔ اَجْنِحَةٍ۔ اور مُفْتَحَةً۔ اور دو میں خاء معجمہ اَلصَّاخَّةُ۔ نَفْخَةٌ۔ اور چھ میں صاد مہملہ خَالِصَةٌ۔ شَاخِصَةٌ۔ خَصَاصَةٌ۔ خَاصَّةً۔ مَخْمَصَةٍ اور غُصَّةٍ۔ اور نو میں ضاد معجمہ۔ رَوْضَةٍ۔ قَبْضَةً۔ فَرِیْضَةً۔ بَعُوْضَةً۔ خَافِضَةٌ۔ دَاحِضَةٌ۔ فِضَّةٍ۔ عُرْضَةً اور مَقْبُوْضَةٌ۔ اور تین میں طاء مہملہ۔ بَسْطَةً۔ حِطَّةٌ۔ اور مُحِیْطَةٌ اور تین میں ظاء معجمہ غِلْظَةً۔ مَوْعِظَةٌ۔ اور حَفَظَةً اور اٹھائیس اسماء میں عین مہملہ۔ جیسے سَبْعَةٍ۔ صَنْعَةَ۔ طَاعَةٌ اور اَلسَّاعَةُ وغیرہ اور چار میں غین معجمہ صِبْغَةً۔ مُضْغَةً۔ بَازِغَةً اور بَالِغَةٌ۔ اور اُنیس میں قاف معجمہ جیسے اَلْحَاقَّةُ۔ نَاقَةُ۔ اَلصَّاعِقَةُ۔ طَاقَةَ وغیرہ۔

ل ہمزہ سے قبل دو اسماء کَهَیْئَةِ اور خَطِیْئَةٍ میں یاء ساکنہ اور پانچ الفاظ فِئَةٍ۔ مِائَةَ۔ نَاشِئَةَ۔ سَیِّئَةً۔ اور خَاطِئَةٍ۔ میں کسرہ ہے۔ کاف سے قبل اَلْاَیْکَةِ میں یاء ساکنہ اور چار الفاظ ضَاحِکَةٌ۔ مُشْرِکَةٍ۔ اَلْمَلٰٓئِکَةُ۔ اَلْمُؤْتَفِکَةَ میں کسرہ ہے ہاء سے قبل تین الفاظ اٰلِهَةً۔ فَاکِهَةً اور وِجْهَةٌ میں کسرہ ہے یاء ساکنہ کہیں نہیں۔ راء سے قبل چھ کلمات کَثِیْرَةً۔ کَبِیْرَةً۔ صَغِیْرَةً۔ ظَهِیْرَةً۔ تَجِیْرَةٍ۔ اور بَصِیْرَةٌ میں یاء ساکنہ اور تیئس کلمات میں کسرہ پایا جاتا ہے۔ جیسے اٰخِرَةً۔ حَاضِرَةً۔ عِبْرَةً۔ سِدْرَةِ وغیرہ

ل ہمزہ چار کلمات اَلنَّشْاَةَ۔ سَوْءَةَ۔ اِمْرَاَةٌ۔ اور بَرَاۗءَةٌ میں فتح کے بعد اور کاف چھ اسماء بَکَّةَ۔ مَکَّةَ۔ دَکَّةً۔ اَلشَّوْکَةِ۔ اَلتَّهْلُکَةِ۔ اور مُبٰرَکَةً میں فتح اور ضمہ کے بعد اور ہاء صرف سَفَاهَةٍ میں فتح کے بعد۔ اور راء باون اسماء میں دیگر حرکات کے بعد آتی ہے جیسے تِجَارَةً۔ بَرَرَةٍ۔ مَیْسَرَةٍ۔ وغیرہ۔

بناپر ہمزہ اور ہا کی لغد بھی فتح کو مطلقاً مختار کہتی ہے۔ خواہ ان سے قبل کسرہ اور یا ساکنہ ہو۔
یہ ابوالحسن خیاط۔ قلانسی۔ ابن سوار۔ ابن شیطا۔ ابن الفحام اور حافظ ابوالعلاء کا مسلک ہے۔
ابن الانباری۔ ابن شنبوذ۔ ابن مقسم۔ ابومزاحم خاقانی۔ عبدالباقی خراسانی۔ اور ابوالفتح
کا مذہب الف کے سوا تمام حروف کے بعد علی الاطلاق امالہ ہے۔ یہ حضرات حروف حلق۔ حروف
استعلاء وغیرہ اور دیگر حروف کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور کسرہ وغیرہ کی شرط مقرر کرتے
ہیں۔ دانی نے شیخ ابوالفتح سے اسی طرح پڑھا ہے اور یہی استاذ ابوسعید حسن بن عبداللہ سیرافی
ثعلب اور فراء کا مذہب ہے اور یہی دانی کے نزدیک مختار ہے۔[۵۲]

چہارم۔ اگر ہاء تانیث سے قبل باقی پندرہ[۵۳] حروف میں سے کوئی حرف پایا جائے تو باجماع
ناقلین وائمہ بلاشرط امالہ ہوتا ہے۔

محل امالہ کے تعین میں ہمارے شیوخ وائمہ کا اختلاف ہے۔ دانی۔ ابن سفیان۔
مہدوی۔ ابن شریح اور شاطبی کہتے ہیں "امالہ ہا اور اسکے ما قبل پر طاری ہوتا ہے"۔ ابومحمد مکی
ابوطاہر بن خلف۔ ابن سوار۔ قلانسی۔ ابن الفحام۔ سبط الخیاط۔ اور حافظ ابوالعلاء کہتے ہیں "امالہ

---

[۵۱] دانی کہتے ہیں: "استثناء کے بارہ میں کسائی سے نص معدوم ہے۔ میں نے ابوالفتح سے اطلاق قیاس کی بناپر امالہ پڑھا ہے یہی ہمیں محمد بن علی۔ ابن الانباری۔ ادریس اور خلف کے ذریعہ سے کسائی سے نص پہونچی ہے۔ فتح بعض شیوخ کا اختیار کردہ ہے۔ مگر الف کے بعد باجماع امالہ نہیں"۔

[۵۲] امام عبدالباقی کہتے ہیں "میں نے استاذ ابوسعید حسن بن عبداللہ سیرافی سے عبدالواحد وغیرہ کے مذہب کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا۔ استثناء کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ ہا طرف ہے اور اطراف میں مستعلیہ وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ چنانچہ۔ أعْطَى سَوّاكَفِي برضى۔ بعصى اور نَطَى وغیرہ میں امالہ بلاخلاف جائز ہے اور یہ ہا بھی وقف میں الف کے مانند ہے جبکہ اس سے قبل الف نہ ہو۔

[۵۳] یہ حروف ہاء تانیث سے قبل باین تفصیل آتے ہیں [۱] باء موحدہ اٹھائیس اسماء میں جیسے حَبَّةٌ۔ التَّوْبَةُ وغیرہ [۲] تاء فوقانیہ صرف چار اسماء میں۔ المَيْتَةُ۔ بَغْتَةً۔ اَلنُّبُوَّتَةُ اور سِتَّةٌ [۳] ثاء مثلثہ صرف چار اسماء میں۔ ثَلٰثَةٌ۔ كَرَّثَةٌ۔ خَبِيْثَةٌ۔ مَبْثُوْثَةٌ [۴] جیم آٹھ اسماء میں۔ وَلِيْجَةٌ۔ حَاجَةٌ۔ بَهْجَةٌ۔ لُجَّةٌ۔ نَعْجَةٌ۔ دَرَجَةٌ۔ حُجَّةٌ اور زُجَاجَةٌ [۵] دال مہملہ اٹھائیس اسماء میں جیسے بَلْدَةٌ۔ عُدَّةٌ اور اَفْئِدَةٌ وغیرہ [۶] ذال معجمہ دو اسماء میں لَذَّةٌ اور مَوْقُوْذَةٌ [۷] زا معجمہ چھ اسماء میں۔ أَعِزَّةً۔ اَلْعِزَّةُ۔ بَارِزَةً۔ بِمَفَازَةٍ۔ هُمَزَةٍ اور لُمَزَةٍ [۸] سین مہملہ تین اسماء میں خَمْسَةٌ۔ اَلْخَامِسَةُ۔ اَلْمُقَدَّسَةُ [۹] شین معجمہ چار اسماء میں۔ اَلْبَطْشَةَ۔ فَاحِشَةٌ۔ عِيْشَةٍ۔ مَعِيْشَةً [۱۰] فاء معجمہ اکیس اسماء میں جیسے
خَلِيْفَةً۔ اور رَأْفَةٌ وغیرہ [۱۱] لام مہملہ بینتالیس اسماء میں جیسے لَيْلَةٌ۔ غَفْلَةٍ وغیرہ [۱۲] میم مہملہ تینتیس اسماء میں جیسے [۱۳] نون معجمہ تینتیس اسماء میں جیسے سُنَّةٌ۔ جَنَّةٌ [۱۴] واو مہملہ سترہ اسماء میں جیسے اُسْوَةٌ اور قُوَّةٌ وغیرہ۔ اور یاء تحتانیہ چونسٹھ اسماء میں جیسے حَيَّةٌ اور قَرْيَةٌ

ماقبل ھا کا ہوتا ہے ھا کی ذات کا نہیں ہوتا۔ محقق کہتے ہیں وہ پہلا مذہب اقرب الی القیاس اور کلام سیبویہ کے مطابق ہی یعنی اُس نے امالہ میں ہا کو الف سے مشابہ کیا ہے اور دوسرا مذہب تلفظ وادا میں ابین واظہر ہے۔ پھر کہتے ہیں "امالہ کی تعریف فتح کو بجانب کسرہ اور الف کو بجانب یا مائل کرنا ہے۔ اور ہا کو بجانب یا مائل کرنیکا دعویٰ ممکن نہیں۔ اور نہ اسپر فتح ہے جو کسرہ کیطرف مائل کیا جائے۔ ان دونوں باتوں کا دانی[1] وغیرہ انکار نہیں کر سکتے اور جب ماقبل ہا کا امالہ کیا جائیگا تو اسکی آواز میں بھی ایک ایسا خفیف ضعف لاحق ہوگا جو پہلے نہ تھا اگرچہ اسکو تقریب الی الیاء نہ کہہ سکیں۔ اسکا کی وغیرہ انکار نہیں کر سکتے پس یہ ضعف اسکا امالہ ہے اور دونوں مذاہب میں نزاع[1] لفظی ہے"

حاصل یہ ہے کہ الف کے بعد ہا تانیث کا امالہ قطعاً نہیں ہوتا۔ حروف مستعلیہ اور حا عین کے بعد بھی حال اور حروف اکہر کے بعد جب کہ ان سے قبل کسرہ اور یا ساکنہ نہ ہو امالہ میں خلاف ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ امالہ طریقہ[2] اور قیاس کے مطابق اور فتح اکثر کا مذہب ہے۔ اور اگر ہا سے قبل بقیہ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف ہو یا حرف اکہر ہوں اور اُن سے قبل کسرہ یا یا ساکنہ ہو تو باجماع امالہ ہوتا ہے۔ اسیطرح ماخوذ و معمول ہے۔

---

[1] میری ناقص رائے میں علامہ دانیؒ نے جو تعریف کی ہے وہ اصح ہے۔ بلاشبہ ہا تانیث الف نہیں ہے مگر مشابہ بالف ہے اسیطرح کسکا امالہ تقریب الی الیاء ہرگز نہیں مگر اُس الف کے مشابہ ہے جسکی تقریب کیجا چکی ہے۔ یعنی اسمیں ضعف و میلان پیدا ہو جاتا ہے اور لامحالہ اسکی ذات میں امالہ مؤثر ہوتا ہے۔ یہی دانیؒ وغیرہ ائمہ کا مقصد ہے اور یہ امر محسوسات سے ہے جسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ جن حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ صرف تعریف امالہ کی بنا پر ہے۔ حضرت محققؒ کے اس قول کے کہ "دوسرا مذہب تلفظ میں اظہر ہے" اگر یہ معنی ہیں کہ یا پیدا نہیں ہوتی تو مسلم ہے مگر اسکا دعوے کس نے کیا ہے۔ اور اگر یہ معنی ہیں کہ ھا میں امالہ مؤثر نہیں ہوتا تو تسلیم نہیں۔

[2] دانیؒ نے قراءۃ کسائیؒ کی دونوں روایات شیخ ابوالفتح سے اُنہوں نے شیخ ابوالحسن عبدالباقی سے پڑھی ہیں اور عبدالباقیؒ نے روایت دوریؒ محمد بن علی موصلی سے پڑھی ہے۔ یہی محمد بن علی کسائیؒ سے الف کے سوا ہا تانیث کا امالہ علی الاطلاق روایت کرتے ہیں۔

تنبیہ - یَتَسَنَّہْ - کِتَابِیَہْ - حِسَابِیَہْ - مَالِیَہْ - سُلْطَانِیَہْ - اور مَاھِیَہْ میں ہائے تانیث نہیں ہائے سکتہ ہے جو بیان فتح کے لیئے لائی گئی ہی - لہذا اسکا امالہ نہیں ہوسکتا ورنہ اصل مقصد فوت ہوجائیگا - دانی کتاب الامالہ میں کہتے ہیں کسائی سے نص صرف ہار تانیث کے لیئے ہی اور یہی عرب سے مسموع ہے - جب ابن مجاہد کو معلوم ہوا کہ خاقانی ہار تانیث کے مانند اسمیں امالہ کو جائز کہتے ہیں تو اُنہوں نے اسکا شدت سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ لحن جلی اور خطار فاحش ہے اور ذِكْرَةً - اَقْرَءَةً اور اَنْشَرَةً میں ہار کنایہ اور تَوجَّہَ میں نفس کلمہ کی ہا ہے - انکا امالہ سے کوئی تعلق نہیں - عربی نہ جاننے والے ہوشیار رہیں اور تلفظ و قیاس سے دہوکا نہ کہائیں -

## بَابِ پانزدھم (۱۵) تفخیم و ترقیق را

تفخیم پُر - اور ترقیق باریک پڑھنے کو کہتے ہیں - مگر ترقیق امالہ نہیں - اگرچہ بعض ائمہ امالہ کو مجازاً بایں سبب ترقیق کہدیتے ہیں کہ امالہ کے لیئے ترقیق لازم ہی - دانی کہتے ہیں ترقیق حرف میں ہوتی ہی حرکت میں نہیں اور امالہ حرکت میں ہوتا ہے جو ادغام کی طرح ایک قسم کی تخفیف ہے اور کسی علت کیوجہ سے کیا جاتا ہے " اور ترقیق امالہ کیسا مخصوص نہیں ہی بلکہ حرف غیر ممال میں بہی ہوتی ہے - اور اگر ترقیق امالہ ہوتی تو مضموم و ساکن میں نہ پائی جاتی اور ورش کے لیئے ذِكْرًا ی کا بحالت امالہ اور ذِكْرًا ا کا بحالت ترقیق تلفظ ایک ہوتا جو بداہۃً غلط ہے -

تفخیم و ترقیق کے اعتبار سے را کی تین حالتیں ہیں ۱- باجماع پُر ۲- باجماع باریک ۳- مختلف فیہ - فن قرارت سے یہی تیسری قسم تعلق رکھتی ہی پہلی دونوں تجوید کے متعلق ہیں تتمیم فائدہ کے لئے اُنکا مجملاً ذکر کیا جاتا ہے -

قسم اول۔ باجماع پُر۔ اسمیں انواع ذیل داخل ہیں ۱؎ ہر راء مفتوحہ و مضمومہ جس سے قبل کسرۂ لازمہ اور یاء ساکنہ نہ ہو جیسے۔ رَجُلٌ۔ رَاعِنَا۔ رُسُلُنَا۔ جَهْرَةً۔ بِسُورَةٍ۔ يَشْعُرُونَ۔ يَفْرُطَ۔ زُخْرُفًا۔ كَبُرَ۔ صَبَرَ۔ وَاخْتَارَ۔ نَارًا۔ أَجْرًا۔ نُذُرًا۔ حُمُرٌ۔ لیکن ورشؒ نے ایک کلمہ بِشَرَرٍ (مرسلت) میں اس قاعدہ کی مخالفت کرکے راکو باریک پڑھا ہے۔

۲؎ ہر راء مفتوحہ و مضمومہ متوسطہ بزائد خواہ اس سے قبل کسرہ ہو یا یاء ساکنہ جیسے بِرَسُولٍ بِرُءُوسِكُمْ۔ لِرَبِّكَ۔ فِي رَيْبٍ۔ فِي رُءْيَايَ۔

۳؎ ہر راء ساکنہ جس سے قبل فتح اور ضمہ یا کسرہ غیر لازمہ ہو خواہ ساکن بسکون اصلی ہو جیسے مَرْيَمُ۔ الْمَرْءِ۔ خَرْدَلٍ۔ وَارْحَمْنَا۔ فُرْقَانٌ۔ قُرْآنٌ۔ ارْكُضْ۔ وَلَا تَنْهَرْ۔ فَلَا تَكْفُرْ۔ أَمِ ارْتَابُوا۔ ارْجِعْ۔ يٰبُنَيَّ ارْكَبْ۔ مَنِ ارْتَضٰى۔ یا عارضی وقفی جیسے بِالصَّبْرِ۔ نَفَخْنَا وَنُذُرِ۔ إِذَا يَسْرِ[۱]۔ بِالشَّهْرِ۔ وَالْفَجْرِ۔ أَمْرٌ۔ وَاسْتَكْبَرَ۔ وغیرہ۔

۴؎ ہر راء ساکنہ جس کے بعد حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔ اگرچہ اسے قبل کسرۂ لازمہ ہو۔ جیسے قِرْطَاسٍ۔ مِرْصَادًا۔ إِرْصَادًا۔ فِرْقَةً لیکن فِرْقٍ میں اختلاف ہے۔ اکثر مغربی اور مصری قراء کسرۂ جانبین کی وجہ سے ترقیق کہتے ہیں۔ جمہور ائمہ عراق حسب قاعدہ تفخیم بتاتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "قیاس تفخیم کا مؤید ہے دونوں وجوہ صحیح ثابت اور معمول بہا ہیں۔"

قسم دوم۔ باجماع باریک۔ اسمیں انواع ذیل داخل ہیں ۱؎ ہر راء مکسورہ بکسرۂ اصلیہ جیسے۔ رِجَالٌ۔ رِيحٌ۔ كَارِهِينَ۔ وَالْفَجْرِ۔ عَشْرٍ۔ یا بکسرۂ عارضیہ بوجہ اجتماع ساکنین جیسے وَبَشِّرِ الَّذِينَ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ۔ وَذَرِ الَّذِينَ۔ یا بوجہ نقل بمذہب ورشؒ جیسے

---

۱؎ بعض اہل ادا وقفاً حرکت را کا اعتبار کرتے ہیں اور وصلی حالت کے مطابق پُر اور باریک کہتے ہیں مگر مذہب منصور وہی جو ہم نے بیان کیا۔ ۲؎ چونکہ إِذَا يَسْرِ میں را عین کلمہ ہے اور لام کلمہ محذوف ہے۔ اسلئے حضرت محققؒ وغیرہ بعض ائمہ وقفاً ترقیق کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ اصلیت پر دلالت کرے۔ مگر یہ اجتہاد ہے۔ مذہب منصور وہ ہے جو درج ہوا۔

وَانْظُرْ اِلٰی - وَانْتَظِرْهُمْ - وَانْحَرْ اِنَّ -

۲: ہر را ساکنہ جس سے قبل کسرۂ لازمہ ہو اور جس کے بعد حرف مستعلیہ نہ پایا جائے سکون لازم ہو جیسے فِرْعَوْنَ - شِرْعَۃً - اُحْصِیَتُمْ اور مِرْفَقًا۔ (کسرۂ میم کی قراءۃ پر) یا عارضی وقفی جیسے قَدْ قُدِرَ - ھٰذَا ذِکْرٌ - یَوْمٌ عَسِرٌ - وَازْدُجِرَ - نیز وہ را متطرفہ ساکن وقفی جس سے قبل یا ساکنہ ہو خواہ یا سے قبل کسرہ ہو یا فتح جیسے بَصِیْرٌ - خَبِیْرٌ نَذِیْرٌ - خَیْرٌ - غَیْرٌ - ضَیْرٌ - اور اسی طرح وہ رائے ساکنہ وقفی جس سے قبل امالہ ہو جیسے - اَلنَّارِ - اَلْکُفَّارِ - اَبْصَارِ - بِدِیْنَارٍ -

۳: ہر را امال جیسے رَاٰ - بُشْرٰی - ذِکْرٰی - کُبْرٰی اور تَوْرٰیۃَ وغیرہ کما مر۔

قسم سوم - مختلف فیہ - موضوع فن کے لحاظ سے یہی زیر بحث ہے ورش بطریق ازرق ہر را مفتوحہ اور مضمومہ[۲] متوسطہ اور متطرفہ کو منونہ ہو یا غیر منونہ مخففہ ہو یا مشددہ جس سے قبل اسی کلمہ میں کسرۂ لازمہ یا یا ساکنہ پائی جائے - خواہ کسرہ اور را کے درمیان کوئی ساکن حاجز ہو حالتین میں باریک اور باقی حضرات پُر پڑھتے ہیں - جیسے بَاسِرَۃٌ - فَاقِرَۃٌ - نَاظِرَۃٌ - نَاضِرَۃٌ تَبْصِرَۃٌ - خَیْرَاتٌ - وَالْمُعْصِرَاتِ - اَلشِّعْرَ - اَلسِّحْرَ - اَلذِّکْرَ - وَالطَّیْرَ - وِزْرًا - صَابِرًا - طَائِرًا - طَیْرًا - اَنْ طَھِّرَا - سَاحِرَانِ - وَلَمْ یُصِرُّوْا - سِیْرُوْا - یَغْفِرُ - یُشْعِرُکُمْ - شَاکِرٌ - مُنْذِرٌ - ذِکْرٌ - خَیْرٌ - غَیْرٌ - وغیرہ - مگر چار حالات میں باجماع طرق

---

[۱] مِرْفَقًا میں اگرچہ میم زائدہ ہے مگر کثرت استعمال کی بنا پر لازمہ کے مانند متصور ہوتی ہے۔

[۲] بعض اہل ادا مضمومہ کی ترقیق نہیں کرتے - طرسوسیؒ - ابوطاہرؒ بن خلفؒ اور امام ابوالحسنؒ کا یہی مذہب ہے۔ دانیؒ نے امام محمدؒ سے مضمومہ کی تفخیم پڑھی ہے - جمہور ائمہ ترقیق کہتے ہیں - دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ اور ابوالقاسم خاقانیؒ سے ترقیق پڑھی ہے - اور عام اہل ادا مصر و مغرب سے روایت کی ہے - چنانچہ کہتے ہیں ''ونحاسؒ - ابن ہلالؒ - ابن داؤدؒ - ابن سیفؒ - اور بکرؒ بن سہلؒ وغیرہ اپنے شیوخ کے ذریعہ سے مضمومہ کی ترقیق ورشؒ سے نصاً روایت کرتے ہیں'' تیسیر - شاطبیہ - ہادی - ہدایہ - کافی - تلخیص - تبصرہ - اور تجرید وغیرہ میں صرف ترقیق درج ہے محققؒ کہتے ہیں ''نص وروایت اور قیاس کی رو سے ترقیق اصح ہے'' ہمارے طرق سے صرف ترقیق ماخوذ ہے۔

اور ایک حال میں بخلاف۔ ازرقؒ نے اس قاعدہ کو توڑ کر راکو پُر پڑھا ہے۔

اوّلؔ۔ اگر را کے بعد کوئی حرف مستعلیہ پایا جائے۔ اگرچہ الف فاصل ہو۔ قرآن میں ایسے چار کلمات آئے ہیں۔ ۱ اَلصِّرَاطَ۔ صِرَاطَ (کثیر الدور ہے)

۲ اِعْرَاضًا (نساء) اِعْرَاضُهُمْ۔ (انعام) ۳ فِرَاقُ۔ (کہف۔ قیمہ)

۴ وَالْاِشْرَاقِ[۵۱] (ص)۔

دوّمؔ۔ اگر کسرہ اور را کے درمیان خا کے سوا کوئی حرف مستعلیہ فاصل ہو جو اِصْرًا اِصْرَهُمْ۔ مِصْرَ۔ مِصْرًا۔ قِطْرًا۔ وِقْرًا۔ فِطْرَتَ میں ہے اور خا کو بوجہ مہموسہ منفتحہ ہونیکے حاجز نہیں مانتے۔ یعنی۔ اِخْرَاجًا۔ اِخْرَاجَ۔ اِخْرَاجُهُمْ میں بلاخلاف ترقیق کرتے ہیں۔

سوّمؔ۔ اگر کلمہ عجمی ہو جو اِبْرٰهِیْمُ۔ اِسْرَآئِیْلُ۔ عِمْرَانَ بالاجماع اور اِرَمَ[۵۲] بعض کے نزدیک ہیں۔

چہارمؔ۔ اگر ایک کلمہ میں را مکرر آئی ہو جیسے فِرَارُ۔ فِرَارًا۔ ضِرَارًا۔ اِسْرَارًا۔ مِدْرَارًا۔ ان چاروں انواع میں تفخیم بلاخلاف ہے۔

---

۵۱ اِشْرَاقِ میں کسرۂ جانبین کی وجہ سے طرسوسیؒ۔ ابو طاہرؒ بن خلفؒ۔ ابو معشرؒ اور امام ابوالحسنؒ ترقیق کہتے ہیں اور دانیؒ نے امام موصوف سے ترقیق پڑھی۔ شیخ ابوالفتحؒ اور ابوالقاسم خاقانیؒ اور جمہور کا مذہب تفخیم ہے۔ اور دانیؒ نے ان دونوں حضرات سے تفخیم پڑھی ہے تفخیم ہی مختار اور معمول بہا ہے اور یہی قیاس ہے۔

۵۲ ہمارے اکثر شیوخؒ اِرَمَ کو عربی کلمہ کہتے اور بطور خاص مستثنیٰ کرتے ہیں اور بعض نے عجمی مانا ہے لیکن ہمارے طرق پر تفخیم معمول ہے بعض ائمہ ترقیق ہی کہتے ہیں۔ یہ طرسوسیؒ۔ ابو طاہرؒ بن خلفؒ۔ ابو محمد مکیؒ اور امام ابوالحسنؒ کا مذہب ہے۔ دانیؒ نے امام موصوف سے ترقیق پڑھی ہے جامع البیان اور نشر میں ترقیق ہی منقول ہے مگر جمہور تفخیم کو مختار کہتے ہیں۔ تیسیر۔ ہادی۔ ہدایہ۔ کافی تجرید۔ تلخیص اور شاطبیہ میں صرف تفخیم درج ہے۔ اور تفخیم ہی معمول بہا ہے۔

پنجم۔ جو کلمات غیر مشدد فِعْلًا کے وزن پر ہوں جیسے ذِکْرًا۔ وِزْرًا۔ صِهْرًا۔ سِتْرًا۔ حِجْرًا۔ اس نوع میں ترقیق بخلاف ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر تفخیم مقدم ہے اور اس وزن پر جو کلمات مشدد ہوں جیسے سِرًّا۔ یا مرفوع ہو جیسے ذِکْرٌ۔ ان میں ہمارے طرق سے ترقیق بلا خلاف ہے۔

حَیْرَانَ میں ترقیق بخلاف ہوتی ہے۔ دانیؒ نے ابوالقاسم خاقانیؒ سے تفخیم پڑھی ہے مگر تیسیر میں صرف ترقیق درج ہے۔ شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ دونوں وجوہ صحیح ثابت اور معمول بہا ہیں۔

بِشَرَرٍ (مرسلت) میں ازرقؒ نے کسرۂ مابعد کی وجہ سے بطور خاص ترقیق روایت کی ہے اور ترقیق ہی ماخوذ ہے۔

عَشِیْرَتُکُمْ (توبہ) میں ترقیق معمول و ماخوذ ہے مگر تفخیم بھی منقول ہے۔

مسئلہ۔ وقف بالسکون و بالاشمام میں۔ را حرکت ماقبل کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا مگر روم میں حالت وصل کا اعتبار ہوتا ہے یعنی اپنی حرکت کے مطابق پُر اور باریک ہوتی ہے۔ مذہب منصور یہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

۵۱۔ بعض ائمہ منون کلمات میں خواہ کسی وزن پر ہوں بلا استثنا ترقیق کہتے ہیں۔ یہ طرسوسیؒ۔ ابوطاہرؒ بن خلفؒ۔ ابومعشرؒ اور امام ابوالحسن کا مذہب ہے۔ اور یہی قیاس ہے۔ دانیؒ نے امام ممدوح سے ترقیق پڑھی ہے بعض ہر منون میں بوجہ تنوین تفخیم کہتے ہیں۔ یہ عبدالمنعم ابن غلبونؒ اور هذلیؒ کا مذہب ہے۔ جمہور صرف ان کلمات کو ترقیق سے بخلاف مستثنیٰ کرتے ہیں جو فعلا کے وزن پر اور غیر مشدد ہوں۔ کیونکہ مشدد میں کسرہ را سے متصل متصور ہوتا ہے۔ یہ ابوالفتحؒ۔ ابوالقاسم خاقانیؒ۔ دانیؒ۔ ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ ابن بلیمہؒ۔ ابن الفحامؒ۔ اور شاطبیؒ کا مذہب ہے۔ اور دانیؒ نے دونو حضرات سے اسی طرح پڑھا ہے

۵۲ ابوشامہؒ اور جعبریؒ نے مرفوع و منصوب میں کوئی فرق نہیں کیا۔ لیکن دانیؒ نے جمہور مصری اور مغربی قراء سے مرفوع کی ترقیق بلا خلاف نقل کی ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "نص و روایت اور قیاس سے مرفوع کی ترقیق صحیح ہے"۔

۵۳ حَیْرَانَ میں ابن الفحامؒ ابوالقاسم خاقانیؒ پر کہتے ہیں اور نحاسؒ سے نص روایت کرتے دانیؒ کہتے ہیں میں نے آپ سے تفخیم پڑھی ابن هلالؒ کے تلامذہ کی روایت ہے اور میں نے دیگر شیوخ سے ترقیق پڑھی ہے۔ تیسیر میں صرف ترقیق بیان کی ہے یعنی دانیؒ اپنے طریقہ سے نکل گئے۔ جامع البیان میں دونوں وجوہ درج ہیں۔ یہی هدایہ۔ کافی۔ تبصرہ۔ اور تلخیص العبارات میں ہے

۵۴ عَشِیْرَتُکُمْ (توبہ) میں ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ اور ابن الفحامؒ پُر کہتے ہیں۔ امام ابو محمد مکیؒ اور امام ابن شریحؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ باقی تمام ائمہ کا مسلک ترقیق ہے۔ ۱۲

فائدہ - سِرَاعًا - ذِرَاعًا اور ذِرَاعَیْہِ میں بوجہ عین اِفْتِرَآءً اور مِرَآءً میں بوجہ ہمزہ سٰحِرٰنِ اور تَنْتَصِرٰنِ اور طَہِّرَا میں بوجہ الف تثنیہ امام ابوالحسن اور ابومعشر پُر کہتے ہیں اور دانیؒ نے ان سے پُر پڑھی ہے + وِزْرَكَ - ذِكْرَكَ (نشرح) اور وِزْرًا - اُخْریٰ میں تناسب آیات کیوجہ سے - ابن سفیانؒ - مہدویؒ - ابو محمد مکیؒ - ابن الفحامؒ اور ابوالفتحؒ تفخیم کہتے ہیں اور دانیؒ نے آپ سے پُر پڑھی ہے مگر یہ ماخوذ و معمول نہیں -

فائدہ دوم - اگر اس را پر وقف کیا جائے جسکے اور کسرہ کے درمیان حرف مستعلیہ فاصل ہو جیسے - مِصْرَ - اور عَیْنَ الْقِطْرِ - تو ابن شریحؒ وغیرہ تفخیم کہتے ہیں - اور دانیؒ کا مذہب ترقیق ہے جسکی اُنہوں نے جامع البیان اور کتاب الامالہ میں تشریح کی ہے - اور یہی قیاس ہے محققؒ کہتے ہیں "میں وصل کا لحاظ کر کے مِصْرَ میں تفخیم اور قِطْرِ میں ترقیق اختیار کرتا ہوں مذہب منصور دونوں میں ترقیق ہے

فائدہ سوم - جمہور اہل ادا را کی اصل تفخیم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں ترقیق کسی سبب سے ہوتی ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ را کی اصل نہ تفخیم ہے اور نہ ترقیق بعض حالات میں پُر اور بعض میں باریک ہوتی ہے " محققؒ کہتے ہیں " دونوں مذاہب درستی کا احتمال رکھتے ہیں - اور دوسرا مذہب روایت در شرحؒ میں اظہر ہے اور اس اختلاف کا فائدہ اُس را مکسورہ میں وقفًا ظاہر ہوتا ہے جس سے قبل موجب ترقیق موجود نہ ہو " حق یہ ہے کہ اصلیت اور خاصہ لازمہ جدا نہیں ہو سکتا - جیسے حروف مستعلیہ کا پُر ہونا اور را کا یہ حال نہیں اور نہ را دونوں حالات سے عاری ہو سکتی ہے - پس یہ کہنا زیادہ موزوں ہے کہ را مفتوحہ و مضمومہ کی اصل تفخیم ہے - کسی سبب سے باریک ہو جاتی ہے اور مکسورہ کی اصل ترقیق ہے -

فائدہ چہارم - فَاَسْرِ اور اَنْ اَسْرِ کو جو ائمہ ہمزۂ قطعی مفتوحہ سے پڑھتے ہیں اُن کے لئے وقفًا بعض تفخیم کہتے ہیں اور بعض بلحاظ اصل ترقیق چنانچہ یَسْرِ میں مذکور ہوا محقق کہتے ہیں "ترقیق اولیٰ ہے" دانیؒ کی رائے میں تفخیم اولیٰ ہے اور یہی مذہب منصور ہے

# بابِ شانزدہم تغلیظ و ترقیق لام

تغلیظ بھی پُر پڑھنے کو کہتے ہیں اور اسکا اطلاق عموماً لام پر کیا کرتے ہیں جس کا مفہوم لام کی ذات کا پُر کرنا ہے اور اس اعتبار سے لام کی بھی تین قسمیں ہیں ۱۔ باجماع پُر ۲۔ بعض کے نزدیک پُر اور اکثر کے نزدیک باریک یعنی پُر بحث ہے۔ ۳۔ باجماع باریک۔

قسم اول - اسم جلالہ کا لام فتح اور ضمہ کے بعد باجماع پُر پڑھا جاتا ہے - شنذائیؒ کہتے ہیں "فتح اور ضمہ کے بعد اسم جلالہ کی تفخیم قرنًا بعد قرنٍ نقل ہوتی چلی آتی ہے یہی ہمارے شیوخ ابن مجاہدؒ اور ابن المنادیؒ کا مذہب ہے جیسے اَللّٰہُ - اَللّٰھُمَّ - قَالَ اللّٰہُ - رَبُّنَا اللّٰہُ - شَہِدَ اللّٰہُ - رُسُلُ اللّٰہِ - وَاللّٰہِ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ - قَالُوا اللّٰھُمَّ - اور اگر اسم جلالہ سے قبل (حسب مذہب سوسیؒ) امالہ ہو جیسے نَرَی اللّٰہَ - وَسَیَرَی اللّٰہُ تو امالہ کیساتھ لام کی ترقیق اور تغلیظ دونوں جائز ہیں کیونکہ اب اسم جلالہ سے قبل نہ فتح خالص ہے نہ کسرہ خالص شیخ ابو احمد سامریؒ کا مذہب تغلیظ ہے یہی شاطبیؒ اور سخاویؒ کے نزدیک مختار ہے۔ امام عبدالباقیؒ کا مذہب ترقیق ہے - دانیؒ کہتے ہیں یہی قیاس ہے - ابن حاجبؒ کے نزدیک ترقیق اولیٰ[1] ہے - میرا معمول بھی ترقیق ہے کیونکہ ترقیق امالہ سے زیادہ مناسب ہے۔ لیکن اگر اسم جلالہ سے قبل (بمذہب

[1] ابن حاجبؒ کہتے ہیں "ترقیق دو وجہ سے اولیٰ ہے اول لام کی اصل ترقیق ہے مگر فتح اور ضمہ کی وجہ سے اسم جلالہ کا لام پُر پڑھا جاتا ہے اور بحالت امالہ چونکہ فتح اور ضمہ نہیں ہے لہٰذا اصل کی طرف رجوع کرنا چاہئے - دوم تھنا کی ترقیق پر قیاس کرکے جو امالہ کیساتھ کیجاتی ہے - باوجودیکہ کسرہ خالص موجود نہیں - دانیؒ نے دونوں طرح پڑھا ہے - محققؒ کہتے ہیں "دونوں وجوہ صحیح اور اداءً ثابت ہیں"

ورشؒ) را مفتوحہ یا مضمومہ مرققہ ہو تو اسم جلالہ وجوباً پر ہوگا "ترقیق جائز نہیں کیونکہ فتح اور ضمہ خالص علیٰ حالہ باقی ہے ترقیق را کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائیگا جیسے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَغَيْرَ اللّٰهِ - يَغْفِرُ اللّٰهُ - يُبَشِّرُ اللّٰهُ - وَلَذِكْرُ اللّٰهِ - ابن شریحؒ - ابوشامہؒ - جعبریؒ اور استاذ عبد المومنؒ واسطی نے اسکو مشرح بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے -

قسم دوم - اہل مصر بطرق ازرقؒ وغیرہ ورشؒ کے لیئے ہر لام مفتوحہ کی مخفف ہو یا مشدد[1] جس سے قبل صاد و طا مہملتین یا ظا معجمہ میں سے کوئی ہو تغلیظ روایت کرتے ہیں - بشرطیکہ یہ حروف مفتوح یا ساکن ہوں جیسے اَلصَّلٰوةَ - صَلّٰى - اِصْلَاحًا بَطَلَ - طَلَّقْتُمُ - ظَلَمَ - ظَلَّامٍ - اَظْلَمُ وغیرہ[2]

اور اگر حرف تفخیم اور لام کے درمیان الف فاصل ہو جیسے فِصَالًا اور طَالَ - یا لام پر وقف کر دیا جائے جیسے يُوْصَلُ - بَطَلُ - ظِلُّ[3] تو تغلیظ بخلاف ہے اور دونو حالات میں تغلیظ افضل ہے - یہی قیاس ہے -

---

[1] بعض لوگ لام مشددہ میں تفخیم بخلاف کہتے ہیں - کیونکہ حرف تفخیم اور لام کے درمیان لام ساکن فاصل ہے - مگر یہ وہم ہے حرف مشدد حرف واحد کا حکم رکھتا ہے - کوئی اور حرف فاصل نہیں ہے - جو جاننا چاہیئے -

[2] صاد مخففہ کے بعد لام مفتوحہ تیرہ کلمات میں ہے اَلصَّلٰوةَ - صَلَاتِيْ - اَلصَّلَوٰتِ - صَلَاتُكَ - صَلَاتُهُمْ - صَلَحَ فَصَلَتْ - يُوْصَلَ - فَصَلَ - فَصَّلَ - مُفَصَّلًا - مُفَصَّلَاتٍ - وَمَا صَلَبُوْهُ - اور چار کلمات میں مشدد مفتوح ہے صَلّٰى - يُصَلّٰى - مُصَلًّى - اَوْ يُصَلَّبُوْا - اور دو کلمات میں الف فاصل ہے يَصَّالَحَا اور فِصَالًا - اور صاد ساکنہ کے بعد تیرہ کلمات میں ہے تَصْلٰى - سَيَصْلٰى - لَا يَصْلٰهَا - وَسَيَصْلَوْنَ - يَصْلَوْنَهَا - اِصْلَوْهَا - فَيُصْلَبُ - مِنْ اَصْلَابِكُمْ - اَصْلَحَ وَاَصْلَحُوْا - اِصْلَاحًا - اَلَا صْلَاحُ اور فَصْلَ الْخِطَابِ -

طا مفتوحہ کے بعد لام مخففہ مفتوحہ آٹھ کلمات میں ہے - اَلطَّلَاقُ - طَلَبًا - وَانْطَلَقَ - فَانْطَلَقُوْا - اَطَّلَعَ - فَاطَّلَعَ بَطَلَ - مُعَطَّلَةٍ - اور مشدد چار کلمات میں ہے - طَلَّقَكُنَّ - طَلَّقْتُمُ - طَلَّقَهَا - وَالْمُطَلَّقٰتُ - اور ایک کلمہ طَالَ میں الف فاصل ہے اور ایک کلمہ مَطْلَعِ میں بعد از ساکن ہے -

ظا مفتوحہ کے بعد لام مخففہ مفتوحہ تین کلمات میں ہے - ظَلَمَ - ظَلَمُوْا - وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور مشددہ چار کلمات ذیل میں ہے - ظَلَّامٍ - ظَلَلْنَا - ظَلَّتْ - اور ظَلَّ - الف کیساتھ کہیں نہیں اور ساکن کے بعد بھی چار کلمات میں ہے اَظْلَمُ - اَظْلَمَ - وَلَا يُظْلَمُوْنَ - اور - فَيَظْلَلْنَ -

[3] شاطبیؒ کے قول سے الف کیساتھ - طَالَ اور فِصَالًا میں خلاف منحصر معلوم ہوتا ہے بطور عموم مفہوم نہیں ہوتا مگر یہ تسامح ہے اسی لیئے علامہ ابوشامہؒ کہتے ہیں "اگر شاطبیؒ یوں کہتے - وَفِیْ طَالَ خُلْفٌ مَعْ فِصَالًا وَنَحْوِهٖ + وَسَاكِنِ وَقْفٍ وَالْمُفَخَّمُ فُضِّلَا - تو

اور اگر لام مفتوح ہو جیسے یُصَلِّی۔ فَصْلُ۔ تَطَّلِعُ۔ ظَلَمَ۔ یا حروف تفخیم مفتوح وساکن نہ ہوں جیسے فُصِّلَتْ۔ عُطِّلَتْ۔ ظُلَلٍ۔ یا حرف تفخیم لام کے بعد ہو جیسے فَاخْتَلَطَ۔ تَلَظّٰی۔ یا ان تین کے سوا کوئی اور حرف مستعلیہ اس سے قبل ہو جیسے۔ خَلَطُوْا۔ وَاَخْلَصُوْا۔ وَاسْتَغْلَظَ۔ اَلْمُخْلَصِیْنَ۔ مِنَ الْخُلَطَآءِ تو ہمارے طرق اور جمہور کے مذہب پر بلا خلاف ترقیق معمول ہے۔

مسئلہ۔ امالہ[1] کے ساتھ لام کی صرف ترقیق ہوتی ہے تغلیظ لحن ہے۔ کیونکہ امالہ اور تغلیظ ضد ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ محقق کہتے ہیں اسپر اجماع ہے اور کسیکو اسمیں خلاف نہیں۔

قسم سوم۔ اگر اسم جلالہ سے قبل کسرہ ہو۔ خواہ لازمہ ہو یا عارضیہ۔ اصلیہ ہو یا زائدہ جیسے بِسْمِ اللّٰهِ۔ لِلّٰهِ۔ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ۔ تو باجماع لام باریک ہے اور اسیطرح ہر ایک لام جو قسم اول و دوم کے سوا ہو باریک ہے۔

فائدہ اول۔ اکثر اہل ادا لام کی اصل ترقیق بتاتے ہیں اور یہ صحیح ہے کیونکہ لام کی تغلیظ اسباب سے ہوتی ہے اور وہ بھی لازم نہیں یعنی اگر فتح اور ضمہ اور حروف ثلثہ کی مجاورت نہ رہے تو ترقیق لازم ہو جاتی ہے۔

فائدہ دوم۔ ورش کے لئے لام متطرفہ مغلظہ کی وقفاً تغلیظ مقدم ہے مگر را مفتوحہ بعد کسرہ وقفاً باجماع باریک ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ لام کی تغلیظ بھی جائز نہ ہو کیونکہ شرط تفخیم فتح تھا۔ اور وہ دونوں میں باقی نہیں۔ اور اگر عارض کا خیال کیا جائے تو دونوں میں سکون وقفی ہے۔ امتیاز کی کیا وجہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ را میں سبب تفخیم اور شرط تفخیم فتح تھا۔ وقفاً وہ

---

[1] ذوات الیا غیر فواصل میں یہ صرف سات ہیں مُصَلًّی (بقر) (ابو شامہ نے غلطی سے اسکو راس آیت گنا ہے مگر باجماع راس آیت نہیں ہے) یَصْلٰهَا (اسرا و سوال) وَیَصْلٰی (انشقاق و اعلی) تَصْلٰی (غاشیہ) سَیَصْلٰی (لہب) فتح کے ساتھ تغلیظ اور امالہ کیساتھ ترقیق ہوتی ہے اور فواصل میں یہ صرف تین ہیں۔ وَکا صلّے (قیٰمہ) فَصَلّٰی (اعلی) اور اِذَا صَلّٰی (علق) چونکہ امالہ بلا خلاف ہے اسلئے اسمیں تغلیظ جائز نہیں۔ ترقیق کیساتھ امالہ ہوگا تغلیظ لحن ہے جیسا کہ بعض بے خبر کرتے ہیں۔ [2] بعض طلبا کو شبہ ہوا کرتا ہے کہ جب امالہ کیساتھ تغلیظ لام جائز نہیں تو امالہ ذوات الرا کے بعد اسم جلالہ کی تفخیم کیوں جائز ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ یہاں امالہ لام پر طاری ہوتا ہے اور وہاں را پر اور اسم جلالہ کے لام کا امالہ سے بالذات کوئی تعلق نہیں۔

زائل ہوگیا اور لام میں سببِ تغلیظ حرف تفخیم تھا جو علیٰ حالہ باقی ہے۔ شرطِ تفخیم زائل ہوئی ہے اور وہ بھی عروضاً۔ لہٰذا سبب قوی کو ضعیف لغو نہیں کرسکتا۔

فائدہ سوم۔ کسرۂ منفصل اور کسرۂ عارضی اسم جلالہ کے لام کو وجوباً باریک کردیتا ہے مگر را کو باریک نہیں کرتا۔ کیونکہ لام کی اصل ترقیق ہے تغلیظ عارضی اور مشروط ہے کہ اس سے قبل کوئی امر منافی تغلیظ نہ پایا جائے ورنہ اصل پر عمل ہوگا۔ را کی اصل تفخیم ہے۔ کسرۂ غیر لازم اور منفصل اس پر مؤثر نہیں ہوسکتا۔ اسکے علاوہ اسم جلالۃ سے قبل ہمیشہ حرکتِ منفصل ہوتی ہے اور را سے قبل حرکت متصل و منفصل ہر طرح آتی ہے لہٰذا را میں یہ لحاظ ممکن ہی لام میں نہیں۔

# بابِ ہفتدہم وقفِ بر آخر کلمات

وقف قطع صوت کیساتھ بقید تنفس ٹھہرنیکو کہتے ہیں۔ چونکہ کوئی شخص بلا سانس لیئے قرآن کی مسلسل تلاوت نہیں کرسکتا اور تنفس کی غرض سے درمیان میں ٹھہرنا لابدی ہے پس تلاوت کرنیوالے پر لازم ہے کہ ایسی جگہ ٹھہرے جس سے حُسن نظم اور مفہوم و معنی میں فتور و خلل نہ آئے۔ اس لحاظ سے وقف کیمتعلق دو امور بحث طلب ہیں۔ اول۔ وقف کہاں کیا جائے اور ابتدا کس جگہ سے کیجائے۔ یہ بحث تجوید سے علاقہ رکھتی ہے۔ دوم وقف کسطرح کیا جائے۔ یہ فن قراءت سے تعلق رکھتا ہے[1]۔ شیوخ کرامؒ نے دونوں مباحث پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ ہم ضروری اصول بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ "ترتیل تجوید حروف۔ اور معرفت وقوف کو کہتے ہیں" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی

[1] میری رائے میں اسکا بھی زیادہ تر تجوید سے تعلق ہے اور اکثر مسائل متفق علیہ ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اُسکے حلال و حرام امر و نہی - اور محل وقوف تعلیم فرماتے تھے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "وقوف قرآن کی منزلیں ہیں"۔ محقق کہتے ہیں "ان آثار سے معرفت وقوف کا وجوب اور اس پر صحابہؓ کرام کا اجماع ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلاف کرام یعنی امام ابو جعفرؒ - امام نافعؒ - امام ابو عمروؒ - امام عاصمؒ - امام یعقوب حضرمیؒ وغیرہ ائمہ سے متواتراً منقول ہے کہ وہ وقوف کی تعلیم پر خاص توجہ کرتے تھے اور اسی وجہ سے بعض ائمہ متاخرین نے مقریوں کے لیئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ اپنے تلامذہ میں سے وہ کسیکو اسوقت تک مجاز نہ کریں جب تک وہ وقف و ابتدا کا ماہر نہ ہو جائے"۔

ائمہ سبعہؒ سے وقف و ابتدا کے متعلق خاص امور کا لحاظ منقول ہے۔ مدنیؒ اور شامیؒ حُسنِ وقف اور حُسنِ ابتدا کی رعایت کرتے تھے۔ مکیؒ رؤس آیات پر وقف کرنا پسند کرتے تھے۔ ابو الفضلؒ رازی کہتے ہیں "ابن کثیرؒ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ (آل عمران) وَمَا يُشْعِرُكُمْ (انعام)، إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ (نحل) کے درمیان آیات میں اور کہیں وقف نہیں کرتے تھے"۔ بصریؒ سے تین قول منقول ہیں۔ ۱۔ رؤس آیات پر وقف خود فرماتے ہیں "مجھے آیات پر وقف پسند ہے"۔ ابو الفضل خزاعیؒ کہتے ہیں "ابو عمروؒ حسن ابتدا کی رعایت کرتے تھے"۔ ۳۔ ابو الفضل رازیؒ کہتے ہیں "حسن وقف کی رعایت کرتے تھے"۔ عاصمؒ و کسائیؒ سے کلام تام پر وقف منقول ہے اور حمزہؒ انقطاع نفس پر وقف کرتے تھے کیونکہ اُن کے نزدیک تمام قرآن بمنزلہ ایک سورۃ کے ہے - اور تحقیق مختار ہے۔

قرآن میں فقہی اصطلاح کے مطابق نہ کوئی وقف واجب ہے اور نہ حرام لیکن اگر عمداً اور ارادۃً بہ نیت فساد معنی ایسا کیا جائے تو واجب اور حرام ہو جاتا ہے اور اسکا مرتکب آثم ہے - اور اگر بلا عمد و ارادہ ایسا ہو جائے تب بھی اہل ادا کے نزدیک ممنوع ہے - اگرچہ فاعل

آثم نہ ہو۔ لہذا ہر شخص پر لازم ہے کہ اوقاف کو مستحضر رکھے اور جا و بیجا ٹھہرنے سے پرہیز کرے

# فصل اول محل وقف و ابتداء

از روی قوت و ضعف معنوی وقف کی چار قسمیں ہیں ۱ تام ۲ کافی ۳ صحیح۔ ۴ قبیح۔ اور بلحاظ نقل پانچویں قسم حسن اور ہے۔

اول۔ اگر مابعد کو ماقبل سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو (نہ لفظی اور نہ معنوی) تو وقف تام ہے جیسے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پر وقف کر کے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے ابتدا کرنی۔ وقف تام عموماً رؤس آیات پر ہوتا ہے جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ وغیرہ۔ اور بعض جگہ آیات کے درمیان ہی آتا ہے جیسے وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً۔ اور عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ۔ وغیرہ پر اور کہیں دوسری آیت کے ایک کلمہ پر ہوتا ہے۔ چنانچہ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ۔ اور تَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ۔ عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا پر۔ اور بعض جگہ ایک تفسیر پر تام ہوتا ہے اور دوسری پر غیر تام جیسے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ پر حضرت عائشہ رض۔ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ اکثر محدثینؒ امام نافعؒ۔ امام کسائیؒ۔ امام یعقوبؒ۔ فراءؒ۔ اخفشؒ۔ اور امام ابو حاتمؒ کے نزدیک تام ہے۔ اور ابن حاجبؒ وغیرہ کے نزدیک غیر تام اور اسیطرح اوائل سور کے حروف مقطعات پر ان کے نزدیک تام ہے۔ جو مبتدا یا خبر کو محذوف یا فعل کو مقدر مانتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک غیر تام ہے جو مابعد کو خبر کہتے ہیں۔ اور کہیں ایک قراءۃ پر تام ہوتا ہے اور دوسری پر غیر تام چنانچہ وَاَمْنًا ۝ پر وَاتَّخِذُوْا بکسر خا پڑھنے والوں کے لیئے تام ہے

اور فتح پڑھنے والوں کے لیئے غیر تام اور اِلیٰ صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ٥ پر اسم جلالہ کا رفع پڑھنے والوں کے لیئے تام ہے اور اَوْروں کے لیئے غیر تام

دوم۔ اگر مابعد کو ماقبل سے لفظی تعلق نہ ہو مگر معنوی ہو تو وقف کافی ہے جیسی یُنْفِقُوْنَ پر وقف کر کے وَالَّذِیْنَ سے ابتدا کرنی وقفِ کافی فوصل اور غیر فواصل پر بکثرت ہوتا ہے جیسے مِنْ قَبْلِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ٥ وغیرہ۔ انمیں سی ہر ایک کلام تام ہے اور ہر ایک کا ما بعد لفظاً اس سی مستغنی ہی۔ مگر معنی اتصال رکھتا ہے وقفِ کافی میں بعض بعض سے قوی ہوتا ہے اور بعض ایک قراۃ پر کافی اور دوسری قراۃ پر غیر کافی ہوتا ہے۔ جیسے یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ۔ پر ما بعد کا رفع پڑھنے والوں کے لیئے کافی۔ اور جزم پڑھنے والوں کے لیئے غیر کافی ہے تام و کافی کے بعد سے بلا خدشہ ابتدا کر سکتے ہیں

سوم۔ اگر مابعد کو ماقبل سی لفظی تعلق ہو مگر کلام کا مفہوم تام ہو اور وہاں ٹھہرنے سے معنوی فساد نہ ہو سکے تو وقف صحیح ہی۔ (بعض اسکو حسن بھی کہتے ہیں) جیسے بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وغیرہ۔ مگر مابعد سے ابتدا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ان سے لفظی تعلق رکھتا ہے۔ اسپر وقف کر سکتے ہیں۔ مگر مابعد سے ابتدا درست نہیں لہذا اعادہ کرنا ہو گا۔

چہارم۔ اگر کلام غیر تام ہو جیسے بِسْمِ۔ اَلْحَمْدُ۔ مٰلِكِ یَوْمِ۔ یا کلام تام ہو مگر بشاعت معنوی پیدا کرے جیسے فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَیْهِ۔ اور اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَ الْمَوْتٰی پر وقف کرنے سے مفہوم مقصد بدل جاتا ہے اور جیسے (عیاذاً باللہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖ۔ اور فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ۔ اور لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ۔ اور لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ اور اسی طرح فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ پر وقف کرنے سے حضرت عزاسمہ وجل جلالہ کی جانب کی وہ بات منسوب ہو جاتی ہے جو اسکی

شان کے منافی ہے یا غافلوں کی جگہ نکوکاروں پر وعید کا اطلاق ہوجاتا ہے۔ یہ وقف قبیح ہے اور اسپر ٹھہرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور عمداً اور اعتقاداً ایسا کرنے سے خوف کفر ہے اور اگر غفلت یا اضطرار سے ایسا ہوجائے تو فوراً اعادہ کرنا چاہیئے۔

پنجم۔ رؤس آیات پر تمام ائمہ کے نزدیک بلا تامل وقف جائز ہے خواہ مابعد ماقبل سے معنوی یا لفظی تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا اور اسکو وقف حسن کہتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت آیت پر وقف کرتے تھے۔ ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ۔ امام احمدؒ اور امام ابو علیدؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور اسی کی بناپر ائمہؒ نے آیات پر وقف سنت قرار دیا ہے۔ مکیؒ وبصریؒ اسکو پسند کرتے تھے۔ بیہقیؒ وغیرہ نے اِسی کو مختار قرار دیا ہے۔ چنانچہ موصوف کہتے ہیں " رؤس آیات پر وقف افضل ہے اگرچہ مابعد ماقبل سے تعلق رکھتا ہو کیونکہ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی سنت کا اتباع اولیٰ ہے "۔ پس جو لوگ معنوی یا لفظی تعلقات کو پیش نظر رکھ کر آیات پر وقف کو ناجائز وقبیح کہتے وہ برسرِ صواب نہیں ہیں اور ایسی جسارت کرتے ہیں جو ہرگز پسندیدہ نہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ سنت پر اعتراض ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ اور یہ وقف حسن تام وکافی وصحیح سے عام ہے۔ کہیں حسن تام ہوتا ہے۔ کہیں حسن کافی اور کہیں حسن صحیح۔ لیکن قبیح کہیں نہیں ہوتا۔ ائمہ قراءتؒ اور متقدمین اہل ادا کے نزدیک اوقاف کی یہ پانچ قسمیں ہیں۔ متاخرین نے ان کے متعدد نام رکھ لیے اور مختلف انواع بنالیں جو سب ایجاد واختراع ہے اور مانحن فیہ سے چنداں علاقہ نہیں رکھتیں۔

تلاوت اور تعلیم وتعلم کے لحاظ سے وقف کی تین قسمیں ہیں ۱۔ اختیاری (بیا رمثناۃ تحتانیہ) یعنی عمداً اور ارادۃً کسی جگہ وقف کرنا۔ اسکے لئے تام۔ کافی اور حسن (رؤس آیات)

میں سے کوئی ہونا چاہیئے۔ ۲۔ اختیاری (بباء موحدہ) یعنی بغرض تعلیم و تعلم کسی کلمہ پر وقف کرانا یا بتلانا۔ یہ رسم کے اتباع کیساتھ ہر جگہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ اضطراری تنگیٔ نفس یا نسیان کیوجہ سے پڑھنے والا کسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور ہو جائے یہ بھی باتباع رسم ہر جگہ ہو سکتا ہے لیکن اگر وہاں وقف سائغ نہ ہو تو فوراً ماقبل سے اعادہ کرے

اور ابتدا کی باعتبار معنی تین قسمیں ہیں ۱۔ احسن ۲۔ حسن ۳۔ اور قبیح۔ اور باعتبار آیات ایک چوتھی قسم صحیح ہے۔

اول۔ اگر ماقبل پر وقف نہ کریں تو معنی غیر مراد کا وہم ہوتا ہے پس ایسے مقامات پر وقف کر کے مابعد سے ابتدا کرنی چاہیئے اسی کو احسن کہتے ہیں۔ اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن طیفور سجاوندیؒ نے اسی پر لازم کی اصطلاح مقرر کی ہے۔ اور بعض اسکو واجب بھی کہتے ہیں مگر اس سے فقہی لزوم و وجوب مقصود نہیں جسکے ترک پر سزا ہو جیسا کہ عموماً ناواقفوں کو وہم ہوتا ہے۔ ابتدا احسن۔ وقف تام۔ اور کافی کے بعد ہوتی ہے۔ چنانچہ بعد از تام وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ پر وقف کر کے إِنَّ الْعِزَّةَ سے ابتدا کرنی چاہیے۔ تاکہ یہ کفار کا مقولہ معلوم نہو۔ اور مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ پر وقف کر کے وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ سے ابتدا کرنی چاہیے تاکہ عطف کا وہم نہ ہو۔ اور أَصْحَابُ النَّارِ پر وقف کر کے الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ سے ابتدا کرنی چاہیے تاکہ نعت کا شبہ نہو اور وَمَا نُعْلِنُ پر وقف کر کے وَمَا يَخْفَىٰ سے ابتدا کرنی چاہیے۔ تاکہ ما کے موصولہ ہونے اور عطف کا شبہ نہو۔ اور بعد از کافی ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ پر وقف کر کے وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ سے ابتدا کرنی چاہیے تاکہ عطف کا وہم نہو۔ اور مِنَ الْغَمِّ پر وقف کر کے تنزیل سے ابتدا کرنی چاہیئے تاکہ نعت کا وہم نہ ہو۔

دوم - جہاں وصل سے معنی مقصود کی مخالفت کا احتمال تو نہ ہو مگر اس سے پہلے وقف تام یا کافی ہو تو وہاں سے ابتدا حسن ہے

سوم - اگر ابتدا سے مقصد میں خرابی آجائے تو قبیح ہے جیسے عُزَیْرُ اور اَلْمَسِیْحُ پر وقف کر کے اِبْنُ سے ابتدا قبیح اور عُزَیْرُ اور اَلْمَسِیْحُ کے ماقبل پر وقف کر کے ان سے ابتدا قبیح تر ہے اور یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ پر وقف صحیح ہے مگر وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا سے ابتدا قبیح اور اسی طرح ہر ایسی وقف کے بعد سے ابتدا قبیح ہے جہاں ماقبل کو مابعد سے لفظی تعلق ہو اور اگر معنوی شناعت ہو تو اقبح ہے - سجاوندیؒ نے اسی کے لیے لا کی اصطلاح قائم کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وقف کر کے مابعد سے ابتدا قبیح ہے - یہ مفہوم نہیں کہ یہاں وقف قبیح ہے - جیسا کہ اکثر آدمیوں کو وہم ہوتا ہے بلکہ مواقع لا میں اکثر پر وقف جائز اور مابعد سے ابتدا صحیح ہے - اور تعجب ہے کہ بعض آدمی محل لا سے ایک دو کلمہ آگے پڑھ کر ختم کرتے ہیں جہاں بعض اوقات وقف قبیح اور اقبح ہوتا ہے -

چہارم - ہر آیت کے بعد ابتدا صحیح ہے خواہ مابعد ماقبل سے تعلق رکھتا ہو۔

باعتبار تلاوت ابتدا کی دو قسمیں ہیں اختیاری اور اختیاری - ابتدا اضطراری نہیں ہو سکتی

---

لہ سجاوندیؒ نے رموز اوقاف مقرر کرنے میں صرف عربیت اور معنوی تعلقات کا خیال رکھا ہے روایت و نقل کا چنداں لحاظ نہیں کیا - اسی وجہ سے جابجا لغزشیں کی ہیں چنانچہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ پر لا لکھا ہے حالانکہ اکثر ائمہ متقدمین کے نزدیک اس پر وقف کافی ہے اور بالاجماع رأس آیت اور وقف حسن ہے پھر اس کے بعد يُنْفِقُوْنَ پر بھی عقف کیوجہ سے لا لکھا ہے حالانکہ جمہور کے نزدیک وہاں وقف جائز اور وہ بھی رأس آیت ہے - امام ابوالفضل خزاعیؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ممدوح رضی اللہ عنہ نے نماز صبح میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ پڑھی - اور دوسری رکعت میں اسکے بعد يُنْفِقُوْنَ تک پڑھا اور رکعتیں ختم کر دیں" چونکہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف کرتے تھے جس کو ترجمان قرآن حضرت ابن عباسؓ عمل میں لائیں ان پر کون وقف کو منع کر سکتا ہے اور کون ان کے سوا مقتدیٰ ہو سکتا ہے - نیز سجاوندیؒ نے فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ وغیرہ پر لا لکھکر وقف کو منع کیا ہے اور دانیؒ ان پر وقف تام اور وقف کافی کہتے ہیں اور سب رؤس آیات ہیں جن پر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف کرتے تھے - ایسی ایسی فروگزاشتیں بہت سی پائی جاتی ہیں - اور اہل ادا کے نزدیک یہ رموز

[illegible]

کیونکہ ابتدا کے لیئے تنگی نفس وغیرہ کی کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی۔ لہذا وہ محل مستقل اور مقصود بالذات سے ہوسکتی ہے۔ اسکو اختیاری کہتے ہیں۔ اور اختیاری جو طلبا اور تلامذہ کی آزمائش کے لیئے کرائی جائے وہ ہر جگہ سے جائز ہے۔

فائدہ اکثر متقدمین قطع اور وقف اور سکتہ وقف کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور متاخر محققین۔ قراءۃ چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہوجانیکو قطع کہتے ہیں اسکے بعد قراءۃ شروع کرنے کے لیئے تعوذ کا اعادہ کرنا پڑتا ہے + اور بقدر تنفس ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں اور وقف کے بعد فواتح سور پر سب کے لیئے بسم اللہ پڑہنی پڑتی ہے۔ اور انقطاع صوت بلا تنفس کو جس کا زمانہ وقف سے کم ہوتا ہے سکتہ کہتے ہیں محقق کہتے ہیں "سکتہ سماع و نقل کیساتھ مخصوص ہے" ابن سعدانؒ بصریؒ سے اور ابوالفضل خزاعیؒ۔ ابن مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "رؤس آیات پر سکتہ مطلقاً جائز ہے"۔ بعض شیوخؒ نے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث کے بھی یہی معنے کیئے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "اگر ایسی توجیہ صحیح ہو تو جائز ہے"۔ ہمارے شیوخؒ تلاوت میں عموماً اور قراءت حدر میں خصوصاً اوقاف کی جگہ سکتہ کرتے تھے۔ یہی معمول اور انشاءاللہ صحیح ہے۔

## فصل دوم نوعیت وقف۔

ائمہ قراءت کے یہاں وقف کی نو صورتیں مستعمل ہیں۔ اول۔ الحاقِ ہا سکتہ یہ سماع پر موقوف ہے۔ دوم۔ اثبات حروف محذوفہ فی الوصل۔ ان دونوں کا ذکر باب الرسم میں آئیگا۔ سوم حذف اُن یاآت زوائد کا جنکو بعض ائمہ صرف وصلاً اثبات کرتے ہیں۔ باب الزوائد دیکھو۔ چہارم ادغام۔ پنجم نقل۔ دونوں کا ذکر باب

وقف حمزہؒ و ہشامؒ میں گذرا۔ ششم ابدال اسکی تین انواع ہیں۔ ۱۔ تنوین نصب کو باجماع الف سے بدل لیتے ہیں ۲۔ اسماء مفردہ کی تا کو وقفا ہا سے بدل لیتے ہیں انکا ذکر بھی باب الرسم میں آئیگا۔ ۳۔ ہمزہ کا ابدال بمذہب ہشامؒ وحمزہؒ اوپر بیان ہوا۔ اس باب میں ان چھوؤں اقسام میں سے کسی کا ذکر مقصود نہیں۔ ہفتم سکون ہشتم روم۔ نہم اشمام۔ یہاں ان تینوں کا ذکر مقصود ہے۔

سکون کے معنی کسی حرف کا حرکات ثلٰثہ سے خالی ہونا ہے۔ کلمات متحرک الاطراف کی اصل وقف میں سکون ہی کیونکہ وقف کے معنی قطع اور ترک کے ہیں۔ اور وہ ابتدا کی ضد ہے۔ پس جسطرح ابتدا کے لئے حرکت لازم ہے اسیطرح وقف کے لئے سکون لابدی ہے۔ جمہور اہل ادا اور علمائے عربیت ونحاۃ کا یہی مذہب ہے۔ ائمہ کوفہ وبصرہ سے سکون کیساتھ روم و اشمام بھی منقول ہیں۔ دیگر ائمہ سے ان کے متعلق کوئی نص نہیں پائی جاتی۔ مگر اہل ادا نے باجماع روم و اشمام کو سب کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ اور یہی معمول و ماخوذ ہے۔

روم[1]۔ بعض اہل ادا کہتے ہیں کہ ایک حصہ حرکت تلفظ کرنیکا نام روم ہے۔ اور بعض کہتے ہیں حرکت کی صوت کو اتنا ضعیف کریں کہ اسکا اکثر حصہ معدوم ہو جائے۔ محقق کہتے ہیں۔ "دونوں اقوال کا مآل ایک ہے"۔ نحاۃ کہتے ہیں "وہ صوت خفی کیساتھ حرکت کا نطق ہے"۔ اور اسپر اجماع ہے کہ روم میں حرکت[2] کی صوت ہوتی ہے

---

[1] اہل کوفہ روم کی وہ تعریف کرتے ہیں جو ہم نے اشمام کی کی ہے اور اشمام کی وہ تعریف کرتے ہیں جو روم کی کی گئی ہے یہ اصطلاح کا فرق ہے۔ مقصد ایک ہے۔

[2] روم سے حرکت کا اشارہ ہوتا ہے حرف کا نہیں۔ یعنی تنوین صلہ اور زوائد جو سکون کیساتھ محذوف ہوں وہ روم کے ساتھ بھی محذوف رہیں گے۔

اسی لئے کہتے ہیں روم کا ادراک اعمیٰ کو ہو سکتا ہے بہرے کو نہیں ہو سکتا۔ روم کیساتھ مد سکونِ وقفی جائز نہیں البتہ مد واجب جلی حالہ موجود رہتا ہے کما مر۔ روم کے معلوم کرنیکا اصل ذریعہ سماعت و مشافہت ہے۔

اشمام۔ کا اطلاق کئی مختلف معنوں پر ہوتا ہے۔ باب الوقف میں اشمام سے یہ مراد ہے کہ ہونٹوں سے بلا صوت ضمہ کیطرف اشارہ کیا جائے (یعنی موقوف علیہ کو ساکن محض ادا کرنیکے بعد ہونٹوں کو اسطرح گول کیا جائے جسطرح ضمہ کے لئے ہوتے ہیں۔) اشمام میں آواز نہیں ہوتی بالعضو اشارہ ہوتا ہے اسلئے بہرا اسکا ادراک کر سکتا ہے اعمیٰ نہیں۔ وقفاً اشمام کے ساتھ وہ تمام وجوہ جائز ہیں جو سکون کیساتھ جائز ہوں۔

نوعیتِ وقف کے لحاظ سے موقوف علیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ جنپر ائمہ قراءۃ کے نزدیک صرف سکون سے وقف ہو سکتا ہے روم و اشمام جائز نہیں ۲۔ سکون و روم درست ہیں اشمام جائز نہیں۔ ۳۔ تینوں جائز ہیں۔

پہلی قسم۔ جسپر صرف سکون سے وقف ہوتا ہے اُسکے اندر پانچ انواع داخل ہیں۔

اول۔ ساکن اصلی جیسے فَحَدِّثْ۔ فَلَا تَقْهَرْ۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ۔ مَالِيَهْ۔

دوم۔ متحرک بحرکت عارضی (بوجہ اجتماع ساکنین) جیسے وَاَنْذِرِ النَّاسَ۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ۔ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ۔ وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ قُمِ الَّيْلَ۔ اِنْ يَّشَاءِ اللّٰهُ۔ يَوْمَئِذٍ۔ حِيْنَئِذٍ۔ (یا بوجہ نقل از کلمۂ دوم) جیسے

---

۱۔ یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ کی ذال اصلاً ساکن ہے الحاق تنوین کی وجہ سے وصلاً عارضی طور پر متحرک ہوگئی اور جب وقف کریں تو تنوین باقی نہیں رہیگی اور ذال اپنی اصل پر عود کریگی۔

وَانْحَرْ اِنَّ - خَلَوْا اِلٰى - ذَوَاتَىْ اُكُلٍ - قُلْ اُوْحِىَ - فَقَدْ اُوْتِىَ - مَنْ اٰمَنَ وغیرہ -

سوم مفتوح غیر منون[۱] جیسے اٰمَنَ - مِنْ قَبْلِكَ - يُوْقِنُوْنَ -

چہارم - ہاء تانیث جو وصلاً تا اور وقفاً ہا پڑھی جاتی ہے خواہ منون ہو یا غیر منون جیسے مِنَ الْجَنَّةِ - مُضْغَةً - الْمَلٰٓئِكَةُ - بَسْطَةً -

پنجم - میم جمع[۲] ساکن ہو یا متحرک - موصول ہو یا غیر موصول جیسے عَلَيْهِمْ - عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ - اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ -

دوسری قسم جسپر سکون وروم سے وقف ہوسکتا ہے - اشمام جائز نہیں - اسمیں صرف وہ کلمات داخل ہیں جن میں موقوف علیہ اصلاً مجرور یا مخفوض ہو جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ - اَلِيْمٍ وَمِنَ النَّاسِ - فَاذْهَبُوْنِ - وَارْجِعُوْنِ - اُفٍّ - عُتُلٍّ - زَنِيْمٍ - بِهٖ اور فِيْهِ[۳] وغیرہ اور اسی میں وہ کلمات داخل ہیں جنمیں حمزہؒ و ہشامؒ وقفاً ہمزہ متطرفہ کی حرکت ماقبل پر نقل کرلیتے ہیں جیسے بَيْنَ الْمَرْءِ - مِنْ شَيْءٍ وغیرہ یا ابدال کرکے ادغام کرتے ہیں جیسے قُرُوٍّ - مِنْ شَيٍّ وغیرہ -

تیسری قسم - جسپر تینوں طرح وقف جائز ہے - اسمیں صرف وہ کلمات داخل ہیں جنمیں موقوف علیہ اصلاً مضموم یا مرفوع ہو جیسے - مِنْ قَبْلُ - مِنْ بَعْدُ - اَلْاَمْرُ - اَلْحَقُّ بَرْقٌ - قَدِيْرٌ - عَظِيْمٌ - لَهٗ - مِنْهُ - وَالسَّمٰوٰتُ - اٰيٰتٌ وغیرہ اور اسی میں

---

[۱] اہل اداکے نزدیک فتح اور نصب میں روم جائز نہیں نحاۃ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ فتح اخف الحرکات ہے اسمیں تجزیہ ممکن نہیں البتہ اختلاس بالاجماع جائز ہے نحاۃ کے نزدیک روم واختلاس ایک چیز ہیں حالات کے لحاظ سے مختلف نام رکھے گئے ہیں - اور اہل ادا کے نزدیک وہ جدا جدا ہیں -

[۲] میم جمع اگرچہ اصلاً ساکن نہیں تخفیفاً ساکن ہے - مگر اہل ادا وقفاً اس سکون کو لازم مانتے ہیں - اور اسمیں روم واشمام جائز نہیں رکھتے -

[۳] جمہور اہل اداکے نزدیک ہاء کنایہ مذکر میں روم واشمام جائز ہیں یہی تیسیر - تجرید - تلخیص - ارشاد اور کفایہ وغیرہ میں ہے - اور یہی امام ابن مجاہدؒ کے نزدیک مختار ہے اور ہمارے شیوخ کا اسی پر عمل ہے - دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں ہاء کنایہ میں دیگر کلمات مبنی لازم کی طرح اشارہ اقیس ہے - اور بعض شیوخ (بقیہ صفحہ ۳۱۰ پر)

وہ کلمات بھی شامل ہیں جن میں ہشامؒ وحمزہؒ وقفاً حرکت ہمزہ متطرفہ ماقبل پر نقل کر لیتے ہیں جیسے دِفْ۔ اَلْمَرْ۔ شَيْ۔ سَوْ یا ابدال کر کے ادغام کرتے ہیں جیسے۔ اَلنَّبِيّ۔ بَرِيّ۔ شَيّ۔ سَوّ۔

فائدہ۔ روم میں صلہ اور تنوین باقی نہیں رہتی صرف کسرہ اور ضمہ کا اشارہ کیا جاتا ہے۔ بعض ناواقف صلہ کے واو اور نون تنوین کا اشارہ کیا کرتے ہیں۔ یہ روم نہیں بلکہ سکون ہے اور وقفاً اس چیز کا ابقا ہے جو وصل کے ساتھ مخصوص ہے اس سے اور حرف مشدد پر وقف باسکون کرتے ہوئے نطق حرکت سے پرہیز واجب ہے اور مؤخر الذکر میں ساتھ ہی رعایت تشدید بھی لازم ہے۔ یعنی حرف مخففہ نہ ہو جائے۔

فائدہ۔ روم و اشمام میں حرکتِ ملفوظی کا لحاظ ہوتا ہے حالت واقعی کا نہیں یعنی اگر حالتِ جرّی فتح سے ادا کیجائے تو روم جائز نہیں۔ جیسے بِاِبْرٰهِيْمَ۔ اور اگر حالت نصبی کسرہ سے ادا کی جائے تو روم جائز ہی جیسے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ اور اگر حالتِ نصبی وجرّی ضمہ سے ادا کیجائے تو اشمام درست ہے جیسے مِنْ قَبْلُ اور مِنْ بَعْدُ وغیرہ کلمات مبنی علی الضم میں۔

(بقیہ صفحہ ۲۵۷) ہا، تانیث کی طرح ہا، کنایہ میں بھی روم و اشمام کو منع کرتے ہیں۔ اشارہ جائز رکھنے والوں کے نزدیک سکون و اشمام کے مانند وقف میں روم کیساتھ بھی صلہ باقی نہیں رہتا۔ کما مر۔ طلباء ہوشیار رہیں۔

ک‌ک اس تاء تانیث میں جو وقفاً تا پڑھی جائے باجماع روم و اشمام جائز ہیں۔ کیونکہ وہ لازم الحرکت اور مستقل حرف ہے۔ اور جو تاء وقفاً ہا سے بدل جاتی ہے اسمیں اشارہ اس لئے ناجائز ہے کہ اگر تا کا اشارہ کریں تو وہ حالت وقفی کے خلاف ہے اور اگر ہا سے اشارہ کریں تو وہ مستقل حرف نہیں۔ بلکہ بدلا ہوا ہے اور الف کے مانند ہے جسکا حرکت سے کوئی علاقہ نہیں۔

# باب ہشتدہم وقف بپابندی رسم الخط

کتابت کی دو قسمیں ہیں اول قیاسی جسمیں کلمہ کی شکل تلفظ کے موافق ہو۔ دوم اصطلاحی جسمیں رسم۔ زیادۃ۔ حذف۔ بدل فصل اور وصل سے تلفظ کے خلاف ہو کتابت کے مفصل قواعد کتب عربیت میں درج ہیں اور رسم مصاحف میں عموماً انہیں قواعد سے کام لیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض جگہ خاص مصالح کی بناپر خلاف بھی کیا ہے جس کا اتباع لازم ہے خواہ ہمیں اسکی علت معلوم ہو یا نہو اس باب میں رسم سے مراد مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط ہے جو اجماعِ صحابۂ کرامؓ سے مقرر ہوا۔ رسم مصاحف کے متعلق شیخ ابوحاتمؒ ابوبکر بن ابی داؤدؒ۔ ابن مہرانؒ۔ دانیؒ۔ ابن نجاحؒ۔ شاطبیؒ اور حافظ ابوالعلاء ہمدانیؒ وغیرہ ائمہ نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

قراء وقف میں رسم کا اتباع کرتے ہیں خواہ اختیاری ہو یا اختباری و اضطراری محققؒ کہتے ہیں "وقف میں اتباع رسم ائمہ سے نصاً مروی اور اہل ادا کا اسپر اجماع ہے اور اس کے خلاف کوئی قول نہیں پایا جاتا" باعتبار رسم وقف کی دو قسمیں ہیں متفق علیہ اور مختلف فیہ اور یہ دونوں باتیں۔ ابدال۔ اثبات۔ حذف۔ وصل۔ اور قطع ہر ایک میں پائی جاتی ہے ہم ہر ایک نوع میں سے متفق علیہ کا اجمالاً ذکر کرکے مختلف فیہ کو تفصیلاً بتلاتے ہیں۔

## فصل اول ابدال (یعنی وقفاً ایک حرف کا دوسرے سے بدلنا)

اسم منصوب منون غیر مؤنث کی تنوین وقفاً الف سے بدل جاتی ہے جیسے ذِكْرًا اور نِدَآءً وغیرہ خواہ الف مرسوم ہو یا نہ ہو۔

مصاحف عثمانی میں جمع سالم تا دراز سے لکھی ہوئی ہے اور اُسپر باجماع تا سے وقف ہوتا ہے اور کلمہ مفردہ کی رسم عموماً ہا سے ہے جو وصلاً تا پڑھی جاتی ہے اور وقفاً باجماع ہا سے بدل جاتی ہے مگر تیرہ کلمات ذیل جو سب کے نزدیک مفرد ہیں تا دراز سے لکھے ہوئے ہیں ۱۔ نِعْمَتَ[ع۱] گیارہ جگہ ۲۔ رَحْمَتَ[ع۲] و ۳۔ اِمْرَاَتُ[ع۳] سات سات جگہ ۴۔ سُنَّتَ[ع۴] پانچ جگہ ۵۔ مَعْصِيَتِ (مجادلہ دو) ۶۔ لَعْنَتَ (آل عمران ونور) ۷۔ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى - (اعراف) ۸۔ بَقِيَّتُ اللّٰهِ (ہود) ۹۔ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ (قصص) ۱۰۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ (روم) ۱۱۔ شَجَرَتَ (دخان) ۱۲۔ وَجَنَّتُ (واقعہ) ۱۳۔ اِبْنَتَ عِمْرَانَ - (تحریم) مکی بصری اور کسائی ان پر حسب اصل ہا سے اور باقی حضرات حسب رسم تا سے وقف کرتے ہیں۔

اور سات کلمات میں افراد جمع کا اختلاف ہے وہ بھی تا دراز سے مرسوم ہیں ۱۔ كَلِمٰتُ[ع۵] چار جگہ ۲۔ اٰيٰتٌ (یوسف وعنکبوت) ۳۔ غَيٰبٰتِ (یوسف دو) ۴۔ فِي الْغُرُفٰتِ (سبا) ۵۔ عَلٰى بَيِّنٰتٍ مِّنْهُ - (فاطر) ۶۔ مِنْ ثَمَرٰتٍ (فصلت) ۷۔ جِمٰلَتٌ (مرسلات) جمع سے پڑھنے والے حسب قاعدہ تا سے اور افراد سے پڑھنے والے حسب طریقہ بیان کردہ ہا و تا سے وقف کرتے ہیں۔

---

ع۱ ۱۔ و ۲۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - (بقرہ آل عمران مائدہ کلمہ دوم - فاطر) ۵۔ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ ۶۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ہر دو ابراہیم) ۷۔ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ - ۸۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ ۹۔ وَنِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ - (ہر سہ آخر نحل) ۱۰۔ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ (لقمان) ۱۱۔ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ (طور)

ع۲ ۱۔ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ - (بقرہ) ۲۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ (اعراف) ۳۔ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ (ہود) ۴۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ (مریم) ۵۔ اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ (روم) ۶۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۷۔ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ (ہر دو زخرف) ع۳ ۱۔ اِمْرَاَتُ عِمْرٰنَ (آل عمران) ۲۔ ۳۔ اِمْرَاَتُ الْعَزِيْزِ (یوسف دو) ۴۔ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (قصص) ۵۔ اِمْرَاَتَ نُوْحٍ ۶۔ امْرَاَتَ لُوْطٍ ۷۔ اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (ہر سہ تحریم) ع۴ ۱۔ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ (انفال) ۲۔ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۳۔ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا - ۴۔ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (ہر سہ فاطر) ۵۔ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ (غافر) ع۵ ۱۔ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا (انعام) ۲۔ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ ۳۔ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ (ہر دو یونس) ۴۔ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ (غافر)

مَنْ ضَاتِ (بقرہ دونساء وتحریم ایک ایک) ذَاتَ (نمل) وَّلَاتَ حِیْنَ (ص) اَللّٰتَ (نجم) چاروں پر کسائی ھَیْہَاتَ ھَیْہَاتَ (مؤمنون) پر بزی و کسائی یٰٓاَبَتِ (یوسف مریم قصص صٰفّٰت) پر مکی و شامی ہا سے اور باقی حضرات تا سے وقف کرتے ہیں۔

# فصل دوم اِثبات و حذف

اثبات کسی حرف کے بڑہانے اور حذف گھٹانے کو کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ۱ رسم میں موجود اور تلفظ میں محذوف ہو اسکا اثبات۔ ۲ رسم اور تلفظ دونوں میں محذوف ہو اسکا اثبات۔ ۱ رسم میں محذوف اور تلفظ میں موجود ہو اسکا حذف ۲ رسم و تلفظ دونوں میں موجود ہو اسکا حذف۔

لفظ اَنَا (ضمیر واحد متکلم) میں الف مرسوم ہے مگر وصلاً پڑھا نہیں جاتا وقفاً باجماع پڑھا جاتا (ہمزۂ قطعیہ کے ساتھ حکم آیندہ آئیگا) اور یہی طرح التقاء ساکنین کیوجہ سے جو حرف مد وصلاً پڑہا نہیں جاتا اور رسم میں موجود ہے۔ وہ وقفاً باجماع پڑھا جائیگا۔ اور جو حرف مد رسم میں موجود نہو وہ وقفاً بھی محذوف رہیگا۔ چنانچہ تینتیس کلمات میں جو سینتالیس جگہ آئے ہیں بوجہ تنوین [illegible]

---

۱ ذَاتَ بَهْجَةٍ میں ذات کی تا مقصود ہے۔

۲ جیسے کَانَتَا اثْنَتَیْنِ۔ ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ وَقَالَا الْحَمْدُ وغیرہ میں الف پر۔ یَرْجُوا اللّٰهَ۔ اُولُوا الْعِلْمِ۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ۔ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ۔ مُلٰقُوا اللّٰهِ۔ اُولُوا الْفَضْلِ۔ مُرْسِلُوا النَّاقَةِ۔ قَالُوا الْاٰنَ۔ جَابُوا الصَّخْرَ وغیرہ میں واو پر۔ یُؤْتِی اللّٰهُ۔ اُوْتِی الْکِتٰبَ۔ یَهْدِی الْعُمْیَ (روم) اُدْخُلِی الصَّرْحَ۔ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ۔ اٰتِی الرَّحْمٰنِ۔ اُولِی الْاَیْدِیْ۔ مُحِلِّی الصَّیْدِ۔ مُهْلِکِی الْقُرٰی۔ اُولِی الْاَلْبَابِ۔ اُولِی الْاَبْصَارِ وغیرہ میں یا پر وقف ہوتا ہے۔

۳ بَاغٍ۔ ۲ عَادٍ (بقرہ انعام نحل) ۳ مُوْصٍ (بقرہ) ۴ تَرَاضٍ (بقرہ ونساء) ۵ حَامٍ (مائدہ) ۶ لَاٰتٍ (انعام وعنکبوت) ۷ غَوَاشٍ ۸ اٰیٰتٍ (اعراف) ۹ هَادٍ (توبہ) ۱۰ تَعَالٍ (یونس) ۱۱ نَاجٍ (یوسف) ۱۲ هَادٍ (رعد ۲ غافر ایک زمر) ۱۳ وَاقٍ (رعد ۲ غافر ایک) ۱۴ مُسْتَخْفٍ ۱۵ وَالٍ (رعد) ۱۶ وَادٍ (ابراہیم وشعراء) ۱۷ بَاقٍ ۱۸ مُفْتَرٍ (نحل) ۱۹ لَیَالٍ (مریم حاقہ فجر) ۲۰ قَاضٍ (طٰہٰ) ۲۱ دَانٍ (رحمٰن) ۲۲ جَازٍ (لقمان) ۲۳ بِکَافٍ (زمر) ۲۴ مُعْتَدٍ (ق۔ن۔تطفیف) ۲۵ فَانٍ ۲۶ اٰنٍ ۲۷

اٰذَانٍ (نمل، زمر) ۲۸ [؟] ۲۹ [؟]

یا مرسوم نہیں ہے اسکو وقفاً بھی سب محذوف رکھتے ہیں مگر مکی چار کلمات میں جو دس جگہ واقع ہوئے ہیں وقفاً اثبات یا کرتے ہیں ۱ھَادٍ میں پانچ جگہ (رعد و زمر ۲-۲- غافر ایک) ۲ وَاقٍ میں تین جگہ (رعد ۲- غافر ایک) ۳ وَالٍ (رعد) ۴ بَاقٍ (نحل) میں ایک ایک جگہ- اور گیارہ کلمات میں جو سولہ جگہ آئے ہیں بوجہ اجتماع ساکنین یا مرسوم نہیں وقفاً بھی سب محذوف رکھتے ہیں مگر وَادِ النَّمْلِ (نمل) میں کسائی اور بِھٰدِ الْعُمْیِ (روم) حمزہ و کسائی- (حمزہ کی قراءۃ تَھْدِ ہے) اور یُنَادِ الْمُنَادِ (یعنی یُنَادِ) میں مکی بخلاف وقفاً اثبات یا کرتے ہیں-

چار کلمات میں بوجہ اجتماع ساکنین واو مرسوم نہیں وقفاً بھی باجماع محذوف رہیگا- ایک کلمہ اَیُّهَا میں تین جگہ اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ (نور) یٰاَیُّهَ السّٰحِرُ (زخرف) اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ (رحمٰن) میں ہا کے بعد الف مرسوم نہیں ہے- بصری اور کسائی حسب اصل الف پر اور باقی حضرات حسب رسم ھاء ساکنہ پر وقف کرتے ہیں-

تنبیہ- اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ (ہود) اور وَثَمُوْدَاۡ (فرقان عنکبوت- نجم) کو بعض ائمہ بلا تنوین اور اکثر بالتنوین پڑھتے ہیں- تنوین پڑھنے والوں کے لئے وقف الف پر اور غیر منون پڑھنے والوں کے لئے دال ساکن پر وقف ہوتا ہے اور لُؤْلُؤًا پر منصوب پڑھنے والوں کے لئے بالف اور لُؤْلُؤٍ مخفوض پڑھنے والوں کے لئے ہمزہ ساکنہ سے وقف ہوتا ہے- اگرچہ مصاحف عثمانیہ میں سب جگہ الف مرسوم ہے- کیونکہ غیر منون پڑھنے والوں کے لئے الف سے وقف کریں

ک۵ ۱ یُؤْتِ اللّٰهُ (نساء) ۲ وَاخْشَوْنِ الْیَوْمَ (مائدہ) ۳ یَقْضِ الْحَقَّ (انعام) بقراءت بصری شامی حمزہ اور کسائی ۴ نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ (یونس) ۵ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ (طٰہٰ- نزعت) وَادِ النَّمْلِ (نمل) الْوَادِ الْاَیْمَنِ (قصص) ۶ لَھَادِ الَّذِیْنَ (حج) بِھٰدِ الْعُمْیِ (روم) یُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ (یٰس) ۸ صَالِ الْجَحِیْمِ (صفّٰت) ۹ یُنَادِ الْمُنَادِ (ق) ۱۰ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (قمر) ۱۱ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ (رحمٰن) الْجَوَارِ الْکُنَّسِ (تکویر)
ک۶ ۱ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ (اسراء) ۲ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ (شوریٰ) ۳ یَدْعُ الدَّاعِ (قمر) ۴ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ (علق)

غلط قرأت ہو جائیگا۔

ما استفہامیہ مجرور بحرف جر کے بعد بزیؒ وقفاً بخلاف[۵۱] اثبات ہائے سکتہ کرتے ہیں قرآن میں ایسے پانچ کلمات ۔ لِمَهْ ۔ بِمَهْ ۔ فِيمَهْ ۔ مِمَّهْ ۔ اور عَمَّهْ آئے ہیں اور باقی حضرات ہائے سکتہ نہیں بڑھاتے یہی بزیؒ کی دوسری وجہ ہے۔

حذف ۔ جن کلمات میں ہمزۂ متطرفہ بصورت واؤ یا بصورتِ یا لکھا ہوا ہے انہیں حمزہؒ وہشامؒ کا مذہب اوپر بیان ہوا ۔ باقی حضرات باہمزہ وقف کرتے ہیں ۔ صلہ وقفاً باجماع حذف ہو جاتا ہے ۔ وَكَأَيِّنْ[۵۲] میں ذو قرأتین ہونے کی بنا پر نون تنوین باجماع مصاحف مرسوم ہے ۔ بصریؒ باعتبار اصل یا ، ساکنہ پر اور باقی حضرات نون پر وقف کرتے ہیں

## فصل سوم وصل

یعنی کلمات مقطوع الرسم کو وقفاً ملانا ۔ قاعدہ ۔ جو کلمہ دو یا زیادہ حروف سے مرکب ہو اسکو منفصل لکھا جاتا ہے خواہ اسم ہو یا فعل یا حرف ۔ مگر الف لام تعریف کثیر الدور ہونے کی وجہ سے موصول لکھا جاتا ہے ۔ یا ، ندا اور ہا ، تنبیہ کا الف رسم سے باجماع محذوف ہے ۔ چونکہ ایک حرف باقی رہگیا لہذا ان کو بھی موصول لکھتے ہیں تاکہ حروف ہجا اور کلمہ میں فرق ہو ۔ ائمہ قرأتؒ کے نزدیک یہ کلیہ ہے جو کلمات مصاحف عثمانیہ

---

[۵۱] دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ اور شیخ ابو القاسم فارسیؒ سے ہا نہیں پڑھی ۔ مگر تیسیر میں صرف ہا کیساتھ وقف بیان کیا ہے حالانکہ تیسیر میں روایت بزیؒ فارسی سے منسوب ہے ۔ امام ابو الحسنؒ سے وقف بالہا پڑھا ہے یہی تذکرہ تبصرہ ۔ کافی اور تلخیص العبارات وغیرہ میں ہے ۔ اسمیں دانی طریقہ سے نکل گئے ۔ جامع البیان اور شاطبیہ میں دونوں وجوہ درج ہیں ۔ وقف بغیر ہا ۔ اگرچہ زیادات قصیدہ سے ہے مگر صحیح اور مطابق طریقہ ہے۔

[۵۲] وَكَأَيِّنْ سات جگہ ہے ۔ آل عمران ۔ یوسف ۔ عنکبوت ۔ محمد ۔ اور طلاق میں ایک ایک اور حج میں دو جگہ۔

میں مقطوعؒ ہیں - ان میں سے ہر ایک پر وقف ہو سکتا ہے - لیکن امام ابوالحسنؒ - دانیؒ - ابن شریحؒ اور شاطبیؒ نے دو کلمات ذیل میں اختلاف بیان کیا ہے -

ؒ چنانچہ اَنْ لَّا دس جگہ - اَنْ لَّآ اَقُوْلَ - اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا (اعراف) ، اَنْ لَّا مَلْجَاَ (توبہ) وَاَنْ لَّآ اِلٰہَ (ھود) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا (ھود و یٰس) اَنْ لَّا تُشْرِكْ (حج) وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا (دخان) اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ (ممتحنہ) اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا (ن) میں باجماع اور ایک جگہ اَنْ لَّآ اِلٰہَ (انبیا) میں بخلاف مقطوع ہے - اِنَّ مَا مکسورہ مشددہ ایک جگہ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ (انعام) میں باجماع - اور ایک جگہ اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ (نحل) بخلاف مقطوع ہے - اَنَّ مَا مفتوحہ مشددہ دو جگہ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ (حج و لقمان) میں باجماع اور ایک جگہ اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ - (انفال میں بخلاف مقطوع ہے - اِنْ مَّا مکسورہ مخففہ صرف ایک جگہ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ (رعد) میں مقطوع ہے - اَیْنَ مَا ہر جگہ سوائے بعض مواقع کے جو آئندہ فصل میں آئیں گے مقطوع ہے - اَنْ لَّمْ مفتوحہ سب جگہ مقطوع ہے - اِنْ لَّمْ مکسورہ ایک کے سوا سب جگہ مقطوع ہے عَنْ مَّا صرف ایک جگہ عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ (اعراف) میں مقطوع ہے - مِنْ مَّا دو جگہ - مِنْ مَّا مَلَكَتْ (نساء روم) میں باجماع اور مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ - (منافقون) میں بخلاف مقطوع ہے - اَمْ مَّنْ چار جگہ - اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ (نساء) اَمْ مَّنْ اَسَّسَ (توبہ) اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا (صٰفٰت) ، اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ (فصلت) میں مقطوع ہے عَنْ مَّنْ دو جگہ - عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ - (نور) عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی (نجم) میں مقطوع ہے - كُلَّ مَا ایک جگہ - مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ (ابراھیم) میں بلا خلاف - اور بقول بعض چار جگہ اور كُلَّ مَا رُدُّوْٓا - (نساء) ، كُلَّ مَا دَخَلَتْ (اعراف) كُلَّ مَا جَآءَ (مؤمنون) كُلَّ مَآ اُلْقِیَ (ملک) مقطوع ہے - مگر مشہور وصل ہے - بِئْسَ مَا پانچ جگہ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا (بقرہ) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا (مائدہ تین) لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ (ایضاً مائدہ) باجماع اور ایک جگہ قُلْ بِئْسَ مَا یَاْمُرُكُمْ - (بقرہ) میں باختلاف مقطوع ہے - فِیْ مَا ایک جگہ فِیْ مَا ھٰھُنَآ (شعرا) میں باجماع اور دس جگہ فِیْ مَا فَعَلْنَ - (بقرہ کلمہ دوم) فِیْ مَآ اٰتٰكُمْ (مائدہ و انعام) فِیْ مَآ اُوْحِیَ (انعام) فِیْ مَا اشْتَھَتْ (انبیا) فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ (نور) فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ (روم) فِیْ مَا كَانُوْا فِیْہِ - فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ (ہر دو زمر) فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (واقعہ) بقول اکثر و مشہور مقطوع ہیں یَوْمَ ھُمْ کا چار جگہ کے سوا ہر جگہ مقطوع ہے یَوْمَ ھُمْ دو جگہ یَوْمَ ھُمْ بٰرِزُوْنَ (غافر) یَوْمَ ھُمْ عَلَى النَّارِ (ذریت) میں مقطوع ہیں اور وَّلَاتَ حِیْنَ (ص) کی تا تمام مصاحف میں مقطوع لکھی ہے - پس وہ لا کے ساتھ موصول ہے اور لفظی تانیث کے لیے اسکے ساتھ بڑھائی گئی ہے خلیلؒ - سیبویہؒ - کسائیؒ وغیرہ ائمہ نحو و عربیت اور قرات کا یہی مذہب ہے - پس اس تقدیر پر تاء اور ہا کے ساتھ وقف ہوگا - کما مرّ - اور امام ابو عبیدؒ کہتے ہیں تا حین سے متصل اور لا سے مقطوع ہے میں نے امام میں لا تحین لکھا ہے اور عرب اسماء زمان پر تا زیادہ کر کے حین - ان - اوان کو تحین - تاٰن - تاٰون اور تالآن بولتے ہیں - اس تقدیر پر وقف لا پر ہو سکتا ہے تا پر نہیں - محقق کہتے ہیں " ابو عبیدؒ امام کبیر دین میں حجۃ اور مجتہدین کرام میں سے ہیں اسکے علاوہ میں نے بھی مصحف عثمانؓ میں جسکو امام کہتے ہیں لا کو مقطوع اور تا کو حین سے موصول دیکھا ہے - میں نے اسپر خون کے نشانات دیکھے یہ مصحف قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں اب موجود ہے " اَنْ لَّنْ دو کے سوا سب جگہ مقطوع ہے - حَیْثُ مَا

اول - اَیًّا مَّا تَدْعُوْا میں حمزہؒ کسائیؒ اَیًّا پر اور باقی حضرات مَّا پر وقف کرتے ہیں اور رسماً باجماع مقطوع ہے۔

دوم - ما استفہامیہ کے بعد لام جارّہ چار جگہ مقطوع لکھا ہوا ہے فَمَالِ ھٰٓؤُلَآءِ (نساء) مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ (کہف) مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ (فرقان) فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (معارج) ائمہ مذکورین اور جمہور اہل اداء شام و مصر و عراق بصریؒ کے لیے مَا پر۔ کسائیؒ کے لیے ما اور لام دونوں پر اور دیگر حضرات کے لیے صرف لام پر وقف بیان کرتی ہیں۔ دیگر ائمہ اور جمہور اہل ادا نے ان دونوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کلمات کلیہ میں داخل ہیں اور بوجہ مقطوع ہونے کے ہر ایک پر وقف درست ہے اور اور یہی صواب ہے۔

اِلْ یَاسِیْنَ (صفّٰت) دو قراءتیں ہونیکی وجہ سے باجماع مصاحف مقطوع ہے۔ جو ائمہ ہمزہ مفتوحہ کے بعد الف اور لام مکسورہ سے پڑھتے ہیں اُن کے نزدیک اٰلِ مُحَمَّدٍ اور اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ کے مانند دو کلمات ہیں اور اٰلِ پر وقف ہوسکتا ہے اور جو حضرات ہمزہ مکسور اور لام ساکن سے بلا الف پڑھتے ہیں اُن کے نزدیک ایک کلمہ ہے جسکا قطع کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ رسماً منفصل ہے ان کے مذہب پر اتباع رسم نہیں کیا جاسکتا۔ اسکی نظیر قرآن میں اور نہیں ہے۔

---

سلہ ابن مجاہدؒ ابن مہرانؒ ابن سوّارؒ ابن سفیانؒ مہدویؒ حافظ ابوالعلاءؒ اور سبط الخیاطؒ نے اَیًّا مَّا کا کوئی ذکر نہیں کیا گویا کہ انکے نزدیک اسمیں کوئی اختلاف نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "یہی اقرب الی الصواب ہے جس کے خلاف کوئی قول نہیں پایا جاتا" محمد بن سعدان ضریرؒ ابن الانباریؒ اور دانیؒ وغیرہ ائمہ روایت کرتے ہیں "حمزہؒ کسائیؒ اَیًّا پر وقف کرتے تھے" پھر دانیؒ کہتے ہیں "دیگر ائمہ سے کوئی نص نہیں ہے ہم نے ان کے لیے مَا پر وقف اختیار کیا ہے" اسکے بعد محققؒ کہتے ہیں "کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی جسکی بنا پر اسمیں اور دیگر منفصل کلمات میں فرق کیا جائے" خود دانیؒ کہتے ہیں "جو کلمات منفصل مرسوم ہیں ان پر سب کے لیے ملا کر یا جدا جدا وقف ہوسکتا ہے" یہی باقی تمام اہل ادا کا مذہب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اَیًّا اور مَا مقطوع ہیں۔ پس ہر ایک پر سب کے لیے وقف ہونا چاہیے۔ سلہ محققؒ کہتے ہیں "چاروں جگہ لام حرف منفصل لکھا ہوا ہے لہذا اسپر سب کے لیے وقف کے جواز کا احتمال ہے اور یہی قیاس ہے اور یہی احتمال ہے کہ لام پر کسی کے لیے وقف جائز نہ ہو کیونکہ وہ حرف جر ہے اور حرف جر مجرور سے جدا نہیں ہوسکتا اور مَا پر سب کے لیے بلا تردد وقف جائز ہے کیونکہ وہ تلفظاً۔ رسماً اور حکماً منفصل ہے اور میرے نزدیک یہ ان ائمہ کے مذہب کے اصول اور قیاس سے بہت زیادہ مطابق ہے اور یہی حق و صواب ہے۔

# فصل چہارم۔ قطع

یعنی کلماتِ متصل کو وقفاً جدا کرنا۔ (قاعدہ) جو کلمات قرآن میں موصول لکھے ہوئے ہیں۔ وقف سے انکا قطع کرنا جائز نہیں خواہ اہل عربیت کے نزدیک وہ دو کلمات ہوں یا زیادہ۔ اہل اداان کو ایک کلمہ تصور کرتے ہیں اور اتصال رسمی کی وجہ سے فقط آخر کلمہ پر وقف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اقسام ذیل کے تمام کلمات باجماع اہل ادا موصول ہیں۔

اول۔ وہ تمام کلمات جنپر حروف معانی میں سے کوئی حرف مفرد داخل ہو۔ جیسے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ۔ بِاللّٰہِ۔ تَاللّٰہِ۔ لِلّٰہِ۔ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ کَمِثْلِہٖ۔ لَاَنْتُمْ۔ ءَاَنْتَ۔ وَاِیَایَ وَاسْئَلْ۔ فَاسْئَلْ۔ وَاْمُرْ۔ فَاْتِ۔ وَلَقَدْ۔ وَلَسَوْفَ۔ آبِاللّٰہِ

دوم۔ وہ تمام کلمات جن سے ضمیر متصل ہو جیسے قُلْتُ۔ قُلْنَا۔ رُسُلُنَا۔ رَبِّیْ۔ رُسُلِیْ۔ رُسُلَہٗ مِیْثَاقَہٗ۔ رُسُلُکُمْ۔ مِیْثَاقَکُمْ۔ مَنَاسِکَکُمْ۔ فَاَحْیَاکُمْ۔ رُسُلُھُمْ۔ اَنُلْزِمُکُمُوْھَا۔ فَکَرِھْتُمُوْہُ۔

سوم۔ اوائلِ سور کے حروف مقطعات بحالت مجموعی خواہ دو ہوں یا زیادہ ایک کلمہ ہیں سوائے فواتح شوریٰ کے کہ وہ دو کلمات ہیں جیسے الٓمٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمٓرٰ۔ الٓمٓصٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ یٰسٓ۔ حٰمٓ از فواتح شوریٰ میں سے حٰمٓ ایک اور عٓسٓقٓ دوسرا کلمہ ہے۔

چہارم۔ اگر دو کلمات جمع ہو جائیں اور انمیں سے دوسرے کلمہ کا پہلا حرف ہمزہ ہو اور بواو اور یا کی صورت میں مرسوم ہو تو دونوں موصول ہوتے ہیں جیسے ھٰٓؤُلَآءِ۔ لِئَلَّا۔ یَوْمَئِذٍ۔ حِیْنَئِذٍ۔

نیز۔ ال تعریف یا ندا، ہاتنبیہ جن کلمات پر داخل ہوں انکے ساتھ موصول ہیں اور وہ ما استفہامیہ جسپر حرف جر داخل ہو خواہ حرف جر مفرد ہو یا دو حرفی اس میم کے بعد کا الف حذف ہو کر میم حرف جر کے ساتھ موصول ہے اور اَمْ۔ ما کے ساتھ اِنْ مکسورہ مخففہ لا کے ساتھ ہر جگہ موصول ہے جیسے

اَلْکِتٰبُ - اَلْخَالِقُ - یٰبَنِیَّ - یٰمُوْسٰی - یٰاٰدَمُ - یٰاَیُّھَا - ھٰٓؤُلَآءِ - ھٰذَا - ھٰٓاَنْتُمْ
لِمَ - عَمَّ - فِیْمَ - مِمَّ - بِمَ - اَمَّا - اشْتَمَلَتْ - اَمَّاذَا كُنْتُمْ - اَمَّا تُشْرِكُوْنَ - اِلَّا
تَفْعَلُوْہُ - اِلَّا تَنْصُرُوْہُ - اور تمام صیغہائے جمع جنکے ساتھ ضمیر متصل موصول ہیں جیسے
کَالُوْھُمْ اور اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یعنی واؤ کے بعد الف علامت جمع کا مرسوم نہیں ہوتا اور نیز
وہ کلمات جن کا ذکر گذشتہ فصل میں ہوا بیان شدہ مقامات کے علاوہ موصول ہیں[1] جیسے
وَیْکَاَنَّ - وَیْکَاَنَّہٗ (قصص) باجماع مصاحف موصول ہیں ہمارے بعض شیوخ کسائی کیلئے
یا پر اور بصری کے لئے کاف پر وقف بتلاتے ہیں لیکن یہ رسم کے خلاف ہے۔ محقق کہتے ہیں پورے
کلمہ پر وقف سب کے لئے اولیٰ مختار جمہور کا مذہب اور قیاس صحیح کے مطابق ہے۔ شاطبی
نے ان دونوں وجوہ سے قبل سب کے لئے وقف حسب رسم بھی بیان کیا ہے۔ اور دانی

[1] یعنی اَنْ لَّا اُن گیارہ مقامات کے سوا ہر جگہ موصول ہے جیسے اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ (نمل) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا (ھود)
اِنَّ مَا اُن دو مقامات کے سوا ہر جگہ موصول ہے جیسے اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ - اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وغیرہ اَنَّ مَا اُن تین مقامات کے سوا
موصول ہے جیسے اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ - اِنْ مَّا ؏ کے سوا موصول ہے جیسے اِمَّا تَخَافَنَّ - اِمَّا نُرِیَنَّکَ -
فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ - فَاِمَّا تَرَیِنَّ - وغیرہ - اَیْنَ مَا - دو جگہ - فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا - (بقرہ) اَیْنَمَا یُوَجِّھْہُّ (نحل) بالاجماع -
اور تین جگہ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا - (نساء) اَیْنَ مَا كُنْتُمْ - (شعراء) اور اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا - (احزاب) بخلاف موصول ہے
اِنْ لَّمْ ایک جگہ موصول ہے فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا (ھود) اَنْ لَّنْ دو جگہ - اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ (کہف) اَلَّنْ نَّجْمَعَ
(قیامہ) عَنْ مَّا سوا اُس ایک جگہ کے موصول ہے جیسے عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور عَمَّا جَآءَكَ - مِنْ مَا - اُن تینوں جگہ
کے سوا موصول ہے مِمَّآ اَمْسَكْنَ - مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰہُ - اَمْ مَّنْ اُن چار جگہ کے سوا موصول ہے جیسے اَمَّنْ یَّمْلِكُ
اَمَّنْ خَلَقَ - اَمَّنْ یُّجِیْبُ - عَنْ مَّنْ اگر کوئی اُن دونوں کے سوا ہے (جو غالباً نہیں ہے۔) تو موصول ہے - كُلَّ مَا اُس
ایک کے سوا بقول مشہور موصول ہے جیسے كُلَّمَا دَخَلَ - كُلَّمَا خَبَتْ - بِئْسَ مَا - دو جگہ موصول ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا
بِہٖ (بقرہ) بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ - (اعراف) فِیْ مَا - اُن گیارہ مقامات کے سوا موصول ہے جیسے فِیْمَا
فَعَلْنَ (بقرہ اول) فِیْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ - كَیْ لَا چار جگہ موصول ہے لِكَیْلَا تَحْزَنُوْا (آل عمران) لِكَیْلَا یَعْلَمَ
(حج) لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ (احزاب) لِكَیْلَا تَاْسَوْا (حدید) یَوْمَ ھُمْ اُن دو مقامات کے سوا موصول ہے جیسے یَوْمَھُمُ
الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ -
[2] شاید بعض مصاحف میں وَیْ مقطوع لکھا ہوا تھا اسی وجہ سے کسائی نے اسپر وقف جائز رکھا ہے۔

نے تیسیر میں بصریؒ کے لئے بصیغہ تمریض کاف پر وقف نقل کیا ہے۔

تنبیہ۔ جو وقاف اوپر بیان کیئے گئے وہ سب وقف اختیاری اور اضطراری کی صورتیں ہیں وقف اختیاری کہیں نہیں ہوسکتا۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "یہ اوقاف ہم نے اس لیئے بیان کیئے ہیں کہ بحالت اضطرار ائمہ کے مذاہب بتلائیں۔ یہ مدعا نہیں ہے کہ ان پر لزوماً اور اختیاراً وقف جائز ہے۔ کیونکہ ان میں سے کسی جگہ نہ وقف تام ہے اور نہ کافی۔ پس یہ سب ضرورت اور امتحان کے لئے ہیں" محققؒ کہتے ہیں "اس باب میں ہم نے متفق علیہ اور مختلف فیہ جو مواقع بیان کیئے ہیں اُن پر عمدی وقف جائز نہیں کیونکہ نہ یہ تام ہیں نہ کافی۔ نہ حسن۔ اور جہاں ان اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف نہ ہو وہاں وقف قبیح ہے۔ ہم نے اضطرار و اختبار کے لیئے وقف کا قاعدہ بتایا ہے"

فائدہ۔ اگر رسم میں مصاحف کا اختلاف ہو تو ہر قاری کے لیئے اُسکے شہر کے مصحف کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اور اتباع رسم سے مقصد حذف و اثبات حقیقی ہے جو اجتماع ساکنین وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے، حذف و اثبات مقدر نہیں جو اجتماع صور متماثلہ کی بناپر کیا گیا ہے جیسے مَاۤءً۔ نِدَاۤءً۔ دُعَاۤءً۔ مَلْجَاۤءً۔ تَرَاۤءٰ۔ تَرَا۔ وغیرہ میں باجماع الف سے لَا یَسْتَحْیٖ میں یا سے۔ وَاِیْتَآئِ۔ اور اَلسَّمٰۤؤُ وغیرہ میں ہمزہ سے وقف ہوتا ہے۔ ہشامؒ اور حمزہؒ کا مذہب اوپر بیان ہوا۔

# باب نوزدہم حرکت و اسکان یاءات اضافت

یاءِ اضافت[1] سے مراد یاءِ متکلم ہے جو اسم و فعل و حرف کے ساتھ کاف و ہاءِ ضمیر کے مانند ملحق ہوتی ہے۔ جیسے نَفْسِیْ۔ فَطَرَنِیْ۔ اِنِّیْ اور دیگر ضمائر کی طرح ہمیشہ زائدہ ہوتی ہے۔ اصل کلمہ سے نہیں ہوتی چنانچہ ان تینوں کلمات کو یاءِ اضافت جدا کرکے نَفْسُ فَطَرَ اِنَّ اور ہاءِ کنایہ کیساتھ نَفْسَهٗ۔ فَطَرَهٗ۔ اِنَّهٗ اور کاف خطاب کے ساتھ نَفْسَكَ۔ فَطَرَكَ اِنَّكَ کہہ سکتے ہیں۔

یاءِ اضافت باجماع مصاحف مرسوم ہوتی ہے اور اسمیں حرکت و اسکان کا اختلاف ہوتا ہے حذف و اثبات کا نہیں ہوتا۔ یاءِ اضافت کی اصل اسکان ہے۔ جہاں سکون متعذر ہو وہاں متحرک ہوجاتی ہے اور اس حالت میں اسکی حرکت فتح ہوتی ہے بعض جگہ کسرہ بھی جائز ہے۔ چنانچہ مُصْرِخِیَّ[2] (ابراہیم) کو حمزہ اور یحییٰ مضموم الباء کو متعدد ائمہ یاءِ اضافت کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔ جو قراءۃ متواترہ صحیحہ ہے

---

[1] یاءِ اضافت اسم کیساتھ محل جر میں اور فعل کیساتھ ہمیشہ محل نصب میں اور حرف کے ساتھ حسب عمل نصب و جر دونوں کے محل میں آتی ہے۔ یعنی مضاف الیہ اور مفعول دونوں کی جگہ ہوتی ہے۔ منصوب المحل کو مجازاً یاءِ اضافت کہتے ہیں۔

[2] مُصْرِخِیَّ دراصل مُصْرِخِیْنَ تھا مضاف ہونیکی بناپر نون اعرابی ساقط ہوگیا اور یاءِ اعراب ساکنہ اور یاءِ اضافت جمع ہوگئیں اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس یاء کو حرکت دیدی گئی اور بقاعدہ مثلین یاءِ اعراب اسمیں مدغم ہوگئی اور مُصْرِخِیَّ بن گیا بعض نحاۃ۔ قراءۃ کسرہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ابو عبیدؒ کسرہ کو غلط زجاج ردی۔ اور اخفشؒ غیر مسموع بتاتا ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یاءِ اضافت کا حکم اسکان یا فتح ہے۔ جہاں ایک دشوار ہو وہاں دوسرا متعین ہوجاتا ہے یہ قراء کہتے ہیں وہ یہ دعوی بوجوہات باطل ہے یہ قراءۃ متواترہ ہے جسکو اعمشؒ۔ ابن وثابؒ اور حمرانؒ بن اعینؒ وغیرہ تابعینؒ کی ایک جماعت نے صحابہ کرام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے ۲ نحو و قراءۃ کے امام ابو عمروؒ بصری اور فراءؒ نے اسکی تصحیح کی ہے اور قطربؒ کہتا ہے کہ کسرہ بنی یربوع کا لغت ہے ۳ عربیت میں اسکی صورت صحیحہ کئی طرح پائی جاتی ہے۔ اول یاءِ اضافت کے بعد ایک یاء ساکنہ بطور صلہ زیادہ کی گئی اور پھر تخفیفاً اسکو حذف کردیا اور کسرہ اسپر دلالت کرنیکے لئے باقی رکھا۔ دوم اجتماع ساکنین تھا۔ یاءِ اعراب کو حرکت نہیں دے سکتے۔ یاءِ اضافت کو حسب قاعدہ مشہورہ حرکت کسرہ دیدی گئی۔ سوم بقاعدہ مجاورہ ہمزہ اِنِّیْ کے کسرہ کی وجہ سے یاء کو حرکت کسرہ دیدی گئی۔ جو تمیم و بعض فلاں فلاں کا لغت ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابع کردیتے ہیں اور اسی پر خواجہ حسن بصری وغیرہ ائمہ کی مشہور قراءۃ اَلْحَمْدِ لِلّٰهِ کو

قرآن میں یاءِ اضافت آٹھ سو چھہتر جگہ واقع ہوئی ہے۔ ازانجملہ پانسو چھیاسٹھ حسب اصل باجماع ساکن ہیں۔ جیسے اِنِّیْ جَاعِلٌ۔ بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ۔ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔ اَرَیْ فَضَّلْتُکُمْ۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ۔ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ۔ خَلَقَنِیْ وغیرہ اور اٹھانوے ساکن مابعد یا ساکن ماقبل موجب حرکت کی وجہ سے باتفاق متحرک ہیں اور دوسو بارہ مختلف فیہ ہیں۔ اس فن میں یہی زیر بحث ہیں۔ پھر ان مختلف فیہ کی چھ قسمیں ہیں۔ ننانوے ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ سے قبل۔ باون ہمزۂ قطعیہ مکسورہ سے قبل۔ دس ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل۔ چودہ الف لام تعریف سے قبل۔ سات ہمزۂ وصلیہ منفردہ سے قبل۔ اور تیس دیگر حروف سے پہلے۔

ہمارے ائمہ پہلی دوسری اور چوتھی اقسام کے اندر فتح اور اسکان کا مذہب بیان کر کے پھر دونوں مذاہب میں سے مستثنیات بتایا کرتے ہیں۔ میں ان کو ایک نئی اسلوب سے درج کرتا ہوں تاکہ طلباء کو سہولت ہو۔

---

سلہ قبل از ساکن یاءِ اضافت مفتوح گیارہ کلمات کیساتھ اٹھارہ جگہ آتی ہے۔ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ۔ چار نِعْمَتِیَ الَّتِیْ تین۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ دو۔ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ۔ بِیَ الْاَعْدَآءَ۔ مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ۔ مَسَّنِیَ الْکِبَرُ۔ وَلِیِّیَ اللّٰهُ۔ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ۔ رَبِّیَ اللّٰهُ۔ جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ۔ نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ ایک ایک۔

سلہ بعد از ساکن یاءِ اضافت مفتوح اسی جگہ واقع ہوئی ہے۔ چھ کلمات بعد از الف اکہتر جگہ پائے جاتے ہیں۔ ھُدَایَ اور رُءْیَایَ۔ دو دو۔ اِیَّایَ۔ فَاِیَّایَ۔ مَثْوَایَ۔ اور عَصَایَ۔ ایک ایک اور نو کلمات بعد از یاء ساکنہ بہتر جگہ واقع ہوئے ہیں۔ اِلَیَّ۔ عَلَیَّ۔ یَدَیَّ۔ لَدَیَّ۔ یٰبُنَیَّ۔ بَنِیَّ۔ اِبْنَتَیَّ۔ وَالِدَیَّ اور مُصْرِخِیَّ۔ ان دونوں اقسام میں اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے یا کو اجماعاً متحرک کیا گیا ہے۔

سلہ دانی وغیرہ ائمہ نے یاءات اضافت مختلف فیہ دوسو چودہ بتائی ہیں۔ یہ حضرات فَمَآ اٰتٰنِیَ اللّٰهُ (نمل) اور فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ (زمر) کو شامل کرتے ہیں۔ کیونکہ پہلی کو مدنی بصری اور حفص اور دوسری کو سوسی وصلاً مفتوح پڑھتے ہیں۔ شاطبی نے ان کو زوائد میں لیا ہے۔ مصاحف میں یہ دونوں باجماع مرسوم نہیں ہیں اور اکثر ائمہ ان کو محذوف رکھتے ہیں۔ یاءِ اضافت کے لئے حرکت و اسکان کا اختلاف کیساتھ یہ شرط ہے کہ وہ مصاحف میں مرسوم ہو۔ لہٰذا یہی مناسب ہے کہ ان کو زوائد میں شمار کیا جائے۔

# فصل اول یاآتِ اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مفتوحہ

ہمزہ قطعیہ مفتوحہ سے قبل ننانوے یاآتِ اضافت اختلافی ہیں انکی تین قسمیں ہیں
اول - چونسٹھ یاآت ذیل کو حرمیؒ و بصریؒ مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں ١ تا ٣
إِنِّيٓ أَعۡلَمُ (بقرہ - یوسف یک) ٤ إِنِّيٓ أَخۡلُقُ (آل عمران) ٥ تا ٢٢ إِنِّيٓ أَخَافُ (مائدہ انعام اعراف
انفال - یونس - ہود تین مریم شعراء دو - قصص زمر - غافر تین - احقاف - حشر) ٢٣ تا ٢٤
مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ - (مائدہ یونس) ٢٥ - إِنِّيٓ أَرَاكَ (انعام) ٢٦ بَعۡدِيٓ أَعَجِلۡتُمۡ - (اعراف)
٢٧ تا ٢٩ - إِنِّيٓ أَرَىٰ (انفال - یوسف - صٰفّٰت) ٣٠ إِنِّيٓ أَعِظُكَ ٣١ شِقَاقِيٓ أَنۡ
(ہود و ہود) ٣٢ - ٣٣ إِنِّيٓ أَعُوذُ - (ہود مریم) ٣٤ رَبِّيٓ أَحۡسَنَ - (ہود) ٣٥
أَرَانِيٓ أَعۡصِرُ ٣٦ أَرَانِيٓ أَحۡمِلُ ٣٧ أَبِيٓ أَوۡ (ہر چہار یوسف) ٣٨ تا ٤١ إِنِّيٓ
أَنَا (یوسف - حجر - طٰہٰ - قصص) ٤٢ - إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ - (ابراہیم) ٤٣ عِبَادِيٓ
أَنِّيٓ ٤٤ أَنِّيٓ أَنَا (ہر دو حجر) ٤٥ تا ٤٨ رَبِّيٓ أَعۡلَمُ (کہف شعراء قصص دو) ٤٩ بِرَبِّيٓ
أَحَدًا (کہف دو) ٥١ - ٥٢ - رَبِّيٓ أَنۡ (کہف قصص) ٥٣ تا ٥٥ إِنِّيٓ ءَانَسۡتُ
(طٰہٰ نمل قصص) ٥٦ إِنَّنِيٓ أَنَا - (طٰہٰ) ٥٧ إِنِّيٓ ءَامَنتُ (یٰسٓ) ٥٨ أَنِّيٓ
أَذۡبَحُكَ (صٰفّٰت) ٥٩ إِنِّيٓ أَحۡبَبۡتُ (ص) ٦٠ إِنِّيٓ ءَاتِيكُم (دخان) ٦١
إِنِّيٓ أَعۡلَنتُ - (نوح) ٦٢ رَبِّيٓ أَمَدًا - (جن) ٦٣ رَبِّيٓ أَكۡرَمَنِ ٦٤ رَبِّيٓ
أَهَانَنِ (ہر دو فجر)

دوم - دس آیاتِ ذیل کے فتح میں حرمیؒ و بصریؒ کے ساتھ بعض دیگر حضرات بھی
شریک ہیں انکے سوا باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں -

۱ لَعَلِّيٓ اَرْجِعُ (یوسف) ۲-۳ لَعَلِّيٓ اٰتِيْكُمْ (طٰہٰ قصص) ۴ لَعَلِّيٓ اَعْمَلُ (مؤمنون) ۵ لَعَلِّيٓ اَطَّلِعُ (قصص) ۶ لَعَلِّيٓ اَبْلُغُ (غافر) چھوٹوں میں شامی ۷ مَعِيَ اَبَدًا (توبہ) ۸ مَعِيَ اَوْ رَحِمَنَا (ملک) دونوں میں شامی و حفص ۹ اَرْهْطِيٓ اَعَزُّ (ہود) میں ابن ذکوان بلاخلاف اور ہشام بخلاف ۱۰ مَالِيٓ اَدْعُوْكُمْ (غافر) میں ہشام شریک ہیں۔

سوم پچیس یاآت ذیل ہیں حرمی و بصری میں سے کسی نے فتح کی مخالفت کرکے اسکان روایت کیا ہے اور باقی حضرات حسب قاعدہ اسکان پڑھتے ہیں ۱ اَكْبِرِيْ حِزْبِيْ۔ اَنْ (یوسف) ۲ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى (طٰہٰ) ۳ تَاْمُرُوْنِّيٓ اَعْبُدُ (زمر) ۴ اَتَعِدَانِنِيْٓ اَنْ (احقاف) چاروں کو حرمی ۵ اِنِّيٓ اَرٰىكُمْ (ہود) ۶-۷ وَلٰكِنِّيٓ اَرٰىكُمْ (ہود احقاف) مِنْ تَحْتِيٓ اَفَلَا (زخرف) چاروں کو مدنی بزی اور بصری ۹-۱۰ اِجْعَلْ لِّيٓ اٰيَةً (آل عمران مریم) ۱۱ فِيْ ضَيْفِيٓ اَلَيْسَ (ہود) ۱۲-۱۳ اِنِّيٓ اَرٰنِيٓ (یوسف میں اِنِّی کی جو دو یاآت ہیں وہ مراد ہیں اَرٰنِیٓ کی یا پہلی نوع میں ہے) ۱۴ يَاْذَنَ لِيٓ اَبِيٓ (یوسف میں لِی کی یا مراد ہے اَبِی کی یا پہلی نوع میں ہے) ۱۵ مِنْ دُوْنِيٓ اَوْلِيَآءَ (کہف) ۱۶ وَيَسِّرْ لِيٓ اَمْرِيْ (طٰہٰ) آٹھوں کو مدنی و بصری ۱۷ عِنْدِيٓ اَوَلَمْ يَعْلَمْ (قصص) کو مدنی و بصری بلاخلاف اور مکی بخلاف ۱۸ فَطَرَنِيٓ اَفَلَا (ہود) کو مدنی و بزی

سلہ اَرَهْطِيٓ میں دانی اور شاطبی نے ہشام کے لیے صرف سکون بیان کیا ہے۔ یہی تذکرہ۔ تبصرہ۔ عنوان۔ تلخیص کافی میں ہے اور جملہ مغربی مصری قراء کا مسلک ہے اور یہی دانی کے نزدیک مختار ہے چنانچہ جامع البیان میں کہتے ہیں "یہ اسی پر عمل ہے مگر دانی نے شیخ ابوالفتح سے ہشام کے لیے فتح پڑھا ہے۔ مبہج جامع بخیاط مستنیر کامل اور کفایہ کبریٰ میں صرف فتح مذکور ہے محقق کہتے ہیں "جمہور اہل عراق فتح کہتے ہیں" دانی نے ابوالفتح سے فتح پڑھا ہے۔ اور یہ ان مقامات میں سے ہے جہاں دانی طریقے سے نکل گئے۔ کیونکہ تیسیر میں روایت ہشام ابوالفتح سے منسوب ہے۔ فتح صحیح اور مطابق طریقہ اور اکثر کا مذہب اور اسکان زیادہ مشہور ہے۔ سلہ مکی کے لیے دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر بزی کے لیے فتح اور قنبل کے لیے اسکان طرق تیسیر و شاطبیہ سے نہیں ہے۔ جمہور مغربی و مصری قراء صرف فتح کہتے ہیں یہی تبصرہ۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص۔ کافی۔ عنوان اور تیسیر میں ہے اور جمہور اہل عراق بزی کے لیے سکون اور قنبل کے لیے فتح کہتے ہیں یہ مستنیر۔ ارشاد۔ کفایہ کبریٰ۔ تجرید اور غایۃ الاختصار میں ہے۔ ابو ربیعہ سے اسکان اور ابن مجاہد سے فتح منقول ہے۔

۱۹ سَبِيلِيٓ اَدْعُوٓا (یوسف) ۲۰ لِيَبْلُوَنِيٓ ءَاَشْكُرُ (نمل) دونوں کو مدنی ؒ
۲۱ فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ (بقرہ) ۲۲- ذَرُونِيٓ اَقْتُلْ ۲۳ اُدْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
ہر دو- غافر تینوں کو مکی ؒ ۲۴-۲۵ اَوْزِعْنِيٓ اَنْ (نمل واحقاف) دونوں کو ورش ؒ و
بزی ؒ مفتوح اور باقی ائمہ ساکن پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ننانوے ۹۹ یاآت اختلافی میں سے مدنی ؒ ۹۴ کو نیز ورش ؒ مزید دو کو مکی ؒ ۸۱ کو اور ایک کو بخلاف اور بزی ؒ مزید سات کو اور بصری ؒ ۸۷ کو شامی ؒ ۹ کو اُن میں سے ایک میں ہشام کو خلاف ہے اور ہشام ؒ مزید ایک کو اور حفص ؒ دو کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ یعنی مدنی ؒ تین جگہ قالون ؒ مزید دو جگہ مکی ؒ دس جگہ اور ایک جگہ بخلاف قنبل ؒ مزید سات جگہ اور بصری ؒ بارہ جگہ فتح کی مخالفت کرتے ہیں

**فائدہ**- ہمزہ قطعیہ مفتوحہ سے قبل چار یاآت اور ہیں اَرِنِيٓ اَنْظُرْ (اعراف) وَلَا تَفْتِنِّيٓ اَلَا (توبہ) وَتَرْحَمْنِيٓ اَكُنْ (ہود) فَاتَّبِعْنِيٓ اَهْدِكَ (مریم) یہ چاروں باجماع ساکن اور پہلی قسم (یعنی باجماع ساکن) میں داخل ہیں۔

## فصل دوم یاآت اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مکسورہ

ہمزہ قطعیہ مکسورہ سے قبل باون یاآتِ اضافت اختلافی ہیں اُنکی بھی تین قسمیں ہیں
اول ستائیس یاآت ذیل کو مدنی ؒ و بصری ؒ مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں
۱ مِنِّيٓ اِلَّا (بقرہ) ۲ مِنِّيٓ اِنَّكَ (آل عمران) ۳ رَبِّيٓ اِلٰى- (انعام) ۴ نَفْسِيٓ اِنْ (یونس) ۵ تا ۹
رَبِّيٓ اِنَّهٗ (یونس- یوسف- مریم- عنکبوت- سباء) ۱۰ عَنِّيٓ اِنَّهٗ (ہود) ۱۱-۱۲- اِنِّيٓ اِذًا-
(ہود- یٰس) ۱۳- ضَيْفِيٓ اِنْ (ہود) ۱۴ رَبِّيٓ اِنِّيٓ ۱۵ نَفْسِيٓ اِنَّ- ۱۶- رَبِّيٓ اِنَّ
۱۷ اَحْسَنَ بِيٓ اِذْ (ہر چہار یوسف) ۱۸ رَبِّيٓ اِذًا (اسراء) ۱۹ لِذِكْرِيٓ اِنَّ ۲۰

عَلَيْنِيَ إِذْ ٢١ وَلَا بِرَأْسِيَ إِنِّي - (ہر سہ طٰہٰ) ٢٢ إِنِّيَ إِلٰهٌ (انبیاء) ٢٣ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا
٢٤ لِأَبِيَ إِنَّهُ - (ہر دو شعراء) ٢٥ بَعْدِيَ أَنَّكَ (ص) ٢٦ أَمْرِيَ إِلَى (غافر) ٢٧ رَبِّيَ إِنَّ (فصلت)
مؤخر الذکر میں قالونؒ کو خلاف[1] ہے۔

دوم۔ پندرہ یاآتِ ذیل کے فتح میں مدنی و بصریؒ کیساتھ بعض دیگر حضرات شریک ہیں۔ اور ان کے سوا باقی ساکن پڑھتے ہیں۔ ١۔ آبَائِيَ إِبْرٰهِيمَ (یوسف) ٢۔ دُعَائِيَ إِلَّا (نوح) دونوں میں مکیؒ و شامیؒ ٣۔ وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ (مائدہ) ٤ تا ١٢ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا (یونس ہود۔ دو۔ شعراء پانچ۔ سبا) دسوں میں شامیؒ و حفصؒ ۔ ١٣ وَمَا تَوْفِيقِيَ إِلَّا (ہود) ١٤ وَحُزْنِيَ إِلَى (یوسف) دونوں میں شامیؒ ١٥ يَدِيَ إِلَيْكَ (مائدہ) میں حفصؒ فتح کے اندر شریک ہیں

سوم۔ دس یاآتِ ذیل کو صرف مدنیؒ دونوں یا ایک روایت میں مفتوح پڑھتے ہیں۔ اور ایک میں شامیؒ بھی شریک ہیں بصریؒ خلاف اصل اور باقی حضرات حسب قاعدہ ساکن پڑھتے ہیں ١ و ٢ أَنْصَارِيَ إِلَى (آل عمران وصف) بَنَاتِيَ إِنْ (حجر) ٣ تا ٦ سَتَجِدُنِيَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ (کہف قصص صٰفٰت) بِعِبَادِيَ إِنَّكُمْ (شعراء) ٨۔ لَعْنَتِيَ إِلَى (ص) آٹھوں میں مدنیؒ ٩ وَبَيْنَ إِخْوَتِيَ إِنَّ (یوسف) میں صرف ورشؒ ۔ ١٠۔ وَرُسُلِيَ إِنَّ (مجادلہ) میں مدنیؒ و شامیؒ مفتوح پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ورشؒ سب کو قالونؒ بجائیس کو اور ایک کو بخلاف بصریؒ بیالیس کو

---

[1] جمہور اہل اداء و جملہ ائمہ عراق قالونؒ کے لئے رَبِّيَ إِنَّ (فصلت) میں صرف فتح کہتے ہیں۔ یہی ہادی۔ ہدایہ۔ کامل کافی اور تجرید وغیرہ مغربی تصانیف میں ہے بعض نے صرف اسکان نقل کیا ہے تلخیص العبارات اور عنوان میں اسکان مروی ہے۔ تذکرہ تیسیر تبصرہ شاطبیہ میں دونوں وجوہ مروی ہیں۔ دانیؒ مفردات میں کہتے ہیں "میں نے شیخ ابوالفتحؒ اور امام ابوالحسنؒ سے فتح اور اسکان دونوں وجوہ پڑھی ہیں۔ قالونؒ سے احمد بن صالحؒ اور احمد بن یزیدؒ نے فتح قاضی اسمٰعیلؒ و ابراہیم بن حسینؒ نے اسکان نقل کیا ہے" اور جامع البیان میں کہتے ہیں "میں نے ابوالفتحؒ سے قالونؒ کے لئے بطرق حلوانیؒ و شحامؒ و ابی نشیطؒ دونوں وجوہ پڑھی ہیں" محقق کہتے ہیں دونوں وجوہ صحیح مشہور اور معمول بہا ہیں اور فتح زیادہ مشہور ہے اور قیاس کے بہت

مکیؒ دو کو۔ شامیؒ پندرہ کو اور حفصؒ گیارہ کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ یعنی بصریؒ نے دس جگہ۔ قالونؒ نے ایک جگہ اور دوسری جگہ بخلاف فتح کی مخالفت کی ہے۔

**فائدہ** ہمزۂ قطعیہ مکسورہ سے قبل نو یاآت اور ہیں ۱۔ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰی (اعراف) ۲-۳ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰی (حجر ص) ۴ یَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَیْہِ (یوسف) ۵ یُصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ (قصص یصدقني کی یا مراد ہے) ۶ تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَیْہِ ۷ تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَیْہِ (غافر) ۸ فِيْ ذُرِّیَّتِيْٓ اِنِّيْ (احقاف) ۹ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰی (منفقون) یہ نوکی نو باجماع ساکن اور پہلی قسم میں داخل ہیں۔

# فصل سوم یاآت اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مضمومہ

ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل دس یاآت اضافت اختلافی ہیں مدنیؒ اُن کو مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں اور ان میں اس قاعدہ کی کسی نے مخالفت نہیں کی ۱۔ اِنِّيْٓ اُعِیْذُھَا (آل عمران) ۲-۳۔ اِنِّيْٓ اُرِیْدُ (مائدہ قصص) ۴ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُہٗ (مائدہ) ۵-۶-۔ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ (انعام زمر) ۷ عَذَابِيْٓ اُصِیْبُ (اعراف) ۸ اِنِّيْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ (ہود) ۹ اَنِّيْٓ اُوْفِ (یوسف) ۱۰ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ (نمل)۔

**فائدہ**۔ ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل دو یاآت اور ہیں بِعَھْدِيْٓ اُوْفِ (بقرہ) اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ (کہف) یہ دونوں باجماع ساکن اور پہلی قسم میں داخل ہیں۔

**تنبیہ**۔ ہمزۂ قطعیہ سے قبل جو ائمہ یا کو ساکن پڑھتے ہیں انکے لیے وصلاً مد منفصل ہوتا ہے۔

# فصل چہارم یاآت اضافت قبل از الف لام تعریف

الف لام تعریف سے قبل چودہ یاآت اضافت اختلافی ہیں اور ان کی دو نوعیں ہیں۔

اول نو یاات ذیل کو حمزہؒ ساکن اور باقی ائمہ مفتوح پڑھتے ہیں ۱ رَبِّيَ الَّذِي (بقرہ) ۲ حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ (اعراف) ۳ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ (مریم) ۴ مَسَّنِيَ الضُّرُّ ۵ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (انبیاء) ۶ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا) ۷ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ (ص) ۸ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ (زمر) ۹ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ (ملک)

دوم پانچ یاات ذیل کے اسکان میں بعض دیگر حضرات حمزہؒ کے ساتھ شریک ہیں باقی ائمہ مفتوح پڑھتے ہیں ۱ عَهْدِيَ الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ) میں حفصؒ ۲ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ (اعراف) میں شامیؒ ۳ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (ابراہیم) میں شامیؒ و کسائیؒ ۴-۵ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (عنکبوت زمر) میں بصریؒ و کسائیؒ اسکان میں حمزہؒ کے ساتھ شریک ہیں۔

فائدہ الف لام تعریف سے قبل اٹھارہ یاات اضافت باجماع مفتوح ہیں جو اور دوسری قسم میں بیان ہوئیں

## فصل پنجم یاات اضافت قبل از ہمزہ وصلیہ منفردہ

ہمزہ وصلیہ منفردہ سے قبل سات یاات اضافت اختلافی واقع ہوئی ہیں حرمیؒ و بصریؒ کا مذہب فتح اور باقی ائمہ کا مسلک سکون ہے لیکن حرمیانؒ نے چند جگہ اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے اسلئے اس کی تین حالتیں ہیں

اول ۱ لِنَفْسِيَ اذْهَبْ ۲ فِيْ ذِكْرِيَ اذْهَبَا (ہر دو طٰہٰ) ۳ مِنْ بَعْدِيَ اسْمُهٗ (صف) تینوں کو حرمیؒ و بصریؒ مفتوح پڑھتے ہیں اور مؤخر الذکر کے فتح میں ابوبکرؒ بھی شریک ہیں ۴ اِنَّ قَوْمِيَ اتَّخَذُوْا (فرقان) میں مکی بزیؒ اور بصریؒ فتح پڑھتے ہیں۔

دوم ۵ اِنِّيَ اصْطَفَيْتُكَ (اعراف) ۶ اَخِيَ اشْدُدْ (طٰہٰ) دونوں کو مکیؒ و بصریؒ نے مفتوح پڑھا ہے۔

سوم ۷ يٰلَيْتَنِيَ اتَّخَذْتُ (فرقان) کو صرف بصریؒ مفتوح اور باقی حضرات سب کو ساکن پڑھتے ہیں ہمزہ وصل منفردہ سے قبل اور کوئی یا نہیں ہے بلکہ ان میں بھی

---

سلہ منادیٰ کے بعد یاء اضافت ہر جگہ رسم و تلفظ سے ساقط و محذوف ہے۔ مگر صرف اس کلمہ اور ان دونوں مقامات میں ساکن الیہ کی وجہ سے باجماع مصاحف مرسوم ہے۔

آخِيَ اَشْدُدْ (طٰہٰ) کی یا شامیؒ کی قراءۃ میں قبل از ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ ہے۔

**تنبیہ** ۔ الف لام تعریف اور ہمزۂ وصلیہ منفردہ سے قبل قرأت سکون میں یا وصلاً ساقط ہو جاتی ہے اور وقفاً باقی رہتی ہے۔

# فصل ششم یاآت اضافت قبل از دیگر حروف

دیگر حروف سے قبل تیس یاآت اختلافی واقع ہوئی ہیں اُن کی بابت کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا حفصؒ نے اکثر جگہ فتح پڑھا ہے۔

۱۔ مَحْيَايَ (انعام) میں غیر نافعؒ فتح پڑھتے ۔ ورشؒ کے لیئے انکی اختیار کردہ دوسری وجہ فتح ہے ۔ ۲۔ وَمَالِيَ لَا (یٰس) میں غیر حمزہؒ ۳۔ مَالِيَ لَا (نمل) میں مکیؒ ہشامؒ ۔ عاصمؒ اور اور کسائیؒ فتح پڑھتے ہیں۔

۴۔ وَجْهِيَ لِلّٰهِ (آل عمران) ۵۔ وَجْهِيَ لِلَّذِي (انعام) دونوں میں مدنیؒ شامیؒ اور حفصؒ ۶۔ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ ۔ (بقرہ و حج) ۸۔ وَلِيَ دِيْنِ (کافرون) تینوں میں مدنیؒ۔ ہشامؒ و حفصؒ فتح پڑھتے ہیں ۔ اور مؤخر الذکر میں بزیؒ بھی بخلاف شریک ہیں۔

۹۔ وَلِيَ فِيْهَا (طٰہٰ) ۱۰۔ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (شعراء) دونوں میں ورشؒ و حفصؒ

۱۱۔ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا (نوح) میں ہشامؒ و حفصؒ فتح پڑھتے ہیں

۱۔ مَحْيَايَ میں نافعؒ کی قرأت صرف اسکان ہے ۔ دانیؒ نے شیخ ابو القاسم خاقانیؒ اور امام ابو الحسنؒ سے صرف اسکان پڑھا ہے خود کہتے ہیں اہل مصر و مغرب کے عام اہل ادا اسکان پر متفق ہیں ۔ ورشؒ نے نافعؒ سے سماعاً و تلاوۃً اسکان ہی پڑھا ہے اور فتح عربیت میں اقوی ہونے کی وجہ سے ورشؒ نے خود اختیار کیا ہے ۔ میں نے شیخ ابو الفتحؒ سے فتح ہی پڑھا ہے" محقق کہتے ہیں" ورشؒ سے دونوں وجوہ صحیح ثابت ہیں مگر نافعؒ کی قراۃ اسکان ہے" ابو شامہؒ نے اسکان کی تضعیف کی ہے جو سراسر لغو اور باطل ہے کیونکہ اسکان منصوص ہے مجتہدات سے نہیں ہے اور یہی ایک کلمہ ہے جس میں الف کے بعد یا کا اسکان روایت کیا گیا ہے ۔ لہذا اسکان والوں کے لیئے مد لازم ہوتا ہے جس میں وقفاً توسط و قصر جائز نہیں اور متحرک پڑھنے والوں کے لیئے وقفاً وجوہ ثلثہ جائز ہیں کیونکہ اُن کے لیئے سکون عارضی وقفی ہے اور یاء اضافت کی حرکت ساکن ماقبل کی بنا پر اصلی بنی ہوئی تھی جس طرح حَيْثُ اور كَيْفَ میں ثاؔ و فاؔ کی حرکت اصل ہو گئی ہے برخلاف دُعَآئِيٓ اِلَّا کے کہ اس کی ہمزۂ مابعد کی وجہ سے حرکت آتی ہے اور عارضی ہے لہذا اگر اس پر وقف کیا جائے تو ورشؒ کے لیئے مد بدل کی وجوہ ثلثہ جائز

۱۲ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ (انعام) میں مدنی ۱۳ اِمِنْ وَّرَآئِي وَكَانَتْ (مریم) ۱۴ مَّعَكَ بِي قَالُوا (فصلت) دونوں میں مکی ۱۵ صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا۔ (انعام) ۱۶ إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ (عنکبوت) دونوں میں شامی فتح پڑھتے ہیں۔

۱۷ وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ (بقر) ۱۸ لِي فَاعْتَزِلُونِ (دخان) دونوں کو ورش ۱۹ مَعِيَ بَنِي (اعراف) ۲۰ مَعِيَ عَدُوًّا (توبہ) ۲۱ لِي عَلَيْكُمْ (ابراہیم) ۲۲-۲۴ مَعِيَ صَبْرًا۔ (کہف تین) ۲۵ مَعِيَ وَذِكْرُ (انبیاء) ۲۶ مَعِيَ رَبِّي (شعراء) ۲۷ مَعِيَ رِدْءًا (قصص) ۲۸ وَلِيَ نَعْجَةٌ۔ ۲۹ لِي مِنْ عِلْمٍ (ہر دو ص) ان گیارہ کو حفص مفتوح پڑھتے ہیں

۳۰ يٰعِبَادِيَ لَا خَوْفٌ (زخرف) کو ابو بکر وصلاً مفتوح وقفاً ساکن۔ مدنی بصری اور شامی حالین میں ساکن پڑھتے ہیں اور باقی ائمہ حالین میں محذوف کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ حرکت یاء اضافت کا اختلاف وصلی ہے وقفاً بلا خلاف اسکان ہوتا ہے

# باب ہفتم حذف و اثبات یاءات زوائد

یاءات زوائد اُن کو کہتے ہیں جو مصاحف عثمانیہ میں مرسوم نہیں ہیں۔ اور انمیں صرف وصلاً یا وصلاً و وقفاً حذف و اثبات کا اختلاف ہوتا ہے۔ حرکت و اسکان کا نہیں ہوتا۔ انکی دو قسمیں ہیں ۱ منادیٰ کے بعد ۲ غیر منادیٰ کے بعد۔ پہلی قسم منادیٰ کی یاء کبھی جزو کلمہ نہیں ہوتی ہمیشہ یاء ضمیر ہوتی ہے اور حالین میں اسکے حذف پر اجماع ہے۔ خواہ حرف ما

---

۱ يٰعِبَادِ ی (زخرف) مصحف مدینہ و شام میں بالیاء اور مصحف مکہ و عراق میں بحذف یاء مرسوم تھا۔ اور یہی ایک کلمہ ہے جسمیں منادیٰ کے بعد قبل الف متحرک یاء اضافت مرسوم ہے اسی بناء پر اسمیں حرکت و اسکان اور اثبات و حذف کا اختلاف ہے اور اسی وجہ سے دانی نے اسکو یاءات اضافت اور زوائد دونوں میں لیا ہے ۲ جن یاء کے اثبات میں صرف وقفاً اختلاف ہوا اسکو زائدہ نہیں کہتے۔ ایسی یاءات باب الرسم میں بیان ہونگی۔

موجود ہو یا مع مد را اور کسرہ اسکا قایم مقام مقصود ہوتا ہے جیسے یٰرَبِّ یٰعِبَادِ ۔ یٰقَوْمِ ۔ رَبِّ اِنِّیْ ولیکن مین جگہ (عنکبوت اور اخر زمر میں ساکن مابعد کی وجہ سے باجماع اور زخرف میں بخلاف منادی کے بعد بھی یا مرسوم ہے ان تینوں کا ذکر باب ماسبق میں گذرا قسم دوم ۔ غیر منادی کے بعد یعنی دیگر اسماء و افعال کے ساتھ اس باب میں یہی زیر بحث ہے سے زائدہ بھی ہوتی ہے یعنی نصب و جر کے محل میں یا ضمیر اور لام فعل بھی جیسے دَاعِ ۔ یَسْرِ وغیرہ ۔ مؤخر الذکر اٹھارہ ہیں تیرہ وسط آیات میں اور پانچ روس آیات پر ان سب میں اختلاف ہے ۔ مقدم الذکر ایک سو تین ہیں[۱۰۳] اگر فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ (کہف) کو شمار نہ کریں جو باجماع مرسوم ہے ۔ ان میں سے بائیس[۲۲] وسط آیات میں ہیں یہ بھی سب مختلف فیہ ہیں اور اکیاسی[۸۱] روس آیات پر ان میں سے بھی بائیس میں اختلاف ہے ۔ باقی انسٹھ[۵۹] کے حذف پر قراء سبعہ کا اجماع ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ قراء سبعہ کے نزدیک مختلف فیہ باسٹھ[۶۲] ہیں ہم ان[۵۲] اٹھارہ یاات کو

---

[۱] یہ حسب ذیل ہیں ۱ تا ۲ فَارْهَبُوْنِ (بقرہ و نحل) ۳ تا ۶ فَاتَّقُوْنِ (بقرہ ۔ نحل ۔ مومنون ۔ زمر ۔) ۷ تا ۱۷ وَاَطِیْعُوْنِ ۔ (آل عمران ۔ شعراء آٹھ ۔ زخرف ۔ نوح) ۱۸ تا ۱۹ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (اعراف ۔ یونس) ۲۰ ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (ہود) ۲۱ تا ۲۳ عِقَابِ (رعد ۔ ص ۔ غافر) ۲۴ تا ۲۶ فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء دو عنکبوت) ۲۷ ۔ ۲۸ تَسْتَعْجِلُوْنِ (انبیاء ۔ ذریت) ۲۹ تا ۳۱ کَذَّبُوْنِ (مومنون ۲ ۔ شعراء) ۳۲ ۔ ۳۳ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ (شعراء و قصص) ۳۴ تا ۳۶ سَیَهْدِیْنِ (شعراء ۔ صفت ۔ زخرف) ۳۷ فَهُوَ یَهْدِیْنِ (شعراء) ۳۸ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (بقرہ) ۳۹ فَاَرْسِلُوْنِ ۴۰ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۴۱ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (یہ سب یوسف) ۴۲ مَتَابِ ۴۳ مَاٰبِ (یہ دو رعد) ۴۴ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۴۵ وَلَا تُخْزُوْنِ (یہ دو حجر) ۴۶ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۴۷ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۴۸ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (یہ سب مومنون) ۴۹ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۵۰ وَیَسْقِیْنِ ۵۱ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۵۲ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۔ (یہ چار شعراء) ۵۳ حَتّٰی تَشْهَدُوْنِ (نمل) ۵۴ فَاسْمَعُوْنِ (یٰس) ۵۵ عَذَابِ (ص) ۵۶ لِیَعْبُدُوْنِ ۵۷ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ (یہ دو ذریت) ۵۸ فَكِیْدُوْنِ (مرسلت) ۵۹ دِیْنِ (کافرون)

[۵۲] دانی نے نمل و زمر کی دونوں یاات کو خارج کرکے اکسٹھ بتائی ہیں زخرف کی یا کو یاات اضافت اور زوائد دونوں میں شامل کیا ہے جسکا مجموعہ اوپر درج ہوا ۔ شاطبی نے پہلی دونوں کو باجماع مصاحف مرسوم نہونیکی وجہ سے باب زوائد میں اور تیسری کو مصاحف مدینہ و شام میں مرسوم ہونیکی وجہ سے باب اضافت میں لیا ہے طلباء کے لیے یہ زیادہ آسان ہے ایک اور لطیفہ یہ ہے کہ دانی نے فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ (کہف) کو زوائد میں گنا ہے حالانکہ وہ باجماع مصاحف مرسوم ہے اسی وجہ سے شاطبی نے اسکو داخل نظم نہیں کیا اور تیسیر کو لے لیا مگر یہ خلاف طریقہ ہے ۔ اسی وجہ سے دانی نے اسکو نہیں گنا ۔ حق یہ ہے کہ تَسْـَٔلْنِیْ میں

جولام فعل ہیں اور اُن بائیس یاأت کو جو زائدہ وسط آیات میں ہیں ایک فصل میں اور اُن زائدہ کو جو رؤس آیات میں ہیں دوسری فصل میں بیان کرتے ہیں۔

پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ مکی حالین ہیں۔ مدنی اور بصری وصلاً اثبات کرتے ہیں اس قاعدہ کو ہر جگہ پیش نظر رکھا جائے اور صرف وصلاً اثبات کرنیوالوں کے لیئے بحالت روم بھی اثبات نہیں ہے کیونکہ وہ بھی وقف ہے۔ باقی حضرات کا مذہب حذف ہے مگر ہشام نے ایک جگہ لیس میں حفص نے ایک جگہ وصلاً اور وقفاً بخلاف حمزہ نے ایک جگہ حالیں میں اور ایک جگہ وصلاً اور کسائی نے دو جگہ وصلاً اثبات کیا ہی اور ہر یاء زائدہ ساکنہ کے بعد اثبات کیا جا حرکت لازمی ہے

## فصل اوّل اُن چالیس یاأت میں جو لام کلمہ یا وسطِ آیات میں زائدہ ہیں

تنبیہ۔ شناخت کے لیئے ہم اُن یاأت کے بعد جو لام کلمہ ہیں ل اور جو رؤس آیات پر ہیں انکے بعد ل و۔ را۔ درج کرینگے اور باقی یاأت ضمیر ہیں۔

۱۔ یَوْمَ یَاْتِ (ہود) ۲۔ مَاكُنَّا نَبْغِ (کہف) ۳۔ اَلْجَوَارِ (شوریٰ) ۴۔ اَلْمُنَادِ (ق) ۵۔ اِلَى الدَّاعِ (قمر) ۶۔ اِذَا يَسْرِ (فجر) ۷۔ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ (اسراء) ۸۔ اَنْ يَّهْدِيَنِ ۹۔ اَنْ يُّؤْتِيَنِ۔ ۱۰۔ اَنْ تُعَلِّمَنِ (ہر کہف) ۱۱۔ اَلَّا تَتَّبِعَنِ (طٰہٰ) ۱۲۔ اَتُمِدُّوْنَنِ (نمل) ان میں حرمی و بصری نے اثبات کیا ہے۔ پہلی دونوں یاأت میں کسائی وصلاً اور موخر الذکر میں حمزہ حالین میں نیز یہ ہیں

۱۳۔ وَالْبَادِ (حج) ۱۴۔ كَالْجَوَابِ (سبا) دونوں جگہ ورش مکی اور بصری۔

۱۵۔۱۶۔ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (اسراء و کہف) ۱۷۔ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (آل عمران) تینوں میں مدنی و بصری۔ ۱۸۔ دَعْوَةَ الدَّاعِ (بقر) ۱۹۔ اِذَا دَعَانِ (بقر) دونوں میں ورش و بصری اور قالون

ملہ امام حمزہ نون کا نون میں ادغام بھی کرتے ہیں جیسا کہ باب الفرش میں آئیگا ۱۲

بخلاف اثبات کرتے ہیں مگر قالونؒ کے لئے حذف[1] مقدم اور اصح اور مطابق طریقہ ہے

اثبات زیادات قصیدہ سے ہے لیکن متروک نہیں

333

اِنۡ تَرَنِ (کہف) ۲۱ اِتَّبِعُوۡنِ (غافر) دونوں میں قالونؒ و مکیؒ و بصریؒ ۲۲

حَتّٰی تُؤۡتُوۡنِ (یوسف) میں مکیؒ و بصریؒ ۲۳ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ (ہود) میں ورشؒ و بصریؒ ۲۴ اِلَی

الدَّاعِ (قمر) میں ورشؒ بزیؒ و بصریؒ ۲۵ وَاتَّقُوۡنِ (بقر) ۲۶ وَخَافُوۡنِ (آل عمران)

۲۷ وَاخۡشَوۡنِ (مائدہ) ۲۸ وَقَدۡ ہَدٰنِ (انعام) ۲۹ وَلَا تُخۡزُوۡنِ (ہود) ۳۰

بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ (ابراہیم) ۳۱ وَاتَّبِعُوۡنِ (زخرف) ۳۲ ثُمَّ کِیۡدُوۡنِ (اعراف)

ان آٹھوں میں بصریؒ اثبات کرتے ہیں اور مؤخر الذکر میں ہشامؒ نے بھی حالین میں اثبات کیا ہے[2]

ہمارے طرق پر حذف درست نہیں

۳۳ التَّلَاقِ ۳۴ التَّنَادِ ہر دو (غافر) میں ورشؒ و مکیؒ و قالونؒ بخلاف اثبات کرتے ہیں

---

[1] دَاعِ اور دَعَانِ میں قالونؒ کیلئے جمہور اہل مغرب حذف کہتے ہیں۔ تیسیر، کافی، ہادی، ہدایہ، تبصرہ اور تلخیص وغیرہ میں حذف ہی مروی ہے۔ سبط الخیاطؒ نے مبہج میں اور حافظ ابوالعلاءؒ نے غایہ میں اثبات روایت کیا ہے۔ شاطبیؒ نے اثبات نقل کیا ہے مگر اسکو مشاہیر کا مذہب نہیں بتایا۔ محققؒ دونوں کی تصحیح کر کے کہتے ہیں "حذف اکثر کے نزدیک مختار اور اشہر ہے"۔

[2] دانیؒ نے باب الزوائد تیسیر میں ہشامؒ کے لیئے اثبات بلاخلاف اور باب الفرش میں بخلاف درج کیا ہے۔ شاطبیؒ نے اسکو پیش نظر رکھ کر خلاف نقل کر دیا۔ حالانکہ ہمارے طرق پر حذف صحیح نہیں۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "میں نے ابوالفتحؒ اور ابوالحسنؒ سے بطریق حلوانیؒ ہشامؒ کے لیئے اثبات پڑھا ہے" اور مفردات میں کہتے ہیں "ہشامؒ نے ثُمَّ کِیۡدُوۡنِ فَلَا میں وصلاً و وقفاً اثبات پڑھا ہے۔ خلاف بھی حکایت کیا گیا ہے مگر میں حالین میں اثبات لیتا ہوں"۔ یہ صریح و صاف نص ہے کہ اثبات ہی ماخوذ ہے۔ محققؒ کہتے ہیں کہ جب دانیؒ اثبات پڑھتے اور لیتے تھے تو اُن کے طریقہ سے حذف کیسے لیا جا سکتا ہے؟ بعض اہل ادا نے ہشامؒ کے لیئے صرف وصلاً اثبات روایت کیا ہے۔ غالباً دانیؒ نے خلاف کا اشارہ اسی کیطرف کیا ہے یعنی وقف میں خلاف ہے۔ شاطبیؒ نے ظاہر تیسیر کا اتباع کیا ہے۔ لیکن بعض کہتے ہیں "وصلاً ہشامؒ کے لئے حذف ہماری کتاب کے کسی طریقہ سے اور ہمارے ائمہ میں سے کسی امامؒ سے ثابت و منصوص نہیں۔ البتہ وقفاً طرق نشر سے حذف و اثبات دونوں صحیح ہیں اور وصلاً اثبات کے سوا کوئی وجہ جائز نہیں"۔ حق یہ ہے کہ ہمارے طرق پر ہشامؒ کے لیئے حالین میں صرف اثبات ہے حذف جائز نہیں۔ دونوں ائمہ اپنے طریقہ سے نکل گئے۔

مگر قالونؒ کے لیئے اثبات خلافِ طریقہ اور ضعیف ہے [۱] ۳۵ بِالْوَادِ (فجر) میں ورشؒ

و مکیؒ اثبات کرتے ہیں قنبلؒ کو وقفاً خلاف ہے ۳۶ اَلْمُتَعَالِ (رعد) میں مکیؒ اثبات کرتے ہیں

۳۷ وَمَن يَتَّقِ (یوسف) میں بلا خلاف اور ۳۸ يَرْتَعِ (یوسف) میں بخلاف قنبلؒ اثبات کرتے

ہیں۔ موخر الذکر میں اثبات خلافِ طریقہ ہے [۲]۔

۳۹ فَمَا آتٰنِۦَ اللّٰهُ (نمل) میں مدنیؒ بصریؒ اور حفصؒ وصلاً باثبات یاء مفتوحہ اور

وقفاً ورشؒ بحذف اور قالونؒ و بصریؒ و حفصؒ باثبات [۳] و حذف پڑھتے ہیں ۴۰ فَبَشِّرْ

عِبَادِ الَّذِينَ (زمر) میں سوسیؒ بخلاف وصلاً باثبات یاء مفتوحہ اور وقفاً باثبات یاء ساکنہ

پڑھتے ہیں سوسیؒ کے لیئے حالین [۴] میں اثبات معمول و ماخوذ ہے مگر خلاف طریقہ ہے ابن جریرؒ کے طریقہ سے

[۱] تلاق، ورتناد میں قالونؒ کے لیئے دانیؒ اور شاطبیؒ دونوں نے اثبات بخلاف بیان کیا ہے مگر اس اثبات کو شیخ عبدالباقیؒ متفرد اور تمام رواۃ کے خلاف ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں کہ ابو نشیطؒ و حلوانیؒ سے کسی نے اثبات نقل نہیں کیا۔ بلکہ ابو مروانؒ کے سوا قالونؒ سے بھی اور کوئی اثبات روایت نہیں کرتا۔ ابراہیم اور اسمٰعیل ابناء قالونؒ ابراہیم بن دازیلؒ۔ احمد بن صالحؒ۔ قاضی اسمٰعیلؒ حسن بن علی الشحامؒ حسین بن عبداللہ معلمؒ۔ عبداللہ بن عیسٰی مدنیؒ۔ عبیداللہ بن محمد عمریؒ۔ محمد بن عبدالحکیمؒ۔ محمد بن ہارون مروزیؒ مصعب بن ابراہیمؒ۔ زبیر ابن محمد زبیریؒ۔ اور عبدالصمد بن قلیحؒ وغیرہ تمام تلامذہ قالونؒ کا حذف پر اجماع ہے"

[۲] دانیؒ نے باب الزوائد تیسیر میں نرتع کو قطعاً نہیں لیا۔ باب الفرش سورۂ یوسف میں کہتے ہیں کہ انہیں دو محذوفہ میں نونوں اور یرتع "یعنی یہاں بھی اسکو زوائد بیان نہیں کیا۔ بر حسب عادت حکایتاً کہتے ہیں "ابو ربیعہؒ اور ابن الصباحؒ نے قنبلؒ سے نرتع میں اثبات روایت کیا ہے باقی تمام رواۃ حذف کہتے ہیں" تیسیر میں روایت قنبلؒ کا طریقہ ابن مجاہدؒ ہیں ان کا مذہب صرف حذف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "ابن شنبوذؒ نے تمام طرق سے اثبات روایت کیا ہے یہی ابو ربیعہؒ۔ ابن الصباحؒ ابن بقرہؒ نظیفؒ اور زینبیؒ وغیرہ کی روایت ہے اور ابن مجاہدؒ نے صرف حذف روایت کیا ہے یہی عباسؒ بن فضل عبداللہ بن احمد بلخیؒ۔ احمد بن محمد یقطینیؒ۔ ابراہیمؒ بن عبدالرزاقؒ۔ ابن بویانؒ وغیرہ کی روایت ہے۔ دونوں وجہ صحیح اور تیسیر و شاطبیہ میں ہیں مگر اثبات ان کے طریقے سے نہیں۔ لہذا یہ ان مقامات میں سے ہے جہاں صاحب تیسیر طریقہ سے نکل گئے" تعجب ہے کہ محققؒ نے دانیؒ کو کسطرح طریقہ سے باہر کہدیا۔ حالانکہ انہوں نے اسکو روایتاً نہیں حکایتاً لیا ہے۔ البتہ شاطبیؒ سے اثبات روایتاً مفہوم ہوتا ہے۔ لہذا وہ طریقہ سے باہر ہیں۔

[۳] قالونؒ و بصریؒ و حفصؒ کے لیئے وقفاً ابن مجاہدؒ۔ ابوالحسنؒ۔ ابوالفتحؒ عبدالواحدؒ اور ابو محمد مکیؒ وغیرہ کا مذہب اثبات ہے۔ اور جمہور اہل عراق کا مسلک حذف ہے۔ تیسیر و شاطبیہ اور تجرید وغیرہ میں دونوں وجہ مروی اور دونوں صحیح ہیں۔

[۴] دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے سوسیؒ کے لیئے بطریق محمد بن اسمٰعیل قرشیؒ وصلاً زمر میں یاء مفتوحہ کا اثبات پڑھا ہے یہی اکثر اہل عراق کا مذہب ہے۔ وقفاً اختلاف ہے حافظ ابو العلاءؒ اور سبط الخیاطؒ اثبات اور ابن الفحامؒ وغیرہ حذف کہتے ہیں۔ یہی دانیؒ کے نزدیک مختار ہے۔ چنانچہ تیسیر میں کہتے ہیں۔ ابو حمدونؒ وغیرہ نے یزیدیؒ سے

صرف حذف ہے۔ زوائد میں سے یہی زویائے ہیں جنمیں ساکن مابعد کی وجہ سے اہل اثبات نے فتح پڑھا ہے

# فصل دوم ان زوائد میں جو ضمیر اور رأس آیات ہیں

۱ وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراھیم) میں ورش بزی بصری حسب قاعدہ اور حمزہ
وصلاً اثبات کرتے ہیں ۲ اَکْرَمَنِ ۳ اَھَانَنِ (سر دو فجر) میں مدنی و بزی اثبات کرتے
ہیں۔ بصری کے لیے بعض نے حذف و اثبات میں تخییر روایت کی ہے مگر ہمارے طرق
پر حذف اولیٰ ہے ۴ تا ۶ وَعِیْدِ (ابراہیم۔ ق دو) ۷ تا ۱۰ نَکِیْرِ (حج۔ سبا۔ فاطر۔ ملک)
۱۱ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ (قصص) ۱۲ وَلَا یُنْقِذُوْنِ (یٰس) ۱۳ لَتُرْدِیْنِ (صٰفّٰت)
۱۴ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۱۵ فَاعْتَزِلُوْنِ (ہر دو دخان) ۱۶ تا ۲۱ وَنُذُرِ (قمر چھ)
۲۲ نَذِیْرِ (ملک) ان سب میں ورش اثبات کرتے ہیں۔

**تنبیہ** اس باب میں جو کلمات محذوف الیاء مختلف فیہ بیان ہوئے ہیں ان میں سے

---

٭ (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وصلاً اثبات مفتوحاً اور وقفاً حذف روایت کیا ہے اور میرے نزدیک ابو عمرو کے قول اتباع رسم کا قیاس یہی ہے " باقی تمام اہل اداء نے حالین میں حذف روایت کیا ہے۔ یہی تذکرہ۔ کافی۔ عنوان۔ اور تلخیص العبارات میں ہے۔ محقق کہتے ہیں " دانی نے ابو الحسن اور ابو الفتح کے بطرق ابن جریر وغیرہ حالین میں حذف پڑھا ہے یہی تیسیر میں ہونا چاہئے تھا " پھر کہتے ہیں " دیگر طرق سے وصلاً اثبات مفتوحہ اور حذف اور وقفاً اثبات ساکنہ اور حذف صحیح اور منصوص ہے " خلاصہ یہ ہے کہ علامہ دانی اسمیں طریقہ سے نکل گئے مگر وجوہ بیان کردہ ماخوذ و معمول ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ دانی تیسیر میں کہتے ہیں بصری نے حذف و اثبات میں مختار کیا ہے لیکن رؤس آیات کے متعلق انکا مقولہ حذف کو لازم کرتا ہے۔ میں نے حذف ہی پڑھا ہے اور حذف ہی اختیار کرتا ہوں " شاطبی کہتے ہیں " البصری کیلئے حذف اولیٰ تر قرار دیا گیا ہے " ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص اور کامل میں تخییر مذکور ہے۔ تذکرہ۔ عنوان۔ تبصرہ اور کافی میں حذف مروی ہے یہی جمہور اہل عراق کا مسلک ہے۔ ارشاد و مبہج میں صرف اثبات ہے۔ ابن بلیمہ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ محقق کہتے ہیں " دونوں وجوہ مشہور ہیں تخییر اکثر کا مذہب ہے اور حذف بہت زیادہ مشہور ہے "

بعض کلمات[1] دیگر مقامات میں اجمالاً لیا ہے مرسوم ہیں۔

# باب بست و یکم اصول متفرق

ابواب ماسبق میں جو اختلافات بیان کیے گئے ہیں ان کے علاوہ بعض اصولی اختلاف اور ہیں جن میں مذاہب قرار بطور کلیہ بیان ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے حروف ہیں جن کے اختلاف کو کلّی تو نہیں کہہ سکتے مگر وہ ایک سے زیادہ مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے شیوخ و ائمہ انکو اسطرح بیان کیا کرتے ہیں کہ دورانِ فرش میں جو ایسا کلمہ آتا ہے وہاں اسکا حکم درج کر دیتے ہیں۔ اسکے بعد پھر بیان نہیں کرتے۔ اکثر آدمیوں کو عموماً ایسے کلمہ کا محل وقوع یاد نہیں رہتا جس سے ضرورت کے وقت ان کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے ہم نے یہ دو باب مستقل درج کئے ہیں ایک میں اصول متفرق اور دوسرے میں فرش مکرر بہ ترتیب حروف تہجی بیان کیے ہیں اور کثیر الوقوع کے سوا ہر حرف کے مقامات درج کر دیئے ہیں تاکہ آسانی سے ضبط ہوسکیں۔

دونوں بابوں میں پہلے کلمۂ قرآن بروایت حفص درج کیا ہے پھر اختلاف قراءات بیان کرکے حسبِ ضرورت اختلافی صورت دکھائی ہے۔ اس باب میں اصول متفرق اور آئندہ باب میں فرشِ مکرر بیان ہونگے۔ واللہ الموفق

---

[1] چنانچہ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ ۔ [2] يٰأُخْتِي يَا الشَّمْسِ (ہر دو بقرہ) [3] فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ (آل عمران) [4] فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ (اعراف) [5] فَكِيدُونِي جَمِيعًا (ہود) [6] مَا نَبْغِي هٰذِهِ [7] وَمَنِ اتَّبَعَنِي (ہر دو یوسف) [8] فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ (کہف) [9] فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا (طٰہ) [10] أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ (قصص) [11] وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا (یٰس) [12] لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ (منٰفقون) [13] دُعَائِي إِلَّا (نوح) [14-15] يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ (عنکبوت و زمر) مصنفین کیساتھ بِهٰذِي النَّخْلِ (نمل) کو ملحق کرسکتے ہیں۔ مؤخر الذکر میں ساکن مابعد کی وجہ سے کوئی یا نہیں پڑھتا اور اس سے پہلے جا بعض یاآت کا ذکر باب یاآت اضافت میں گزرا اور فَلَا تَسْأَلْنِي میں ابن ذکوان بخلاف حذف کرتے ہیں باقی ائمہ کے نزدیک اثبات ہے۔

(۱) لفظ اَنَا ضمیر منفصل واحد متکلم، کا لون مصاحف میں باثبات الف لکھا ہوا ہے تاکہ اِنْ اَنْ۔ اِنَّ اور اَنَّ سے ممتاز ہو سکے۔ وصلاً تمام قراء اسکو بحذف الف پڑھتے ہیں اور وقفاً باجماع اثبات کرتے ہیں لیکن لٰکِنَّا (کہف) کو شامیؒ نے اور اَنَا کو جب اسکے بعد ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ[1] یا مضمومہ واقع ہو۔ مدنیؒ نے وصلاً بھی باثبات پڑھا ہے جیسے اَنَا اَوَّلُ اور اَنَا اُحْیٖ۔ وغیرہ اور ہمزہ قطعیہ مکسورہ سے قبل صرف قالونؒ بخلاف اثبات کرتے ہیں اور بحالت اثبات حسب قاعدہ مد منفصل ہوتا ہے۔

(۲) اُکُلٌ جب ہاء تانیث کی جانب مضاف ہو تو حرمیؒ و بصریؒ اور دیگر حالات میں حرمیؒ سکون کاف سے اُکْلُہَا۔ اُکْلُہٗ۔ اُکْلٍ۔ فِی الْاُکْلِ اور باقی ضمہ کاف سے پڑھتے ہیں

(۳) اُذُنٌ نکرہ ہو یا معرفہ مدنیؒ سکون ذال سے اُذْنٌ۔ وَالْاُذْنَ اور باقی ضمۂ ذال سے پڑھتے ہیں۔

(۴) ۔اَرِنَا۔ اور اَرِنِیْ۔ مکیؒ و سوسیؒ سکون را سے اَرْنَا۔ اَرْنِیْ۔ دوریؒ اختلاس[2][3] کسرۂ را سے اور باقی کسرۂ کاملہ سے پڑھتے ہیں۔ لیکن اَرْنَا الَّذَیْنِ (فصلت) کے سکون را میں شامیؒ وابوبکرؒ بھی۔ مکیؒ و سوسیؒ کے ساتھ شریک ہیں۔

---

[1] اَنَا ہمزہ مفتوحہ سے قبل دس جگہ واقع ہوا ہے ۱۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام) ۲۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (اعراف) ۳۔ اَنَا اَخُوْكَ (یوسف) ۴۔ اَنَا اَكْثَرُ ۵۔ اَنَا اَقَلَّ (ہر دو کہف) ۶۔۷۔ اَنَا اٰتِیْكَ (نمل دو) ۸۔ وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ (غافر) ۹۔ اَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ (زخرف) ۱۰۔ اَنَا اَعْلَمُ (ممتحنہ) اور مضمومہ سے قبل دو جگہ آیا ہے اَنَا اُحْیٖ (بقرہ) اَنَا اُنَبِّئُكُمْ (یوسف) اور مکسورہ سے قبل تین جگہ آیا ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ (اعراف و شعرا) وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ۔ (احقاف)

[2] اسکان و حرکت کا متعدد کلمات میں اختلاف ہے مگر سب میں مذہب ایک نہیں۔ اسلئے ہم نے ان کو جدا جدا درج کیا ہے۔

[3] اختلاس اسراع و اخفاء حرکت کو کہتے ہیں بعض کے نزدیک دو تہائی حرکت ادا کرنیکا نام اختلاس ہے اور بعض کہتے ہیں حرکت کو اسطرح ادا کریں کہ اسکا بعض حصہ مفقود ہو جائے۔ مآل ایک ہے اختلاس حرکات ثلثہ میں جائز ہے۔ اسمیں قراء اور اہل نحاۃ کا اتفاق ہے۔ مگر اہل ادا کے یہاں روایت و سماعت شرط ہے اور انہیں الفاظ میں اختلاس کرتے ہیں جن میں مروی ہو۔ نحاۃ کے نزدیک روم و اختلاس ایک چیز ہیں اور اہل ادا کے یہاں روم میں سکون کی جانب اور اختلاس میں حرکت کی جانب میلان زیادہ ہوتا ہے۔ اختلاس سکون نہیں۔ اسمیں حرکت کا اسی طرح نطق ہوتا ہے کہ حرکت کاملہ مسموع نہ ہو

(۵) أَصْدَقَ - يُصْدِرَ - جن کلمات میں صاد ساکن کے بعد دال پائی جائے انکو حمزہؒ وکسائیؒ صاد میں اشمام بالزاء[1] کے أَصْدَقُ - يُصْدِرَ - اور باقی صاد خالص پڑھتے ہیں

(۶) أُمِّ کلمۂ مفرد دو جگہ کسرہ کے بعد فَلِأُمِّهِ (ہر دو نساء) اور دو جگہ یاء ساکنہ کے بعد فِیْٓ أُمِّهَا (قصص) فِیْٓ أُمِّ الْكِتٰبِ (زخرف) میں واقع ہوا ہے۔ حمزہؒ وکسائیؒ چاروں جگہ ہمزہ کے کسرہ سے فَلِإِمِّهِ فِیْٓ إِمِّهَا - فِیْٓ إِمِّ الْكِتٰبِ اور باقی ائمہ ہمزہ کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ اور اگر ہمزہ سے قبل کسرہ یا یاء ساکنہ نہ ہو تو ضمہ پر اجماع ہے۔

(۷) أُمَّهٰتِكُمْ جمع چار جگہ کسرہ کے بعد آئی ہے۔ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ (نحل زمر - نجم) اور بُیُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ (نور) بحالت وصل حمزہؒ - ہمزہ اور میم دونوں کے کسرہ سے - إِمِّهٰتِكُمْ اور کسائیؒ ہمزہ کے کسرہ اور میم کے فتح سے إِمَّهٰتِكُمْ اور باقی ہمزہ کے ضمہ اور میم کے فتح سے پڑھتے ہیں اور بصورت ابتداء ہمزہ کے ضمہ اور میم کے فتح پر اجماع ہے

(۸) اگر اُمّ کی جانب منادیٰ مضاف ہو چنانچہ اعراف میں قَالَ ابْنَ أُمَّ اور طٰہٰ میں يَبْنَؤُمَّ ہے تو شامیؒ - ابوبکرؒ - حمزہؒ اور کسائیؒ میم کے کسرہ سے قَالَ ابْنَ أُمِّ - يَبْنَؤُمِّ اور باقی میم کی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۹) أُبَلِّغُكُمْ (اعراف دو احقاف ایک) بصریؒ یاء ساکنہ اور لام مخففہ سے أُبْلِغُكُمْ اور باقی باء مفتوحہ اور لام مشددہ سے پڑھتے ہیں

(۱۰) فَاسْرِ (ہود - حجر - دخان) أَنْ أَسْرِ (طٰہٰ - شعراء) کو حرمیؒ - ہمزہ وصل مکسورہ سے جو درج کلام میں ساقط ہو جاتا ہے اور کلمۂ ثانیہ میں اجتماع ساکنین کی بنا پر نون کو حرکت کسرہ دیدیتے

[1] اشمام کے وہ معنی نہیں جو باب الوقف میں بیان ہوئے اشمام بالحرف سے یہ مراد ہے کہ صاد کی صوت میں زا کی بو دیں کہ نہ صاد خالص ادا ہو اور نہ زاء خالص - بلکہ وہ ایک حرف فرعیہ فصیحہ بین بین ہو جس پر زا کی صوت غالب ہوتی ہے اسکا ادا کرنا بھی سماعت و مزاولت پر موقوف ہے -

ہیں - فَاسْرِ اَنِ اسْرِ اور باقی ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۱۱) اُفٍّ (اسراء - انبیاء - احقاف) کو مکیؒ و شامیؒ فا مفتوحہ غیر منون سے اُفَّ بصریؒ
ابوبکرؒ - حمزہؒ و کسائیؒ فا مکسورہ غیر منون سے اُفِّ - مدنیؒ اور حفصؒ فا مخفوض منون سے پڑھتے ہیں۔

(۱۲) اُسْوَةٌ (احزاب - دو ممتحنہ ایک) کو غیر عاصمؒ ہمزہ کے کسرہ سے اِسْوَةٌ اور
عاصمؒ ضمہ سے پڑھتے ہیں

(۱۳) بَارِئِكُمْ - (بقرہ دو) - يَأْمُرُكُمْ - يَأْمُرُهُمْ[۵۱] - تَأْمُرُهُمْ - يَنْصُرُكُمْ
(آلِ عمران - ملک) اور وَمَا يُشْعِرُكُمْ (انعام) یہ چھوں کلمات کو بصریؒ تخفیفاً سکونِ
ہمزہ اور سکونِ را سے بَارِئْكُمْ - يَأْمُرْكُمْ - نیز دوریؒ کسرۂ ہمزہ اور ضمۂ را کے اختلاس سے اور باقی
ہمزہ کے کسرۂ کاملہ اور را کے ضمۂ کاملہ سے پڑھتے ہیں اور یہ اسکان
اور اختلاس کا قاعدہ انہیں چھوں کلمات کے ساتھ مختص اور منصوص ہے
کسی اور کلمہ میں جاری نہیں ہو سکتا۔

(۱۴) بُيُوتَ نکرہ ہو یا معرفہ - قالونؒ - مکیؒ - شامیؒ - ابوبکرؒ - حمزہؒ اور کسائیؒ
کسرۂ با سے بِيُوتَ فِي الْبِيُوتِ اور باقی ضمہ با سے پڑھتے ہیں -

(۱۵) بِالْبُخْلِ (نساء حدید) کو حمزہؒ و کسائیؒ با و خا کے فتح سے بِالْبَخَلِ اور
باقی با کے ضمہ اور خا کے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۱۶) بُشْرًا (اعراف - فرقان - نمل -) کو حرمیؒ - بصریؒ - نون و شین مضمومتین سے
نُشُرًا - شامیؒ - نون مضمومہ اور شین ساکنہ سے نُشْرًا - حمزہؒ و کسائیؒ نون مفتوحہ اور
شین ساکنہ سے نَشْرًا اور عاصمؒ با مضمومہ اور شین ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔

(۱۷) تُنَزِّلُ - يُنَزِّلُ - نُنَزِّلُ - فعل مضارع مضموم الاول کو معروف

[۵۱] تینوں نو جگہ آئے ہیں - بقرہ ۳ - آل عمران ۲ - نساء ۱ - اعراف - طور - ایک ایک

ہو یا مجہول۔ باستثنا صیغہ واحد متکلم مکیؒ و بصریؒ نون کے اسکان اور زا کی تخفیف سے تُنزِلُ یُنزِلُ۔ اور نُنزِلُ اور باقی نون کے فتح اور زا مشددہ سے پڑھتے ہیں اور یُنزِّلُ الْغَیْثَ (لقمان و شوریٰ) میں نون کے سکون اور زا کی تخفیف میں حمزہؒ و کسائیؒ بھی شریک ہیں بصریؒ نے عَلٰٓی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً کو سورۂ انعام میں اور مکیؒ نے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا ہر دو کلمات اسراء کو اور دونوں نے وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ کو سورہ حجر میں مستثنیٰ کر کے نون کے فتح اور زا مشددہ سے دیگر قراء کے مانند پڑھا ہے اور اسی حکم میں کلمات ذیل داخل ہیں۔ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْکُمْ (مائدہ) جس کو مکیؒ بصریؒ حمزہؒ اور کسائیؒ مُنزَلِیْنَ (آل عمران) اِنَّا مُنْزِلُوْنَ (عنکبوت) دونوں کو غیر شامی اور اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ۔ (انعام) کو غیر شامیؒ و حفصؒ نون کے سکون اور زا کی تخفیف سے اور باقی نون کے فتح اور زا کی تشدید سے پڑھتے ہیں۔

(۱۸) تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (بقرہ۔ آل عمران۔ انفال۔ حج۔ فاطر۔ حدید میں ایک ایک جگہ ہے) شامیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ تا کے فتح اور جیم کے کسرہ سے بصیغۂ معلوم تَرْجِعُ اور باقی تا کے ضمہ اور جیم کے فتح سے بصیغۂ مجہول پڑھتے ہیں اور یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ (آخر بقرہ) کو بصریؒ۔ یُرْجَعُ الْاَمْرُ (ہود) کو غیر مدنی و حفص لَا تُرْجَعُوْنَ (مؤمنون) کو حمزہؒ و کسائیؒ اور لَا یُرْجَعُوْنَ (قصص) کو مدنیؒ حمزہؒ و کسائیؒ تا و یا کے فتح اور جیم کے کسرہ سے اور باقی تا و یا کے ضمہ اور جیم کے فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۱۹) تَذَّکَّرُوْنَ کو جب ایک تاء سے ہو تو حرمیؒ بصریؒ شامیؒ اور

ابوبکرؒ ذال کی تشدید سے تَذَّکَّرُوْنَ اور باقی ائمہ تخفیف سے پڑھتے ہیں۔

(۲۰) تَمَسُّوْھُنَّ (بقرہ دو احزاب ایک) حمزہؒ وکسائیؒ تا کے ضمہ اور میم کے بعد الف زیادہ کرکے بعد لازم تُمٰسُّوْھُنَّ اور باقی تا کے فتح سے بغیر الف کے پڑھتے ہیں۔

(۲۱) تَلْقَفُ (اعراف وشعراء) اور تَلْقَفْ (طٰہٰ) کو غیر حفصؒ لام کے فتح اور قاف مشددہ سے تَلَقَّفُ اور حفصؒ لام کے سکون اور قاف مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ ابن ذکوانؒ نے تینوں جگہ فا کا رفع اور باقیوں نے اعراف وشعراء میں رفع اور طٰہٰ میں سکون پڑھا ہے

(۲۲) جِبْرِیْلَ (بقرہ دو۔ تحریم۔ ایک) کی جیم کی فتح اور را کے کسرہ اسکے بعد یا ساکنہ سے بلا ہمزہ جَبْرِیْلَ ابوبکرؒ جیم ورا۔ دونوں کی فتح اور اسکے بعد ہمزۂ مکسورہ زیادہ کرکے بغیر یا جَبْرَئِلَ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بھی اسی طرح مگر ہمزہ کے بعد یاء ساکنہ سے جَبْرَئِیْلَ اور باقی جیم ورا دونوں کے کسرہ اور یاء ساکنہ سے بلا ہمزہ پڑھتے ہیں۔

(۲۳) جُزْءًا (بقرہ زخرف) جُزْءٌ (حجر) کو ابوبکرؒ زا کے ضمہ سے جُزُءًا جُزُءٌ اور باقی سکون زا سے پڑھتے ہیں۔

(۲۴) خُطُوٰتِ کو مدنیؒ۔ بزیؒ۔ بصریؒ ابوبکرؒ اور حمزہؒ طا کے سکون سے خُطْوٰتِ اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۲۵) رَءُوْفٌ کو بصریؒ۔ ابوبکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بقصر یعنی بغیر واو کے ہمزۂ مضمومہ سے رَءُفٌ اور باقی ہمزۂ مضمومہ کے بعد اثبات واو ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔

(۲۶) رِضْوَانٌ کو ابوبکرؒ را کے ضمہ سے رُضْوَانٌ پڑھتے ہیں۔ مگر ایک جگہ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ (مائدہ) کو کسرہ را سے پڑھا ہے یہی باقی ائمہ کی ہر جگہ قراءت ہے

(۲۷) رُعْبَ کو نکرہ ہو یا معرفہ۔ شامیؒ اور کسائیؒ ضمہ عین سے رُعُبَ اور اَلرُّعُبَ اور باقی سکون عین سے پڑھتے ہیں اور رُحُمًا (کہف) میں شامیؒ نے حا کا ضمہ اور باقیوں نے سکون پڑھا ہے۔

(۲۸) رَبْوَۃٍ (بقرہ مؤمنون) کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ را کے ضمہ سے رُبْوَۃٍ اور شامیؒ و عاصمؒ فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۲۹) جب رُسُلُ اور سُبُلُ ضمیر جمع کی طرف مضاف ہو جیسے رُسُلُهُمْ رُسُلُكُمْ رُسُلُنَا اور سُبُلَنَا میں تو بصریؒ سین وہا کے سکون سے رُسْلُهُمْ۔ رُسْلُكُمْ۔ رُسْلُنَا اور سُبْلَنَا اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۰) زَكَرِيَّا۔ کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ اور ابوبکرؒ الف کے بعد ہمزہ زیادہ کر کے بمد متصل زَكَرِيَّآءُ۔ اور باقی ائمہ بلا ہمزہ و مد پڑھتے ہیں۔

(۳۱) زَبُوْرًا (نساء، اسراء) اَلزَّبُوْرِ (انبیاء) کو حمزہؒ زا کے ضمہ سے زُبُوْرًا اور اَلزُّبُوْرِ۔ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۳۲) اَلسُّحْتَ (مائدہ تین) مکیؒ بصریؒ۔ اور کسائیؒ حا کے ضمہ سے اَلسُّحُتَ اور باقی اسکے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۳۳) سِخْرِيًّا (مؤمنون۔ ص) کو مدنیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ سین کے ضمہ سے سُخْرِيًّا اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۴) صِرَاطَ نکرہ ہو یا معرفہ قنبلؒ حسب اصل سین سے سِرَاطَ۔ اَلسِّرَاطَ اور خلفؒ صاد کا زا سے اشمام کر کے صِرَاطَ اور اَلصِّرَاطَ اور باقی صاد خالص سے پڑھتے ہیں مگر سورۂ فاتحہ کے پہلے کلمہ میں خلادؒ نے بھی اشمام بالزا کیا ہے۔

(۳۵) صَابِئِينَ (بقرہ۔ حج۔) صَابِئُونَ (مائدہ) مدنیؒ بلا ہمزہ اور واو کے ماقبل کو ضمہ دیکر صَابِينَ اور صَابُونَ اور باقی یاء مکسورہ کے بعد پہلے کلمہ کو ہمزہ مکسورہ سے اور دوسرے کلمہ کو ہمزہ مضمومہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۶) ضِيَاءً (یونس۔ انبیاء۔ قصص) کو قنبلؒ ہمزۂ مفتوحہ سے ضِئَاءً اور باقی یاء مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۷) طَيْرًا (آل عمران۔ مائدہ) کو مدنیؒ طا کے بعد الف زیادہ کرکے یا کی جگہ ہمزۂ مکسورہ سے طَائِرًا مد کیساتھ۔ اور باقی بغیر الف کے طاء مفتوحہ کے بعد یاء ساکنہ سے پڑھتے ہیں

(۳۸) طُوًى (طٰہٰ۔ نزعت) حرمیؒ بصریؒ بلا تنوین طُوَى اور باقی تنوین سے پڑھتے ہیں۔

(۳۹) عَسَيْتُمْ (بقرہ۔ محمد) کو مدنیؒ سین کے کسرہ سے عَسِيتُمْ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۴۰) عُيُونٍ اور شُيُوخًا کو مکیؒ ابن ذکوانؒ۔ ابوبکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ غین شین کے کسرہ سے عِيُونٍ اور شِيُوخًا اور عَلَى جُيُوبِهِنَّ کو مکیؒ ابن ذکوانؒ حمزہؒ اور کسائیؒ جیم کے کسرہ سے جِيُوبِهِنَّ اور غُيُوبِ کو ابوبکرؒ و حمزہؒ غین کے کسرہ سے غِيُوبِ اور خُفْيَةً کو ابوبکرؒ خا کے کسرہ سے خِفْيَةً اور باقی عین شین جیم غین اور خا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۱) فَمَنِ اضْطُرَّ۔ وَقَالَتِ اخْرُجْ۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ وغیرہ دو کلمات میں جہاں اجتماع ساکنین ہو جائے[1] اور دوسرے کلمہ کا تیسرا حرف (عین کلمہ) بضمہ لازمہ

---

[1] پہلا ساکن یعنی کلمۂ اول کا آخر حرف تاء تانیث متصل الفعل یا دال قَدْ یا نون۔ یا لام قُلْ یا واو اَوْ۔ یا نون تنوین ہوتا ہے اور کوئی نہیں قرآن میں تا صرف اسی کلمہ میں سورۂ یوسف میں ایک جگہ اور دال بھی اسی ایک کلمہ میں انعام۔ رعد۔ انبیاء میں تین جگہ اور نون ساکن فَمَنِ اضْطُرَّ۔ (بقرہ) اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ۔ اَنِ اقْتُلُوْا (نساء) (بقیہ صفحہ ۲۹۲ پر)

مضموم ہو تو حمزہؒ شامیؒ اور کسائیؒ پہلے کلمہ کے آخر حرف کو حرکتِ ضمہ دیکر فَمَنُ اضْطُرَّ اور وَقَالَتُ اخْرُجْ۔ وَلَقَدُ اسْتُهْزِئَ پڑھتے ہیں اور اگر پہلا کلمہ قُلْ یا اَوْ ہو تو بصریؒ بھی ضمہ میں شریک ہیں۔ جیسے قُلُ انْظُرُوْا۔ قُلُ ادْعُوا۔ اَوُ ادْعُوْا۔ اور اگر ساکن اول نون تنوین ہو تو حمزہؒ ہشامؒ اور کسائیؒ اسکو ضمہ دیتے ہیں جیسے مُّبِيْنٍ اُقْتُلُوْا۔ لیکن دو جگہ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوْا (اعراف) اور خَبِيْثَةٍ اُجْتُثَّتْ (ابراہیم) میں ابن ذکوانؒ بھی ضمہ میں بخلاف شریک ہیں۔ اور باقی ہر جگہ ساکن اول کا کسرہ پڑھتے ہیں۔ اور اگر کلمتین کے درمیان الف لام فاصل ہو جیسے غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ اِنِ الْحُكْمُ اور قُلِ الرُّوْحُ وغیرہ یا عین کلمہ کا ضمہ غیر لازمہ ہو جیسے اَنِ امْشُوْا (اصلاً اِمْشِيُوْا ہے) اَنِ اتَّقُوْا (اصلاً اِتَّقِيُوْا ہے) اِنِ امْرُؤٌ (ضمہ حرکت اعراب کا تابع ہے) اور غُلٰمٌ اِسْمُهٗ (حرکت اعراب ہے) تو کسرہ پر اجماع ہے۔

(۴۲) فَكَاَيِّنْ اور وَكَاَيِّنْ کو مکیؒ کاف کے بعد الف اور اسکے بعد ہمزہ مخففہ مکسورہ سے بمد فَكَآئِنْ۔ وَكَآئِنْ اور باقی کاف کے بعد ہمزہ مفتوحہ اسکے بعد یاء مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۳) قُدُسِ نکرہ ہو یا معرفہ مکیؒ سکون دال سے قُدْسِ اور اَلْقُدْسِ اور باقی ضمہ دال سے پڑھتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۱) اَنُ احْكُمْ (مائدہ) وَلٰكِنُ انْظُرْ (اعراف) اَنُ اشْكُرْ (لقمان) اَنُ اغْدُوْا (ن) اور لام قُلُ ادْعُوا (اعراف۔ اسراء ۲ سبا) قُلُ انْظُرُوْا (یونس) اور اَوْ۔ اَوُ اخْرُجُوْا (انعام) اَوُ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (اسرا) اَوُ انْقُصْ (مزمل) اور تنوین بارہ جگہ ہے ۱؎ فَتِيْلًا اُنْظُرْ (نساء) ۲؎ بَعْضٍ اُنْظُرْ ۳؎ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْا (انعام) ۴؎ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا (اعراف) مُّبِيْنٍ اُقْتُلُوا (یوسف) ۶؎ خَبِيْثَةٍ اُجْتُثَّتْ (ابراہیم) ۷؎ عُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا (حجر) مَحْظُوْرًا اُنْظُرْ (اسرا) ۹؎ مَسْحُوْرًا اُنْظُرْ (اسرا و فرقان) ۱۱؎ عَذَابٍ اُرْكُضْ (ص) ۱۲؎ مُّنِيْبٍ اُدْخُلُوْهَا (ق)

(۴۴) قِيْلَ (کثیر الدور ہے) جاۗءَ (زمر۔ فجر۔) غِيْضَ (ہود) دانی، ہشامؒ وکسائیؒ۔ حرف اول کے کسرہ کا اشمام[1] بالضمہ کرکے قُيْلَ۔ جُيْۗءَ۔ غُيْضَ۔ اور حِيْلَ (سبا) اور سِيْقَ (زمر۔ دو) کو شامیؒ وکسائیؒ باشمام ضمہ حُيْلَ اور سُيْقَ اور سِيْۗءَ (ہود وعنکبوت) اور سِيْۗـَٔتْ (ملک) کو مدنیؒ و شامیؒ اور کسائیؒ باشمام ضمہ سُيْۗءَ اور سُيْۗـَٔتْ اور باقی ان سب کو کسرہ خالص سے پڑھتے ہیں۔ اور اگر ضمنی نہ ہو جیسے وَقِيْلِهٖ۔ اَقْوَمُ قِيْلًا۔ اِلَّا قِيْلًا۔ تو کسرہ پر اجماع ہے یعنی اس میں اشمام نہیں ہوتا

(۴۵) قُرْاٰنٌ۔ اسم میں معرفہ ہو یا نکرہ مکیؒ حرکت ہمزہ را پر نقل کرکے ہمزہ کو ساقط کر دیتے اور باقی ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۶) قَرْحٌ۔ اَلْقَرْحُ (آلِ عمران تین) ابوبکرؒ۔ حمزہؒ۔ اور کسائیؒ۔ قاف کے ضمہ سے قُرْحٌ۔ اَلْقُرْحُ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۴۷) قَدَّرْنَا (حجر) قَدَّرْنٰهَا (نمل) ابوبکرؒ دال کی تخفیف قَدَرْنَا اور باقی تشدید سے پڑھتے ہیں۔

(۴۸) بِالْقِسْطَاسِ (اسراء، شعراء) حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ وابوبکرؒ قاف کے ضمہ سے بِالْقُسْطَاسِ اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۹) اَوْ لٰمَسْتُمُ (نساء۔ مائدہ) حمزہؒ وکسائیؒ بغیر الف کے لَمَسْتُمْ اور باقی الف سے پڑھتے ہیں۔

(۵۰) وَالْيَسَعَ (انعام۔ ص) کو حمزہؒ وکسائیؒ لام مشددہ مفتوحہ اور اسکے بعد یاء ساکنہ

[1] یہاں اشمام کے یہ معنی ہیں کہ ضمہ اور کسرہ سے مرکب حرکت ادا کیجائے جسمیں ضمہ کی صوت مقدم اور کسرہ کی صوت مؤخر ہوتی ہے یہی فرعیہ غیر فصیح حرکت ہے جس کا صحیح ادا کرنا سماعت پر موقوف ہے۔

سے وَالْیَسَعَ اور باقی لام ساکن مخففہ اور یا مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۱) لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا (طٰہٰ قصص) حمزہؒ ہا کنایہ کے ضمہ سے لِاَهْلِهُ امْكُثُوْا اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۲) اَلْمُخْلَصِيْنَ اگر جمع اور معرّف باللام ہو تو مکیؒ و بصریؒ و شامیؒ لام کے کسرہ سے اَلْمُخْلِصِيْنَ اور باقی لام کے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور اگر جمع یا معرّف باللام نہ ہو تو کسرہ پر اجماع ہے جیسے مُخْلِصًا لَّهُ اور مُخْلِصِيْنَ وغیرہ مگر قراء کوفہ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا (مریم) کو بفتح لام پڑھتے ہیں۔

(۵۳) مَيِّتَ نکرہ ہو یا معرفہ مگر اُسکے لئے استعمال کیا گیا ہو جس پر صفت موت متحقق ہو چکی ہو۔ تو مکیؒ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابو بکرؒ یا ساکنہ مخففہ سے مِنَ الْمَيْتِ۔ وَ يُخْرِجُ الْمَيْتَ۔ اور باقی قراء یا مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں مگر آٹھ کلمات ۱ تا ۳ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ (بقرہ۔ مائدہ۔ نحل۔) ۴ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً ۵ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً (یہ دو انعام) ۶ تا ۸ بَلْدَةً مَّيْتًا۔ (فرقان۔ زخرف۔ قاف۔) کی تخفیف پر قراء سبعہ کا اجماع ہے اور تین کلمات ۱ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا (انعام)، ۲ اَلْاَرْضُ الْمَيْتَةُ۔ (یٰس) ۳ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (حجرات) کی تخفیف پر غیر نافعؒ متفق ہیں۔ نافعؒ ان تینوں کو مشدد پڑھتے ہیں۔ اور اگر بر وقت استعمال اُس پر موت متحقق نہ ہوئی ہو تو باجماع مشدد سے جیسے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔

(۵۴) مُبَيِّنَةً (نساء۔ احزاب۔ طلاق) صیغہ مفرد کو مکیؒ و ابو بکرؒ یا کے فتح سے مُبَيَّنَةً اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۵) مُبَيِّنٰتٍ (نور دو۔ طلاق) صیغہ جمع کو حرمیؒ۔ بصریؒ اور ابو بکرؒ

یا کے فتح سے مُبَیَّنَاتٍ اور باقی اسکی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۶) مُدْخَلًا (نساء۔ حج۔ مدنی میم کے فتح سے مَدْخَلًا اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۷) لِمَهْلِكِهِمْ (کہف) مَهْلِكَ (نمل) غیر عاصمؒ میم کے ضمہ اور لام کے فتح سے لِمُهْلَكِهِمْ اور مُهْلَكَ ابوبکرؒ دونوں کے فتح سے لِمَهْلَكِهِمْ اور مَهْلَكَ اور حفصؒ میم کے فتح اور لام کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۸) مِتُّ۔ مِتْنَا۔ مِتُّمْ کو مکیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابوبکرؒ میم کے ضمہ سے مُتُّ۔ مُتْنَا۔ مُتُّمْ۔ اور باقی بکسرہ پڑھتے ہیں۔ مگر دو جگہ اَوْ مُتُّمْ اور وَلَئِنْ مُتُّمْ (ہر دو آلِ عمران) میں حفصؒ بھی ضمہ میں شریک ہیں۔

(۵۹) مُحْصَنٰتٍ نکرہ ہو یا معرفہ کسائیؒ صاد کے کسرہ سے مُحْصِنٰتٍ الْمُحْصِنٰتِ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں مگر ایک جگہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (نساء شروع سپارہ) میں کسائیؒ بھی فتح پڑھنے والوں کے ساتھ ہیں۔

(۶۰) مَكَانَتِكُمْ۔ اور مَكَانَتِهِمْ کو ابوبکرؒ الف جمع زیادہ کر کے مَكَانَاتِكُمْ اور مَكَانَاتِهِمْ اور باقی ائمہ بغیر الف کے بصیغہ مفرد پڑھتے ہیں۔

(۶۱) مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کو کسائیؒ را اور ہا دونوں کے کسرہ اور صلہ بیا سے مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِهٖ اور باقی دونوں کے ضمہ اور صلہ بواؤ سے پڑھتے ہیں۔

(۶۲) فَنِعِمَّا (بقرہ)۔ نِعِمَّا (نساء) شامیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ نون کے فتح اور عین کے کسرہ کاملہ سے فَنَعِمَّا اور نَعِمَّا۔ قالونؒ۔ بصریؒ۔ اور ابوبکرؒ نون کے کسرہ اور عین کے

سکون[1] سے فَنِعْمَّا اور نیز باختلاس کسرہ عین۔ اور باقی قراء دونوں کے کسرہ کاملہ سے پڑھتے ہیں۔

(۶۳) اَلنَّبِیُّ۔ اَلنُّبُوَّۃَ۔ اَلنَّبِیُّوْنَ۔ اَلنَّبِیّٖنَ۔ اَنْبِیَآءَ۔ نکرہ۔ معرفہ مفرد۔ اور جمع کسی حال میں ہو مدنی اصل وضع کے مطابق ہمزہ سے بمد متصل اَلنَّبِیْٓءُ وَالنُّبُوْٓءَۃَ۔ اَنْبِئَآءَ اور اَلنَّبِیْٓئُوْنَ۔ اَلنَّبِیْٓئِیْنَ اور باقی حضرات مفرد اور جمع سالم اور مصدر میں ہمزہ کو یا کے بعد یا سے اور واو کے بعد واو سے بدل کر اور اسمیں یا اور واو کا ادغام کر کے اور جمع غیر سالم میں ابدال کر کے یار مخففہ سے پڑھتے ہیں اور دو جگہ لِلنَّبِیِّ اِنْ اور بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ (ہر دو احزاب) میں ہمزتین مکسورتین بعد از یا جمع ہو جانے کی وجہ سے قالون بھی وصلاً ابدال و ادغام میں دیگر قراء کیساتھ ہیں مگر وقف ہمزہ پر کرتے ہیں کیونکہ اب سبب تخفیف باقی نہیں۔

(۶۴) نَعَمْ (اعراف۔ شعراء۔ صٰفّٰت) کسائی عین کے کسرہ سے نَعِمْ اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۶۵) نُسْقِیْکُمْ (نحل۔ مومنون) مدنی شامی اور ابوبکر نون کے فتح سے نَسْقِیْکُمْ۔ اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

---

[1] شاطبی نے سکون بیان نہیں کیا جو فروگذاشت ہے۔ دانی تیسیر میں کہتے ہیں "قالون۔ بصری۔ اور ابوبکر حرکت عین کو اخفا سے پڑھتے ہیں اور اسکا اسکان بھی جائز ہے اور یہی اُن سے منصوص ہے۔ اور اخفاء اقیس ہے۔" یہی محقق کہتے ہیں "جملہ مغربی اہل ادا اختلاس اور تمام مشرقی و عراقی قراء سکون روایت کرتے ہیں۔ لغت و قراءۃ کے امام ابو عبید کے نزدیک یہی مختار ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "اسکان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لغت ہے"۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ اسکان منصوص ہے" البنا کہتے ہیں "اکثر اہل ادا نے اسکان روایت کیا ہے اور وہ روایتاً اور لفظاً صحیح ہے"۔ سید کہتے ہیں "شاطبی پر لازم تھا کہ اسکان بیان کرتے کیونکہ وہ تیسیر میں اور اکثر اہل ادا کا مذہب ہے، اور بغوی وغیرہ اسکے سوائے اور کوئی وجہ بیان نہیں کرتے"۔ جعبری کہتے ہیں "اہوازی۔ حافظ ابو العلاء۔ اور صقلی صرف اسکان کہتے ہیں اور میں نے صرف اسکان پڑھا ہے"۔ ابوجعفر حماد خواجہ حسن کی یہی قراءت ہے تعجب ہے کہ شاطبی نے اسکو چھوڑ دیا حالانکہ نص ہے۔

(۶۶) نُوحِیٓ اِلَیْھِمْ (یوسف نحل۔ انبیاء) جب اِلی کے بعد ضمیر جمع غائب یعنی ہُم ہو تو غیر حفصؒ یا غیب۔ حا کے فتح اور اسکے بعد الف سے (بصیغہ واحد غائب مجہول) یُوحٰٓی اِلَیْھِمْ اور حفصؒ نون عظمت حا مکسورہ اور یاء ساکنہ سے (بصیغہ متکلم معروف) پڑھتے ہیں اور نُوحِیٓ اِلَیْہِ (انبیاء) کو یعنی ضمیر واحد سے قبل حفصؒ حمزہؒ اور کسائیؒ بصیغہ متکلم معروف اور باقی قراء بصیغہ واحد غائب مجہول پڑھتے ہیں مجہول پڑھنے والوں کے لیئے امالہ و فتح حسب قاعدہ ہوتا ہے۔

(۶۷) وَنَاَ۔ (اسراء۔ فصلت) کو ابن ذکوانؒ نون مفتوحہ کے بعد الف اور اسکے بعد ہمزۂ مفتوحہ سے بعد وَنَآءَ۔ اور باقی نون کے بعد ہمزہ اور پھر الف سے پڑھتے ہیں۔

(۶۸) نُکْرًا (کہف و طلاق ایک) کو مدنیؒ ابن ذکوانؒ اور ابو بکرؒ کاف کے ضمہ سے نُکُرًا اور باقی اسکے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۶۹) اَلنَّشْاَۃَ (عنکبوت۔ نجم۔ واقعہ) مکیؒ و بصریؒ شین کے فتح پھر الف پھر ہمزۂ مفتوحہ سے بعد اَلنَّشَآءَۃَ اور باقی قراء شین کے سکون اسکے بعد ہمزۂ مفتوحہ سے بغیر الف پڑھتے ہیں۔

(۷۰) ھُوَ اور ھِیَ کو جب کہ۔ واوٗ۔ فا۔ اور لام میں سے کوئی انپر داخل ہو۔ قالونؒ۔ بصریؒ اور کسائیؒ سکون ہا سے وَھْوَ۔ فَھْوَ۔ لَھْوَ۔ وَھْیَ۔ فَھْیَ۔ لَھْیَ اور باقی ھُوَ کی ہا کے ضمہ اور ھِیَ کی ہا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور ایک جگہ ھُوَ (قصص میں) ثُمَّ کے بعد واقع ہوا ہے۔ قالونؒ و کسائیؒ نے وہاں بھی ہا کو ساکن پڑھا ہے اور اسجگہ بصریؒ ضمہ میں دیگر ائمہ کے ساتھ ہیں۔

(۷۱) ھُزُوًا۔ اور کُفُوًا۔ (اخلاص) غیر حفصؒ ہمزہ سے ھُزُؤًا اور

کُفُوًا اور حفصؒ واؤ سے پڑھتے ہیں اور حمزہؒ زا و فا کے سکون سے هُزْءًا اور کُفْءًا۔ اور غیر حمزہؒ ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ اور وجوہ وقفی باب الوقف میں بیان ہوئیں

(۷۲) موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ میں وَاِذْ وٰعَدْنَا (بقرہ) وَوٰعَدْنَا (اعراف) وَوٰعَدْنٰکُمْ (طٰہٰ) کو بصریؒ بحذف الف وَعَدْنَا اور باقی الف سے پڑھتے ہیں اور موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ کے سوا حذف الف پر اجماع ہے جیسے اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ

(۷۳) یٰٓاَبَتِ کو شامیؒ تا کے فتح سے یٰٓاَبَتَ اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۷۴) یٰبُنَیَّ [1] مضموم الباء چھ جگہ واقع ہوا ہے۔ ہود میں عاصمؒ۔ لقمان کے کلمۂ آخر یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ میں بزیؒ وحفصؒ اور باقی چاروں جگہ حفصؒ یاء اضافت کے فتح سے یٰبُنَیَّ۔ لقمان کے کلمۂ اول یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ کو مکیؒ اور لقمان کے آخر کلمۂ مذکورہ کو قنبل سکون یا سے یٰبُنَیْ اور باقی ائمہ ہر جگہ یاء اضافت کے کسرہ سے یٰبُنَیِّ پڑھتے ہیں یعنی ابوبکرؒ کی پانچوں مقامات میں اور مکیؒ کی چاروں جگہ قراءۃ ہے یعنی حفصؒ سب جگہ فتح ابوبکرؒ ہود میں فتح باقی پانچوں میں کسرہ۔ بزیؒ لقمان کے پہلے کلمہ میں سکون اور تیسرے میں فتح باقی چاروں جگہ کسرہ قنبل لقمان کے پہلے اور تیسرے کلمہ میں سکون باقی چاروں جگہ کسرہ اور باقی ائمہ ہر جگہ کسرہ پڑھتے ہیں اور مفتوح الباء یا کے فتح پر اجماع ہے۔

(۷۵) یَحْسَبُ۔ یَحْسَبَنَّ۔ تَحْسَبَنَّ فعل مستقبل کو حرمیؒ۔ بصریؒ اور کسائیؒ سین کے کسرہ سے یَحْسِبُ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۷۶) یَحْزُنُ کو مدنیؒ یا کے ضمہ اور زا کے کسرہ سے یُحْزِنُ اور باقی یا کے فتح اور زا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں اور سورۂ انبیاء میں نافعؒ نے بھی فتح پڑھا ہے۔

(۷۷) یُضٰعِفُ۔ مُضٰعَفَةً [2] مضارع کو خواہ معروف ہو یا مجہول اور اسم مفعول کو

---

[1] ہود۔ یوسف۔ صٰفّٰت ایک ایک اور لقمان تین

[2] دس جگہ واقع ہوئے ہیں ۱۔ فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ (بقرہ و حدید) ۳۔ یُضٰعِفُ لِمَنْ (بقرہ) ۴۔ مُضٰعَفَةً (آل عمران) ۵۔ یُضٰعِفْهَا (نساء) ۶۔ یُضٰعَفُ لَهُمُ (ہود و حدید) ۸۔ یُضٰعَفْ لَهُ (فرقان) ۹۔ یُضٰعَفْ لَهَا (احزاب) ۱۰۔ یُضٰعِفْهُ لَکُمْ (تغابن)

مکیؒ و شامیؒ الف کے بغیر عین مشددہ سے یُضَعِّفُ۔ یُضَعِّفُ۔ مُضَعَّفَۃً اور باقی ضاد کے بعد اثبات الف اور عین مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ اور احزاب میں بصریؒ نے بھی بحذف الف عین مشددہ سے پڑھا ہے۔ سورہ بقرہ حدید میں ایک اور اختلاف بھی ہے۔ یعنی حرمیؒ بصریؒ حمزہؒ اور کسائیؒ رفع پڑھتے ہیں اور باقی حضرات نصب۔ لہٰذا دونوں جگہ چار چار قرأتیں ہیں۔ مدنیؒ بصریؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ اثباتِ الف عین مخففہ اور رفع سے فَيُضَاعِفُهٗ عاصمؒ بھی اسی طرح مگر نصب سے فَيُضَاعِفَهٗ مکیؒ بغیر الف کے عین مشددہ اور رفع سے فَيُضَعِّفُهٗ اور شامیؒ بھی اسی طرح مگر نصب سے فَيُضَعِّفَهٗ۔

(۷۸) يَعْرِشُوْنَ (اعراف۔ نحل) شامیؒ و ابوبکرؒ را کے ضمہ سے يَعْرُشُوْنَ اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۷۹) وَمَا يَعْزُبُ (یونس۔ سبا) کسائیؒ زا کے کسرہ سے يَعْزِبُ اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۰) يَوْمِئِذٍ (ہود۔ معارج) مدنیؒ اور کسائیؒ میم کے فتح سے يَوْمَئِذٍ اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔ اور سورہ نمل میں يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ کو مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ میم کے کسرہ سے اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مدنیؒ اور کسائیؒ کے نزدیک یوم کی میم جب اذ کی جانب مضاف ہو مبنی علی الفتح ہے۔ عاصمؒ و حمزہؒ نے ہود و معارج میں۔ مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ نے ہود۔ معارج اور نمل میں کسرہ پڑھا ہے۔ ان تین کے سوا فتح پر اجماع ہے

(۸۱) لِيُضِلَّ عَنْ (حج۔ لقمان۔ زمر) اور لِيُضِلُّوْا عَنْ (ابراہیم) مکیؒ و بصریؒ یا کے فتح سے لِيَضِلَّ عَنْ اور لِيَضِلُّوْا عَنْ اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں اور جن کلمات مفردہ میں لام اور عن کے درمیان فصل ہو جیسے فَيُضِلَّكَ عَنْ ان کے ضمہ پر اجماع ہے

اور جمع کے دو کلمات لَیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِہِمْ (انعام) اور لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ (یونس) کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ اور شامیؒ یا کے فتح سے اور کوفیؒ ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۲) یَقْنَطُ (حجر) یَقْنَطُوْنَ (روم) لَا تَقْنَطُوْا (زمر) فعل مستقبل کو بصریؒ و کسائیؒ۔ نون کے کسرہ سے۔ یَقْنِطُ۔ یَقْنِطُوْنَ۔ لَا تَقْنِطُوْا۔ اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور ماضی میں فتح پر اجماع ہے۔

(۸۳) اَنْ یُّبْدِلَ (کہف۔ تحریم۔ قلم) مدنیؒ و بصریؒ۔ بار موحدہ کے فتح اور دال مشددہ سے اَنْ یُّبَدِّلَ اور باقی با کے سکون اور دال مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۴) حَتّٰی یَمِیْزَ (آل عمران) اور لِیَمِیْزَ (انفال) کو حمزہؒ و کسائیؒ یا کے ضمہ میم کے فتح اور یاء مشددہ مکسورہ سے یُمَیِّزَ اور باقی قراء یا کے فتح میم کے کسرہ اور یاء ساکنہ مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

# باب بست و دوم فرش مکرر

(۱) اِبْرٰهٖمُ ہشامؒ تینتیس ۳۳ جگہ ہا کے فتح اور اسکے بعد الف سے اِبْرٰهٰمُ اور باقی ہا کے کسرہ اور یاء ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔ دیگر مقامات میں ہی ہشامؒ کی قراءت ہے ان حروف مختلف فیہ میں سے سورۂ بقرہ میں پندرہ کلمات ہیں[۱] ان میں ابن ذکوانؒ

---

[۱] وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ [۲] مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ [۳] اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ [۴] وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ [۵] یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ [۶] عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ [۷] وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ [۸] اٰبَآئِکَ اِبْرٰهٖمَ [۹] مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ [۱۰] اِلٰهِ اِبْرٰهٖمَ [۱۱] اِنَّ اِبْرٰهٖمَ [۱۲] حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ [۱۳] اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ [۱۴] قَالَ اِبْرٰهٖمُ [۱۵] وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ ان کے علاوہ سورہ بقرہ میں یہ کلمہ اور جگہ نہیں ہے۔

بھی بخلاف ہشامؒ کے ساتھ شریک ہیں اور باقی اٹھارہ میں صرف ہشامؒ ہیں

۲ وَمَآ اٰتَیْتُمْ (بقرہ۔ روم کلمہ اول) مکیؒ بلاالف اَتَیْتُمْ اور باقی بالف پڑھتے ہیں

۳ اَوَ اٰمِنَ (اعراف) میں حرمیؒ وشامیؒ اور اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (صٰفٰت و واقعہ) میں قالونؒ وشامیؒ واؤ کے سکون سے اَوْ اور باقی واؤ کے فتح سے پڑھتے ہیں

۴ اَلِیْمٌ (سبا۔ جاثیہ) غیر مکیؒ وحفصؒ خفض سے مِنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٍ اور مکیؒ وحفصؒ رفع سے پڑھتے ہیں۔

۵ لِاَمٰنٰتِهِمْ (مومنون معارج) مکیؒ بغیر الف کے لِاَمٰنَتِهِمْ۔ اور باقی الف جمع سے پڑھتے ہیں۔

۶ بِهٰدِی الْعُمْیِ (نمل۔ روم) حمزہؒ تاء مثناۃ فوقانیہ مفتوحہ اور ہاء ساکنہ سے بلاالف اور اَلْعُمْیَ کے نصب سے تَهْدِی الْعُمْیَ اور باقی باء مکسورہ ہاء مفتوحہ کے بعد الف اور اَلْعُمْیِ کے خفض سے پڑھتے ہیں۔

۷ تَظٰهَرُوْنَ (بقرہ) تَظٰهَرَا (تحریم) کو حرمیؒ۔ بصریؒ اور شامیؒ ظاء مشددہ سے تَظّٰهَرُوْنَ اور تَظّٰهَرَا اور باقی قراء ظاء مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ اور ان دونوں کلمات

---

۱ مِلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ ۲ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ ۳ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ تینوں آخری کلمات نساء ۴ قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ انعام کا آخری کلمہ ۵ اِسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ ۶ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ دونوں آخری کلمات توبہ) ۷ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ (سورہ ابراہیم) ۸ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ ۹ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ (ہر دو نحل) ۱۰ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ۱۱ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۱۲ مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ (ہر سہ مریم) ۱۳ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ (عنکبوت کا آخر کلمہ) ۱۴ اَبِیْهِ اِبْرٰهِیْمَ (شوریٰ) ۱۵ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ (ذاریات) ۱۶ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ (نجم) ۱۷ نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ (حدید) ۱۸ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ (ممتحنہ کا پہلا کلمہ) **فائدہ** بقرہ میں ۱۵ اِبْرٰهِیْمَ اجماعاً بلا یاء مرسوم ہے۔ ان کے علاوہ سب جگہ بالیاء ہے سورۂ نساء۔ انعام اور براۃ کے پچھلے کلمات میں اور ممتحنہ کے پہلے کلمہ میں اختلاف ہے۔ ان سورتوں میں اِبْرٰهِیْم اور جگہ بھی آیا ہے اسکی قرات باجماع بالیاء ہے۔

میں تا کے فتح پر اجماع ہے۔ اور تُظٰھِرُوْنَ (احزاب) کو شامیؒ تا اور ہا دونوں کے فتح ظا کی تشدید اور اسکے بعد الف سے تَظّٰھَرُوْنَ (البقر کے مانند) حمزہؒ و کسائیؒ بھی اسی طرح مگر تخفیف ظا سے تَظٰھَرُوْنَ (بقر کے مانند) حرمیؒ و بصریؒ بھی فتح سے مگر بغیر الف کے ظا و ہا دونوں کی تشدید سے تَظَّهَّرُوْنَ اور عاصمؒ تا کے ضمہ ظا مخففہ کے بعد الف اور ہا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور یُظٰھِرُوْنَ (ہر دو کلمات مجادلہ) کو حرمیؒ و بصریؒ یا اور ہا کی فتح ظا و ہا مشدد تین سے بغیر الف کے یَظَّهَّرُوْنَ (احزاب کے مانند فی الحرکات) شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بھی اسیطرح مگر ظا کے بعد الف اور ہا مخففہ سے یَظّٰھَرُوْنَ (احزاب کے مانند فی الحرکات بقراۃ شامیؒ) اور عاصمؒ یا کے ضمہ ظا مخففہ کے بعد الف اور ہا کے کسرہ سے احزاب کے مانند پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ بقرہ و تحریم میں دو۔ دو۔ مجادلہ میں تین اور احزاب میں چار قراءتیں ہیں

۸۔ بزیؒ فعل مستقبل کی تا کو اکتیس[۳۱] جگہ ماقبل سے وصل کی شرط پر مشدد پڑھتے ہیں۔ اُن میں سے آٹھ بعد از حرف متحرک واقع ہوئی ہیں ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَّوَفّٰھُمُ (النساء) ۲۔ فَتَّفَرَّقَ (انعام) ۳-۴ ھِیَ تَّلْقَفُ (اعراف و شعرا) ۵۔ یَمِیْنِكَ تَّلْقَفْ (طٰہٰ) ۶۔ الشَّیٰطِیْنُ تَّنَزَّلُ (شعرا) ۷۔ لِتَّعَارَفُوْا (حجرات) ۸۔ تَکَادُ تَّمَیَّزُ (ملک) ان میں تشدید سہل ہے اور دس بعد از ساکن صحیح ہیں ۹۔ ھَلْ تَّرَبَّصُوْنَ (توبہ) ۱۰۔ وَاِنْ تَّوَلَّوْا فَاِنِّیْ ۱۱۔ فَاِنْ تَّوَلَّوْا فَقَدْ (ہر دو ہود) ۱۲۔ اِذْ تَّلَقَّوْنَهٗ ۱۳۔ فَاِنْ تَّوَلَّوْا فَاِنَّمَا (ہر دو نور) ۱۴۔ مَنْ تَّنَزَّلُ (شعرا) ۱۵۔ اَنْ تَّبَدَّلَ (احزاب) ۱۶۔ اَنْ تَّوَلَّوْھُمْ (ممتحنہ) ۱۷۔ نَارًا تَّلَظّٰی (واللیل) ۱۸۔ شَھْرٍ تَّنَزَّلُ (قدر) ان میں تشدید دشوار ہے مزاولت کے بغیر

ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ ساکن ماقبل کا اظہار کرتے ہوئے تا کا تا میں ادغام کرتا ہوتا ہے
جس سے اجتماع ساکنین ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ساکن ماقبل کا تا میں ادغام کر دیتے ہیں
یہ شدید غلطی ہے۔ اور بزیؒ کا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے۔ طلباء کو اس سے بچنا واجب ہے
اور تیرہ بعد از مدہ ہیں ۱۹ وَلَا تَّيَمَّمُوا (بقرہ) ۲۰ وَلَا تَّفَرَّقُوا (آل عمران) ۲۱
وَلَا تَّعَاوَنُوا (مائدہ) ۲۲ وَلَا تَّوَلَّوْا ۲۳ وَلَا تَّنَازَعُوا (ہر دو انفال) ۲۴ لَا
تَّكَلَّمُ (ہود) ۲۵ مَا تَّنَزَّلُ (حجر) ۲۶ وَلَا تَّبَرَّجْنَ (احزاب) ۲۷ لَا تَّنَاصَرُونَ
(صٰفّٰت) ۲۸ وَلَا تَّنَابَزُوا ۲۹ وَلَا تَّجَسَّسُوا (ہر دو حجرات) ۳۰ لَمَا
تَّخَيَّرُونَ (قلم) ۳۱ عَنْهُ تَّلَهّٰى۔ ان کے علاوہ دانیؒ اور شاطبیؒ نے وَ
لَقَدْ كُنْتُمْ تَّمَنَّوْنَ (آل عمران) فَظَلْتُمْ تَّفَكَّهُوْنَ (واقعہ) میں بزیؒ کے لئے
صلہ کیا تھا ادغام بخلاف بتایا ہے جو خلاف طریقہ[۲] ہے۔ تحقیق اقوی جمہور کا مذہب

[۱] جعبریؒ نے اس میں دو وجہ بتائی ہیں اول ساکن ماقبل کو ساکن رکھنا جیسا کہ متن میں ہے۔ دوم ساکن کو کسرہ سے متحرک کرنا مگر یہ قیاس ہے مروی نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "جعبریؒ کے سوا اور کوئی اسکا قائل نہیں نہ ائمہ قرات میں سے کسی نے اسکی جانب اشارہ کیا اور نہ ان میں سے کسی سے منقول ہے اور اگر کسرہ جائز ہو تو ہمزۂ وصل سے ابتدا بھی جائز ہو گی قرآن شریف میں قراء کے نزدیک یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں"

[۲] دانیؒ تیسیر و مفردات میں اہم تاآت بیان کر کے کہتے ہیں "ابو الفرج۔ نجاد قسطانیؒ مقری نے اپنی قرات از ابو الفتح ابن بدہنؒ از ابو بکر زینبیؒ از ابو ربیعہؒ از بزیؒ کی بنا پر مجھے ان دونوں جگہ مزید ادغام بتایا ہے اور یہی قول ابو ربیعہؒ کا قیاس ہے" اور جامع البیان میں کہتے ہیں "ابو ربیعہؒ نے تشدید کو تمام باب میں مطرد رکھا ہے کسی عدد سے محصور نہیں کیا اور یہی بزیؒ نے اپنی کتاب میں کہا ہے" محققؒ کہتے ہیں "میں دانیؒ کے سوا کسی کو نہیں جانتا جس نے اس طریقہ سے ان دونوں کلمات میں تشدید بیان کی ہو اور دانیؒ نے اپنے شیوخ میں سے کسی سے یہ تشدید نہیں پڑھی اور ہمیں صرف دانیؒ سے تلاوتاً یہ تشدید پہنچی ہے۔ ابن بدہنؒ مشہور ہیں اور صاحب اتقان اور کبیر المحل المقری تھے۔ اور ان کے سوا شذائیؒ۔ شنبوذیؒ۔ ابو بکر احمدیؒ اور ابو بکرؒ بن شارب وغیرہ نے زینبیؒ سے ان میں تشدید روایت نہیں کی بلکہ جن ائمہ نے زینبیؒ کا طریقہ ابو ربیعہؒ سے بیان کیا ہے انہوں نے ہی ان کا ذکر نہیں کیا۔ جیسے ابن سوارؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ قلانسیؒ۔ ابو العلاءؒ۔ سبط الخیاطؒ اور دانیؒ نے تفرد کے خیال سے قیاس نص سے انکی تائید کی ہے اگر یہ دونوں کلمات تیسیر و شاطبیہ میں مذکور اور نص بزیؒ کے ضابطہ میں داخل نہ ہوتے تو ہم انکا ذکر نہ کرتے کیونکہ زینبیؒ کا طریقہ نہ ہماری کتاب میں ہے اور ان دونوں کتابوں میں۔ قول ابو ربیعہؒ اور نص بزیؒ یہ ہے "ہر وہ تا جو فعل مستقبل کے شروع میں ہو اور اسکے ساتھ دوسری تا مناسب ہو

اور حسب طریقہ ہے۔ اور بصورت ادغام یہ دونوں ہی آخری نوع میں داخل ہیں اگرچہ اس نوع میں بھی اجتماع ساکنین ہے مگر مد لازم پیدا ہو کر حرکت کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ادغام آسان ہے۔ باقی قراء ایک تا کو حذف کر کے تار مخففہ سے پڑھتے ہیں اور جہاں ما قبل تا پر وقف کریں وہاں بزی بھی تخفیف میں شریک ہیں۔

۹۔ تِجَارَۃً۔ حَاضِرَۃً (بقرہ میں غیر عاصم) اور تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ (نساء) میں غیر کوفی تا کے رفع سے تِجَارَۃٌ۔ حَاضِرَۃٌ اور تِجَارَۃٌ عَنْ۔ اور باقی نصب سے پڑھتے ہیں

۱۰۔ تُخْرَجُوْنَ (اعراف۔ روم۔ کلمہ اول۔ زخرف) لَا یُخْرَجُوْنَ (جاثیہ) حمزہؒ و کسائیؒ علامت مضارع یعنی تا و یا کے فتح اور را کے ضمہ سے تَخْرُجُوْنَ۔ لَا یَخْرُجُوْنَ (بصیغہ معروف) پڑھتے ہیں اور ابن ذکوانؒ اعراف و زخرف میں بلا خلاف اور روم میں بخلاف ان کے ساتھ شریک ہیں۔ باقی تا و یا کے ضمہ اور را کے فتح سے (بصیغہ مجہول) پڑھتے ہیں یہی ابن ذکوانؒ کی جاثیہ اور بوجہ ثانی روم میں قراءۃ ہے۔

۱۱۔ تَشَقَّقُ (فرقان۔ ق) حرمیؒ و شامیؒ شین مشددہ سے تَشَّقَّقُ اور باقی شین مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۱۲۔ فَتَبَیَّنُوْا (نساء دو حجرات) حمزہؒ تا کے بعد با کی جگہ ثاء مثلثہ مفتوحہ اس کے بعد باء موحدہ مشددہ پھر تاء فوقانیہ سے فَتَثَبَّتُوْا (مشتق از تثبت) اور باقی تا کے بعد باء موحدہ پھر یاء مشددہ اور پھر نون سے پڑھتے ہیں۔

۱۳۔ ثَمَرِہٖ (انعام یٰسٓ) میں حمزہؒ و کسائیؒ ثا و میم کے ضمہ اور باقی فتح سے اور اور کہف میں دونوں جگہ حرمیؒ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ دونوں کے ضمہ سے لَہٗ ثُمُرٌ۔ بِثُمُرِہٖ اور بصریؒ ثا کے ضمہ اور میم کے سکون سے لَہٗ ثُمْرٌ بِثُمْرِہٖ اور عاصمؒ دونوں کے فتح سے پڑھتے ہیں

۱۴۔ ثَمُوْدَا (ہود۔ فرقان۔ اور عنکبوت) میں غیر حفص و حمزہ تنوین و نصب سے ثَمُوْدَاْ اور نجم میں غیر عاصم و حمزہ تنوین نصب سے وَثَمُوْدَاْ اور حفص و حمزہ چاروں کو اور ابوبکر صرف نجم میں بلا تنوین پڑھتے ہیں۔ اہل تنوین الف سے اور عدم تنوین والے دال ساکنہ پر وقف کرتے ھیں اگرچہ بالف مرسوم ہے تاکہ خلط قرات نہ ہو اور لِثَمُوْدَ (ہود) میں کسائیؒ تنوین خفض سے لِثَمُوْدٍ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۱۵۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (ابراہیم) خَلَقَ کُلَّ (نور) حمزہؒ و کسائیؒ خا کے بعد الف زیادہ کر کے لام کے کسرہ اور قاف کے رفع سے (بصیغہ اسم فاعل) اور اسماء مابعد کے خفض سے خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خَالِقُ کُلِّ اور باقی بغیر الف کے لام و قاف کے فتح سے (بصیغہ ماضی) اور اسماء مابعد کے نصب سے پڑھتے ہیں۔ اَلسَّمٰوٰتِ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے۔

۱۶۔ خَرْجًا (کہف۔ مؤمنون) حمزہؒ و کسائیؒ را کے فتح اور اسکے بعد الف سے خَرَاجًا اور باقی سکون را سے بلا الف پڑھتے ھیں۔ اور فَخَرَاجُ (مؤمنون) کو شامیؒ را کے سکون سے بلا الف کے فَخَرْجُ اور باقی قراء را کے فتح اور الف سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ شامیؒ تینوں کو سکون را سے بلا الف۔ حمزہؒ کسائیؒ تینوں کو فتح اور الف سے اور باقی حضرات پہلے دونوں کلمات کو شامیؒ کی طرح اور تیسرے کلمہ کو حمزہؒ و کسائیؒ کی طرح پڑھتے ہیں۔

۱۷۔ دَفْعُ اللّٰہِ (بقرہ۔ حج) مدنیؒ۔ دال کے کسرہ فا کے فتح اور اسکے بعد الف سے دِفَاعُ اللّٰہِ اور باقی دال کے فتح اور فا کے سکون سے بلا الف پڑھتے ہیں۔

۱۸۔ دَرَجٰتٍ مَّنْ (انعام۔ یوسف۔) غیر کوفیؒ بلا تنوین دَرَجٰتِ مَنْ اور کوفیؒ تنوین سے پڑھتے ہیں۔

۱۹۔ دَکًّا کو اعراف میں حمزہؒ کسائیؒ کاف مفتوحہ غیر منون اسکے بعد الف اور

ہمزہ مفتوحہ سے دَکَّآءَ (بمد متصل) اور کہف میں عاصمؒ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ باقی قراء دونوں جگہ کاف منون سے بلا الف وہمزہ پڑھتے ہیں۔

۲۰ ذُرِّیَّتَہُمْ (اعراف اور طور کے دوسرے کلمہ میں) مدنیؒ بصریؒ اور شامیؒ یا کے بعد الف جمع زیادہ کرکے تا کے کسرہ سے ذُرِّیّٰتِہِمْ اور سورہ یٰسٓ میں مدنیؒ وشامیؒ اور سورہ طور کے پہلے کلمہ میں بصریؒ بھی اسی طرح۔ اور شامیؒ مؤخر الذکر کو الف جمع کے بعد تا کے ضمہ سے اور باقی قراء سب کو بغیر الف جمع کے آخر الذکر کلمہ کو تا کے ضمہ سے اور باقی کلمات کو فتح سے پڑھتے ہیں۔

۲۱ اَلرِّیْحُ معرف باللام میں گیارہ جگہ قراء سبعہ کا توحید و جمع میں اختلاف ہے، ۱و۲ وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ (بقرہ۔ جاثیہ) ۳ تَذْرُوْہُ الرِّیٰحُ (کہف) تینوں کو حمزہؒ وکسائیؒ ۴تا۶ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ (اعراف۔ نمل۔ روم کلمہ دوم) ۷ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ (فاطر) چاروں کو مکیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ ۸ وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ (حجر) کو حمزہؒ ۹ اِشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیٰحُ (ابراہیم) ۱۰ یُسْکِنِ الرِّیٰحَ (شوری) دونوں کو غیر نافعؒ ۱۱ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ (فرقان) کو مکیؒ توحید یعنی یاء ساکنہ سے بغیر الف کے اور باقی یاء مفتوحہ اور الف جمع سے پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ چھ جگہ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ (اسراء) وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ (انبیاء۔ سبا) اَوْتَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ (حج) فَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ (ص) اَلرِّیْحَ الْعَقِیْمَ (ذریت) کی توحید پر قراء سبعہ متفق ہیں اور سورہ روم کے پہلے کلمہ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ میں جمع پر یہی ایک کلمہ بالف مرسوم ہے) اور غیر معرف باللام کی توحید پر اجماع ہے جیسے رِیْحٌ فِیْھَا اور رِیْحًا فَرَاَوْہُ وغیرہ۔

۲۲۔ رِسٰلٰتَہٗ مائدہ میں مدنی شامیؒ اور ابوبکرؒ انعام میں غیر مکیؒ وحفصؒ لام کے بعد الف جمع زیادہ کر کے تا اور ہا کے کسرہ سے رِسٰلٰتِہٖ اور باقی قراء بغیر الف کے تا کے نصب اور ہا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۲۳۔ لِلسَّلْمِ (انفال) میں ابوبکرؒ اور السَّلْمِ سورہ محمد میں ابوبکرؒ وحمزہؒ سین کے کسرہ سے اَلسِّلْمِ اور باقی سین کے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور فِی السِّلْمِ (بقرہ) میں حرمیؒ وکسائیؒ فتح سے اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

۲۴۔ السَّوْءِ (توبہ اور فتح میں دوسرا کلمہ) جو دَآئِرَۃُ کے ساتھ واقع ہے مکیؒ وبصریؒ سین کے ضمہ سے بمد متصل دَآئِرَۃُ السُّوْءِ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ ان دونوں کلمات کے سوا ہر جگہ فتح یا ضمہ پر اجماع ہے۔

۲۵۔ سَلٰمٌ (ہود۔ ذٰریٰت) کو حمزہؒ وکسائیؒ سین کے کسرہ اور لام کے سکون سے بغیر الف کے سِلْمٌ اور باقی دونوں کے فتح اور الف سے پڑھتے ہیں۔

۲۶۔ اِسْتَیْئَسُوْا۔ وَلَا تَایْئَسُوْا۔ لَا یَایْئَسُ۔ اِذَا اسْتَیْئَسَ (چاروں یوسف) اَفَلَمْ یَایْئَسِ (رعد) پانچوں جگہ بزیؒ بخلاف[1] یاء ساکنہ کے بجائے الف اسکے بعد ہمزہ کی جگہ یاء مفتوحہ سے فَلَمَّا اسْتَایَسُوْا۔ وَلَا تَایَسُوْا۔ لَا یَایَسُ۔ اِذَا اسْتَایَسَ اَفَلَمْ یَایَسِ۔ اور باقی قراء یاء ساکنہ اور اسکے بعد ہمزہ مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔ یہی بزیؒ کی دوسری وجہ ہے۔ بزیؒ کے لیے دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ ابدال طریقہ کے مطابق اور ہمزہ

---

[1] ابوربیعہؒ کے عام طرق سے ابدال مروی ہے۔ دانیؒ نے ابوالقاسمؒ فارسی سے بطرق نقاشؒ وابوربیعہؒ ابدال ہی پڑھا ہے ابن الحبابؒ دیگر قراء کے مانند بزیؒ کے لیے بھی یاء ساکنہ کے بعد ہمزہ روایت کرتے ہیں۔ یہی بزیؒ کے دیگر تلامذہ کی روایت ہے۔ دانیؒ نے ابوالحسنؒ اور شیخ ابوالفتحؒ سے ہمزہ پڑھا ہے۔ مہدویؒ وغیرہ تمام مغربی ائمہ نے صرف ہمزہ بیان کیا ہے دونوں وجہ صحیح اور قوی اور معمول بہا ہیں۔

اشہر اور جمہور کا مذہب ہے

۲۷۔ السَّدَّیْنِ (کہف) کو مدنی شامی ۔ ابوبکر ۔ حمزہ اور کسائی اور سَدًّا (کہف) کو مدنی شامی اور ابوبکر اور سَدًّا (یٰس کے دو کلمات) کو حرمی ۔ بصری ۔ شامی ۔ اور ابوبکر سین کے ضمہ سے السُّدَّیْنِ اور سُدًّا ۔ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مدنی ۔ شامی اور ابوبکر نے سب میں ۔ حمزہ کسائی نے صرف کہف کے پہلے کلمہ میں اور مکی اور بصری نے یٰس کے دونوں کلمات میں سین کا ضمہ پڑھا ہے اور حفص سب جگہ فتح پڑھتے ہیں ۔

۲۸۔ سَوَآءً حج میں غیر حفص اور جاثیہ میں حرمی ۔ بصری ۔ شامی ۔ اور ابوبکر رفع سے سَوَآءٌ اور باقی نصب سے پڑھتے ہیں ۔

۲۹۔ سَبَاٍ (نمل) لِسَبَاٍ (سبا) بزی و بصری ہمزہ مفتوحہ سے (غیر منصرف) مِنْ سَبَاَ اور لِسَبَاَ اور قنبل ہمزہ ساکنہ سے مِنْ سَبَاْ ۔ لِسَبَاْ اور باقی تنوین خفض سے (منصرف) پڑھتے ہیں ۔

۳۰۔ سَاقَیْهَا (نمل) بِالسُّوْقِ (ص) عَلٰی سُوْقِهٖ (فتح) قنبل مدہ کی جگہ ہمزہ ساکنہ سے سَأْقَیْهَا ۔ بِالسُّؤْقِ ۔ عَلٰی سُؤْقِهٖ اور نیز پچھلے دونوں کلمات میں قنبل کے لیے دوسری وجہ مدہ سے قبل ہمزہ مضمومہ سے بِالسُّؤُوْقِ ۔ عَلٰی سُؤُوْقِهٖ بھی صحیح[۱] ہے ۔ اسکو شاطبی نے بیان کیا ہے اور باقی بلا ہمزہ مدہ سے پڑھتے ہیں ۔

۳۱۔ صَلٰوتَكَ (توبہ) اَصَلٰوتُكَ (ہود) حرمی ۔ بصری ۔ شامی اور ابوبکر لام کے

---

[۱] دانی نے یہ وجہ بیان نہیں کی محقق کہتے ہیں "بقول ہذلی بکار نے ابن مجاہد سے اور ابو احمد سامری نے ابن شنبوذ سے روایت کی ہے اور صحیح ہے"

بعد کا الف حذف کر کے واو کے فتح اور اسکے بعد الف جمع سے توبہ میں تا کے کسرہ سے اِنَّ صَلَوٰتَكَ اور ہود میں تا کے ضمہ سے اَصَلَوٰتُكَ اور باقی لام کے بعد الف سے بغیر واو اور الف جمع کے۔ توبہ میں تا کے فتح اور ہود میں بدستور ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۲ وَصُدُّوْا (رعد) وَصُدَّ (غافر) غیر کوفی صاد کے فتح سے وَصَدُّوْا وَصَدَّ۔ اور کوفی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۳ ضَيِّقًا (انعام۔ فرقان) مکی یا ساکنہ مخففہ سے ضَيْقًا اور باقی یاء مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۴ ضَيْقٍ (نحل۔ نمل) مکی ضاد کے کسرہ سے ضِيْقٍ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۳۵ ضَعْفًا (انفال) ضُعْفٍ ۲ اور ضُعْفًا (ہر سہ روم) عاصم و حمزہ چاروں کو ضاد کے فتح سے ضَعْفًا اور ضَعْفٍ۔ اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ سورہ روم کے تینوں کلمات میں حفص نے بھی ضمہ اختیار کر رکھا تھا۔ دانی تیسیر میں کہتے ہیں "حفص نے عاصم سے روم کے تینوں کلمات کا فتح پڑھا ہے مگر اسکے بجائے ضمہ اختیار کر لیا تھا" اسکے بعد کہتے ہیں "حفص نے جو کچھ عاصم سے پڑھا اور عاصم نے اپنے شیوخ سے نقل کیا وہ روایت حفص میں اصح ہے میں دونوں طرح پڑھتا ہوں تاکہ قراءۃ عاصم کا اتباع اور اختیار حفص کی موافقت ہو جائے" حفص کے لئے روم میں دونوں وجوہ صحیح[1] اور معمول بہا ہیں فتح اصح اور ضمہ اشہر ہے۔

[1] محقق کہتے ہیں حفص سے فتح اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ عُبَیْد۔ ابوالربیع۔ زہرانی اور فیل نے بذریعہ عمرو روایتاً فتح۔ ابن ہبیرہ۔ قواس اور زرعان نے بذریعہ عمرو از روی اختیار ضمہ نقل کیا ہے اور میں نے حفص کے لیے دونوں وجوہ پڑھی ہیں اور دونوں پڑھتا پڑھاتا ہوں۔ حفص کہتے ہیں "میں نے اس ضمہ کے سوا عاصم کی کسی حرف میں مخالفت نہیں کی"

۳۶ بِالْغَدٰوۃِ (انعام۔ کہف) کو شامیؒ غین کے ضمہ دال کے سکون اور واو کے فتح سے بلا الف بِالْغُدْوَۃِ اور باقی غین و دال کی فتح اور الف سے بلا واو پڑھتے ہیں۔

۳۷ فَیَکُوْنُ قرآن میں کُن کے بعد آٹھ جگہ واقع ہوا ہے شامیؒ چھ جگہ ۱ فَیَکُوْنَ وَقَالَ (بقر) کُنْ فَیَکُوْنَ ہ وَنُعَلِّمُہٗ (آل عمران کلمہ اول) ۳ کُنْ فَیَکُوْنَ وَاِنَّ اللّٰہَ (مریم) ۴ کُنْ فَیَکُوْنَ اَلَمْ تَرَ (غافر) ۵ کُنْ فَیَکُوْنَ وَالَّذِیْنَ (نحل) ۶ کُنْ فَیَکُوْنَ فَسُبْحٰنَ (یٰس) نون کے نصب سے پڑھتے ہیں پچھلے دونوں کلمات کے نصب میں کسائیؒ بھی شریک ہیں باقی مرفوع پڑھتے ہیں یہی کسائیؒ کی چار پہلے کلمات میں قراءۃ ہے اور دو جگہ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ اَلْحَقُّ (آل عمران کلمہ دوم) کُنْ فَیَکُوْنُ قَوْلُہُ الْحَقُّ (انعام) میں رفع پر اجماع ہے۔

۳۸ فَتَحْنَا (انعام اعراف قمر) شامیؒ تا مشددہ سے فَتَّحْنَا اور باقی تا مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۹ فُتِحَتْ (انبیاء۔ زمر۔ نبا) انبیا میں صرف شامیؒ اور باقی دونوں کو غیر کوفی تا مشددہ سے فُتِّحَتْ اور باقی تا مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۰ فَرَّقُوْا (انعام۔ روم) حمزہؒ و کسائیؒ فا کے بعد الف زیادہ کر کے تخفیف را سے فٰرَقُوْا اور باقی بغیر الف کے را مشددہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۱ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا (آل عمران) فَیَقْتُلُوْنَ۔ وَیُقْتَلُوْنَ (توبہ) حمزہؒ و کسائیؒ صیغہ مجہول کو مقدم کر کے وَقُتِلُوْا وَقٰتَلُوْا اور فَیُقْتَلُوْنَ وَیَقْتُلُوْنَ اور باقی صیغہ معروف کی تقدیم سے پڑھتے ہیں۔

۴۲ وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ (آل عمران)، قَتَلُوْا (انعام) دونوں میں مکیؒ و شامیؒ قُتِّلُوْا فِیْ (آل عمران)، ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ (حج) ان دونوں میں شامیؒ مَا قُتِّلُوْا

(آلِ عمران) میں ہشامؒ تا مشددہ سے قُتِّلُوا - قُتِّلُوا - اور باقی تخفیفِ تا سے پڑھتے ہیں - نتیجہ یہ ہے کہ ہشامؒ نے پانچوں کو اور ابن ذکوانؒ نے چار کو اور مکیؒ نے دو کو بہ تشدید پڑھا ہے -

۴۳ قُبُلًا انعام میں مدنیؒ اور شامیؒ اور کہف میں غیر کوفیؒ قاف کے کسرہ اور با کے فتح سے قِبَلًا اور باقی قرار دونوں کے ضمہ سے پڑھتے ہیں -

۴۴ کُتُبِہٖ بقرہ میں - حمزہؒ و کسائیؒ اور تحریم میں غیر بصریؒ و حفصؒ کاف کی کسرہ تا کی فتح اور اسکے بعد الف سے بافراد کِتٰبِہٖ اور باقی قراء دونوں کے ضمہ سے بغیر الف کے بجمع پڑھتے ہیں (کُتُبِہٖ) اور انبیاء میں حفص حمزہؒ اور کسائیؒ کاف و تا کے ضمہ سے بلا الف بجمع اور باقی کاف کے کسرہ اور تا کی فتح سے بافراد پڑھتے ہیں -

۴۵ کُرْھًا (نساء - توبہ - احقاف دو) حمزہؒ و کسائیؒ چاروں جگہ اور ابن ذکوانؒ و عاصم صرف احقاف کے دونوں کلمات کو کاف کے ضمہ سے کُرْھًا اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں یہی ابن ذکوانؒ و عاصمؒ کی پہلی دونوں جگہ قرات ہے ان کے سوا فتح پر اجماع ہے -

۴۶ کَلِمٰتُ (انعام - یونس - غافر) انعام میں غیر کوفیؒ اور باقی تینوں جگہ مدنیؒ و شامیؒ میم کے بعد الف جمع زیادہ کر کے کَلِمٰتُ اور باقی بلا الف توحید سے پڑھتے ہیں -

۴۷ - کِسَفًا اسراء میں مکیؒ - بصریؒ - حمزہؒ اور کسائیؒ - شعراء و سبا میں غیر حفصؒ اور روم میں ابن ذکوانؒ اور ہشامؒ بخلاف سین کے سکون سے کِسْفًا اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں

۴۸ کَبٰٓئِرَ (شوریٰ - نجم) حمزہؒ و کسائیؒ باء موحدہ کے کسرہ اسکے بعد ہمزہ کی جگہ یاء ساکنہ سے

بلا الف کِبِیرٌ اور باقی بار مفتوحہ اسکے بعد الف اور پھر ہمزۂ مکسورہ سے بمد پڑھتے ہیں۔

۴۸ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ (بقرہ) وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَہُمْ اور وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (دونوں انفال میں) شامیؒ۔ حمزہؒ وکسائیؒ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ (بقرہ) کے دو کلمات میں مدنیؒ و شامیؒ وَلٰکِنَّ النَّاسَ (یونس) میں حمزہؒ وکسائیؒ نون مخففہ مکسورہ اور اسمار مابعد کے رفع سے وَلٰکِنِ الشَّیٰطِیْنُ وَلٰکِنِ اللّٰہُ۔ وَلٰکِنِ الْبِرُّ اور وَلٰکِنِ النَّاسُ اور باقی چھیوں جگہ نون مشددہ مفتوحہ اور اسمار مابعد کے نصب سے پڑھتے ہیں۔

۴۹ لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ (بقرہ) لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ (ابراہیم) لَا لَغْوٌ فِیْہَا وَلَا تَاْثِیْمٌ (طور) مکیؒ و بصریؒ ساتوں کو فتح سے بلا تنوین۔ لَا بَیْعَ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃَ وَلَا شَفَاعَۃَ۔ اور لَا بَیْعَ فِیْہِ وَلَا خِلٰلَ۔ اور لَا لَغْوَ فِیْہَا وَلَا تَاْثِیْمَ۔ اور باقی قرار تنوین رفع سے پڑھتے ہیں اور سورۂ بقرہ میں فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ کو اسکے برعکس مکیؒ و بصریؒ تنوین رفع سے فَلَا رَفَثٌ وَّلَا فُسُوْقٌ اور باقی فتح سے بغیر تنوین پڑھتے ہیں۔

۵۰ لَمَّا (ہود۔ یٰسٓ۔ زخرف۔ طارق) حرمیؒ بصریؒ اور کسائیؒ میم مخففہ سے لَمَا اور باقی میم مشددہ سے پڑھتے ہیں[1] اور زخرف میں ابن ذکوانؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف تخفیف میں شریک ہیں۔ ہشامؒ کے لئے تخفیف زیادات قصیدہ سے ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر تشدید اکثر کا مذہب ہے۔

۵۱ اَلْئَیْکَۃِ (شعرا۔ ص) حرمیؒ و شامیؒ لام مفتوحہ اور اسکے بعد یار ساکنہ اور تا کے

---

[1] دانیؒ نے مفردات میں ہشامؒ کے لئے صرف تخفیف تیسیر میں فقط تشدید اور جامع البیان میں دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور جامع میں کہتے ہیں "میں نے روایت ہشامؒ میں حلوانیؒ اور ابن عبادؒ کے طرق پر ابوالفتحؒ سے تخفیف پڑھی ہے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ تشدید ہشامؒ کی اختیار کردہ ہے" محقق کہتے ہیں "ہشامؒ کے لئے دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ ابن عامرؒ اور ہشامؒ سے ہرام ابن ذیمؒ اور ابن ابی حسانؒ تخفیف نقل روایت کرتے ہیں۔ لیکن اہل مشرق قاطبۃً اور اکثر اہل مغرب صرف تشدید روایت کرتے ہیں اور یہی تمام کتابوں میں مذکور ہے اور دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ اور شیخ ابوالقاسمؒ سے تشدید پڑھی ہے۔

فتح سے بغیر ہمزہ (غیر منصرف) لیکۃ اور باقی لام تعریف ساکن اسکے بعد ہمزہ مفتوحہ پھر یا ساکنہ اور تا کے کسرہ سے (منصرف) پڑھتے ہیں اور حجر اور قٓ میں اسپر اجماع ہے

۵۳ مُرۡجَوۡنَ (توبہ) مکیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابو بکرؒ جیم کے بعد قبل الواو ساکنہ ہمزۂ مضمومہ زیادہ کرکے مُرۡجَـُٔوۡنَ اور تُرۡجِـئُ احزاب میں یہی ائمہ جیم کے بعد یا کے بجائے ہمزہ مضمومہ سے تُرۡجِئُ اور باقی جیم کے بعد واؤ اور یاء ساکنہ سے بلا ہمزہ پڑھتے ہیں

۵۴ مِنۡ كُلِّ زَوۡجَيۡنِ (ہود۔ مومنون) غیر حفصؒ بلا تنوین مِنۡ كُلِّ اور حفصؒ تنوین سے پڑھتے ہیں۔

۵۵ مِثۡقَالَ (انبیاء۔ لقمان) مدنیؒ لام کے ضمہ سے مِثۡقَالُ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۵۶ مُعٰجِزِيۡنَ (حج۔ سباء) مکیؒ و بصریؒ بلا الف جیم مشددہ سے مُعَجِّزِيۡنَ اور باقی عین کے بعد الف اور جیم مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۵۷ وَالَّذٰنِ (نساء) اِنَّ هٰذٰنِ (طٰہٰ) هٰذٰنِ (حج) هٰتَيۡنِ۔ فَذٰنِكَ (ہر دو قصص) اَرِنَا الَّذَيۡنِ (فصلت) تثنیہ مبہمات کے چھئوں کلمات کو مکیؒ نون مشددہ سے وَالَّذٰنِّ۔ هٰذٰنِّ۔ هٰتَيۡنِّ۔ فَذٰنِّكَ۔ الَّذَيۡنِّ پڑھتے ہیں مدہ کے بعد باجماع اور حرف لین کے بعد وانیؒ کے نزدیک مد لازم ہوتا ہے۔ جمہور موخر الذکر میں وجوہ ثلثہ اور قصر کو مختار کہتے ہیں۔ ہمارے شیوخ کا معمول یہ ہے اور باقی نون مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ مگر فَذٰنِّكَ کی تشدید میں بصریؒ بھی شریک ہیں۔

۵۸ نَغۡفِرۡ لَكُمۡ۔ بقر میں مدنیؒ نون کی جگہ یائے تحتانیہ مضمومہ اور فا کے فتح سے يُغۡفَرۡ لَكُمۡ (بصیغۂ واحد غائب مجہول) اور اعراف میں تاء فوقانیہ سے تُغۡفَرۡ لَكُمۡ

(بصیغۂ واحد مؤنث مجہول) اور شامیؒ دونوں جگہ اسی طرح اور باقی قراء نونِ مفتوحہ اور فاءِ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔

۵۹ اَلْوَلَایَةُ کہف میں حمزہؒ وکسائیؒ اور مِنْ وَّلَایَتِهِمْ انفال میں صرف حمزہؒ واو کے کسرہ سے اَلْوِلَایَةُ مِنْ وِّلَایَتِهِمْ۔ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ یہی انفال میں کسائیؒ کی قراءت ہے۔

۶۰ وَلَدًا (مریم، زخرف) حمزہؒ وکسائیؒ واو کے ضمہ اور لام کے سکون سے وُلْدًا اور باقی ائمہ دونوں کے فتح سے پڑھتے ہیں اور سورۂ نوح میں مکیؒ، بصریؒ بھی واو کے ضمہ اور لام کے سکون میں شریک ہیں۔

۶۱ یَبْصُطُ (بقرہ) فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً (اعراف) مدنیؒ، بزیؒ، ابوبکرؒ اور کسائیؒ صاد سے قنبلؒ[۱]، بصریؒ، ہشامؒ، حفصؒ اور خلفؒ سین سے یَبْسُطُ، بَسْطَةً۔ خلادؒ[۲] دونوں طرح اور ابن ذکوانؒ بقرہ میں دونوں طرح اور اعراف میں صرف صاد سے پڑھتے ہیں۔ یہاں ان کے لئے سین[۳] صحیح نہیں ہے۔

---

۱۔ قنبلؒ، سوسیؒ اور حفصؒ کیلئے ہمارے طرق پر دونوں جگہ صرف سین ہے۔ تیسیر، شاطبیہ، ہادی، کافی، تبصرہ، تلخیص وغیرہ میں سین ہی منقول ہے اور یہی ابن مجاہدؒ اور جمہور ائمہ کا مذہب ہے۔

۲۔ ابن ثابتؒ نے ابن ہیثمؒ سے خلادؒ کے لئے دونوں جگہ صاد روایت کی ہے یہی ابوالفتحؒ کی ابن شاذانؒ سے اور قاسمؒ وزان وغیرہ کی خلادؒ سے روایت ہے۔ دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے صاد ہی پڑھی ہے اور یہی اکثر اہل مشرق کا مذہب ہے۔ قاسمؒ بن نصرؒ، ابن الہیثمؒ کے اور نقاشؒ، ابن شاذانؒ کے ذریعہ سے خلادؒ سے دونوں جگہ سین روایت کرتے ہیں دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ سے صرف سین پڑھا ہے۔ یہی کافی، ہدایہ، عنوان، اور تلخیص وغیرہ کتب اہل مغرب میں ہے دونوں صحیح ہیں۔

۳۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں: "نقاشؒ نے اخفشؒ سے بقرہ میں سین اور اعراف میں صاد روایت کی ہے" اس سے ظاہر ہے کہ ابن ذکوانؒ کے لئے اعراف میں صرف صاد ہے مگر شاطبیؒ کو دھوکا ہوگیا اور انہوں نے اعراف میں دونوں وجوہ بیان کردیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ "وَفِی الْخَلْقِ ... فِیهِمَا وَجْهَانِ قَوْلًا مُوَصَّلَا" حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہے بقرہ میں بیشک خلادؒ کی طرح ابن ذکوانؒ کے لئے دونوں وجوہ اور اعراف میں طرق حرز پر فقط صاد ہے۔ شاطبیؒ یہاں طریقہ سے نکل گئے۔ محقق کہتے ہیں: "اخفشؒ کے اکثر تلامذہ دونوں جگہ صاد روایت کرتے ہیں۔ مگر نقاشؒ نے بقرہ میں سین اور اعراف میں صرف صاد روایت کی ہے۔ اور دانیؒ نے شیخ ابوالقاسم فارسیؒ سے اسی طرح پڑھا ہے اور کسی شیخ سے اعراف میں سین نہیں پڑھا۔ تعجب ہے کہ شاطبیؒ نے اپنے اور تیسیر، نقاشؒ کے طرق سے کسطرح عدول کیا۔ حالانکہ تیسیر میں فقط نقاشؒ کا طریقہ

اور اَلْمُصَيْطِرُوْنَ (طور) کو قنبلؒ و ہشامؒ بلاخلاف اور حفصؒ بخلاف سین سے اَلْمُسَيْطِرُوْنَ
اور بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ) کو ہشامؒ سین سے بِمُسَيْطِرٍ اور باقی صاد سے پڑھتے ہیں یہی طور میں حفصؒ کی
دوسری وجہ ہے اور خلفؒ طور و غاشیہ میں بلاخلاف اور خلادؒ بخلاف صاد کا زا سے اشمام کرتے ہیں۔
نتیجہ یہ ہے کہ ہشامؒ چاروں کو قنبلؒ تین کو حفصؒ دو کو اور ایک کو بخلاف اور بصریؒ و خلفؒ بلاخلاف
اور خلادؒ بخلاف دو کو اور ابن ذکوانؒ ایک کو بخلاف سین سے اور باقی جگہ صاد سے اور مدنیؒ
بزیؒ ابو بکرؒ اور کسائیؒ سب کو صادِ خالص سے پڑھتے ہیں چاروں کلمات کی اصل سین ہی مصاحف
عثمانیہ میں بالصاد مرسوم ہیں تاکہ ابدال پر دلالت کریں اور حالِ قراءتین ہو جائیں
۶۲ يُغْشِي (اعراف۔رعد) ابو بکرؒ حمزہؒ اور کسائیؒ غین کے فتح اور شین مشددہ سے
يُغَشِّي اور باقی غین کے سکون اور شین مخففہ سے پڑھتے ہیں اور انفال میں اِذْ يُغَشِّيكُمْ
شامیؒ کوفیؒ غین کی فتح اور شین مشددہ اور یا سے اور مدنیؒ غین کے سکون اور شین مخففہ اور
یا سے اِذْ يُغْشِيكُمْ اور مکیؒ و بصریؒ غین کے سکون اور شین مخففہ مفتوحہ اور الف سے
اِذْ يَغْشَاكُمْ پڑھتے ہیں۔ پچھلی قراءت میں علامت مضارع مفتوح اور باقی میں مضموم ہے
۶۳ يُلْحِدُوْنَ (اعراف و فصلت) میں حمزہؒ اور نحل میں حمزہؒ و کسائیؒ یا
و حا کے فتح سے يَلْحَدُوْنَ اور باقی یا کے ضمہ اور حا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔
۶۴ يُبَشِّرُكَ۔ يُبَشِّرُكِ (آل عمران) وَيُبَشِّرُ (اسراء) وَيُبَشِّرَ کہف)
میں حمزہؒ و کسائیؒ يُبَشِّرُ اللّٰهُ (شوریٰ) میں مکیؒ بصریؒ اور حمزہؒ اور کسائیؒ
يُبَشِّرُهُمْ (توبہ) نُبَشِّرُكَ (حجر و مریم) لِتُبَشِّرَ مریم) میں صرف حمزہؒ
علامت مضارع کے فتح باکے سکون اور شین مخففہ مضمومہ سے يَبْشُرُ
يَبْشُرُ۔ نَبْشُرُكَ۔ لِتَبْشُرَ اور باقی علامت مضارع کے ضمہ باکے

فتح اور شین مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ حمزہؒ نے نوؔ کے نوکو۔ کسائیؒ نے پانچ کو اور مکیؒ و بصریؒ نے ایک کو فتح۔ سکون اور تخفیف سے پڑھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

# باب بست و سوم افراد و جمع

افراد سے مراد روایات وطرق کا جدا جدا پڑھنا اور جمع سے مقصد متعدد روایات وطرق کو ایک ختم میں جمع کرکے پڑھنا ہے متقدمین نے اپنی تصانیف میں افراد و جمع کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ انکو اسکی ضرورت تھی۔ متاخرین میں سے صفراویؒ نے اعلان میں اشارۃً اور محققؒ نے نشر میں تفصیلاً ذکر شروع کیا تھا مگر مراتب ابتدائی بیان کرکے نامکمل چھوڑ دیا ہم بقدر ضرورت اسکو بیان کرتے ہیں۔ اسکی اہمیت کے بارہ میں محققؒ کہتے ہیں "یہ باب عظیم الفائدہ اور کثیر النفع ہے۔ متقدمین نے اپنی کتابوں میں اسکو اسوجہ سے نہیں لیا۔ کہ انکی شاندار ہمتیں نیکی کی زیادتی اور استیعاب روایات پر مبذول تھیں اور وہ ایک روایت کو ایک شیخ سے کئی کئی مرتبہ پڑھتے تھے چنانچہ علامہ حصریؒ نے شیخ ابوبکر قصریؒ سے سبعہ قرات نوے ختموں میں دس سال کے عرصہ میں پڑھی تھیں۔ ابوحفص کتانیؒ امام ابن مجاہدؒ سے قراۃ عاصمؒ سالہا سال پڑھتے رہے۔ ابن سوارؒ کے شیخ۔ ابوالفتحؒ واسطی نے علامہ ابن شعیثیؒ سے روایت ابوبکرؒ بطریق علیمیؒ کئی سال اور متعدد ختموں میں پڑھی۔ ہمیں سے جو حضرات متعدد روایات وقرات پڑھتے تھے وہ ایک ہی شیخ کے روبرو ہر روایت وطریقہ کیلئے جلا جدا ختم پڑھتے تھے

اور ایک روایت کو دوسری روایت کیساتھ جمع نہیں کرتے تھے۔ صدر اول کا یہی قاعدہ تھا جو اوائل پانچویں صدی تک اسی طرح رائج رہا۔"

دانی کے عصر سے متصدرین اور حذاق کے لیئے جمع کا رواج ہوا بعض محتاط ائمہ اسکو اسوقت بھی بایں وجہ مکروہ جانتے تھے کہ یہ سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف تھا۔ مگر جمع کا طریقہ معمول و ماخوذ بنگیا شیوخ کو جس چیز نے اسکے اختیار کرنے پر مجبور کیا وہ ہمتوں کا فتور اور سرعت ترقی کا ارادہ تھا۔ لیکن یہ حضرات مبتدی کو جمع نہیں پڑھاتے تھے" محقق کہتے ہیں " اساتذہ صرف اس شخص کو جمع پڑھنے کی اجازت دیتے تھے جو طرق و روایات اور قرات افراداً پڑھکر معرفت تامہ حاصل کرچکا ہوا ور چھٹی صدی تک شیوخ وائمہ قرات سبعہ وعشرہ میں سے کسی ایک قاری کی قراءۃ بھی مبتدی کو ایک ختم میں نہیں پڑھاتے تھے۔ علامہ کمال ضریر صہر شاطبی نے جب امام موصوف سے قرات پڑھنی شروع کیں تو ہر ایک قراءۃ تین ختموں میں پڑھتے تھے۔ یعنی دونوں راویوں کے لیئے جدا جدا ختم پڑھ کر پھر دونوں کو جمع کرتے تھے۔ اسی طرح انیس ختم سنائے روایت ابو الحارث اور قراءۃ کسائی پڑھنی باقی تھی۔ کہ حضرت شاطبی نے بربنار کشف سبعہ کے جمعاً پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب علامہ سورہ احقاف پر پہونچے توامام موصوف نے وفات پائی۔"

نیز محقق کہتے ہیں " ہم نے اپنے شیوخ کے عصر تک یہی حال دیکھا ہے اور میں کسی کو نہیں جانتا جس نے علامہ تقی الدین ابو عبداللہ الصائغ سے قراء سبعہ کے لیئے افراداً اکیس ختم پڑھنے سے پہلے جمع پڑھی ہو اور ایسے ہی عشرہ کے واسطے۔ چنانچہ ہمارے شیخ ابن جندی نے علامہ موصوف سے مفردات بیس ختموں میں پڑھی تھیں اور

اسی طرح ہمارے شیوخ شمس الدین ابن الصائغؒ اور تقی الدین ابو محمدؒ بغدادی وغیرہ نے اور ایسے ہی اُن تمام بزرگوں نے جنکو ہم نے دیکھا ہے اور ہمارے شیخ امین الدین ابو محمد عبدالوہاب القرویؒ اسکندری نے شیخ شہاب الدین قومیؒ سے سبعہ قرات بضمن اعلان چالیس ختموں میں پڑھی تھیں۔ جو لوگ تساہل اور سستی کرتے تھے وہ نافع اور حمزہؒ کے سوا دیگر ائمہؒ کی قرات ہر قاری کے لئے ایک ایک ختم میں پڑھا دیتے تھے۔ مگر قالونؒ ورشؒ خلفؒ اور خلادؒ کی روایات کو وہ بھی علیحدہ علیحدہ ایک ایک ختم میں پڑھاتے تھے“۔

اسکے بعد کہتے ہیں ”جب میں شیوخ دمشق سے قرات افراداً وجمعاً پڑھ چکا۔ تو میں نے شیخ امین الدین عبدالوہاب سے ایک ختم میں قراءۃ ابو عمروؒ اور ایک ختم میں قراءۃ حمزہؒ پڑھ کر جمع پڑھنے کی اجازت مانگی مگر امام موصوف نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم نے مجھے قرات افراداً نہیں سنائی ہیں لہذا میں جمع نہیں سنتا اور پھر اصرار پر نافعؒ اور ابن کثیرؒ کی قرات جمع کرا دیں۔ البتہ اگر شیوخ کسی کو دیکھتے تھے کہ اُس نے کسی معتبر شیخ سے روایات افراداً وجمعاً پڑھ کر اجازت واہلیت حاصل کر لی ہے اور معرفت اتقان کے درجہ تک پہنچ گیا ہے اور جمع پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسکو افراد روایات کی تکلیف نہیں دیتے تھے اور جمع سنانے کی اجازت مرحمت کر دیتے تھے چنانچہ استاذ ابو العز قلانسیؒ نے امام ابو القاسم ھذلیؒ سے جب وہ بغداد آئے قرات عشرہ بضمن کامل ایک ختم میں اور قراء مصر نے امام کمال ابن فارس دمشقیؒ سے جب وہ مصر آئے قرات اثنا عشر۔ اُن تمام کتب کے طرق پر جو امام موصوف علامہ ابوالیمنؒ کندی سے روایت کرتے ہیں۔ ایک ختم میں پڑھی تھیں“۔

اسکے بعد کہتے ہیں ”چنانچہ تکمیل کے بعد میں نے امام ابو المعالیؒ ابن لبانؒ سے قرات عشرہ ایک ختم میں پڑھی تھیں اور جب میں پہلی مرتبہ مصر گیا تو علامہ ابوبکرؒ ابن جندیؒ سے قرات

اثنا عشر بضمن کتب متعددہ۔ اور شیخ شمس الدین ابن الصائغ اور شیخ تقی الدین ابو محمد بغدادی سے سبعہ قرأت بضمن تیسیر و شاطبیہ و اعلان ایک ایک ختم میں پڑھیں اور پھر جب دوبارہ مصر گیا تو میں نے شیخ شمس الدین ابن الصائغ موصوف سے قرأت عشرہ اور شیخ تقی الدین ابو محمد بغدادی سے عشرہ مع قرأت ابن محیصن و اعمش و خواجہ حسن ایک ایک ختم میں پڑھیں۔ جمع کی متعلق یہ قوم کا طریقہ تھا۔"

اہل علم و ارباب فن غور کریں کہ آجکل مبتدیوں اور غیر عربی دان طلبا کو جمع پڑھائی جاتی ہے اور اکثر طلباء کو پڑھنے کے بعد یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مختلف روایات کی خصوصیات کیا ہیں طرق و روایات اور قرأت میں کیا فرق ہے۔ کونسا اختلاف واجب اور کونسا جائز تخییری ہے۔ صحیح سقیم۔ قوی ضعیف اور متواتر و شاذ کا فرق معلوم کرنا تو ایک بڑا مرحلہ ہے۔ جب یہ کیفیت ہی تو ماہر فن اور نقاد کسطرح پیدا ہو سکتے ہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی     زیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

سید غیثا میں کہتے ہیں "آجکل ایسے طلباء کو جمع پڑھائی جاتی ہے جو نہ مکتبی تعلیم رکھتے ہیں اور نہ افراداً قرأت کو سمجھتے ہیں۔ یہ فعل متقدمین و متاخرین کے اجماع کے خلاف ہے۔ پس جمع پڑھانے سے پہلے افراداً روایات پڑھائی چاہئیں۔ اور طلباء کو چاہیئے کہ اول طرق و روایات علیحدہ حاصل کریں اور یاد رکھیں کہ ایک روایت کا ضبط مشکل ہے مجموعہ کو بسہولت کون ضبط کر سکتا ہے۔

جمع پڑھنے سے پہلے خلاف واجب اور خلاف جائز کا سمجھنا لازم ہے ورنہ جمع پر قدرت نہیں ہو سکتی اور طرق و روایات کا فرق جاننا لابدی ہے۔ ورنہ ترکیب سے بچنا دشوار ہے پس یاد رکھیں کہ اگر دو قراءتوں میں ایسا اختلاف ہے کہ ہر قراءۃ کی تمام راوی اسپر متفق ہیں تو یہ قراءۃ ہی اور اگر

کسی قراءۃ کے رواۃ میں اختلاف ہے مگر روایت کے طرق متحد ہیں تو یہ روایت ہے اور اگر راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہے خواہ کسی طبقہ میں ہو تو یہ طریقہ ہے۔ قراۃ روایت اور طریقہ کا اختلاف منصوص اور اختلاف واجب ہے۔ جمع پڑھتے ہوئے سب وجوہ پڑھی جائینگی اور اگر کوئی وجہ چھوٹ جائیگی تو روایت میں نقص ہوگا۔ مثلاً بین السورتین بسم اللہ ابن کثیرؒ کی قراءۃ۔ قالونؒ کی روایت اور ورشؒ سے اصبہانیؒ کا اور ازرقؒ سے ابو طاہرؒ بن خلفؒ اور شاطبیؒ کا طریقہ ہے اور ورشؒ سے عدم بسم اللہ کیساتھ سکتہ امام ابو الحسنؒ کا اور دانیؒ کا اپنے تمام شیوخ سے طریقہ ہے اور اگر اختلاف تخییری ہو جیسے مد سکون وقفی کی وجوہ ثلثہ۔ یا سکون و اشمام و روم یا بین السورتین وصل و قطع کی مختلف صورتیں یا ادغام کبیر میں طول توسط اور قصر۔ تو یہ اختلاف جائز ہے اور ان کو وجوہ کہتے ہیں اختلافات نہیں کہتے پس انمیں سے جو وجہ پڑھی جاوے وہ کافی ہے سب وجوہ ہر جگہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ ہر جگہ سب وجوہ پڑھنے کا التزام کرتے ہیں اور اختلاف جائز تخییری کو اختلاف واجب کے مانند سمجھتے ہیں وہ فن سے ناواقف ہیں۔

تنبیہ۔ ازرقؒ سے مد بدل میں قصر توسط اور طول منقول ہیں وہ طرق ہیں وجوہ نہیں اگرچہ بسا اوقات طرق پر مجازاً وجوہ کا اطلاق کر دیتے ہیں۔

جمع پڑھنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی آیت کو پڑھتے ہوئے وقف صحیح تک پہونچے تو وقف کرکے دیکھے کہ تلاوت کردہ حصہ میں اصولی اور فرشی اختلافات کہاں کہاں ہیں پس جہاں تک تداخل ہے وہاں ایک وجہ کافی ہے اور جہاں تداخل نہیں اسکو دوبارہ پڑھے۔ اور تمام وجوہ اہمال ترکیب اور اعادہ عبث کے بغیر پوری کرے۔ اہمال ممنوع۔ ترکیب مکروہ۔ اور اعادۂ عبث عیب ہے۔ اور جمع کے متعلق شیوخ سے تین مذاہب منقول ہیں۔

اول جمع بالحرف۔ یعنی قراءت کرتے ہوئے قاری جب اُس کلمہ پر پہونچے جسمیں اصولی یا فرشی

اختلاف ہو تو اس کلمہ کا اعادہ کرکے یکے بعد دیگرے اختلافات کو ادا کرے پھر آگے چلے اور اگر وہ اختلاف دو کلمات سے متعلق ہو جیسے مد منفصل اور سکتہ تو دونوں کلمات کو ملا کر اختلاف پورا کرے یہ اہل مصر کا مذہب ہے۔ محقق کہتے ہیں وہ ادائے اختلافات کے لئے یہ مذہب ضبط و طرز اور بروئے اخذ نہایت آسان وسہل اور مختصر ہے۔ مگر اسمیں رونق تلاوت اور حسن ادا باقی نہیں رہتا۔"

دوم۔ جمع بالوقف یعنی۔ قاری اسوقف صحیح تک قرات کرے جسکے بعد سے ابتدا درست ہو۔ جو ائمہ و رواۃ مندرج ہو گئے اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ صاحبان اختلاف کو ابتدا سے لوٹائے اور اسی جگہ وقف کرے جہاں پہلے وقف کیا تھا اسی طرح تمام اختلافات پورے کرکے آگے چلے یہ اہل شام کا مذہب ہے محقق کہتے ہیں وہ یہ مذہب اختلافات کے استحضار میں ضبط و اوثق اور بلحاظ زمانہ اطول ہے مصر و شام کے تمام شیوخ سے میں نے اسی طرح پڑہا اور اسی طرح پڑہاتا ہوں۔ اسکے بعد محقق کہتے ہیں میں نے دونوں مذاہب سے مرکب کرکے ایک تیسرا مذہب نکالا ہے جو محاسن جمع کے لحاظ سے نہایت اچھا ہے یعنی میں کسی قاری کے لیئے پڑہتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ قراء میں سے کون ان سے زیادہ موافق ہے اور جب اس کلمہ پر پہنچتا ہوں جہاں اختلاف ہو تو وقف کرکے اختلاف ادا کرتا ہوں اور پھر وصل کرکے آگے چلتا ہوں اور وقف صحیح تک یہی کرتا رہتا ہوں۔" غالباً مطلب یہ ہے کہ موافقین کو بطریق اہل مصر اور غیر موافقین کو بطریق اہل شام پڑہتا ہوں۔ واللہ اعلم بما اراد۔

سوم جمع مروجہ۔ جو ہر دو مقدم الذکر مذاہب سے مرکب اور محقق کا اختیار کردہ مذہب کی مکمل ترین صورت ہے جسکو علماء مصر و شام نے اختیار و مروج کیا ہے۔ پہلے قالون کو وقف صحیح تک پڑہتے ہیں جو قراء ان کے ساتھ مندرج ہو گئے انکا اعادہ نہیں کرتے اور اختلاف کرنیوالوں کو دیکھتے ہیں کہ محل وقف سے کون اقرب ہے چنانچہ اسجگہ سے وقف تک اُسکے لیئے اعادہ کرتے ہیں اور پھر ان کو

لوٹتے ہیں جو اُن سے اُوپر ہوں حتیٰ کہ سب اختلافات پورے ہو جائیں اور اگر چند ائمہ ایک جگہ جمع ہوں تو مراتب مندرجہ شاطبیہ کے مطابق اعادہ کرتے ہیں اور اگر ایک جگہ امالہ اور فتح والے جمع ہوں تو فتح والوں کو پڑھ کر امالہ پڑھتے ہیں اس وقت روئے زمین پر یہی طریقہ مروج ہے سید کہتے ہیں "میں نے اپنے تمام شیوخ سے اسی طرح پڑھا اور اسی طرح پڑھاتا ہوں" ہمارے شیوخ بھی اسیطرح پڑھاتے تھے اور یہی میرا معمول ہے۔

فائدہ اگر ان تینوں مذاہب کے سوا کوئی اور طریقہ ممکن ہو سکے تو اس سے جمع پڑھ سکتے ہیں مگر وقف وابتدا اور حسن ادا کی رعایت پیش نظر رہے اور ترکیب و اہمال پیدا نہ ہو۔

تنبیہ ہمارے یہاں قالونؒ کا صلہ پہلے پڑھتے ہیں اور مصری بے صلہ کو مقدم کہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طریقہ پر قالونؒ کی وجوہات میں عام طور سے فصل نہیں ہوتا اور مصریوں کے طریقہ پر ابن کثیرؒ کے سوا اور سب قراء کو اگر اوپر نہ چھوٹے ہوں صلے سے پہلے پڑھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا قالونؒ کی وجوہات میں فصل ہو جاتا ہے ہمارا طریقہ طلباء کے لیئے زیادہ موزوں اور سہل ہے۔

جمع پڑھاتے ہوئے بعض لوگ وجوہ بین السوَر اور مد بدل کی وجوہات کو حسابی طریقہ یعنی ضرب سے پڑھاتے ہیں جو بدعت و لغو اور فضول ہے۔ اس سے بچنا واجب و لازم ہے۔ صدر اول کی طریقہ حقہ کی جگہ جمع اس لیئے اختیار کیگئی تھی کہ وقت کی بچت ہو اور تھوڑے عرصہ میں قراءات حاصل ہو جائیں مگر اس ضرب کے طریقہ سے وہ مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے اور خیر القرون کے طریقہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور یہ مثل صادق آجاتی ہے۔ اَلْهَرَبُ مِنَ الْمَطَرِ وَالْوُقُوفُ تَحْتَ الْمِيزَابِ اسکے لیئے اجمالی اشارات باب الفرش میں آئینگے۔

جمع الجمع پڑھنے کے لیئے چند آیات بطور تمثیل ہم یہاں درج کرتے ہیں مشکل مواقع باب الفرش میں بیان ہونگے۔

اول۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ قالونؒ کے لیئے مَلِكِ بلاالف پڑہیں
ورشؒ۔ مکیؒ۔ دوریؒ شامیؒ اور حمزہؒ مندرج ہو گئے اسکے بعد عاصمؒ کے لیئے مٰلِكِ بالف پڑہیں
کسائیؒ مندرج ہوگئے۔ اسکے بعد سوسیؒ کو اَلرَّحِیْمِ مَّلِكِ سے بادغام اور بلاالف لوٹائیں۔

دوم۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ٥ قالونؒ کو
صاد خالص اور ہا ر کنایہ کے کسرہ سے پڑھیں۔ ورشؒ۔ بزیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ عاصمؒ
اور کسائیؒ مندرج ہو گئے۔ اسکے بعد قنبلؒ کو سین سے پڑھیں اسکے بعد حمزہؒ کو دونوں جگہ
صاد کا زا سے اشمام کر کے اور ہا ر کنایہ کے ضمہ سے لوٹائیں پھر خلادؒ کے لیئے صراط سے
بصاد خالص اعادہ کریں۔

سوم۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥ قالونؒ کے لیئے صلہ پڑھیں ابن کثیرؒ مندرج ہو گئے۔ پھر
بے صلہ پڑھیں۔ ورشؒ وسوسیؒ کے سوا سب مندرج ہو گئے پھر ورشؒ کو ہمزہ ساکنہ کے
ابدال اور الصَّلٰوةَ کے لام کی تغلیظ سے پڑھیں پھر سوسیؒ کے لیئے ترقیق لام سے اعادہ کریں

چہارم۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ قالونؒ
کو بقصر پڑھیں۔ ابن کثیرؒ کا مل اور دوریؒ کی ایک وجہ ہو گئی۔ پھر بمد پڑھیں دوریؒ ہو گئے
پھر مد سے شامیؒ کو پڑھیں کسائیؒ ہو گئے پھر عاصمؒ کو پھر حمزہؒ کو پڑھیں۔ پھر ابدال ہمزہ
ساکنہ سے ورشؒ کو لوٹائیں اسکے بعد سوسیؒ کے لیئے قصر پڑھیں۔

پنجم۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ٥ قالونؒ کے ساتھ صلہ میں ابن کثیرؒ اور پھر
بے صلہ میں ورشؒ وخلفؒ اور خلادؒ کی ایک وجہ کے سوا سب مندرج ہو گئے۔ اب ورشؒ
کو حرکت ہمزہ کی نقل اور را کی ترقیق اور مد بدل کی وجوہ ثلثہ سے پڑھیں۔ اسکے بعد حمزہؒ

کو سکتہ سے لوٹائیں۔

ششم۔ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ قالونؒ کیساتھ صلہ میں مکیؒ اور بے صلہ میں بصریؒ۔ پھر ورشؒ کے ساتھ حمزہؒ اور شامیؒ کے ساتھ کسائیؒ ہو گئے۔ اسکے بعد عاصمؒ کو پڑھیں۔

ہفتم۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ قالونؒ کے لیئے متصل میں دو الفی مد کے ساتھ صلہ کا قصر اور ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل مع ادخال پڑھیں۔ پھر مکیؒ کو ہمزہ کی تسہیل سے بلا ادخال لوٹائیں۔ پھر قالونؒ کے لیئے صلہ کا مد اور پھر بے صلہ پڑھیں بصریؒ ہو گئے۔ پھر ورشؒ کے لیئے مدِ متصل پانچ الفی اور دونوں جگہ صلہ کے مد ہمزۂ ثانیہ کی بین بین تسہیل اور ہمزہ ساکنہ کے ابدال سے اور پھر اسی طرح مگر ہمزۂ ثانیہ کے ابدال سے بمد لازم پڑھیں پھر خلفؒ کو ہاءِ کنایہ کے ضمہ اور قبل از ہمزہ میم جمع پر سکتہ اور ہمزۂ ساکنہ کے ابدال سے۔ پھر خلادؒ کو اسی طرح مگر بلا سکتہ۔ پھر ہشامؒ کو تسہیل و ادخال اور تحقیق و ادخال سے۔ پھر ابن ذکوانؒ کو بلا ادخال پڑھیں۔ کسائیؒ ہو گئے۔ پھر عاصمؒ کو پڑھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ کہ آج اصولِ سبعہ قراءت کی پہلی جلد کی ترتیب اور نظرِ ثانی سے فراغت ہو کر دوسری جلد کی ترتیب شروع ہو گئی خدا تعالےٰ اپنے حبیب خاتم النبیینؐ کے وسیلہ اور طفیل اور اپنے مقرب اور برگزیدہ بندوں کے صدقہ سے قبول فرما کر اشاعت کی مہلت عطا کرے اور طلباء کو اس سے نفع پہنچائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ] ابو محمد محی الاسلام۔ پانی پت ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ بوقت چار بجے شب

## وہ کلمات طیبات اور گرامی ارشادات جو اس کتاب کے سرسری معائنہ کے بعد حضرت العلامہ بقیۃ السلف عمدۃ الخلف استاذی مولٰنا قاری محمد اسحاق مدظلہ العالی علیٰ رؤس الموالی خلف الصدق حضرت مولٰنا قاری محمد رحیم بیگ دہلوی ثم المیرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کی حوصلہ افزائی کیلئے تحریر فرمائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا اما بعد یہ کتاب فن شریف "معلم قرات" میں میرے محترم **علامہ جناب مولانا مولوی قاری ابو محمد محی الاسلام صاحب زاد مجدہم** پانی پتی نے تصنیف فرمائی ہے۔ گو احقر اس مبارک تصنیف کے شرف مطالعہ من اولہ الی آخرہ سے بہرہ اندوز نہیں ہوا ہے۔ مگر چند اوراق میں بعض مقامات کی تحقیقات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت ایسی مبسوط اور مشرح محققانہ طرز کی کوئی کتاب فصیح اور سلیس عام فہم اب تک اردو کی اس فن شریف میں تصنیف نہیں ہوئی

اور اس تصنیف سے علامہ مصنف نے نہ صرف ان مشتاقانِ فن شریف پر احسان فرمایا ہے کہ جو اپنی تکمیل فن میں بوجہ ناواقفیت زبانِ عربی عاجز رہتے تھے بلکہ اس اردو تصنیف مبارک سے ہر اردو جاننے والے مسلمان پر بھی احسان فرمایا ہے جو قرآن صحیح پڑھنا چاہے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا عنا وعن سائر المسلمین۔ آمین یا رب العلمین۔ حررہ العبد الاحقر

**محمد اسحٰق ابن حضرت مولانا قاری محمد رحیم بیگ دہلوی ثم المیرٹھی رحمہ اللہ علیہ من تلامذ**
**حضرت مولٰینا قاری قادر بخش صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ** ۱۹ شعبان المعظم یوم جمعہ ۱۳۴۹

## ارشاد بلند پایہ حضرت العلامہ ماہر منقول و معقول فاضل عربیت و قرات استاذ الاسلامیات بمدرسۃ التبلیغ کرنال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد احقر نے جب سے علم تجوید وقرات کی کتابوں کا اشتغال کیا ہمیشہ سے یہ آرزو دل میں رہی کہ کاش ساتوں قراتوں کے قواعد وغیرہ کے متعلق کوئی عام فہم کتاب اردو زبان میں ہوتی تو عربی نہ جاننے والے شائقین بھی اس مبارک فن سے محروم نہ رہتے لیکن یہ آرزو اس لئے پوری نہ ہو سکتی تھی کہ اردو میں علاوہ از مسائل تجوید کے فن فرش پر کسی نے کوئی کافی کتاب نہیں لکھی تھی۔ اب یہ معلوم کر کے بے حد مسرت حاصل ہوئی کہ مولانا المحقق المقری المدقق۔ قاری محی الاسلام صاحب نے ایک کتاب اصول سبعہ قرات پر" سلیس و عام فہم اردو میں تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب مذکور کا حصہ اول فاضل مؤلف سے میں نے اول سے آخر تک سنا جس کی بہت سی خوبیوں میں سے خصوصیت کیساتھ یہ خوبیاں زیادہ تر قابل ذکر ہیں:۔ (الف) کتاب بلحاظ زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ (ب) ابتدا میں ایک مقدمہ لگایا گیا ہے جسے محققانہ طور پر نہایت اہم اور کارآمد معلومات سے مرتب کیا گیا ہے اور خصوصیت سے مولانا المحقق نے طلبہ پر یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اس فن کے مؤلفات کی ایک مختصر سی فہرست لکھ کر اس بات کا پتہ لگانا آسان کر دیا کہ اس فن کی کونسی کتاب معتبر ہے اور کونسی

محققانہ طرز سے محروم ہی۔ (ج) فاضل مؤلف نے تمام قواعد و مسائل کو بے حد محنت اور پوری تحقیق و تفتیش تنقیح و تدقیق کے بعد درج کتاب کیا ہی۔ (د) اور تقلید اعمی سے بچتے ہوئے اس امر کی پوری کوشش کی ہی کہ ہر بات محقق ہو کر دیج ہو پھر تحقیق مسائل کے سلسلہ میں محققین و ائمہ فن کی کتب کو حتے الامکان بالاستیعاب دیکھکر پوری چھان بین کے بعد فاضل مؤلف نے ان کو اپنی کتاب میں جگہ دیدی ہی اور ساتھ ہی ساتھ متن یا حاشیہ میں ان اوہام کیطرف بھی مدلل اشارہ کیا ہی جو دوسرے مصنفین کو اُن میں ہوئے ہیں۔ (ہ) اپنی تحقیق کو جابجا محققین کی عبارات سے مؤیّد کیا ہے۔ جس موقع پر کتاب مذکور کو فاضل مؤلف سے سننے کا اتفاق ہوا اگرچہ وقت اسقدر وسیع نہیں تہا کہ میں اہم مسائل اور متنازع فیہ مقامات میں کتب متعلقہ کی مراجعت کر کے مزید اطمینان حاصل کر لیتا۔ تاہم بلاخوف تردید یہ کہتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور اپنے خاص انداز میں فی زمانہ بے نظیر ہے اور یہ الفاظ مبالغہ یا خوشامد کیطور پر نہیں لکھتا اور نہ اس کی عادت ہے بلکہ میں کتاب کے طرز بیان. طرز تالیف. طرز تحقیق کو دیکھکر اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں. اور مجھے یقین ہے کہ ارباب مناسبت اس کتاب کو دیکھ کر یہ کہنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ خُبْرُهٗ خَيْرٌ مِّنْ خَبَرِهٖ

اللہ تعالےٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اور اہل اسلام کو اس تالیف شریف سے نفع پہونچاوے ❊

آمین ثم آمین

**وانا العبد الملتجی الی اللہ**

**مختار اللہ (المدعو) میرک شاہ** (عفا اللہ عنہ)

**استاذ الاسلامیات**

**بمدرسۃ التبلیغ۔ کرنال ۲۶ شعبان ۱۳۴۸ھ**

# عرض حال

مدت سے اس تگ و دو میں لگا ہوا ہوں کہ قراءت کی معتبر کتابوں کا معتد بہ ذخیرہ اُردو میں جمع ہو جائے لیکن موانعات قوی حائل ہیں۔ سب سے زیادہ اُس مخصوص قابلیت کا فقدان (جو اس کام کیلئے ضروری ہے) اور اہل علم کی امداد سے حرمان ہے۔ پھر مسلمانوں کی بے توجہی اور اس فن سے لاپرواہی سونے پر سہاگہ اور اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ بنی ہوئی ہے۔ تاہم گذشتہ سال شجرۂ سبعہ قراءات (حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک شیوخ قراءات کے متبرک نام) طبع کرا کر تقسیم کر چکا ہوں۔ اب شرح سبعہ قراءات کی پہلی جلد (اصولی اختلافات کے متعلق) ہدیۂ ناظرین ہے۔ دوسری جلد (متعلق فرش) انشاء اللہ القدیر عنقریب نذر ہوگی۔

ارادہ ہے کہ تیسیر، شاطبیہ اور کافی وغیرہ متون ترجمہ اور مختصر شروح کے ساتھ اور ایک قرآن شریف حامل سبعہ قراءات سرخ رموز اور ضروری حواشی کے ساتھ چھپ جائے تاکہ طلباء ایجاد بندہ اور غلطی سے محفوظ ہو جائیں۔ اکثر مواد جمع ہے اور بے سروسامانی کے سوا کوئی دشواری نہیں جو مانع ہو۔ واللہ المستعان۔

طبقات القراء اور قراءات کے اساتذۂ دہلی اور شیوخِ پانی پت کے حالات مرتب کر رہا ہوں۔ مؤخر الذکر کا مسودہ مکمل موجود ہے لیکن طبقات میں بہت زیادہ کام باقی ہے اور شاید پانی پت میں بیٹھکر مکمل بھی نہ ہو سکے۔ مشائخ دہلی کا اس وقت تک کوئی حال دستیاب نہیں ہوا۔ متعدد بزرگوں سے استمداد کی مگر محروم ہوں۔ کاش دہلی کے ذی علم حضرات اعانت و سرپرستی فرمائیں تاکہ یہ مشکل حل ہو اور اسلاف کرام کا متبرک ذکر باقی رہے۔

اس سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے پانسو معاونین کی ضرورت ہے کہ جو کتاب طبع ہو وہ ان کی خدمت میں بھیجدی جائے اور مؤلف بار بار اس زحمت و دردسری اٹھانے سے بچ جائے جو خریداروں کی تلاش میں عموماً کرنی پڑتی ہے۔ اُمید کہ علماء۔ قراء، حفاظ اور کلام الٰہی کے شیدائی توجہ فرمائیں۔ ؎ بر کریمان کارہا دشوار نیست

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پت (ضلع کرنال)

# رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ناظرین کرام ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اصول سبعہ قرأت کی پہلی جلد (جس میں ساتوں قراءتوں کے قواعد مذکور ہیں) چھپکر آپ کے سامنے ہے ۔ اس کی تدوین میں احقر نے جس دماغ سوزی سے ۔ طلبہ اور شائقین کے لیے سہولتیں جمع کی ہیں ان کا حال مطالعہ اور ملاحظہ سے ظاہر ہوگا ۔

دوسری جلد (جسمیں تمام قرآن مجید کے فرش الحروف مع اکثر اصولی اختلافات کے حسب وقوع بترتیب سور ورکوع بیان کئے گئے ہیں کیونکہ ہندوستان میں کلام پاک کی تلاوت رکوعوں کے حساب سے کیجاتی ہے) آٹھ مہینہ سے کاتب صاحب کے قبضہ میں ہے ۔ ان کی امروز وفردا کا سبق ختم نہیں ہوتا ۔ اُمید کہ سید عبدالعلیم صاحب زاد بقاءٗ ادہر توجہ کریں اور جناب موصوف کی مدد سے وہ بھی جلد از جلد طلباء اور شائقین کے ہاتوں میں پہونچ جائے ۔ یقین ہے کہ کتاب ہذا طلباء کو مطولات کے مطالعہ اور متون وشروح کے دیکھنے سے بے نیاز کردے گی ۔ اُردو ایک طرف عربی میں بھی نشر کے سوا کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں ۔

حضرات دوسرے حصہ کی جلد اشاعت کے لیئے اس جلد کی نکاسی بے حد ضروری ہے لہٰذا اہل علم ۔ قراء وحفاظ اور قرآن کے شیدائی مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس کو خرید کر اعانت فرمائیں ۔ اور خدمت قرآن میں شریک ہوں ۔

صاحبان مطابع سے التجا ہے کہ اس کتاب کے تمام حقوق خاکسار مؤلف کے حق میں محفوظ ہیں کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں ۔ جس قدر نسخے مطلوب ہوں بذریعہ وی پی یا بارسال نقد قیمت طلب کریں ۔

خاکسار

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ (پانی پتی)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ کُلُّھَا شَافٍ کَافٍ

(مُسْنَد حافظ ابو یعلیٰؒ)

بے شک قرآن سات حرفوں پر اُتارا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

سبعہ قرآت متواترہ بطریق تیسیر و شاطبیہ کی مایۂ ناز کتاب مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

# شرح سبعہ قرآت

۱۳۴۷ھ

## جلد دوم

جو فرش الحروف پر مشتمل ہے

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نوّر اللہ مرقدہٗ

تسوید و نظر ثانی

ابو عبد القادر محمد طاہر رحیمی مقیم مدینہ منوّرہ

باھتمام

پروفیسر حافظ قاری محمد علی عثمانی حفظہ اللہ لاہور،
خلف الرشید حضرت مؤلف

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

# دین و شریعت

طاہر

جدید ایڈیشن، اہم اضافات و ترمیمات کے ساتھ

توحید، عقائد، رسالت، معجزات، گمراہ فرقوں کے جوابات،
شریعت، عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اخلاق،
معاملات، جہاد، سیاست و حکومت، احسان و تصوف،
اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اہم اسلامی تعلیمات؟

از:۔ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ

مقدمہ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی، لاہور ۲ ، پاکستان
۳۵۳۲۴

شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے

# عدالتی فیصلے

جنھوں نے مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی قوانین کے
نفاذ میں انتہائی اہم کردار انجام دیا

از: جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی، لاہور۲ (پاکستان)